

دشمنانِ ابرو
علی محاسب
جلد اول

محقق اسلام حضرت مولانا محمد علی حسابد

مکتبہ نوریہ حسینیہ جلال گنج

لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 در بیان حقایق و لطایف
 و در بیان حقایق و لطایف
 و در بیان حقایق و لطایف

دشمنان ایمان علمی محاسبه جلد اول

محقق سلام حضرت مولانا محمد علی صاحب

مکتبہ نوریہ سنیہ
 بلال گنج — لاہور

معتبر شیعہ کتب شیعہ ہر کے جملہ عقائد کی تحقیق ترویج دینا مقصد ہے

تلف جعفریہ ۵ جلد شیعہ مذہب عقائد جعفریہ ۴ جلد فقہ جعفریہ ۳ جلد میزان الکتب

یہ سب کتب جدیدے کر منظر عام پر آچکی ہیں

تصنیف محقق الامام شیخ الحدیث علامہ محمد علی صاحب ہاروی شیرازیہ بلال گنج لاہور

خصوصیات کتاب

- (۱) جس نے شیوہ قس کے جملہ باطل عقائد کو تائید و توثیق کی طرح بکھر کر رکھ دیا۔
- (۲) ہر دور حاضر میں اپنے موضوع پر لکھی جانے والی یہ کتاب ہے
- (۳) جس کے برتے ہوئے شیعہ عقائد کی توحید کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں رہ باقی۔
- (۴) جس میں ازواج مطہرات، امیر معاویہ اور خلفاء راشدین پر شیعہ فرقہ کی طرف سے مانگے گئے الزامات کا تذکرہ جواب دیا گیا ہے۔
- (۵) خلفاء راشدین امیر معاویہ اور اہل بیت علیہم السلام کے رشتہ ہائے محبت اور خاندانی تعلقات کا تذکرہ
- (۶) جس میں نبی و آل نبی سے شیعہ فرقہ کی خفیہ عداوت کا بے خطا انکشاف کیا گیا ہے۔
- (۷) جسے پڑھ کر کوئی شخص آدمی شیعہ نہیں رہ سکتا۔
- (۸) صحابہ کرام کے گستاخوں کے لیے تازیانہ عبرت، مناظرین کے لیے علمی خزانہ۔
- (۹) میزان الکتب میں اس بات کی تحقیق کی گئی ہے کہ شیعہ لوگ کہتے ہیں۔ فلاں فلاں سنیوں کی معتبر کتاب میں لکھا ہے۔ کیا وہ سنیوں کی کتاب ہے بھی یا نہیں۔ اگر ہے تو معتبر یا نہیں۔
- طرح امتیاز: مذکورہ کتب میں اپنے ہر دعوے کا استدلال صرف معتبر شیعہ کتب سے کیا گیا ہے۔

ناشر مکتبہ نوریہ حنیہ۔ جامعہ سولہ شیرازیہ امیر روڈ بلال گنج لاہور

محقق الامام شیخ الحدیث علامہ محمد علی صاحب ہاروی شیرازیہ بلال گنج لاہور
حضرت مولانا محمد علی صاحب کی تصانیف اور ان کی قیمتیں

- | | |
|--|--|
| (۱) تلف جعفریہ جلد اول قیمت ۱۲۰ روپے | (۱) تلف جعفریہ جلد اول قیمت ۱۱۰ روپے |
| (۲) تلف جعفریہ جلد دوم قیمت ۱۲۰ روپے | (۲) تلف جعفریہ جلد دوم قیمت ۱۱۰ روپے |
| (۳) تلف جعفریہ جلد سوم قیمت ۱۲۰ روپے | (۳) تلف جعفریہ جلد سوم قیمت ۱۱۰ روپے |
| (۴) تلف جعفریہ جلد چہارم قیمت ۱۲۰ روپے | (۴) تلف جعفریہ جلد چہارم قیمت ۱۱۰ روپے |
| (۵) تلف جعفریہ جلد پنجم قیمت ۱۲۰ روپے | (۵) تلف جعفریہ جلد پنجم قیمت ۱۱۰ روپے |
-
- | | |
|---|--|
| (۱) نور العین فی بیان آیات الکریمین قیمت ۱۱۰ روپے | (۱) عقائد جعفریہ جلد اول قیمت ۱۲۰ روپے |
| (۲) دشمنان امیر معاویہ کا علمی محاسبہ قیمت جلد اول ۱۱۰ روپے | (۲) عقائد جعفریہ جلد دوم قیمت ۱۲۰ روپے |
| (۳) آثار و سیرت امیر معاویہ قیمت ۲۶ روپے | (۳) عقائد جعفریہ جلد سوم قیمت ۱۲۰ روپے |
| | (۴) عقائد جعفریہ جلد چہارم قیمت ۱۲۰ روپے |

کشف المغنی فی شرح الموطا المعروف بشرح کبیر موطا امام محمد (ذریعہ) میزان الکتب (ذریعہ)

مصنف علامہ کے خوندن ارجمند مولانا قاری محمد طیب صاحب کی تصانیف

- | | |
|--|---|
| (۱) ترجمہ و دلائل النبوت، ابن تیمیہ صفحہ ۱ چار جلدوں میں | (۲) شرح الموطا (چار جلدیں) ذریعہ طبع |
| (۳) فن تجرید میں شامل، کی شرح اور تفسیر دو جلدیں | (۴) بیاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات پر ایک تحقیقی ذریعہ |

ناشر: مکتبہ نوریہ حنیہ، جامعہ سولہ شیرازیہ امیر روڈ بلال گنج لاہور

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

مصنف — محقق الاسلام شیخ الحدیث مولانا محمد علی صاحبہم پور شیراز امیر فطانی

نام کتاب — دشمنان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی محاسبہ

کتابت — لکھنؤ ہندوستان حضرت کیلیانوالہ شریف
قیمت — ۱۱۰ روپے

معاونین: (۱) خصوصی معاون مصنف علامہ کے استاد بھائی
حضرت مولانا شرف الدین صاحب صدر مدرس جامعہ ہذا

مصنف علامہ کے تلامذہ

(۱) آپ کے صاحبزادے علامہ مولانا قاری محمد طیب صاحب انگلیٹ

(۲) خصوصی معاون مافظ محمد اکرم شاہ صاحب جامعہ ہذا (۳) علامہ مولانا مبارک صاحب

انگلیٹ (۴) علامہ مولانا صفوی محمد رئیس صاحب لاہور (۵) علامہ مولانا صفوی

ولایت صاحبہ (۶) محمد رفیعان عطشی منکیروی

(۷) صاحبزادہ قاری رضائے مصطفیٰ جامعہ ہذا

مصنف علامہ کی تصنیف کا محرک اول

برخوردار مولانا چوہدری محمد بخش صاحب

محرک دوم: راجہ ناصر محمود بادامی باغی لاہور

فون ۲۲۸۲۲۸ سن طباعت ۹ جون ۱۹۹۲ء

الانتساب

میں اپنی اس ناچیز تالیف کو قدوۃ السالکین جنتہ الاولیٰ صلیین
پیری و مرشدی حضرت قبلہ خواجہ سید نور الحسن شاہ صاحب رحمۃ
اللہ علیہ سرکار کیدیا نوالہ شریف اور نگہدار ناموس اصحاب رسول
محبت اولاد قبول سپر طریقت راہبر شریعت حضرت قبلہ
پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب زریب سجادہ کیدیا نوالہ شریف
کی ذات گرامی سے منسوب کرتا ہوں جن کے روحانی تقویٰ
نے ہر مشکل مقام پر میری مدد فرمائی۔

ان کے طفیل اللہ میری یہ سعی مقبول و مفید اور میرے لیے
ذریعہ نجات بنائے۔ آمین :

احقر العباد

محمد علی رضا اللہ عنہ

الْإِهْدَاء

میں اپنی یہ ناچیز تالیف زبدۃ العارفين حجتہ الکاملین، میرزا بان
مہمانان رحمۃ للعالمین حضرت قبلہ مولانا فضل الرحمن صاحب
ساکن مدینہ منورہ، خلف الرشید شیخ العرب البجم حضرت
قبلہ مولانا ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدفون جنت البقیع
(مدینہ طیبہ) خلیفہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا
خالص سب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں
ہدیہ عقیدت پیش کرتا ہوں جن کی دُعائے نفع نے اس
کتاب کی تحریر کا آغاز کیا۔

حج - اگر قبول افتد زب سے عز و شرف

محمد علی سند نون

تَقْرِیظ

محقق ابن محقق، شارح بخاری حضرت علامہ سید محمد احمد رضوی مدینت
امیر مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف گنج بخش روڈ لاہور



بامعروف سید شیرازی کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی صاحب فاضل
دوب نظامی ہیں۔ درس و تدریس اور تبلیغ و اشاعت دین ان کا مشغوبہ ہے۔
مطالعہ بھی وسیع ہے اور مختلف مکاتب فکر کے عقائد و نظریات اور ان
کے دلائل پر بھی ان کی نظر ہے۔ ان کی تالیف تحفہ جعفریہ ایک نہایت دقیق
علمی مواد پر مشتمل ہے۔ میں نے اس کتاب کا ایک جزو حضرت علی اور صفار
شوہ علیہم السلام وارضوان کے درمیان خوشگوار تعلقات کے کچھ اوراق پر نظر ڈالی
ہے جسے پڑھ کر اس کتاب کی عظمت، اقاویت اور دلائل و بہانہ کی رفعت
کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس موضوع پر یہ کتاب ایک اچھی، مفید جامع اور مدلل
کوشش ہے۔

یہی دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فاضل مولف کی اس دینی خدمت کو قبول فرمائے
اور عوام و خواص کے لیے یہ کتاب ہدایت و مصلحت کا سبب بنے۔



سید محمد احمد رضوی

امیر مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف
گنج بخش روڈ لاہور - ۱۴ اگست ۱۹۸۲ء

تقریظ

شیخ الحدیث، التفسیر جامع المعقول والمنقول استاذی المکرم حضرت مولانا
علامہ غلام رسول صاحب فیض آباد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی سید الانبیاء وامام المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین !

اما بعد !

میں نے شیعہ مذہب (تحد جعفریہ) کا اہم مقامات سے بغور مطالعہ کیا۔ فاضل
مؤلف نے محنت شاقہ سے شیعہ کتب سے شیعہ مذہب کے عقائد بڑی تفصیل
سے کتب کے معتققی کے مطابق ذکر کیے۔ اپنی طرف سے ان میں کچھ
افراط و تفریط نہیں کی۔ اثنا عشریہ کے عقائد بڑی تفصیل سے باطل کیے اور
ان کو بیت علیکوت سے زیادہ کمزور ثابت کیا اور واضح کیا کہ ان لوگوں
کے عقائد میں شدید تضاد ہے اور انہی کی کتب میں حضرات اہل بیت کرام
علیہم السلام کی شان میں آداب سے تجاوز کیا گیا ہے۔ اقول سے آخر
تک اس کے مطالعہ سے شمس النہار کی طرح شیعہ مذہب کی حقیقت کھل
جاتی ہے۔ گویا اثنا عشریہ کی کتب ہی اس مسلک کے بطلان کی منادی ہیں
مولیٰ کریم مؤلف کو احسن جزا دے کہ انہوں نے نہایت ہی عرق ریزی سے
اہلسنت و جماعت کا کام ضرورت کو پورا کیا اور عوام پر عظیم احسان فرمایا۔ آمین

غلام رسول رضوی

تقریظ

مفسر قرآن علامہ العصر، شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ
(بہاولپور)

شیعہ ذوق کے رومی جامع کتاب لکھنے کا پروگرام فقیر اویسی نے اس وقت بنایا جب
سنی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ دارالسلام کی ایک نجی محفل میں قرآن اسلام والملت حضرت
خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے تھے کہ کاش کوئی مرد میدان ہوتا جو شیعہ
مذہب کے ایک ایک عقیدہ اور مسئلہ کی قلعی کھولتا، اس کے بعد اگرچہ میری چند کتب
دریں اس موضوع پر منظر عام پر آئے مگر..... انہوں نے کہ فقیر اپنے پروگرام میں کمی طو
پر کیا یا نہ ہو سکا اور نہ حضرت خواجہ کی دلی تمنا برآئی۔

لیکن شیعہ مذہب کے رومی فقیر کی دیگر کتب کی اشاعت نہ ہونے پر اب کوئی
تلق نہیں رہا جب فاضل علیل شیخ الحدیث حضرت علامہ الحاج مولانا محمد علی دامت برکاتہم
کو "تحد جعفریہ" کی تصنیف میں منہمک پایا، اب میں سمجھتا ہوں کہ علامہ مصروف نے
خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی آرزو اور میرے پروگرام کی تکمیل کر دی ہے کیونکہ
علامہ مصروف نے تحقیقی اور مفصل کتاب لکھی ہے کہ جس میں ایک ایک شیعہ عقیدہ کے رومی
درجنوں شیعہ کتب سے تحقیق فرمائی ہے، اس کتاب کے کچھ ابواب فقیر نے پڑھے ہیں۔ الحمد للہ حضرت علامہ
نے اپنے ہر دعویٰ کا اثبات قرآن اور صرف کتب شیعہ سے کیا ہے اور یوں اہلسنت کی ایک بڑی
خدمت کو پورا کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ معیت کو اس کی بہتہ جزا عطا فرمائے۔ آمین :

محمد فیض احمد اویسی رضوی مغفرہ (بہاولپور) — ۱۴ شعبان ۱۴۲۰ھ

تقریظ مناظر اسلام مولانا عبد التواب صدیقی اچھوی

اہل تشیع ایسا چالاک فرقہ ہے جو اسلام کا ببادہ اوڑھ کر شجر اسلام کی جڑیں کاٹنے کے درپے ہے۔ ہر دو دین علماء حق نے ان کی سرکوبی کے لیے نعرہ جہاد بلند کیا۔ آج کے دور میں اس فرقہ نے گرد و غریب کا دنیا جال بچھا یا ہے۔ اور طرح طرح کے جھوٹے دلائل سے عظمت صحابہ کو داغدار کرنا چاہا ہے۔

اہل سنت کی طرف سے ایک ایسی کتاب کا وجود میں آنا ضروری تھا جو شیعوں کی ایک ایک دلیل کو کسے کس کی تردید کرتی۔ اور فی الوقت ان کے نئے نئے دلائل کا منہ توڑ جواب پیش کرتی۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا علامہ محمد علی کا عوام و علماء اہل سنت پر عظیم احسان ہے کہ انہوں نے یہ کچی پوری کر دی۔ اور ایک بچائے بھی کتدیں تالیف فرمادیں جن کی جلدیں مجموعی طور سے ۱۱ مدد ہیں۔ یقیناً یہ کتابیں علماء سے لے کر مناظرین تک سب کے لیے ایک نعمت ثابت ہوئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ مولانا کی تصانیف کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

دعای اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ و صحابہ عجمین

محمد عبد التواب صدیقی

قادم آستانہ عالیہ مناظر اعظم لاہور

تقریظ

پیر طریقت شہباز شریعت حضرت علامہ الہی بخش لاہور

آستانہ العلماء مناظر اسلام شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ محمد علی صاحب دامت برکاتہ العالیہ ناظم علی جامعہ سولیشہ رازیہ جلال گنج لاہور کا وجود اس قحط الرجال کے دور میں علمائے سلف کی ایک چلتی پھرتی تصویر ہے۔ آج سے چند سال پیشتر ہمارے تصور میں بھی یہ نہیں آسکتا تھا کہ قدرت ان سے ایک عظیم الشان کام لینے والی ہے۔ تاریخ عالم کے صفحات اور شواہدات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ بعض اوقات بہت سے افراد دل کر ایک تاریخی کارنامہ سرانجام دیتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات فرد واحد ایک ایسا معجزہ العقول کا راز نامہ سرانجام دے دیتا ہے۔ کہ بہت سے افراد دل کر دلوں تک بھی وہ کام مکمل نہیں کر سکتے۔ اور ان کا نام صدیوں تک زندہ و تابندہ رہتا ہے۔ عقائد و مذاہب پر تحقیق و تدقیق کا سلسلہ شروع سے جاری ہے۔ بکری و بوزیر وسیع سے وسیع تر ہو رہا ہے۔ اختلافات و اعتراضات کے دھارے ہمیشہ بہتے رہتے ہیں۔ دلائل و براہین کے ساتھ ان کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔ اور یہ دلائل و براہین ہی کسی کی عظمت و شخصیت کا پتہ بتاتے ہیں۔ شیعہ مذہب ابند اسے ہی تشریح طلب رہا ہے۔ شیعہ مذہب کا بانی کون تھا۔ اس کے عقائد و نظریات کیا تھے۔ اور پھر شیعہ مذہب میں اللہ تعالیٰ اور اس کی کتاب اور اس کے رسول اور رسول کی اولاد و ازواج اور صحابہ کرام کے متعلق جو شیعہ لوگوں کو کدھر لے جاتا تھا ان کے دندان کن جوابات فقط ان کی کتابوں سے ہی دیئے جاسکتے تھے۔ ان عظیم کام نے

ایک عظیم محقق کی ضرورت تھی اللہ تعالیٰ نے کلام علامہ موصوفیؒ کی نہایت متعقباتہ انداز سے قلم اٹھایا اور تحقیق کا حق ادا کر دیا اس درویش صفت انسان نے گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر کتابوں کی دنیا میں سفر کرنا شروع کیا عقل و فرد کے پیمانوں سے علم و حکمت کے خزانوں کی تلاش شروع کی۔ نہایت کامیابی کے ساتھ قیمتی ذخائر کو تلاش کیا۔ شیعہ مذہب کی عمارت کے بڑے بڑے ستونوں کو ان کی کتابوں سے اتنے مضبوط دلائل کے ساتھ گرالتے چلے گئے ہیں۔ کہ شیعہ صاحبان بھی اگر دیانتداری سے اس کا مطالعہ کریں تو انہیں فاضل مصنف کا احسان مند ہو کر اپنے عقائد و نظریات پر نظر ثانی کرنے کی نہایت پاکیزہ دعوت دی گئی ہے۔ تحفہ جعفریہ کی پانچ جلدیں اور فقہ جعفریہ کی چار جلدیں ہزاروں کتابوں کے مطالعے سے بے نیاز کر دیتی ہیں۔ یہ حقیقت بالکل سچا ہے۔ کہ اس سے پہلے ہی ایسی بڑی بڑی عظیم کوششیں کی گئیں۔ تحقیق کے بڑے بڑے خزانے زائے تحفہ اور تحفہ اشاعہ کی صورت میں ہمارے سامنے آئے۔ مگر مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں ہے۔ کہ سچائی کے مطابق کسی زمانہ میں بھی اتنی محقق اور مفصل کتاب رد ووافضدیں نہیں لکھی گئی اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر آج حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی صاحب زندہ ہوتے تو یقیناً فاضل مصنف کو دعا اور مبارکباد دیتے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے۔ کہ قبر فیض الجدیث علامہ حافظ محمد علی صاحب کو عمر ناز فرمائے۔ ان کا سایہ اہل سنت و جماعت پر ہمیشہ سلامت رکھے۔ اور ہم سب کو ان سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

راقم الحروف

بندہ نصیر الدین شاہ قادی

نثرات مشائخ عظام
فیض الرحمن صاحب
شیخ العرب والعجم علامہ (مذہبہ منور)



فیض الرحمن صاحب
شیخ العرب والعجم علامہ

فیض الرحمن صاحب

فیض الرحمن صاحب

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
بِذِكْرِ اللَّهِ تَهْتَكُ الْبَلَّةُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ خَيْرِ الْعَمَلِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ هَذِهِ الْأُمَّةَ الْمُحَمَّدِيَّةَ - بِالْعُلَمَاءِ الْعَامِلِينَ
وَعَمَلُهَا مَرْجِعًا لِلْعِبَادِ - وَحَنَظَةَ لِلتَّائِبِينَ الْمُطَهَّرِينَ مِنْ أَهْلِ
الرِّيحِ وَالْعَادِ - وَتَوَجَّهَ إِلَى حَقِيقَةِ وَفَادِ - وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
عَلَى عَبْدِهِ وَرَسُولِهِ سَيِّدِنَا وَرَحِيمِنَا وَشَفِيعِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَمَّا بَعْدُ مِنْ بَيْنِ سَائِرِ خَلْقِهِ وَرَسُولِهِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَقَالَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى تَارِكِكُمْ قِيَامُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابُ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ
وَعَبْرَتُ أَهْلِ بَيْتِي - أَرْبَعُ أَلْفِ نَفْسٍ فِي أَهْلِ بَيْتِي نَبَرًا - وَاصْطَفَا لَهُ
مُرَاسِلَةً وَصَحَابَةً لَا تُجْعَلُ - لَدَيْهِ كَالشُّعُوفِ - وَمِنْهُمْ مِنْ شَرَفَةِ اللَّهِ
وَبَادَةِ الْفَضْلِ وَالْمُرَامَةِ لِلْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ - وَبَاقِي الْعَشِيرَةِ
الْمُسِيرَةِ وَغَيْرِهِمْ - رَضَوْنَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ - وَبَعْدَ أَقْدِيمِ
بَنِي الْحَرِثِ لِلْفَصْلَةِ الدُّسْتَادِ الْكَبِيرِ قَدْوَةِ السَّالِكِينَ زِيَادَةُ الْمُحَقِّقِينَ
وَالْمُدَقِّقِينَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَلَى حَفْظِهِ اللَّهُ عَلَى إِهْدَائِهِ أَلَّتْ أَلَّتْ أَلَّتْ أَلَّتْ
وَصَفْحًا لِمَحَرِّ هَذِهِ الْأَسْطَرِ - جَزَاهُ اللَّهُ عَنِّي وَعَنِ الْإِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ
وَالْحُرَّادِ - إِنِّي قَدْ طَالَمْتُ فِي مَوْاقِفَاتِهِ الدَّقِيقَاتِ دُرَاهِمَ مِنْ عَدَةِ أُمَمَاتٍ
وَأَسْمَعِي قِرَاءَةَ بَعْضِ الْمُحِبِّينَ مِنْ أَحِبَائِي مُشْرِقَةً مِنْ كِتَابِهِ [شَيْعَةً
وَمِنْهُمُ الْمَرْعُوفُ بِعَمَّالِ الْحَقِيقَةِ] وَكَلَامُ التَّحْقِيقِ الْجَعْفَرِيِّ مِنَ الْمِلَّةِ
الْأَوَّلِ وَالْمِلَّةِ التَّالِيَةِ

وغيرها من عقائدہم الماسدہ

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله

فصل في بيان فضيلة الشيخ الفقيه
عبد الله بن محمد بن عبد الوهاب



والحقيقة أن فضيلته يستحق الشكر والتقدير في مثل مجوده
القيمة الثمينة في سبيل إخراج هذه المجموعة الكبرى السالف ذكرها
والحق يقال - لأنها رائدة معارف دينية - في مؤلفاته القيمة المتوالي
والتي جعلها سهلة التناول - لكل من يسير له الله لمعرفته ربه الخبير
وسنة نبيه الهادي إلى أقوم سبيل - وقد أكرمت في شخصه الجليل
هذه المهمة العظيمة - والإخلاص العميق - بما تملكه من سحر متوكل
وسعي حثيث في تحقيق مشروعه الذي هو الأول من نوعه بهذه السلسلة
الذهبية - وما يورثه ورثته في كل كتاب منها من فصول وأصول - وما
زنته من آيات قرآنية كريمة - أدرجها في عبارة لطيفة مستفيضة من
أكابر العلماء في بيان فضل أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
وما يجب في حقهم من تحسني الاعتقاد - وتزويج سبيل السداد -
ومن أحسن القول في أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
وارواجه وذريته - فيقدر برئ من الاتفاق - ومن ذكرهم بشوء
مهم على غير سبيل ومن المعلوم أن فضل النبي صلى الله عليه وسلم
سائر منه في فضل أصحابه - الذي هو متفرع عن فضله - فلذلك
الدورية الظاهرة فضلهم فرع عن فضله صلى الله عليه وسلم
وبهذا يتضح أن أصل الفضيلتين - فضل الدورية - وفضل الصحابة
هو رسول الله صلى الله عليه وسلم - وهما فرع عن أصل واحد

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله

فصل في بيان فضيلة الشيخ الفقيه
عبد الله بن محمد بن عبد الوهاب



فمنها حصل لأحدهما من مدح أو ذم - لأنه أن يتعدى على الآخر
فنعى الله على من فرق بولاد بعضهم - ومعارات البعض
بأن عادي أحدهما لم يتفع له ولا من الآخر وكان عذر الله
در سوله - وأعود فأقول لقد خلقت مؤلفات فضيلته -
من تيسير جميل - وفن بدیع - علاوة على ما حظي به
من تماريد جهالة العالم والدين - وتقدير المشايخ والعلماء
العالمين وقد بش فضيلة المؤلف ما ورد من الأدلة الواضحة
أن خبر هذه الأمانة بعد نبينا أبو بكر الصديق ثم عمر الفاروق
ثم عثمان بن عفان ثم أسد الله على ابن أبي طالب ثم من بعد
الثلاثة أصحاب الشورى الخمسة رضوان الله عليهم أجمعين
هذه ما ظهر على قلب وجري به لسان - حررته وقت السحر
وأما مشرور كما أمانة عليه من السلسلة الذهبية المأثر
إليها - وهكذا يكون العلم والتعلم إيمان ربه الله ورضوانه
أسأل الله الأكرم رب العرش العظيم أن يبارك في عمره - و
أن يحزله المثوبة - عوض فضله وكرمه وهبه أن يرضي جميع الدعاء
وصلى الله على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وأصحابه المجدين

حرر في ١٢ - ١٣ - ١٤٠٦ هـ
مرد ١٧ - ١٨ - ١٣٨٦
١١٨٦

الفقيه الفقيه
فضل الرحمن بن فضيلة الشيرازي
صياة الدين القادر في الدرر
فصل الجليل
عفا الله عنه آمين

ترجمہ تاثرات

شیخ العرب والعجم عمدة الاتقياء ميزان مہمانان مصطفیٰ علیہ التیجۃ والذنا

علامہ محمد فیصل الرحمن

خلف الرشید شیخ الشیوخ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن

مدینہ شریف، زادہا اللہ شرفاً

صورت اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو اگر تیری وجہ سے اللہ تعالیٰ کسی ایک شخص کو ہدایت فرما دے تو یہ تیرے حق میں سرخ رنگ کے جانوروں کے حاصل ہونے سے کہیں بہتر ہے (یعنی یہ نعمت تمام نعمتوں سے بڑی ہے)۔
تمام ترخریاں اس اللہ پاک کے لیے کہ جس نے اُمت محمدیہ کو باعمل علماء کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ اور انہیں عام لوگوں کے لیے مرجع قرار دیا اور شریعت مقدسہ پر گمراہ اور اس کے دشمنوں کے لگاتار حملوں کے خلاف محافظ بن کر کھڑے ہوئے اور انہیں شریعت پاک کی حفاظت کھڑے کھوٹے کی پرکھ کرنے کی ذمہ داریاں سونپی۔

اور بے انتہا اللہ کی رحمتیں اور ان گنت سلام اس کے مخصوص بندے اور عظیم الشان رسول جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوں جو ہم سب کے آقا حبیب

در شتاعت فرمائے والے ہیں جنہیں اللہ رب العزت نے اپنی تمام مخلوق اور حضرات نبیاء کرام سے ممتاز بنایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد و گرامی ہے۔

”بیشک میں تم میں دو بھاری اور گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔

ایک کتاب اللہ اور دوسری اپنی عمرت یعنی اہل بیت۔ میں تمہیں اپنی اہل

کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا خوف یاد دلاتا ہوں۔“

یہ اپنے تین مرتبہ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی قرابت یعنی رشتہ داری کو تمام قرابتوں سے بزرگ فرمایا۔

دراپے صحابہ کو ممتاز فرمایا جو ہدایت کے تابندہ ستارے نہیں تھے بلکہ روشن سورج ہیں۔

اور ان میں سے بعض وہ حضرات ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے نفیست اور کرامت میں حصہ

وافر عطا فرمایا۔ جیسا کہ خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ وغیرہ۔ ان سب پر اللہ تعالیٰ کی

نوشنودہ نازل ہو۔

بعد از میں فاضل کبیر و استاد منظم، قزوہ الساکین، زبدۃ المتعین والمصدقین، جناب

مولانا محمد علی صاحب دانش کی حفاظت فرمائے گا شکریہ ادا کرتا ہوں گا انہوں نے

مجھ را قلم الحروف کو اپنی تالیف کردہ کتاب میں بطور ہدیہ عنایت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ

نیری طرف سے اور اسلام و مسلمانوں کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔

میں نے ان کی تالیفات میں سے شیعہ مذہب المعروف تحفہ جعفریہ کی پہلی اور دوسری

بدل کے مختلف مقامات کا مطالعہ کیا اور کئی ایک جگہوں سے مجھے اپنے دوستوں

سے سننے کا اتفاق ہوا۔ جن سے مذہب شیعہ کے فاسد عقیدوں کی یخ کنی کی

گئی۔

اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت فاضل علامہ کی قیمتی محنت اور اس عظیم مجموعہ کی تالیف

اور تیسری پر کی گئی ان تک محنت لائق صد شکر اور احسان ہے اور حق تو یہ ہے کہ یوں کہا

جائے کہ ان کی کتابیں دینی علوم کا خزانہ ہیں اور ان سے مقصد حاصل کرنا ہر شخص کے لیے بہت آسان کر دیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دینِ نبی کی معرفت آسان کر دی ہو اور حضور علیہ صلوٰۃ والسلام کی سنتِ پاک کا سمجھنا آسان کر دیا ہو۔

میں نے مصنف، موصوف کی شخصیت میں عظیم ہمت اور گہرا خلاص پایا جس کا ثبوت ان کی اس تصنیف کے بارے میں لگا تار شب بیداری اور ان تھک محنت سے قلم ہے اور پھر مزید یہ کہ اس کتاب کی ترتیب اور تقسیم ابواب اور سلسلہ کی علاحدہ فصل سے قلم ہے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ انہوں نے قرآنی آیات کو ہر مناسب مقام کی زینت بنایا۔ صحابہ کرام کے فضائل کے سلسلہ میں اکابر علماء کی گراں قدر اور فیض رسال عبارت اس کتاب میں درج کی اور ان حضرات کے ساتھ حسن اعتقاد کے سلسلہ میں جو تحریرات لازم تھیں انہیں کتاب کی رونق بنایا اور حضور علیہ صلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے متعلق جو عقائد کا راستہ مستقیم تھا اسے مضبوطی سے تھامنے کے لیے ضروری حوالہ جات سے کتاب و مزین کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ جس شخص نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، ازواج اور آپ کی آل پاک کے بارے میں اچھی گفتگو کا انداز اختیار کیا وہ شخص نفاق سے پرہیز کیا۔ اور جس شخص نے ان حضرات کے بارے میں نازہ باتیں کہیں وہ سیدھے راستے سے علیحدہ ہو گیا۔ اور یہ بات سبھی کو معلوم ہے کہ حضور علیہ صلوٰۃ والسلام کی فضیلت اور بزرگی ہی صحابہ کرام کی فضیلت اور بزرگی میں موجزن ہے۔ کیونکہ ان کی فضیلت آپ ہی کے شجرہ فضیلت کی شاخ ہے۔ اور یہی معاملہ آپ کی آل پاک میں موجود ہے۔ اور اس سے یہ واضح ہوا کہ صحابہ کرام اور آپ کی آل پاک کی فضیلت دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ہی ہے۔ کیونکہ یہ دونوں ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں۔ لہذا ان دونوں میں سے جس کی بھی تعریف یا مذمت کی گئی یقیناً وہ

دوسرے کو بھی شامل ہوگی سوائے ان کی لعنت اس شخص پر کہ جس نے ان میں سے جس سے بد دوستی اور دوسرے شخص کے ساتھ عداوت کر کے تفریق کی۔ تو اگر کسی نے ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ عداوت کا اظہار کیا تو اسے دوسرے کی محبت پر نفع نہ رسے گی۔ اور وہ شخص اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہو گا۔

میں اپنے موضوع کی طرف واپس آتا ہوں اور کہتا ہوں کہ مصنف مذکور نے اپنی اس عظیم الشان تصنیف میں عبارتِ سلیس اور فنی فصاحت اور بلاغت کے معیار کے مطابق کئی علاوہ ازیں اس کتاب کی عظمت ان تقاریر سے بھی عیاں ہے۔ جو علم و دین میں ممتاز علماء ہیں اور حضراتِ مشائخ کرام اور باہل علماء کی کئی قیمتی تحریرات سے اس کتاب کی عظمت عیاں ہے اور اس تالیف کی فضیلت اس واضح دلیل سے بھی ظاہر ہے کہ حضور علیہ صلوٰۃ والسلام کے بعد آپ کی امت میں سب سے بہتر لوگوں کو صدیق پھر مولف فاروقی پھر عثمان ابن عفان پھر شیعہ فدا علی ابن طالب پھر اصحاب شوریہ ہیں۔

یہ چند کلمات جو میرے دل میں آئے اور میری زبان سے ادا ہوئے ہیں نے انہیں سحری کے وقت قلم بند کیا اور میں اس سنہری تالیفات پر مطلع ہو کر انتہائی خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ اور اسی طرح علم و عمل اللہ تعالیٰ کو خوشنودی اور رضامندی کی تلاش کے لیے ہونا چاہیے۔ عرضِ عظیم کے مالک اللہ کریم سے میں مصنف کی عمر میں برکت کا طلب گار ہوں اور درخواست گزار ہوں کہ وہ اپنے محض فضل و کرم اور احسان سے انہیں ثواب جزیل عطا فرمائے یقیناً میرا رب دعا سننے والا اور قبول کرنے والا ہے اور ہمارے اتفاقاً تمام انہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل اور آپ کے تمام صحابہ پر رحمتیں نازل فرمائے۔

الفقیہ الی اللہ تعالیٰ

نفل الرحمن بن نفیلہ الشیخ

ضیاء الدین القادری المدنی

تاثرات

پیر طریقت و ماہر شریعت انتیارتشہدیت
قبول سید محمد باقر علی شاہ صاحب سجادین
استانہ عالیہ حضرت کیدیا نوالہ شریف (گوہر انوار)



اس خادم اہل بیت و صحابہ رواقم الحروف سید محمد باقر علی کی دیرینہ تمنا تھی جہوئے
مہمان اہل بیت المعروف شیعہ فرقہ کی تردید میں ایک مفصل اور عام فہم کتاب ہوئی جہیئے
اس مقصد کے لیے میں نے چند بار علماء کی میٹنگ بلائی مگر کسی نے اس کام کی جانی
نہ تھی۔ اچانک اللہ تعالیٰ نے ہمارے استاد کے خادم علامہ محمد علی صاحب کو اس
حرف متوجہ کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ان کے قلم سے تین ضخیم کتابیں تھک جعفریہ، عقائد جعفریہ
فتہ جعفریہ ضبط تحریر میں آگئیں جن کی مجموعی طور پر گیارہ جلدیں ہیں۔ اس میں کسی شخص کو کوئی
شک نہیں کہ یہ کتابیں تحقیق کا انمول خزانہ ہے۔ میرے تاثرات ان کتابوں کے متعلق
اس قدر تشکر آمیز ہیں کہ لفظوں سے انہیں بیان نہیں کر سکتا۔ میرا تو اپنے سب
ارادہ مندوں کو حکم ہے کہ جس کے پاس بھی کچھ مالی گنجائش ہے وہ یہ کتابیں
فرید سے ملو تمام مسلمانوں کو میرا یہی مشورہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی محنت قبول
فرمائے اور ہمارے استاد کے روحانی اجداد کی شفاعت عطا فرمائے۔ آمین ثمین
حبیب محمد باقر علی سجادین استاد عالیہ
حضرت کیدیا نوالہ شریف (مطلع گوہر انوار)

تعارف مصنف

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد
تخلیق کائنات کے ساتھ ہی خالق کائنات نے جب بنی آدم کو عزت و
نرافت کا ناز بخشا تو اسے پردہ عدم سے منقطع مشہود میں لاکر سطح زمین پر آباد فرمایا
پھر ہر دور و ہر عہد میں دینی امور کی رشد و ہدایت اور دنیوی ضروریات کی فراہم و بہبود
یہ راستہ دکھانے کے لیے جلیل القدر انبیاء علیہم السلام، عظیم المرتبت اولیاء کرام علیہم
الرحمۃ اور متبعہ علماء دین مہوٹ و مقرر قدم تاربا۔ ان عظیم ہستیوں نے نواز انسانی
و صراطِ مستقیم کی تلقین و تبلیغ فرمائی اور انہیں شرک و کفر اور گمراہی کی بھینک تارکیوں سے
انکال کران کے سینوں کو نور علی نور اور معرفت خداوندی سمجھو فرمایا اور یہ حضرات متلاشیانِ حق
کے لیے مینارۃ نور ثابت ہوئے۔

چودہ سو سال ہوئے اخلاق عالم نے سلسلہ نبوت تو اپنے محبوب خاتم النبیین صلی اللہ
علیہ وسلم پر ختم فرمادیا۔ جب سید کائنات ختمی مرتبت نے نظام دنیا سے پردہ فرمایا تو
اس وقت سے آج تک اولیاء اور علماء ہی ہیں جو پیام حق بندگانِ حق تک پہنچاتے
ہے ہیں اور تاقیامت پہنچاتے رہیں گے۔ ان ہی عظیم حسین اُمت میں سے ایک استادِ اعلا
مناذی المکرم حضرت الحاج الحافظ علامہ مولانا محمد علی صاحب مدظلہ العالی شیخ الحدیث
و ناظم اعلیٰ دارالعلوم جامعہ رسولیہ شیرانزیہ رضویہ بلال گنج امیر روڈ لاہور ہیں۔ آپ ایک وقت
اور بہت سی خوبیوں کے ساتھ ساتھ ایک متبحر عالم دین تھے جو مجاہد، شیریں لسان، خطیب
ایک مہربان و مشفق استاد و اعلیٰ درجہ کے مدرس ہیں۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد سینکڑوں

سے بتاؤ نہ بت جو ملک کے طول و عرض میں ہر حصہ سے مسک اہل السنۃ اجماع کی تبلیغ و شاعت میں مصروف ہیں۔ راقم الحروف بھی ان کے گلشن کے خوشہ چینوں میں سے ایک واقعی ساغلا ہے۔

حضرت مولانا الحاج المحفوظ محمد علی صاحب دامت برکاتہ مذہبنا سنی حنفی، بیرونی مشربا نقشبندی ہیں، ساکن لاہوری و مولد انجرائی ہیں۔

قبل استاذی الحرم نے کہ و بیش اٹھارہ سال تک، درودال ضلع سیالکوٹ کی مرکزی جامع مسجد شاہ جماعت میں فرائض خطابت انجام دیئے۔ اس مسجد کی بنیاد حضرت امیر ملت قبلہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمہ اللہ نے رکھی تھی۔ اس مسجد میں خطابت کے دوران عوام کے اجتماع کا یہ حال ہوتا تھا کہ جامع مسجد کے وسیع ہال اور صحن کے علاوہ گلیوں، بازاروں، دکانوں اور مکانوں کی چیمبروں پر عوام کا ٹھٹھیس مارتا ہوا سمندر نظر آتا تھا۔ جب آپ اپنی تقریر میں قرآن مجید کی آیات اپنے مخصوص لہجہ میں تلاوت فرماتے تو مجمع جھوم جھوم اٹھتا تھا۔

پیدائش استاذی الحرم مولانا اسحاق محمد علی صاحب مدظلہ العالی ۱۹۳۳ء میں موضع حاجی محمد مصنافات شہر لاہوری تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ اس زمانے میں آپ کے والدین کی مالی حالت کچھ اچھی نہ تھی۔ خود فرماتے ہیں: ”جب میری عمر سات برس کی ہوئی اور خوش بنمہال تو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہایت تنگدستی کا دور دورہ نکلا۔ آپ کی والدہ محترمہ جو کہ ایک ولیہ کاملہ تھیں اور روزانہ ایک ہزار روکت نوافل ادا کرتی تھیں، نے محسوس فرمایا کہ ہم اپنی کنائت جیں کر سکتے۔ لہذا فیصلہ فرمایا کہ اپنے بیٹے محمد علی کو کسی دینی مدرسہ میں داخل کرایا جائے تاکہ علم دین حاصل کریں اور اسی سبب سے اللہ تعالیٰ ہمارے دن پھیر دے۔“ لہذا آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو چکری شریف ضلع گجرات کے ایک مدرسہ میں داخل کروادیا مگر صبح سرپرستی

ہونے کی وجہ سے آپ چار پانچ سال تک مختلف مدارس میں گھومتے رہے اور اس مدرسہ میں صرف قرآن مجید ناظرہ ہی ختم ہوا۔

بعد ازیں جب آپ گھر واپس تشریف لائے تو خیال کیا کہ اب کسی طرح والدین کی خدمت رسانی چاہیے گھر سے نکلے اور لاہور پہنچ کر ہر مہینہ پرہ کے قریبی علاقے جہان پور میں ملازم ہو گئے اور اس طرح بذریعہ ملازمت کچھ عرصہ تک والدین کی خدمت کرتے رہے۔ ۱۹۴۰ء میں جب تقسیم ہند ہوئی تو آپ واپس اپنے گاؤں حاجی محمد ضلع گجرات چلے آئے

تعلیم و تربیت | چوں کہ والدہ محترمہ کا دینی ارادہ علم دین پڑھانے کا تھا اور آپ اکثر اوقات اس کی دعا بھی فرماتی رہتی تھیں۔ اس کی نتیجہ تھا کہ آپ کے دل میں علم دین کے حصول کی تڑپ اس شدت سے پیدا ہوئی کہ جب آپ خیال فرماتے کہ ساری عمر پر پائی گزر جائے گی، تو آنکھوں سے آنسوؤں کی جھریاں لگ جاتیں۔ ایک دن والدہ صاحبہ سے اجازت چاہی تو انہوں نے خاموش بیٹے کی قیمن فرمائی۔ کیوں کہ وہ جانتی تھیں کہ ان کے والد اور بھائی اجازت نہیں دیں گے۔ اور پھر ایک دن آپ بلا کسی اطلاع کے گھر سے نکلے اور میانہ گوندل ضلع گجرات پہنچ گئے۔ وہاں ایک مسجد میں حافظ قاضی غلام مصطفیٰ صاحب پن وال ضلع جہلم قرآن مجید حفظ کرتے تھے آپ بھی ان کے حلقہ درس میں داخل ہو گئے اور ایک سال میں پندرہ پارے حفظ فرمائے۔ دفعۃً ایک دن خیال آیا کہ نذر کا زمانہ ہے اور حالات محدوش ہیں والدین کیسے یہ نہ سمجھ بیٹھے ہوں کہ ان کا بیٹا کیسے شہید ہو گیا ہے جس کی آج تک کوئی اطلاع نہیں آئی۔ لہذا آپ نے والدین کو ایک خط اپنی ضرورت عافیت کے متعلق لکھا مگر اس میں پناہ درج نہ فرمایا۔ صرف یہ تحریر کیا کہ میں زندہ و سلامت ہوں اور بخیر و عافیت ہوں۔ آپ کی زحمت گوارہ نہ فرمائیں۔ قرآن پاک مکمل حفظ کر کے خود گھر واپس آیا وہی گار۔

یہ خط جب پہنچا تو حقیقتاً والدین آپ کی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے۔ والدین آخر والدین ہوتے ہیں برداشت نہ کر سکے۔ خط پر موہنا ڈپو کی سرور لکھ کر والد صاحب وہاں بھیج گئے۔ اور تلاش کرتے کرتے میانہ گوندل تشریف لے آئے اور ملاقات ہوئی تو گئے لگا کر بہت دھڑے لہذا واپس گھر لے آئے۔

چند دن گھر پر گزارنے کے بعد چڑھی اشتیاقی حصول علم موجب ہوا۔ آپ پھر جگے اور موضع کو ہجرت یافتہ منڈی بہاؤ الدین پہنچے۔ وہاں آپ کو ایک نہایت ہی مہربان اور تجربہ کار استاد مل گئے جن کا اسم گرامی حافظ فتح محمد صاحب تھا۔ وہ آپ کو اپنے مدرسہ اخروال سے گئے اور بڑی محنت و جانفشانی سے قرآن مجید منسل کرایا۔ قرآن حکیم مکمل حفظ کرنے کے بعد آپ گھر تشریف لے آئے۔

میلان طبع کو دیکھتے ہوئے گھر والوں نے مزید علوم دینیہ حاصل کرنے کی بات سے دی اند آپ دارالعلوم جامعہ محمدیہ بھکھی شریف ضلع گجرات میں داخل ہو گئے۔ دارالعلوم کے شیخ الحدیث اور ناظم اعلیٰ علامۃ العصر جامع العقول و المنقول حضرت پیر سیدہ جلال الدین شاہ صاحب نے بڑی شفقت فرمائی اور آپ کو حضرت مولانا علامہ بشیر احمد سرگودھی مرحوم کے سپرد فرما دیا۔ انہوں نے آپ کو قانون پنجہ کیروالی، نحو میراورد شرح مائت عامل وغیرہ ابتدائی کتب پڑھائیں۔

تلاش مرشد کمال

وہاں تعلیم مرشد کمال کی تلاش ذہن میں آئی تو اپنے استاد مکرم

حضرت علامہ مولانا حافظ محمد سعید احمد صاحب خطیب اعظم اعلیٰ پور چٹھہ کی محبت میں آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف حاضر ہوئے۔ مراجع الہدیین قدوة العادین قبلہ پیر سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری قدس سرہ العزیز، اکمل واعظم خلیفہ مجاز، سلطان العادین، قطب نال اعلیٰ حضرت قبلہ میاں شیر محمد صاحب شرق پوری رحمہ اللہ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا "آپ حافظ قرآن ہیں" پھر جواب سے پہلے خود ہی

دیا "ہاں آپ حافظ قرآن تو ہیں" پھر فرماتے گئے "آپ کس لیے آئے ہیں؟" اپنے عرض پر حضور اللہ اللہ سے کہنے حاضر ہوا ہوں۔ حضرت حاجہ پیر سید نور الحسن نے عرض کیا کہ اللہ نے فرمایا کہ آپ پہلے بھی ایک دفعہ یہاں آئے تھے۔ آپ نے عرض کیا کہ حضور! حاضر ہوا تھا۔ حضرت صاحب کے اس عارفانہ کلام کا دل پر نہایت گہرا اثر ہوا۔ اس واقعہ یہ تھا کہ جب آپ آنجورال میں قرآن مجید حفظ کر رہے تھے تو اس گاؤں کا ایک پیر پوری شیر محمد راجہ آپ کو ساتھ لے کر حضرت کیلیا نوالہ شریف حاضر ہوا تھا۔ اس دوران کثرت پرہیزی صاحب نے آپ سے پوچھا کہ حافظ صاحب! بھلا مرشد کیسے پاتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایسا جسے کم از کم اتنی خبر تو ہو کہ کوئی آنے والا حقیقت ہے یا نہیں ہے۔ جب یہ دونوں صاحب حاضر بارگاہ ہوئے تو جمعہ شریف کا دن تھا۔ اس وقت صاحب خطبہ کے لیے ممبر پر رونق افروز ہوئے۔ آیت قرآنی، ہوالذی یسر رسولہ بالہدی الم تلووت فرمائی۔ دوران تقریر آپ نے فرمایا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ پیروہ کتاب ہے جسے خبر ہو کہ مرید آرہا ہے۔ مگر دوستو! آزمائش اچھی بات میں ہوتی۔ ظنوا المؤمنین خیرا دمنوں کے متعلق حُسن ظن رکھو، حدیث پاک پڑھی اور وعظ ختم فرمایا۔ خطبہ کے اختتام پر اشارہ فرمایا کہ اسے یعنی آپ کے ساتھی کو پیچھے کر دو کیوں کہ چوہدری صاحب دائرہ ہی موندھے تھے۔

اگلی صبح اجازتیں ملنے لگیں۔ سب لوگ اجازتیں لے لے کر جا رہے تھے سب غائب ہوئے آپ کی باری آئی تو حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جو لوگ رہ گئے ہیں ان کو کہہ دو! اپنے جائیں۔ میری طبیعت خراب ہے۔ پھر کبھی آجائیں۔ اس طرح قبلہ استاذی المکرم نے دل میں یہ بات راسخ ہو گئی۔ شیخ کمال یہی ہیں اور بہر صورت ان سے اکتساب علم کرنا چاہیے لیکن حضرت قبلہ عالم نے بڑی کوشش کے بعد قبول فرمایا اور اپنے مقام ارادت میں داخل کیا۔ پھر فرمانے لگے کہ حافظ صاحب! کون کون کیا کرو تہجد۔

پہنھا کرو، پھر سبق یاد کیا کرو، برکت ہوگی۔ اصل بات یہ تھی کہ جن دنوں حضرت استاذی المکرمؒ تانویچہ کھولائی پڑھتے تھے تو رات کو اٹھ کر صرف کی گروائیں منہ بند کر کے ناک کے راستے دھرایا کرتے تھے جس کو حضرت شیخؒ نے مکرول کون سے تعبیر فرمایا۔ یہ آپؒ کا کشف باطنی تھا۔ اس کے بعد حضرت قبلہؒ نے فرمایا، حافظ صاحب جلدی "گفتی" مانا، یعنی جلدی آنا۔ آپؒ اگلے جمعہ میں سیل پیدل چل کر درگاہ شیخ پر پہنچے تو حضرت شیخؒ نے آپؒ کا وظیفہ مکمل فرمادیا اور ساتھ ہی فرمایا، حافظ صاحب! اب کی بار بہت جلدی "گفتی" مانا، یعنی بہت جلدی آنا۔

استاذی المکرمؒ نے اگلے جمعہ کو حائفہ ہونے کا ارادہ کیا مگر اس سے پہلے ہی حضرت شیخؒ کیلانی اس دہرائی سے پردہ فرما گئے۔ یہ سارا واقعہ حرف بحرف تبصرہ استاذی المکرمؒ نے خود بیان فرمایا۔

تکمیل علم بعد ازاں استاذی حضرت مولانا علامہ محمد علی صاحب مدظلہ العالی دارالعلوم حزب الاحناف ناہروی میں داخل ہوئے اور بحر العلوم استاذی والا سا تذہ جامع معقول و منقول علامہ زمان حضرت مولانا غلام رسول صاحب رضوی فیصل آبادی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ حضرت مولانا قبلہ رضوی صاحب نے نہایت جانفشانی، کمال محنت و شغف سے پڑھایا اور آپؒ نے انہیں سے درس نظامی کی تکمیل کی۔ استاذی المکرمؒ اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ جتنی محنت اور محبت میرے ساتھ قبلہ مولانا علامہ غلام رسول صاحب نے فرمائی ہے اس کی شاید ہی کہیں مثال مل سکتی ہو۔

علوم درسیہ سے فراغت کے بعد آپؒ نے اورٹیل کالج لاہور سے نمایاں حیثیت سے فاضل عربی کا امتحان پاس فرمایا پھر حضرت مولانا علامہ غلام رسول صاحب رضوی کی وساطت سے محدث اظہم پاکستان حضرت قبلہ مولانا علامہ سر دار احمد صاحب قدس سرہ العزیز سے اکتساب حدیث کے بعد سند حدیث حاصل کی۔

۱۹۶۲ء میں بلال گنج امیر روڈ لاہور میں ایک نفعہ زمین خرید کر ایک دینی ادارہ کی بنیاد رکھی اور اپنے محکم و محترم استاذ قبلہ مولانا علامہ غلام رسول صاحب رضوی دام ظلہ العالی کے نام نامی کی نسبت سے اس ادارہ کا نام دارالعلوم جامعہ رسول شیریازیہ رضویہ تجویز فرمایا۔ اس وقت اس دارالعلوم میں شعبہ حفظ القرآن اور دو قرأت، اور کس نظامی، دورہ حدیث اور دورہ تفسیر القرآن نہایت محنت اور جانفشانی سے پڑھائے جاتے ہیں۔ یہ آپؒ کی مساعی جمیل کا ہی نتیجہ ہے کہ وہ دارالعلوم جس کا اجرا ایک چوٹی کی کٹیا سے ہوا تھا۔ آج ایک عظیم الشان بلند و بالا عمارت میں تبدیل ہو چکا ہے۔ دینی طلباء کے لیے ہر قسم کے قیام و طعام کا تسلی بخش انتظام کیا گیا ہے اور بینکروں، اندرونی و بیرونی طالبان دین، تین اپنی مسمی پیکس بجھا ہے یہی۔

ادارہ مجوز تعمیر و ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ دُعا ہے خدائے ذوالجلال اپنے حبیب اکمال کے حفیل اس دارالعلوم کو دن و رات چرگنی ترقی عطا فرمائے اور تشنگان حق کے لیے چمڑہ علم و عرفان بنائے سکھے آمین۔

والدین استاذ محترم مصنف کتاب ہذا کے والد گرامی جناب غلام محمد صاحب اگرچہ دینی علوم سے شناسا نہ تھے۔ تاہم ضروریات دین کو خوب سمجھتے تھے اور اپنے دور کے قطب کمال قدوہ اس الیگین حضرت قبلہ خواجہ محمد امین رحمۃ اللہ علیہ غنیفہ و مجاز اعلیٰ حضرت قبلہ عالم خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ سے ان کا روحانی تعلق تھا۔ وہ ایک پرہیزگار، زنجب زندہ دار، خوب خدایں چشم گریاں رکھنے والے، دیرپا و خدایں ہمہ وقت شغل قلب کے مالک تھے۔ ان کا معمول تھا کہ آدھی رات کے بعد بستر سے الگ ہو جاتے اور بقیہ رات سر بسجود گزار دیتے۔ اور ان کے نالہ نیم شبی کی دنگداز آواز رات کے سکوت کا جگر پاش پاش کر دیتی تھی۔ گھر والے انہیں دیکھتے کہ وہ اندھیری رات میں سر سجدے میں رکھ کر نزار و قطار در

ہے ہیں۔ یقیناً وہ ایک جنتی انسان تھے۔ کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

لَا يَلِجُ لَكَ رَجُلٌ وَهُنَّكَ دُورُخٌ فِي دَاخِلِهِ هُوَ

بُحَىٰ مِنْ خَشْيَةٍ جِوَالِدِ كَيْفَ رُوِيَ

اَللّٰهُ حَتّٰى يَعُوْذَ الْكَافِرُ

فِي الضَّمِيحِ

ان کا معمول تھا کہ دو رات کو اٹھ کر تہجد کی نماز مسجد میں جا کر ادا کرتے۔ اللہ نے انہیں بڑی دلداز آواز بھی دی تھی۔ توجہ وہ تہجد کے بعد یا بعد از خدائے وحشیہ الہی پر مشتمل اشعار اپنی جان گذاز آواز میں پڑھتے اور ساتھ آدھ کی کرتے تو اس پاس کے مکانات واسے لوگ بھی اس واضح آواز کو سنا کرتے۔ اور یہ سلسلہ تا دم سحر جاری رہتا۔ مصنف علامہ نے بھی چونکہ اسی احوال میں تربیت پائی تھی تو ان پر بھی اس کا گہرا اثر ہوا اور ہم نے ان کے شبانہ معمولات کو بھی اسی رنگ میں ملاحظہ کیا اور دیکھا ہے بلکہ آپ کے اکثر تلامذہ اور اولاد میں بھی تہجد کے یہ رات کے پچھلے پر بیدار ہونے کی عادت موجود ہے۔

اسی طرح مصنف علامہ کی والدہ ماجدہ کا حال بھی اس سے فزونی تر ہے۔

عالم شباب ہی میں خانوادہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک معمر اور از حد پرہیزگار خاتون فاطمہ بی بی رحما اللہ ساکنہ موضع بیاباں گجرات سے ان کا تعلق قائم ہوا۔ اور اس کا یہ فردی اثر ہوا کہ انہوں نے مسلسل تین سال اندھیری کو ٹھہری میں اللہ کا ذکر کرتے ہوئے گزار دیتے۔

پھر ان کی ساری عمر ترک دنیا میں گزری کبھی نیا کپڑا نہ پہنا۔ البتہ جو پوشش بھی زیب تن کیا وہ اجملا اور پاکیزہ ہوتا۔ روزانہ غسل کرنا ان کا معمول تھا۔ آپ کی والدہ حد سے زیادہ دیر اول اور سنیہ تھیں۔ جو ہتھ میں آیا راہ خدا میں طواریاً عبادت کا یہ حالی تھا کہ

گھنٹوں میں تقریباً بارہ سو تک نوافل ادا کیا کرتیں۔ انہوں نے تقریباً سو سال کی اور رات سے چند روز قبل تک یہی معمول رہا کہ کھڑے ہو کر رات بھر رات میں گزرتی تھیں۔ اور ہزار سے بارہ سو تک نوافل ادا کرتیں۔

جب مصنف علامہ نے لاہور میں جامعہ رسولیہ شیرازہ رمل گنج لاہور قائم کیا تو ان وحدیث کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہوا تو آپ کی والدہ تقریباً ۱۹۴۳ء میں آپ کے پاس لاہور آگئیں۔ پھر ہم نے اپنے خود دیکھا ہے کہ وہ طلباء جامعہ سے قرآن کریم کا ثواب کرتیں اور روزانہ تقریباً پانچ سے دس تک قرآن کریم جمع ہو جاتے اور وہ حضور غوث رضی اللہ عنہ کا ختم شریف دلاتیں۔ روزانہ پھل وغیرہ تقسیم کرتیں۔ حتیٰ کہ کوئی بیمار ہوئی والی، ان کا نام پڑ گیا۔ طلباء جامعہ سے از حد شفقت کیا کرتیں۔ جس سے ان کا ثواب یقیناً اسے کچھ نوازا بھی کرتیں۔ آج جب داوی اماں کی شفقتیں یاد آتی ہیں تو آنکھ پر نم ہو جاتی ہے۔

ان کی وفات کا یہ عالم ہے کہ نماز ظہر کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے حضرت مصنف کو ہتھ کے اشارہ سے بلایا اور طلباء میں پیسے تقسیم کرنے کا اشارہ کیا پھر قہرست کی وجہ سے لینے ہوئے نماز ادا کرنا شروع کی۔ ہاتھ اٹھا کر سینے پر باندھے اور ساتھ ہی روح نفس معقری سے پرواز کر گئی۔ سن وصال ۱۹۸۳ء ہے۔

وصال کے بعد جب انہیں نہلاتے کا وقت آیا یہ مشہور واقعہ ہے کہ خاندان کی عورتوں نے جو ہنڈی میں تھیں محسوس کیا کہ داوی اماں کا دل دھڑک رہا ہے۔ انہیں خطرہ لاحق ہو گیا کہ داوی اماں کہیں زندہ تو نہیں مگر آپ تو واقعی وصال فرما چکی تھیں۔ مگر وہ ان کا قلب ذکر تھا جو بنو زمر صوف ذکر خدا تھا۔ لاہور چورجی کے قریب میان فی قبرستان میں ان کا مزار پر انوار ہے۔ ان کے وصال پر انہیں ایسا ثواب کے لیے قرآن کریم کا اس قدر ثواب جمع ہوا کہ حساب کرنے سے معلوم ہوا کہ ان کی قبر کی ہر اینٹ کے عوض

ایک قرآن پڑھا گیا ہے۔ قبر کی مدین تقریباً ایک ہزار تھیں۔

اس پر ہینرگارا در شب زندہ دارمال کی تربیت کا استاد گرامی حضرت مصنف کے قلب و باطن پر واضح اور گہرا اثر دیکھنے میں آیا ہے۔

حضرت مصنف کے خاندان میں اور بھی کئی ایسے کاں لوگ گزرے ہیں۔ چنانچہ استاد گرامی کے ارشاد کے مطابق ان کی ساس صاحبہ ایک ولیہ کا مہر تھیں ان کی وفات بنا انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ سحری ۱۰ وقت تھا کہ وہ اچانک زور زور سے پکارنے لگیں کہ سبحان اللہ سبحان اللہ وہ دیکھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ گلی کے موڑ سے نمودار ہو کر تشریف لائے ہیں۔ اور مجھے فرما رہے ہیں۔ صل

عزت تو ریاں تھیں و دھپا دیں بے ساڈے دل آدمی۔

پھر عالم بے ہوشی میں بھی مصرعہ ان کا در زبان رہا اور چند دن بعد ان کا دُعا دیا۔ تب ان کے دھال کے بعد حضرت مصنف نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا وارہ مصرعہ کے ساتھ شعر کو مکمل کرتے ہوئے یوں دوسرا مصرعہ ملایا۔

عزت تو ریاں تھیں و دھپا دیں بے ساڈے دل آدمی
جنت دے دروازے کھلے کیوں دیراں میں لاویں

آپ کی اولاد میں سے سب بڑے بیٹے مولانا قاری حافظ محمد طیب

اولاد

صاحب ہیں۔ جو ایک مستند عالم دین۔ فاضل علوم دینیہ فاضل قراآت استاد اور فاضل عربی ہیں۔ اور متعدد ضخیم کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے چند ایک

یہ نام ہیں

۱۔ ترجمہ لفظ انفسہ فی مناقب العشرۃ المبشرہ چار جلدوں میں عشرہ مبشرہ صحیفہ

کے مناقب و محمد پر مشتمل حضرت محب طبری رحمۃ اللہ کی مشہور آفاق کتاب کا اردو ترجمہ

۲۔ سیرت نبی علیہ السلام میں دلائل النبوة مصنفہ حافظ ابو نعیم کا چار جلدوں میں ترجمہ۔

۳۔ شرح الشاطبیہ دو جلدوں میں (قرائت سبوح کے متعلق امام شافعی رحمہ اللہ کی مشہور زمانہ کتاب جسے قصیدہ لامیہ بھی کہتے ہیں کا ترجمہ و تشریح)۔

۴۔ الدعاء بعد صلوٰۃ الجنائزہ، نماز جنازہ کے بعد دعا کے حجاز پر قرآن و حدیث کے دلائل کا بیش بہا خریزہ جو ۲۰ سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔

۵۔ جشن میلاد قرآن و حدیث میں۔ جو از عید میلاد انبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تین سو سے زائد صفحات پر مشتمل قرآن و حدیث کے دلائل کا انمول مجموعہ۔

مولانا محمد طیب صاحب آج کل انگلینڈ میں تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں ان کی تقریر و تحریر میں حضرت مصنف کا انداز بیان اور زور راستہ لال نمایاں جھلکتا نظر آتا ہے قاری طیب سے چھوٹے رضاء المصطفیٰ علوم دینیہ سے فارغ ہونے کے بعد عربی شہرین کی زیارت کرنے کے بعد اپنے مدرسہ میں درس نظامی پڑھا رہے ہیں۔ اور ان سے چھوٹے صاحبزادے احمد رضا نے حفظ قرآن کے بعد اہل کائنات امتحان کیا ہے اور مدرسہ کی ضروریات میں والد گرامی کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ ان سے چھوٹے محمد رضا حفظ قرآن کے بعد درس نظامی پڑھ رہے ہیں آپ کی ایک بیٹی بنام اہم مکملہ حافظہ قاریہ جو شعبہ حفظ پڑھا رہی ہے۔ اور دوسری بیٹی بنام ذفیصلہ طاہرہ جو علوم دینیہ میں اچھی مہارت رکھتی ہے جو قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر بمع صرفت خود کے پڑھا رہی ہے۔

اولاد کی تربیت و تسمیہ کے انداز بھی بتا رہے ہیں کہ حضرت مصنف گرامی شیف رکھتے ہیں اور اپنی اولاد کو اپنا سچا جانشین بنانا چاہتے ہیں۔ جبکہ موجودہ دور کے علماء میں یہ جذبہ ختم ہوتا جا رہا ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑا قومی المیہ ہے کہ علیل القدر علماء کی اولاد علم دین سے شائبہ نظر آتی ہے۔ ایسے دور میں حضرت مصنف کا وجود علماء کے لیے قابل تقلید ہے۔

حضرت مصنف جہاں انگنت خوبیوں کے مالک ہیں۔ وہاں ان کی ایک بڑی قابل عمل اور قابل تقلید

اخلاق و عادات

صفت والدین اور اساتذہ کبے پایاں احترام و اطاعت بھی ہے۔ استاد محترم کو جس قدر ہم سے اپنے اساتذہ کے سامنے موثوب اور سراپا احترام پایا ہے اس کی مثال کم ہی نظر آتی ہے۔ جبکہ والدین کے لیے حق اطاعت کی بجا آوری اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ آپ ہر جمعرات کو جامعہ کے طلباء سمیت اپنی والدہ کی قبر پر شریف سے جاتے ہیں۔ اور پورا قرآن کریم ختم کر کے ایصال ثواب کرتے ہیں علاوہ ازیں سارا ہفتہ طلباء سے ثواب جمع کرتے رہتے ہیں۔ اور ہر جمعرات کو قبر انور پر سے لے کر ۵ ایک قرآن کریم جمع ہو جاتے ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء اولیاء اور مسلمین مرحومین خصوصاً والدہ ماجدہ کا ختم شریف دلاتے ہیں۔ زندگی میں والدہ کا جو وظیفہ مقرر کیا تھا وہ اب بھی اسی طرح اپنی کاپی میں درج کرتے ہیں۔ بلکہ جیسے جیسے ہنگامی بڑھتی ہے اور گھروالوں کا خرچ بڑھاتے ہیں۔ والدہ ماجدہ کا بھی خرچ بڑھاتے ہیں۔ جو طلباء پر خرچ کرتے ہیں جیسے کہ والدہ خرچ کیا کرتی تھی اور اس کا ثواب والدہ کو پہنچاتے ہیں۔

دوسری بڑی خوبی اور اعلیٰ ترین صفت عشق محبوب فدا علی اللہ علیہ وسلم ہے جو آپ کو بار بار کشاں کشاں مدینہ طیبہ سے جاتا رہے اور اب تک آپ سات مرتبہ دربار رسالت کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔ اور ہر وقت اسی فکر میں رہتے ہیں کہ وہ گھر ہی آئے کہ انھیں روئے رسول کے دیدار سے ٹھنڈی ہو جائیں یوں تو حضرت مصنف کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں سے

پندرہ تلامذہ

کمر ہے ہیں۔ تاہم ان میں سے چند ایک کے اسماء گرامی بطور مشتے از خروابے ذیل میں

۱۔ حضرت علامہ مولانا محمد احمد صاحب آف گجرات پچاسیہ۔ جو آج کل لاہور

بلال گنج میں خطیب اور جامعہ شہر قیور شریف ضلع شیخوپورہ میں شعبہ درس نظامی

میں صدر مدرس ہیں۔

۲۔ مولانا علامہ محمد یوسف صاحب کوہی۔ جو انگلینڈ کے شہر کاؤنٹری میں حضرت علامہ مولانا عبدالوہاب صدیقی خلیفۃ الرشید مناظر اعظم حضرت مولانا محمد عمر اچھر وئی کے قائم کردہ علوم اسلامیہ کے مشہور مرکز جامعہ اسلامیہ میں شعبہ درس نظامی میں صدر مدرس ہیں۔

۳۔ مولانا قاری محمد رغرور صاحب مہتمم جامعہ کریمہ بلال گنج لاہور کب فائل مدرس نظامی ہونے کے ساتھ قراءات سبہ عشرہ کے جید اساتذہ میں سے ہیں۔ اور لاہور میں حفظ قراءات کے ایک دقیق ادارہ جامعہ کریمہ کے مہتمم ہیں۔

۴۔ مولانا احمد علی صاحب مرزا پوری۔ جو شیخوپورہ شہر میں مصروف تدریس ہیں۔

۵۔ حضرت مصنف کے بڑے صاحبزادے حضرت علامہ مولانا قاری حافظ محمد طیب صاحب جس کا تذکرہ پیشے گزر چکا ہے۔

۶۔ مولانا محمد رئیس نقشبندی قادری جو ایک عظیم دینی درسگاہ جامعہ معراج العلوم نقشبندیہ رضویہ عظیم پارک بالمقابل ساندہ بھاتیاں بند روڈ کے مہتمم ہیں اور جامعہ مسجد مدینہ ساندہ خورولاہور میں خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

۷۔ مولانا صوفی محمد ولایت صاحب جو کہ اس وقت جامعہ خفیہ غوثیہ ساہیوال میں بطور صدر مدرس کے کام کر رہے ہیں۔ اور افتاء کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔

۸۔ مولانا صوفی برکت علی صاحب جو کہ مدرسہ غوثیہ جامع العلوم خانیوال میں مدرس نظامی کی تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

۹۔ مولانا حافظ محمد رئیس صاحب جو کہ اس وقت مرکزی ادارہ جامعہ رسولیہ شیراز میں ہی درس نظامی پڑانے کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

۱۰۔ مولانا قاری رضا المصطفیٰ صاحب جو قبلہ شیخ الحدیث استاذی الحرم کے دوسرے صاحبزادے جو کہ قاری محمد طیب صاحب سے چھوٹے ہیں۔ یہ بھی مرکزی دارالعلوم جامعہ رسولیہ شیرازیہ میں درس نظامی کی تدریس میں مصروف ہیں۔

اللہ مولانا صاحبزادہ منیر احمد صاحب جو کہ ایک بڑے عارف کامل اور شیخ اجل حضرت میاں محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہکانہ مشرعیین کے صاحبزادے ہیں جو اپنے والد ماجد علیہ الرحمہ کی درگاہ عالیہ پر ایک عظیم دینی ادارہ کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔ اور اسی میں تدریس کے فرائض انجام دیں گے۔ اور اس کے علاوہ ذی الحرم کے کثیر تلامذہ ہیں۔ جو کہ دور دراز علاقوں میں بلکہ دوسرے ممالک تبلیغ دین میں مصروف ہیں۔

نوٹ:

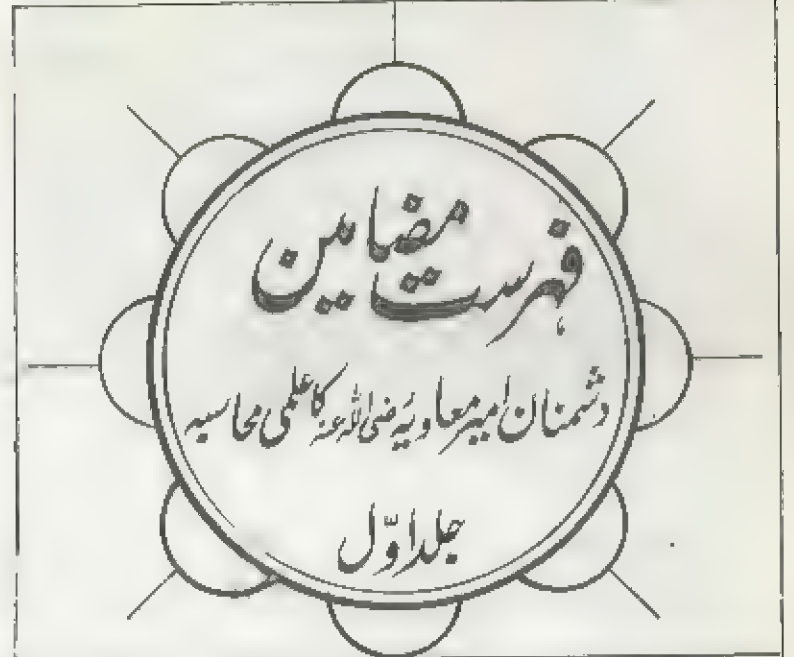
میں اخلاص قلب کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس جامعہ میں جتنی منت سے قبلہ استاذی الحرم علوم دینیہ پڑھاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ فرائض دینیہ سرانجام دینے کی تاکید کرنے میں اور خصوصاً سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی پابندی کراتے ہیں۔ ایسا بہت ہی کم پایا جاتا ہے۔ یعنی طلبہ پرنماز کی پابندی۔ ریش شرعی کی پابندی کہ کوئی طالب علم داڑھی منڈوانے والا اور میر شرع سے کم کرائے والا اس دارالعلوم میں داخلہ حاصل نہیں کر سکتا اور فقیر خود بھی اسی گھٹن کا ایک خوشی ہیں۔ فقیر نے حضرت مصنف کے سامنے نافرمانی کر کے درس نظامی کی تکمیل کے بعد آپ کی توجہ اور اعانت سے فاضل عربی اور فاضل تنظیم مدارس کا کورس پاس کیا اور ایم اے تک عصری علوم حاصل کئے اور اب آپ کی توجہ

سے انگلینڈ میں مصروف تبلیغ اسلام ہوں۔
خدا تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے

احقر

مولانا حافظ محمد ضابر علی صاحب رضوی ایم اے

خطیب مکہ مسجد بولٹن سٹی انگلینڈ



صفحہ نمبر	مضمون	تقریباً شمار
۵۹	باب اول	۱
۵۹	قرآن و حدیث کی روشنی میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل اور آپ کے متعلق مجتہدین امت کے اقوال۔	۲
۶۱	فصل اول	۳
۶۱	صحابی کی تعریف و مرتبہ و مقام۔	۴
۶۹	فصل دوم	۵
۶۹	امیر معاویہ کے لیے صحابی ہونے کا ثبوت حاصل ہے اس وجہ سے آپ بھی ان فضائل و مناقب کے حامل ہیں جو گذشتہ اوراق میں صحابی کے متعلق ذکر ہوئے۔	۶

صفحہ نمبر	مضمون	تقریباً شمار
۷۴	فصل سوم:	۷
۷۴	صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کرنے والے کا انجام۔	۸
۸۱	حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کتب صحابہ کی زبان کاٹ ڈالنے کا ہتھیہ فرمایا تھا۔	۹
۸۲	فصل چہارم:	۱۰
۸۲	اکابرین اہل سنت کی کتب سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب۔	۱۱
۸۳	فضائل و مناقب میں حدیث ضعیف بھی معتبر ہوتی ہے۔	۱۲
۸۶	ایک شیر نے امیر معاویہ کے جنتی ہونے کی بشارت دی۔	۱۳
۸۸	فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ "و میری امت میں سب سے حلیم تر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔"	۱۴
۹۰	فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ "امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میرا محرم راز ہے۔"	۱۵
۹۲	فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ "امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کتاب خداوندی ہے۔ اور وہ بہترین امین ہے۔"	۱۶
۹۲	فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ "و معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ اس کے رسول کا محبوب ہے۔"	۱۷
۹۴	فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ "معاویہ رضی اللہ عنہ اگر تجھے حاکم بنایا گیا تو عدل کرنا۔"	۱۸
۹۹	ایک اعتراض: نبی پاک علیہ السلام نے صحابہ کو فرمایا کہ میرے بعد نبوت اور نبوت کے نبوت کی طرز خلافت اور چہرہ پوشا بہت جہاد راستہ ہمیشہ ہوگی۔	۱۹

نمبر شمار	مضمون	نمبر شمار
۲۰	جواب :	۱۰۰
۲۱	وعدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ اسے اللہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو علم کتاب و حکومت عطا فرما۔	۱۰۱
۲۲	حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جلیل القدر صحابہ کو گزری سے معزول کر دیا۔ مگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں کے ادوار میں برابر گزر رہے۔	۱۰۳
۲۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد میرے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقتول دونوں جنتی ہیں۔	۱۰۴
۲۴	ابن عباس نے فرمایا امیر معاویہ فقید ہے۔	۱۰۸
۲۵	ابن عباس نے فرمایا کہ حکومت کے معاملات میں امیر معاویہ سے زیادہ عالی مرتبہ نہیں دیکھا۔	۱۱۰
۲۶	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابجد صحابہ کرام سے روایات کیں۔ اور ان سے بھی ابجد صحابہ اور تابعین نے روایات کیں۔	۱۱۲
۲۷	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے چند امور غیبیہ کی خبریں دیں جو صحیح نکلیں۔	۱۱۴
۲۸	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قسیم میں مجھے کفن دیا جائے اور آپ کے ناخن شریف منہ اور آنکھوں پر رکھیں جائیں۔	۱۱۵
۲۹	فصل پنجم :	۱۱۸
۳۰	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق مجتہدین امت کے اقوال۔	۱۱۸

نمبر شمار	مضمون	نمبر شمار
۱۱۸	علامہ یوسف تہائی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۱۱۸
۱۲۷	امام غزالی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۱۲۷
۱۳۵	صحابہ کرام بالخصوص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارہ میں مجدد الف ثانی کا عقیدہ	۱۳۵
۱۵۳	مجدد الف ثانی کے مذکورہ اقتباسات سے درج ذیل امور ثابت ہوئے	۱۵۳
۱۵۵	علامہ عبد الوہاب شمرانی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۱۵۵
۱۶۳	غوث اعظم محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔	۱۶۳
۱۶۹	امام نووی شارح مسلم اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۱۶۹
۱۷۰	باب دوم	۱۷۰
۱۷۱	امیر معاویہ کی ذات پر اعتراضات اگرچہ دالہ دلیوری مودودی سنی ممولویوں اور پیروں کا علمی محاسبہ۔	۱۷۱
۱۷۲	گستاخ اقل :	۱۷۲
۱۷۳	مفتی حنفی دیوبندی عبدالرحیم کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارہ میں تنقیدی اشعار اور اقتباسات۔	۱۷۳
۱۷۴	مولوی عبدالرحیم کے گستاخانہ اشعار اور اقتباسات کا تنقیدی جائزہ	۱۷۴
۱۷۵	غفلت صحابہ کے سامنے تاریخی واقعات کی حیثیت	۱۷۵
۱۷۶	خصوصی نوٹ : مذکورہ مولوی عبدالرحیم کا رسالہ مذاہمہ حق	۱۷۶
۱۷۷	مذہمہ حق رسالہ کا آخر صفحات پر مشتمل فوٹو کاپیٹ	۱۷۷
۱۷۸	مولوی عبدالرحیم دیوبندی کے باسٹھ سوالات	۱۷۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۴۷	سوال نمبر ۱: وہ کون ہے جس نے دُخلیہ راشد سے بغاوت کی اور انہیں شہید کیا اور اس کا جواب	۲۰۲
۴۸	جواب:	۲۰۲
۴۹	سوال نمبر ۲: وہ کون ہے جس نے خلیفہ راشد سے دھوکہ فریب فساد میں رکھ کر صلح کی مگر اسلام میں اس کی صلح برفساد اور غیر مشروع ہے۔	۲۰۲
۵۰	جواب:	۲۰۲
۵۱	سوال نمبر ۳: وہ کون ہے جس کی منافقانہ صلح کو زبانِ رسالت نے ناروا فرمایا، معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ راشد امام حسن سے منافقانہ صلح کی اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ هَذِهِ بَغَاوَةٌ عَلَى دُخْلٍ۔	۲۰۳
۵۲	جواب:	۲۰۳
۵۳	سوال نمبر ۴: سوال نمبر ۵: سوال نمبر ۶:	۲۰۴
۵۴	سوال نمبر ۷: کا خلاصہ وہ کون ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے بغاوت کی اور علماء مشائخ نے پہلا باغی کہا۔ شرح متاخر میں اس کو پہلا باغی کا خارجی کہا گیا ہے۔	۲۰۴
۵۵	چار مسائل سوالات کے جوابات۔	۲۰۴
۵۶	سوال نمبر ۸: وہ کون ہے جس کو محقق علماء اسلام نے مشہور معروف کتاب مجمع البحرین میں لکھا "ہرگز ہرگز وہ صحابی نہیں ہے۔"	۲۰۶

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۰۸	جواب:	۵۷
۲۱۱	سوال نمبر ۹: وہ کون ہے جسے محمدی پر بیس میں چھپی کتاب مرادہ التحقیق نے لکھا وہ نہ خلیفہ نہ صحابہ اور نہ مہاجر ہے۔	۵۸
۲۱۱	جواب:	۵۹
۲۱۲	سوال نمبر ۱۰: وہ کون ہے جو سورہ فتح کی صحابہ کی تین تعریفوں میں نہیں آتا۔	۶۰
۲۱۲	جواب اول:	۶۱
۲۱۵	جواب دوم:	۶۲
۲۱۹	سوال نمبر ۱۱: وہ کون ہے جسے اپنے والد کے زنا پر پچاس گواہیاں لے کر باپ کے ولد الزنا حرامی زیاد کو قرآن و سنت کے منکر ہو کر بھائی اور وارث بنایا۔	۶۳
۲۱۹	جواب:	۶۴
۲۲۰	سوال نمبر ۱۲: وہ کون ہے جس نے حجر بن عدی اور ان کے بارہ صحابیوں کو ظلم سے قتل کیا جن کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان پر اللہ اور آسمان واسے غضبناک ہوں گے۔	۶۵
۲۲۰	جواب:	۶۶
۲۲۱	سوال نمبر ۱۳: وہ کوہ ہے جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنی جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے اللہ کو گالی دی۔ ام سلمیٰ و دیگر صحابہ کے منع کرنے پر باز نہ آیا یہ سؤر گالی اور لعن و طعن کو تاربا۔	۶۷

نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۶۸	سوال نمبر ۱۴: کا خلاصہ بھی بھیجئے۔	۲۲۱
۶۹	جواب:	۲۲۱
۷۰	سوال نمبر ۱۵: وہ کون ہے جسے ابوالکلام آزاد نے قتل کے چار حرام زادے باغیوں کا سرغنہ قرار دیا۔	۲۲۲
۷۱	جواب:	۲۲۲
۷۲	سوال نمبر ۱۶: وہ کون ہے جس نے اپنے مرتد بیٹے کو مرتے وقت وصیت کی کہ فتح مکہ و بدر و احزاب و حدیبیہ کا بدلہ لینا۔ مکہ و مدینہ تباہ کرنا تو اس نے ایسا ہی کیا۔	۲۲۳
۷۳	جواب:	۲۲۳
۷۴	سوال نمبر ۱۷: وہ کون ہے جس کی ماں نے امیر حمزہ کا بعد شہادت سینہ چیرا اور کلیجہ چایا اور خود اس نے علی اور رسول اللہ کو گالی دیں اور لعن و طعن کیا۔	۲۲۴
۷۵	جواب:	۲۲۵
۷۶	سوال نمبر ۱۸: وہ کون ہے جس نے آل و اصحاب باغیانہ جنگ کی ہے اور مرتے وقت کپڑوں کے تترک کا فریب کیا۔	۲۲۶
۷۷	جواب:	۲۲۶
۷۸	سوال نمبر ۱۹: وہ کون ہے جس نے پچیس لاکھ کی رست دے کر امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے کر قتل کروا دیا اور اس کا الزام ان کی بڑی جعدہ پر لگایا گیا۔	۲۲۸
۷۹	جواب:	۲۲۸

نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۸۰	سوال نمبر ۲۰: وہ کون ہے جس نے علی رضی اللہ عنہ سے نفاق سے جنگیں کر کے ان کی شہادت کا بندوبست مغیرہ ابن شعبہ کے ذریعہ کرا کے کیا اور رویا تو بڑی نے شرمندہ کیا۔	۲۲۸
۸۱	جواب:	۲۲۸
۸۲	سوال نمبر ۲۱: وہ کون ہے جس نے آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نفاق سے جنگیں کر کے ایک لاکھ ستر ہزار صحابی قتل کیے اور خوف ضرانہ کیا۔	۲۲۹
۸۳	جواب:	۲۲۹
۸۴	سوال نمبر ۲۲: وہ کون ہے جس نے حرم کعبہ حرم مدینہ کو ونگل گاہ بنا کر لاکھ لاکھ مسلمان صحابی قتل کیے۔ منبر رسولؐ سے جا کر گم کرنے لگا تو سورج کو گرہن لگا۔ دن کو تارے نظر آنے لگے۔	۲۳۱
۸۵	سوال نمبر ۲۳: وہ کون ہے جس نے ایک بڑی صحابی عمار کو مبین میں قتل کیا جس کے حق حضور علیہ السلام نے متواتر حدیث میں فرمایا۔ عمار کو باغی جہنمی گروہ قتل کرے گا۔	۲۳۱
۸۶	جواب:	۲۳۱
۸۷	سوال نمبر ۲۴: وہ کون ہے جس نے خیرات یمن اوس قرنی کو صفین میں قتل کیا جس سے امت کے لیے دعا کرانے کو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔	۲۳۲
۸۸	جواب:	۲۳۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۸۹	سوال نمبر ۲۵: وہ کون ہے جس نے عمر علی اور حسن و عمار عائشہ صدیقہ اور اوس کو شہید کیا۔	۲۳۳
۹۰	جواب:	۲۳۳
۹۱	سوال نمبر ۲۶: وہ کون ہے جسے علی بہادر خان بی ایس سی (BSC) علیگ مت بناء تحریک کاروں کا قیام قرار دیا۔	۲۳۴
۹۲	جواب:	۲۳۵
۹۳	سوال نمبر ۲۷: وہ کون ہے جس نے حافظ قرآن و سنت عبدالرحمن بن ابوبکر کو ہر دے کر اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے جلا کر گم نام قتل۔ اور محمد بن ابی بکر کو قتل کر کے گھر کے کھال میں ان کا قید رکھ کر تیل ڈال کر جلادیا۔	۲۳۵
۹۴	جواب:	۲۳۵
۹۵	سوال نمبر ۲۸: وہ کون ہے جسے اتنے قتل و ظلم کے بعد امت کے بے بصیر ملانے صحابی بنانے مجتہد ٹھہرانے اور رضی اللہ عنہ پر پڑھتے ہیں۔	۲۳۷
۹۶	جواب:	۲۳۷
۹۷	سوال نمبر ۲۹: وہ کون ہے جو اسلام اور آل و اصحاب رسول کا جبری دشمن ہو کر بھی اصحاب رسول میں شمار کیا جاتا ہے	۲۳۸
۹۸	جواب:	۲۳۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۹۸	سوال نمبر ۳۰: وہ کون ہے جس کے جادو سے امیر معاویہ کے علاء و شام ایسے غمار ہیں کہ سورہ نساء کی آیت نمبر ۹۳ میں ہے۔ کہ ایک مومن کے عداوت میں ہمیشہ جہنم ہے۔ اس پر اللہ کا غضب اور لعنت ہے۔	۲۳۹
۹۹	جواب:	۲۳۹
۱۰۰	سوال نمبر ۳۱: وہ کون ہے جس نے خدائی نصوبہ خلافت جو مرکز ملت کو تباہ کیا۔ یہ ساری امت کی بدخواہی ہے جس کا از کتاب کیا۔	۲۴۰
۱۰۱	جواب:	۲۴۰
۱۰۲	سوال نمبر ۳۲: وہ کون ہے جس نے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اِنْفِ جَاہِلِیْنِ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہُ سے باغی کون ہے	۲۴۱
۱۰۳	جواب:	۲۴۱
۱۰۴	سوال نمبر ۳۳: وہ کون ہے جسے ایڈورڈ کین سید امیر علی پر رومی کونسل کے جج نے ارجل لپیل کہا۔	۲۴۲
۱۰۵	جواب:	۲۴۲
۱۰۶	سوال نمبر ۳۴: وہ کون ہے جس نے رسول اللہ کے فرمان عَلَيْكُمْ بِمِثْلِي وَمِثْلِي وَ سُنَّةِ خَلْفَائِي الرَّاشِدِينَ الْمَقْدِيَّتِينَ سے بغاوت کی۔	۲۴۲
۱۰۷	جواب:	۲۴۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۰۸	سوال نمبر ۳۵: وہ کون ہے جو اللہ کے فرمان فَعَاثِلُوا السُّبْحَةَ مَبْعُوثِي کے زمرہ میں شامل ہے۔	۲۳۴
۱۰۹	جواب:	۲۳۵
۱۱۰	سوال نمبر ۳۶: وہ کون ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان طلیف حق سے باغی ہو کر فاضل جوہ یا السَّكِينِ قَائِلًا مَنْ كَانَ فِي شَارِهُتَاہِ اسے تلوار سے قتل کر دیا جائے۔	۲۳۶
۱۱۱	جواب:	۲۳۷
۱۱۲	سوال نمبر ۳۷: وہ کون ہے جو خلیفہ راشد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور اس سے محبت والوں پر خطبہ جمعہ میں لعن طعن کرنا اور کروانا رہا۔	۲۳۸
۱۱۳	سوال نمبر ۳۸: وہ کون ہے جو اپنی حکومت ستر ہزار سوس ممبروں پر مبنی اور اللہ اور رسول پر لعن طعن کرنا اور کروانا رہا۔	۲۳۸
۱۱۴	جواب:	۲۳۹
۱۱۵	سوال نمبر ۳۹: وہ کون ہے جس کے لیے حضور مقصود کائنات کا فرمان ہے جو میرے صحابی کو گالی دے اس پر لعنت کرو۔ ایسا کس نے کیا۔	۲۴۰
۱۱۶	جواب:	۲۴۰
۱۱۷	سوال نمبر ۴۰: وہ کون ہے جس نے سب پہلے ان لوگوں کو خضعت کرنے کا حکم دیا۔	۲۴۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۱۸	جواب:	۲۴۱
۱۱۹	سوال نمبر ۴۱: وہ کون ہے جس نے علی رضی اللہ عنہ کو طارکٹ بنا کر اللہ و رسول اور تمام مومنوں پر سب و شتم لعن طعن کیا اور کروایا	۲۴۱
۱۲۰	جواب:	۲۴۱
۱۲۱	سوال نمبر ۴۲: وہ کون ہے جس نے اللہ اور رسولوں کے کافر اور ماں سے بدکاری کرنے والے بیٹے یزید کو ولی عہد بنا دیا۔	۲۴۱
۱۲۲	جواب:	۲۴۱
۱۲۳	سوال نمبر ۴۳: وہ کون ہے جو فتح مکہ کے دن پچھلے کفر کے ساتھ اسلام میں مداخلت کر آیا۔ اور جس کا ایمان بے نفع ہے۔ قرآن نے ان لوگوں کے لیے کیا کفر کے ساتھ اسلام میں داخل ہوئے اور اسی کفر کے ساتھ اسلام سے نکل گئے۔	۲۴۳
۱۲۴	جواب:	۲۴۳
۱۲۵	سوال نمبر ۴۴: وہ کون ہے جس کے متعلق عبد اللہ بن برہہ دو صحابیوں نے گواہی دی کہ اس نے شراب پی اور ہمیں بھی	۲۴۴
۱۲۶	سوال نمبر ۴۵: وہ کون ہے جس کے متعلق عبد اللہ بن برہہ سادق بن صحابی نے مسجد میں اعلان کیا کہ اس نے سود لیا اور کھایا اور گلے تک دوزخ میں ہے۔	۲۴۴
۱۲۷	جواب دو سوالوں کا۔	۲۴۴

سوال نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۵۵	سوال نمبر ۴۶: وہ کون ہے جس بد بخت ازلی ابدی نے مغیرہ ابن شعبہ کا غلام ڈلو کو خرید کر اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبیثہ کرایا۔	۱۲۸
۲۵۵	جواب:	۱۲۹
۲۵۷	سوال نمبر ۴۷: وہ کون ہے جس کے معتقد پیشوا عقبہ بن قریظ اور اس کے اپنے فرزند ٹھیکر نے کہا۔ سب جھوٹ ہے۔ نہ فرشتہ آیا نہ وحی۔	۱۳۰
۲۵۷	جواب:	۱۳۱
۲۵۸	سوال نمبر ۴۸: وہ کون ہے بے نفع ایمان لائے والوں کے ازلی کافر باپ نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا۔ یزیدی بادشاہیت ہے۔ میں نہیں مانتا جنت و دوزخ کو۔	۱۳۲
۲۵۸	سوال نمبر ۴۹: وہ کون ہے جس کے مشہور و معروف ذاتی منافق باپ کو جب اسلام میں ایمان فقیہ کا ماوی و ملجاں اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا تھا۔ استعیاب جلد ۶ ص ۸۹	۱۳۳
۲۵۸	دو فہم سوالوں کا جواب۔	۱۳۴
۲۶۳	سوال نمبر ۵۰: وہ کون ہے جس بانی بغاوت ظلم و بدعت مبتدع دو حکومت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ھَنَا ۽ ھَنَا ۽ مَصَابِیہ فتنہ و فساد فرمایا۔ سوال نمبر ۵۱: وہ کون ہے جس کو باغی باطل ظالم سراپا فتنہ و فساد اس کی حکومت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَلَكًا عَصُوًّا ورنہ شاہی فرمایا۔	۱۳۵

سوال نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۶۳	جواب:	۱۳۶
۲۶۷	سوال ۵۲: وہ کون ہے جس نے مرتے دم پیغمبر علیہ السلام کے سب معرکوں کے بدلے لینے کی بسر کردی مسلم بن عقبہ سب حراموں کو حلال جاننے والے ماننے والے صریح کافر بیٹے یزید کو حرم مدینہ کو غارت و تباہ کرنے کی وصیت کی جذب القلوب	۱۳۷
۲۶۸	سوال نمبر ۵۳: وہ کون ہے جس نے اپنے بیٹے کافر یزید کو حرمین شریفین کی مباحی کا مشورہ بطور نصیحت دیا پھر اس میں اس منافق مسلم بن عقبہ کو سب سے بڑھ کر معتقد و مرتکب کہا۔	۱۳۸
۲۶۸	دو فہم سوالوں کا جواب:	۱۳۹
۲۶۹	سوال نمبر ۵۴: وہ کون ہے جس میں ہزار وجوہ و اسباب کفر پائے جانے کے باوجود اس کے تک ملال ملانے اور رسول اللہ سے بیگانے اسے صحابی بنانے اس پر رضی اللہ عنہ پڑھنے پڑھانے پر افسند میں۔	۱۴۰
۲۷۰	سوال نمبر ۵۵: وہ کون ہے جسے بغاوت پرست ملائوں نے محض باطل پر معتبد بنا رکھا ہے محقق علماء مشائخ نے تفریح کی ہے کہ وہ وجہ و درجہ اجتہاد تک نہ پہنچے تھے۔	۱۴۱
۲۷۰	جواب:	۱۴۲
۲۷۰	سوال نمبر ۵۶: وہ کون ہے کہ جسے اجتہاد کی ٹکڑی براہ راست خلیفہ راشد سے ہوئی۔ حالانکہ ایسا اجتہاد قطعاً بغاوت اور کفر تک پہنچانے والا ہے۔ جیسا ابلیس کا اجتہاد خلیفہ سے ہوا۔	۱۴۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۴۴	جواب:	۲۷۰
۱۴۵	سوال نمبر ۵۷: وہ کون ہے جس نے بھونڈے اجتہاد سے ۲۷۱ وترکی تین رکعت کو ایک بنا دیا اور عبادت و اطاعت کے دو حصے برباد کر دیئے۔ (بخاری شریف)	
۱۴۶	سوال نمبر ۵۸: وہ کون ہے جس کے ایک وتر کے معاملہ ۲۷۱ میں اجتہاد کو ملاحظہ کر کے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسے گدھا کہا۔ (طحاوی شریف فیض الباری)	
۱۴۷	دو فوں سوالوں کے جواب:	۲۷۲
۱۴۸	سوال نمبر ۵۹: وہ کون ہے جس نے اجتہاد کے بغاوت ۲۷۳ کی اور خلیفہ راشد سے نافرمانی جنگ باغیانہ کیے اور ایک ستر ہزار حافظ قرآن و سنت قتل کیے۔ ابو بکر صدیق کی اولاد کو گدھے کی کھال میں رکھ کر جلادیا۔	
۱۴۹	سوال نمبر ۶۰: وہ کون ہے جسے حنفی تفسیر احکام القرآن نے ۲۷۳ ائمۃ الکفر سے لکھا اس کے باپ اور اس کے گروہ کو کہا تھا لَعَنَ بَيْنَقَ قَلْبِهِ مِنَ الْكُفْرِ۔ وہ کون کے دلوں کو اللہ نے کفر سے پاک نہ کیا۔	
۱۵۰	سوال نمبر ۶۱: وہ کون صاحب ہے کہ جو اللہ و رسول کے حکم ۲۷۷ دین و ایمان سے بغاوت کی بنا پر دین و ایمان سے خارج ہوا۔ اور ملت میں تفرقہ کا موجب بنا۔	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۵۱	سوال نمبر ۶۲: وہ کون صاحب ہے جس نے جو ملت کے لیے باغی ۲۷۷ ہیں۔ اگر مسلمان ان کے متعلق غلط فہمی رفع کر کے انہیں ملت سے پہلا باغی جانیں تو تفرقہ نہ رہے علما و مشائخ اور دانشور اور حکام متعلقہ کا فرض ہے کہ اس تحریک کے بغاوت و فساد کو بلا تاخیر ختم کرنے کا بندوبست کریں۔	
۱۵۲	دو فوں سوالوں کا جواب:	۲۷۸
۱۵۳	اعلان عام:	
۱۵۴	اعلان عام کا جواب:	۲۷۹
۱۵۵	گستاخ دوم:	۲۸۱
۱۵۶	مودودی کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر سات عداوتیں ۲۸۱	
۱۵۷	اعتراض اول:	۲۸۱
۱۵۸	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ولد الزنا زبیر بن سمیہ کو اپنا جانشین ۲۸۱ بھائی قرار دیا۔ (مودودی)	
۱۵۹	جواب اول:	۲۸۲
۱۶۰	استلحاق زیاد کی روایت کسی سند صحیح کے ساتھ مذکور نہیں۔ ۲۸۲	
۱۶۱	امیر معاویہ کا اپنے بازو مضبوط کرنے کے لیے زیاد کو بھائی بنانے کا ۲۸۳ الزام بے بنیاد ہے	
۱۶۲	جواب دوم:	۲۸۴
۱۶۳	جواب سوم:	۲۸۴
۱۶۴	ولد الزنا کو اپنا بھائی بنانے کا الزام اہل تشیع کی ایجاد ہے۔ ۲۸۷	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۶۵	جواب چہارم:	۲۹۲
۱۶۶	زیادہ کے اہل سفیان کی جائز اولاد ہونے پر شہادتیں	۲۹۲
۱۶۷	جواب پنجم:	۲۹۳
۱۶۸	(حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ زیاد کو دلدار بنا نہیں سکتے تھے۔)	۲۹۳
۱۶۹	اعتراض دوم:	۲۹۷
۱۷۰	امیر معاویہ نے قانون کی بالادستی کا فائدہ کر دیا۔ (موردی)	۲۹۷
۱۷۱	جواب:	۲۹۸
۱۷۲	اعتراض سوم:	
۱۷۳	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ زبردستی غلیظہ بیٹہ۔ (موردی)	۳۱۷
۱۷۴	تردید اول:	۳۱۹
۱۷۵	اس اعتراض میں چار امور پائے گئے جو درج ذیل نقل کیے جاتے ہیں۔	۳۱۹
۱۷۶	امراؤں:	۳۱۹
۱۷۷	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلافت بطور حاصل کی تھی۔	۳۱۹
۱۷۸	امردوم:	۳۱۹
۱۷۹	ان کی بیعت عوام نے اس لیے کی تاکہ خوئری سے بچا جاسکے۔	۳۱۹
۱۸۰	امسوم:	۳۱۹
۱۸۱	آپ کے دور خلافت کو عام الجماعت اس لیے کیا گیا کہ اس میں غارتگری ختم ہوئی تھی۔	۳۱۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۸۲	امس چہارم:	۳۱۹
۱۸۳	لوگوں کی ناراضگی کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی علم تھا۔	۳۱۹
۱۸۴	جواب امراؤں:	۳۱۹
۱۸۵	جواب امردوم:	۳۲۲
۱۸۶	جواب امسوم:	۳۲۳
۱۸۷	جواب امس چہارم:	۳۲۴
۱۸۸	تردید دوم:	۳۳۰
۱۸۹	ابن حجر مکی کے قلم سے۔	۳۳۰
۱۹۰	اعتراض چہارم:	۳۳۲
۱۹۱	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آزادی رائے کا فائدہ کر دیا (موردی)	۳۳۲
۱۹۲	جواب مفصل:	۳۳۵
۱۹۳	اعتراض پنجم:	۳۳۳
۱۹۴	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کثرت زندگی کو تبدیل کر دیا تھا۔ (موردی)	۳۳۳
۱۹۵	جواب مفصل:	۳۳۴
۱۹۶	اعتراض ششم:	۳۵۷
۱۹۷	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیت المال کی حیثیت تبدیل کر دی (موردی)	۳۵۸
۱۹۸	جواب:	۳۵۸
۱۹۹	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیت المال کی ایک ایک پائی کا حساب بیکار کرتے تھے۔	۳۵۹

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۶۰	اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیت المال میں غیر اسلامی تعارف کرتے تھے تو	۱۹۸
	انرا ہل بیت اور کبار صحابہ ان کے عطیات کیوں وصول کیا کرتے تھے۔	
۳۶۱	امام احمد بن حنبل نے مشکوک مال وصول کرنے اور اسے تعارف میں لانے سے انکار کر دیا۔	۱۹۹
۳۶۵	اعتراض ہفتہم:	۲۰۰
۳۶۵	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے منکوحیت کو تبدیل کر دیا (مردودوی)	۲۰۱
۳۶۰	حک غلام علی کی مردودوی کی طرف سے عجیب وکالت۔	
۳۶۲	ما فطر بیت صلاح الدین المحدث کا مردودوی کی کتاب خلافت و ملکیت کے متعلق نظر ہے۔	۲۰۲
۳۶۲	گستاخ سوہما:	۲۰۳
۳۶۲	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں ایک دیوبندی مولوی عبد الرحیم کی گستاخانہ تحریر۔	۲۰۴
۳۶۶	گستاخ چھارم:	۲۰۵
۳۶۶	ظاہر افق درری کی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں دو عدد تنقیصی عبارات	۲۰۶
۳۶۸	ظاہر افق درری کی مذکورہ دو عدد عبارات کا تنقیدی جائزہ	۲۰۷
۳۸۰	طوبہ وقت قبلہ سیدی دندی و مرشدی سید محمد باقر علی شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانہ اشرفیت خلیع گوجرانواری کار و جانی اور سچا خواب۔	۲۰۸

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۸۶	گستاخ پنجم:	۲۰۹
۳۸۶	وحید الزمان اہل حدیث کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں تنقیص۔	۲۱۰
۳۸۶	قرآن مجید:	۲۱۱
۳۸۹	فتح قبرص کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی۔	۲۱۲
۴۰۱	فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں۔	۲۱۳
۴۰۲	فرمان عارفاروق رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں۔	۲۱۴
۴۰۳	فرمان علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں۔	۲۱۵
۴۰۴	قول ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں۔	۲۱۶
۴۰۶	حضرت حمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کا قول امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں۔	۲۱۷
۴۰۶	سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کا قول امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں۔	۲۱۸
۴۰۶	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تالیسین کی نظر میں۔	۲۱۹
۴۰۷	عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گستاخ کو کوڑوں کی سزا دی۔	۲۲۰
۴۱۰	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تلے عنہ کے شب و روز کے نیک اعمال کی تصدیق خدیجہ مخرمہ کے قلم سے	۲۲۱
۴۲۶	نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو سفیان کی عداوت کی تردید	۲۲۲
۴۲۶	ابو سفیان کا مقام نبی علیہ السلام کی نظر میں۔	۲۲۳

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۳۲	باب سوم	۲۳۲
۲۳۴	مشہور نعت خزانہ عالم چشتی فیصل آبادی کے باطل نظریات کا رد۔	۲۳۵
۲۳۵	مشکل کتاب کے چند زندقانہ عنوانات۔	۲۳۶
۲۳۸	امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا مقام و مرتبہ۔	۲۳۷
۲۴۱	عنوان اقل علماء انبیائے کرام کے ہم مرتبہ۔	۲۳۸
۲۵۸	امتی کو نبی کا ہم مرتبہ کہنے والا کذاب اور زندق ہے (مجدد الف ثانی)	۲۳۹
۲۵۹	کوئی امتی کسی صحابی کے مقام مرتبہ کو نہیں پاسکتا نبی کے مقام مرتبہ	۲۴۰
۲۶۱	تک رسائی کیسے ممکن ہے۔ (مجدد الف ثانی)	
۲۶۳	صدیق اکبر رحمہ اللہ کا سر مبارک پیغمبر کے سب سے نچلے درجہ سے بھی	۲۴۱
	نیچے ہے۔ (مجدد الف ثانی)	
۲۶۲	ولایت کو نبوت پر ترجیح دینا یوں ہے جیسے کفر کو اسلام سے	۲۴۲
	افضل کہا۔ (مجدد الف ثانی)	
۲۶۴	عنوان دوم:	۲۴۳
۲۶۴	ادیار میں صحابہ کرام جیسے کمالات۔	۲۴۴
۲۶۴	عنوان سوم:	۲۴۵
۲۶۴	ان ادیار پر صحابہ کو فضیلت نہیں دے سکتے۔	۲۴۶
	عنوان چہارم:	۲۴۷
۲۸۲	امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ کالی جو انبیاء کرام	۲۴۸
	کو نہیں ملا۔	

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۸۲	امتی پیغمبر سے اوپر پاسکتا ہے۔	۲۴۹
۲۸۳	عنوان چہارم کے تحت میں دونوں ذیلی عنوانوں کی تردید	۲۵۰
۲۸۶	عنوان پنجم:	۲۵۱
۲۸۶	امتی کے وسید سے حضور علیہ السلام کو کمال حاصل ہوا۔	۲۵۲
	عنوان پنجم کی تردید	۲۵۳
۲۹۲	عنوان ہشتم کمالات انبیاء سے الحاق۔	۲۵۴
۲۹۳	عنوان ہشتم کی تردید۔	۲۵۵
۵۰۰	عنوان ہفتم حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فضل میں۔	۲۵۶
۵۰۱	عنوان ہفتم کی تردید۔	۲۵۷
۵۰۶	عنوان ہشتم: حضرت علی رضی اللہ عنہ کیوں افضل ہیں۔	۲۵۸
۵۰۷	عنوان ہشتم کی تردید۔	۲۵۹
۵۱۰	ایک مشہور اعتراض: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول میں ہی صدیق اکبر	۲۶۰
	ہوں اس کو میرے بعد کوئی نہیں کہے گا سوائے کذاب کے۔	
۵۱۱	جواب مشہور اعتراض کے دو حصے ہیں	۲۶۱
۵۱۱	حصہ اول:	۲۶۲
۵۱۱	حضرت علیؑ کا زمانہ کہیں صدیق اکبر ہوں جو میرے بعد کسی کو صدیق اکبر کہے نہ سکتا	۲۶۳
۵۱۱	حصہ دوم: سب پہلے میں نے سات سال نمازیں پڑھیں	۲۶۴
۵۱۱	جواب حصہ اول:	۲۶۵
۵۱۷	جواب حصہ دوم	۲۶۶

پر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۵۷	تمام صحابہ کرام سے شیخین کا مقام منفرد ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نور سے جنت بھرا ہوا ہے۔	۵۲۱
۲۵۸	اس امت کے معزز ترین اور مقرب ترین عندا اللہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔	۵۲۵
۲۵۹	خلافت ظاہری کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فضل ہونے پر صائم چشتی کی ایک لالینی دلیل۔	۵۲۷
۲۶۰	حجواب۔	۵۲۷
۲۶۱	عنوان ذہور غیر نبی کی نبی پر فضیلت۔	۵۲۹
۲۶۲	عنوان ذہور کی تردید۔	۵۳۰
۲۶۳	آخری گزارش۔	۵۳۱
۲۶۴	چیلنج۔	۵۳۳

باب اول

قرآن وحی کی روشنی
میں امیر معاویہ کے فضائل اور آپ کے
متعلق مجتہب دلائل کے اقوال

باب اول:

قرآن وحید کی روشنی میں امیر معاویہؓ کے

فضائل، اور آپ کے متعلق مجتہدین امت کے اقوال

نحمدہ وفضلہ علی رسولہ الکریم اما بعد

تحفہ جعفریہ اور تحفہ جعفریہ میں ہم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر اہل تشیع کی طرف سے جو الزامات و اعتراضات تھے۔ ان کے جوابات پیش کیے۔ اس دوران جب مختلف کتب مصنفہ کا مطالعہ کیا۔ تو کچھ ایسے لوگوں کی عبارات بھی سامنے آئیں۔ جو اہل تشیع نہیں بلکہ اہل سنت کہلاتے ہیں۔ ان عبارات میں بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات کو تنقید ہے یا کا نشانہ بنا گیا۔ اسی طبقہ سے تعلق رکھنے والا "مودودی" بھی ہے جو بڑے خوش اسپے اور اپنے پیروؤں کے سوا کسی کو مسلمان کہنے کے لیے مشکل تیار ہوئے ہیں۔ مودودی کے کچھ الزامات کا ہم نے گوشہ اوراق میں محاسبہ کیا۔ اس کے علاوہ برصغیر میں بہت سے دیوبندی سنی نابریہوی اور پیر بھی ایسے ہیں جن کے نظریات اہل سنت کے سے نہیں۔ ہم نے اس بحث کے آخر میں یہ مناسب سمجھا۔ کہ کچھ ان کا بھی تذکرہ ہو جائے۔ جو اس سلسلہ میں ہمیں اہل سنت کی کتب سے استدلال کرنا پڑے گا۔ کیونکہ یہ اپنے آپ کو "اہل سنت" میں سے گردانتے ہیں۔ اہل سنت کی کتب تاریخ اور احادیث کی کتب کے حوالہ جات درج ہوں گے۔ اس لیے اس مضمون کے لیے ہم نے چند فصول ترتیب دی ہیں۔ تاکہ زیور مسد کی تحقیق مکمل طور پر سامنے آجائے۔

وبی اللہ التوفیق

فصل اول

صحابی کی تعریف اور مرتبہ مقام

صحابی کی تعریف: الناہیہ:

ذَكَرَ الْإِمَامُ الْقُسْطَلَانِيُّ فِي الْمَوَاهِبِ وَغَيْرِهِ
أَنَّ أَصْحَابِي هُوَ مَنْ صَاحَبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَوْ رَأَاهُ وَقَوَّ سَاعَةً وَهُوَ مُؤْتَمِنٌ
بِهِ وَمَاتَ عَلَى ذَلِكَ.

الناہیہ تصنیف امام عبد العزیز بن احمد ضرہوی
(صفحہ ۲۵۷)

ترجمہ: امام قسطلانی نے مواہب میں اور دیگر حضرات نے اپنی اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے کہ "صحابی" ہر وہ مسلمان (مرد و عورت) ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نشینی کی ہے۔ یا آپ کی محض زیارت کی ہو اگرچہ یہ زیارت یا ہم نشینی ایک ساعت کی ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن یہ سب کچھ حالت ایمان میں۔ اور پھر ایمان پر ہی اس کا خاتمہ بھی ہوا ہو۔

مقام مرتبہ: الناہیۃ

حَسْبُكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَوْلُهُ سُبْحَانَكَ لَا يَسْتَوِي
مِنْكُمْ مَنْ أَتَىكَ مِنَ الْقُبُورِ فَتَبَعَكَ وَقَالَ أُولَئِكَ
أَعْظَمُ رَجَلَةٍ مِنَ الَّذِينَ أَتَفَقَوْا مِنْ بَعْدِ
وَقَالَ تِلْكَ أَعْدَاءُ اللَّهِ الْخُسِيُّ فِيهِ
بَشَارَةٌ لَأَجْمَاعِهِمْ بِالْجَنَّةِ (الناہیۃ صفحہ ۱)
موقع صحابہ کرام کی شان اور مقام و مرتبہ کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ قول تیرے
لیے کافی ہے۔ تم میں سے جس نے فتح مکہ سے پہلے اپنا مال اللہ کی
راہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا، ان لوگوں کے درجات ایسے لوگوں سے
بڑھ کر ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔ ان دونوں
اقسام کے مومنوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اچھا وعدہ کر رکھا ہے۔
اس آیت کریمہ میں اس امر کی خوشخبری ہے کہ تمام صحابہ کرام متقی
ہیں۔

الناہیۃ وغیرہ:

عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ مرفوعاً
خَيْرُ أَتَمِّي قَرَفِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلَوْنَ فَسْهُمْ
ثُمَّ الَّذِينَ يَلَوْنَ فَسْهُمْ (الحديث)

(رواہ البخاری والترمذی ص ۱۷۷ صواعق موقوتہ)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے زمانہ کے لوگ بہترین

است ہیں۔ پھر دوسرے درجہ پر وہ جو ان کے بعد پھر وہ جو ان کے بعد۔
العواصم والقواصم:

حدیث ابن عباس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مَهْمَا أَوْ تَبِعْتُمْ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَالْعَمَلُ بِهِ لَا عُدْرَةَ
لَا حِدَ كُمْ فِي تَرْكِهِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللَّهِ
قِسْمَةٌ مِثْلِي مَا ضَيَعْتُمْ فَمَا قَالَ أَصْحَابِي إِنَّ
أَصْحَابِي مَثَلُ النَّجْمِ فِي السَّمَاءِ فَكَيْسًا أَخَذَ
تَرَبُّهُ إِنْ تَدْنَيْتُمْ وَاخْتِلَافَتْ أَصْحَابِي لَكُمُ
رَحْمَةٌ (العواصم والقواصم ص ۳۳)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جب بھی تمہیں کوئی بات قرآن کریم
سے کہی جائے تو اس پر عمل کرو۔ اس پر عمل نہ کرنے کے بارے میں
تم سے کسی کا کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔ پھر اگر کتاب اللہ میں وہ مسئلہ نہ پاؤ
تو میرے ارشادات میں تلاش کرو اور اگر وہاں بھی نہ پاسکو۔ تو قول
صحابی پر عمل کرو۔ میرے صحابہ ایسے ہیں۔ جیسا کہ آسمان میں ستارے۔
لہذا تم نے جس صحابی کی بات پر عمل کر لیا۔ ہدایت پا جاؤ گے اور میرے
صحابہ کا اختلاف تمہارے لیے رحمت ہے۔

الناہیۃ:

۱۔ عن جابر مرفوعاً لَا تَمَسُّ النَّارَ سَلَامًا رَأْفًا
أَوْ تَأْتِي مِنْ رَأْفِي

(رواہ الترمذی)

۲۔ عن عبد الله بن يسير مرفوعاً طرّاً لِمَنْ
رَأَى وَآمَنَ فِي طُورٍ لِمَنْ رَأَى مَنْ رَأَى وَآمَنَ
فِي طُورٍ لِمَنْ وَحَسَنَ مَا بَ -

(رواه الطبرانی والحاكم)

۳۔ عَنْ ابْنِ مَالِكٍ : مَرْفُوعاً مَشْدُوداً
أَصْحَابِي فِي أَمَّتِي كَمَيْلٍ فِي الطَّعَامِ لَا يَصْلَحُ إِلَّا
بِالْمَيْلِ -

۴۔ عَنْ ابْنِ مَوْسَى اشْعَرِي مَرْفُوعاً مَا مِنْ أَصْحَابِي
يَمُوتُ بِأَرْضٍ إِلَّا بَعِثَ نَافِثَةً أَوْ ثَوْرًا أَوْ لَهْرًا أَوْ قِيَامَةً
رَوَاهُ السُّنَمَذِيُّ - (الناهيہ ص ۲)

ترجمہ: حضرت جابر سے مرفوعاً روایت ہے کہ اس مسلمان کو آگ ہرگز
نہ چھوئے گی۔ جس نے مجھے دیکھا۔ یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا۔

۲۔ عبد اللہ بن یسیر سے مرفوعاً روایت ہے کہ کوئی خبری ہے اس کیلئے جس
نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا۔ خوش خبری ہے۔ اس کے لیے کہ جس نے مجھے دیکھنے
والے کو دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا۔ اور ان کے لیے اچھا ٹھکانہ ہے۔

۳۔ انس بن مالک سے مرفوعاً روایت ہے۔ میرے صحابہ کی مثال یوں ہے
سالن میں نمک۔ سالن نمک کے بغیر اچھا نہیں ہوتا۔

۴۔ ابو موسیٰ اشعری سے مرفوعاً روایت ہے۔ میرا کوئی صحابی کسی زمین میں
مرکز مدفون ہوتا ہے۔ تو وہ قیامت کے دن ان لوگوں کا قائد اور نور
ہوگا۔ (جو وہاں کے رہنے والے مسلمان ہیں)

الناهيہ:

عن عمر بن الخطاب مرفوعاً أَكْثَرُكُمْ أَصْحَابِي
فَلَا تَلْمِزْهُمْ خِيَارَ الْحَدِيثِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ
صَحِيحٍ أَوْ حَسَنٍ وَعَنْهُ مَرْفُوعاً سَأَلْتُ رَبِّي عَنْ
إِخْتِلَافِ أَصْحَابِي مِنْ بَعْدِي فَأَوْحَى إِلَيَّ يَا مَعْزُودُ
إِنَّ أَصْحَابِيكَ عِنْدِي بِمَنْزِلَةِ تِلْكَ الْجُجُمِ فِي السَّمَاءِ
بَعْضُهَا أَقْوَى مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلِّ نُورٍ قَسَمٌ آخَرُ
بِشَيْءٍ وَمَا هُمْ عَلَيْهِ مِنْ إِخْتِلَافٍ لِيُسَوِّدَهُمْ عِنْدِي
عَلَى مَدَى قَالَ عُمَرُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَصْحَابِي كَالْجُجُمِ يَأْتِيهِمْ رَاقِدٌ يَتَمَرَّاهُ تَتَمَرَّاهُ يَتَمَرَّاهُ
(الناهيہ ص ۳)

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔ کہ میرے صحابہ
کی عزت کرو۔ کیونکہ وہ تم میں سے بہتر ہیں۔ انہیں سے ایک اور مرفوع
حدیث ہے۔ میں نے اپنے پروردگار سے اپنے صحابہ کے اس اختلاف
کے بارے میں پوچھا۔ جو میرے بعد ان میں ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے
میری طرف وحی کی فرمایا۔ اے محمد! تیرے صحابہ میرے نزدیک یوں
ہیں جیسے طرح آسمان میں ستارے بعض ان میں سے دوسروں سے
اقویٰ ہیں۔ اور ہر کے لیے ایک کابل نور ہے۔ لہذا جس نے ان کے
اختلاف میں سے جو کچھ قبول کر لیا۔ تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے
حضرت عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ

تاروں کی طرح ہیں۔ تم جس کے پیچھے چل پڑو گے ہدایت پا جاؤ گے۔
ترمذی شریف:

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تَسْبُوا أَصْحَابِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَلْفَ يَسْبَلُ أَحَدًا هَبًا مَا أَدْرَكَهُ مَكَّةَ أَحَدٌ هِمًّا وَلَا يَصِيفُهُ - لَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ -

(ترمذی شریف جلد دوم ص ۲۲۵ صواعق محرقہ ص ۶)
 ترجمہ: ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہو۔ اس بات کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے۔ اگر تم (میرے صحابہ) میں سے کوئی ایک آدمی کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ تو وہ کسی صحابی کے ایک دریا نصف در کے برابر نہیں ہو سکتا۔
صواعق محرقہ:

فِي الدَّارِ قُطْنِي مَنْ حَفِظَنِي فِي أَصْحَابِي وَدَعَا عَلَى الْخَوَاصِّ وَ مَنْ لَمْ يَحْفَظْنِي فِي أَصْحَابِي لَمْ يَرِدْ عَلَى الْخَوَاصِّ وَلَمْ يَرَانِي - (صواعق محرقہ ص ۶)

ترجمہ: دارِ قُطْنی میں ہے کہ جس نے میرے صحابہ کو میری وجہ سے برا بھلا کہنے سے بچائے رکھا۔ وہ حوضِ کوثر پر میرے پاس آئے گا۔ اور جس نے نہ بچایا وہ حوضِ کوثر پر میرے پاس آئے گا۔ اور نہ ہی میری زیارت اسے مشون ہوگا۔

شواہد الحق:

قَالَ الْإِمَامُ ابْنُ حَجَرٍ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ

أَحَبَّ اللَّهُ أَحَبَّ الْقُرْآنَ وَمَنْ أَحَبَّ الْقُرْآنَ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي أَحَبَّ أَصْحَابِي وَهَذَا بَيِّنٌ -

(شواہد الحق ص ۲۸۲)

ترجمہ: ابن حجر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ سے محبت کرتا ہے۔ وہ قرآن سے محبت کرتا ہوگا۔ اور جو قرآن سے محبت کرتا ہوگا۔ وہ مجھ سے اور جو مجھ سے وہ میرے صحابہ اور قرابت سے محبت کرتا ہوگا۔
العواصم من القواصم:

عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سألت ربي في ما أمتكمت فيه أصحابي من بعدي فأوحى إلي يا محمد إن أصحابك عندى بمنزلة التجرثم في السماء بعضهم أضواء من بعض فمن أخذ بيدي معاهر عليهم من إختلافهم فلهو فلهو عندى على هدى -

(العواصم من القواصم ص ۳۳)

ترجمہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے پروردگار سے اپنے صحابہ کے اختلاف کے متعلق پوچھا۔ جو میرے بعد ان میں پیدا ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی۔ اسے محمد اتیرے صحابہ میرے نزدیک آسمان کے تاروں کی طرح ہیں بعض بعض سے زیادہ روشن ہیں۔ لہذا جس نے ان کی اختلافی بات میں سے کسی کو بھی قبول کر لیا۔ وہ ہدایت پا گیا۔

ملحہ فکر میرا: قرآن کریم کی متعدد آیات اور احادیث بمطابق صلی اللہ علیہ وسلم سے

یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ضعیفی ہیں۔ اور یہ کہ ان کو ہر جہاد کہنے والا اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔ اور حضرات صحابہ کرام کے باہم مشاجرات اور اختلافات میں سے کوئی صحابی اپنی رائے کے بارے میں گمراہی پر نہیں۔ بلکہ ان میں سے کسی کے قول کو ماننے والا ہدایت پر ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک ہدایت کا روشن ستارہ ہے۔ ان شواہد کے پیش نظر کوئی صاحب ایمان یہ جرات نہیں کر سکتا۔ کہ حضرات صحابہ کرام میں سے کسی کے بارے میں کت تافعی اور بے ادبی کا اظہار کر کے اپنے آپ کو دوزخ کا ایندھن بنائے۔ اور سرکارِ دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے محروم ہو جائے۔ یہ اعزاز و اکرام انہیں بارگاہِ ایزدی اور درجہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا ہے۔

ایں سعادت بزرگوار و نیست
نماز بخشندہ دوائے کشتندہ

و بالله التوفیق

✽

فصل دوم

گزشتہ سطور میں مطلقاً صحابی کا مقام و مرتبہ قرآن و حدیث سے پیش کیا گیا۔ اب ہم یہ ثابت کیے دیتے ہیں کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی وہ شخصیت ہیں جنہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اور اس وجہ سے آپ بھی ان فضائل مناقب کے حامل ہیں جو گزشتہ اوراق میں صحابی کے متعلق ذکر ہوئے۔

البدایۃ والنہایۃ:

معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حریب بن امیہ بن
حبید شمس بن عبد مناف بن قصی ابو عبد الرحمن
القرشی الاموی قال المؤمنین و کتائب و حجب
رَبِّ الْعَالَمِينَ اسْلَمَ صَوَّ وَاَبُوهُ وَاُمُّهُ هِنْدُ
بِنْتُ عَتَبَةَ بِنْتِ رَبِيعَةَ بِنْتِ عَبْدِ شَمْسٍ يَوْمَ الْفَتْحِ
وَقَدْ رُوِيَ عَنْ معاوية أَنَّهُ قَالَ اسْلَمْتُ يَوْمَ
عُمُرَةَ الْقَضَاءِ وَلَكِنِّي كَتَمْتُ إِسْلَامِي مِنْ إِبْنِ إِلَى
الْفَتْحِ وَكَانَ أَكْبَرُهُ مِنْ سَائِلَاتِ قُرَيْشٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ
وَالَّتِ الْبَيَّاءُ رِيَّاسَةً قُرَيْشٍ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ فَكَانَ
هُوَ أَمِيرُ الْحُرُوبِ مِنْ ذَاكَ الْجَانِبِ وَكَانَ رَئِيسًا
مِنْ طَائِفَةِ أَهْلِ بَنِي نَدْلٍ وَلَمَّا اسْلَمَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
مَنْ فِي حَتَّى أَقَاتِلَ الْكُفَّارَ كَمَا كُنْتُ أَقَاتِلُ الْمُشْرِكِينَ

قَالَ نَعْرِقُ قَالَ وَمَعَاوِيَةَ تَجْعَلُهُ كَكَاتِبَيْكَ
قَالَ نَعْرِقُ قَالَ أَنْ يُرَوِّجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِرَبِّكَ وَمِنْ عِزِّهِ بَنَتْ ابْنِ سَفِيَّانَ وَاسْتَكْبَأَتْ
عَلَى ذَاكَ بِأَعْتَابِهَا أُمُّ حَبِيبَةَ فَكَلِمَتُكَ ذَاكَ وَبَيْنَ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ ذَاكَ لَا يَحِلُّ لَهُ
سِوَا الْمَقْصُودَةِ أَنَّ مَعَاوِيَةَ كَانَ يَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَشِيرِهِ مِنْ كُتَّابِ الْوَحْيِ رِضْوَانَهُمْ

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۱ ص ۲۰-۲۱)

ترجمہ: امیر معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ قریشی اور اموی ہیں۔ تمام مومنوں کے خالو اور
اللہ تعالیٰ کی وحی کے کاتب تھے۔ یہ ان کے والد اور ان کی والدہ ہند بنت
عقبہ فح مکہ کے دن مشرف اسلام ہوئے۔ خود امیر معاویہ سے روایت ہے
کہ میں سمرۃ القضار کے موقع پر مسلمان ہو گیا تھا۔ لیکن میں نے اپنے والد سے
اسلام کو فتح تک چھپائے رکھا۔ ان کا باپ دور جاہلیت میں قریش کے
سروا دل میں سے تھا۔ غزوہ بدر کے بعد قریش کی سرداری اُن کو ملی۔ لہذا
یہی معاویہ قریش کی طرف سے لڑائی کے لیے پہلا سالار ہوئے۔ بہت
بڑے امیر اور لوگوں کے آقا تھے۔ جب مسلمان ہوئے۔ تو عرض کی یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ارشاد فرمائیں۔ کہ میں جس طرح اسلام سے قبل مسلمانوں
سے لڑتا تھا۔ اسی طرح اسلام لانے کے بعد کفار سے لڑوں۔ فرمایا ہمارا
ہے۔ پھر معاویہ عرض گزار ہوئے۔ کہ مجھے اپنا کاتب مقرر کر لیجئے۔ فرمایا منظور
ہے۔ پھر عرض کیا۔ حضور امیری بہن سے شادی کر لیں۔ اور اسے ام حبیبہ کا
شریک بنائیں۔ لیکن یہ عرض منظور نہ ہو سکی۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔ ایسا کرنا دینی ذلوتوں کا نکاح میں جمع ہونا جائز نہیں ہے۔ مقصد ہے
کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دیگر کاتبان وحی کی طرح کاتب وحی تھے
جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لڑنے والے احکامات وغیرہ کی کتابت کرتے
تھے۔ (رضی اللہ عنہم)

البدایۃ والنہایۃ:

معاویہ بن ابی سفیان القرشی الاموی ابو عبد الرحمن
قَالَ الْمُعْتَمِدِينَ وَكَاتِبَ وَحْيِ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
..... قَالَ مَعَاوِيَةَ وَلَقَدْ مَحَلَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فِي حُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَإِلَى مَصْدِقِ
يَمِ ثَمَرَلَمَّا دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ أَظْهَرْتُ إِسْلَامِي فَجِئْتُكَ
فَرَحِيبَ يَمِ وَكَتَبْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَكَانَ أَبُو مِنْ
سَادَاتِ قُرَيْشٍ وَكَفَرُوا بِالشُّقَّةِ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ
ثُمَّ لَمَّا أَسْلَمَ حَسَنَ بَعْدَ ذَاكَ إِسْلَامُكَ وَكَانَ
لَهُ مَوَاقِفٌ شَرِيفَةٌ وَأَثَارٌ مَعْمُودَةٌ فِي يَوْمِ بَيْتِكَ
وَمَا قَبْلَهُ وَمَا بَعْدَهُ وَصَحَّبَ مَعَاوِيَةَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَتَبَ الْوَحْيَ بَيْنَ يَدَيْهِ
مَعَ الْكُتَّابِ وَرَوَى عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَحَادِيثَ كَثِيرَةً فِي الصَّحِيحَيْنِ وَغَيْرِهِمَا
مِنْ الشُّكْرِ وَالْحَسَانِيدِ وَرَوَى عَنْ جَمَاعَةِ عُلَمَاءِ الْقُرْآنِ
وَالْتَّابِعِينَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي الدُّنْيَا كَانَ مَعَاوِيَةَ
أَطْوَلُ يَدًا أَبْيَضَ جَوِيلاً (البدایۃ والنہایۃ جلد ۱ ص ۱۱۵) ترجمہ

معاویہ بن ابی سفیان قریشی اموی ابو عبد الرحمن

ترجمہ: معاویہ بن ابی سفیان، مومنوں کے خالو اور اللہ تعالیٰ کی وحی کے کاتب تھے
معاویہ کہتے ہیں کہ جب میں مکہ میں عمرہ القضاء کے وقت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں ان پر ایمان لا چکا تھا۔ پھر جب فتح مکہ ہوا تو
اس دن میں نے اپنا اسلام لانا ظاہر کر دیا۔ میں جب اس مرتبہ حضور کی
خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو آپ نے خوش آمدید کہا۔ میں آپ کے حکم
سے وحی کی کتابت کرتا رہا۔ ان کا باب قریش کے سرداروں میں سے ایک
تھا۔ غزوہ بدر کے بعد امیر معاویہ کو سرداری ملی تھی۔ پھر جب اسلام لانے
تو ان کا اسلام لانا بہت اچھا تھا۔ ان کے فضائل اور اخلاق کا بل تعریف
تھے۔ جنگ یرموک اور اس سے پہلے ولید میں ان کی خدمات قابل تحسین
تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سبب نصیب ہوئی۔ دوسرے کاتبین
وحی کے ساتھ یہ بھی وحی کی کتابت کرنے رہے۔
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث کی ان سے روایت
صحیحین وغیرہ میں موجود ہے۔ پھر ان سے روایت کرنے والوں میں
صحابہ کرام اور تابعین بھی بکثرت ہیں۔ ابوبکر بن ابی دنیا کے قول کے مطابق
جناب معاویہ لمبے قد اور سفید رنگ والے خوبصورت شخص تھے۔

الاصابة:

معاویہ بن ابی سفیان القرشی الاموی امیر المومنین
وَلَيْدٌ غُبَلٌ أَلْبَحَثَةٌ بِعَشْرِينَ سِتْرَيْنِ وَقِيلَ يَبْنِي وَيُقِيلُ
بِثَلَاثَةِ عَشَرَ وَالْأَوَّلُ أَشْهُرٌ وَحَكِي الْوَأَدِ حَيَّ آتَهُ
أَسْأَمَ بَعْدَ الْبَحْثِ بَيْتِيَّةٍ وَكُنْتُ إِسْلَامًا مُخْتِئًا أَظْهَرُ
عَامَ انْفُتَحَ أَتَانَا فِي هَضْمَةِ الْقَضَاءِ مُسْلِمًا.....

و عن ابن عباس أن معاوية قال قصرت عن رسول الله صلى الله عليه
عليه وسلم غنمة الغنوة..... قال ابو نعيم كان
من الكتبة الحسنة الفصحة حليما وقدر راعن
خالد بن معدان كان طويلا أبيض أجلى وصاحب
التي صلى الله عليه وسلم وكتب له.

والاصابة في تعيين الصحابة جلد ۳ ص ۲۳۳ حرف الميم
ترجمہ: امیر المومنین جناب معاویہ بکثرت سے پانچ سات یا تیرہ برس قبل پیدا
ہوئے۔ اول تاریخ زیادہ مشہور ہے۔ واقعہ نے بیان کیا کہ یہ مدینہ کے
بعد مسلمان ہوئے تھے۔ اور انہوں نے اسلام چھپائے رکھا حتیٰ کہ فتح مکہ
کو ظاہر کیا۔ آپ عمرہ القضاء میں مسلمان تھے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ معاویہ
بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور کے بال
مروہ کے نزدیک کاٹے۔۔۔۔۔ ابو نعیم کے مطابق جناب معاویہ کاتب
وحی، بڑے فصیح، بروباد اور باوقار آدمی تھے۔ خالد بن معدان کہتے ہیں
کہ امیر معاویہ دراز قد، سفید رنگ اور خوبصورت شخص تھے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ اور آپ پر اتارنے والی وحی کی کتابت فرمایا
کرتے تھے۔

ملحہ فکریہ:

مذکورہ حوالہ جات سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وہ صحابی رسول، ہونا
دو ٹوک الفاظ سے بیان ہوا۔ آج تک کسی نے ان کی صحابیت کا انکار نہیں کیا۔ علاوہ ازیں
ان کے کاتب وحی ہونے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت احادیث کرنے کے
شواہد بھی مذکورہ حوالہ جات میں موجود ہیں اسلام قبول کرنے کے بعد اس میں حسن اور پیری

کی گواہی بھی موجود ہے۔ ان فضائل اور کمالات کے ہوتے ہوئے وہ لوگ جو ان کی ذات کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں۔ چند حوالہ جات ان کے انجام اور مقام پر پیش کیے جاتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

فصل سوم

صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کرنے والے کا انجام

صواعق محرقہ:

اخرج المحاملى والطبرانى والحاكم عن
عديمر بن ساعد. أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِنَّ اللَّهَ اخْتَارَ فِي وَاحْتَارَ فِي أَصْحَابًا فَجَعَلَ
لِي مِنْهُمْ وَذُرَاءَ وَأَصْحَابًا هَمَّتْ سَبْكَهُمْ
فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ
لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُمْ قِيَمًا أَوْ نَفْسًا وَلَا عَدْلًا.
(۱- صواعق محرقہ ص ۴ - (۲) الناہیة ص ۴)

ترجمہ:

محمی، طبرانی اور حاکم نے عومیر بن ساعدہ سے روایت کی کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسندیدہ
اور منتخب فرمایا۔ اور میرے لیے میرے اصحاب کو پسند فرمایا۔ پھر ان پر

سے میرے وزیر سسرال اور معاون بنائے۔ لہذا جو انہیں کالی سے گا۔
ابن پر اللہ، اس کے فرشتوں اور انسانوں کی لعنت۔ ان کی قیامت میں
اللہ تعالیٰ کوئی نیکی قبول نہ کرے گا۔

صواعق محرقہ:

عَنْ أَنَسِ أَنَّ اللَّهَ اخْتَارَ فِي وَاحْتَارَ فِي أَصْحَابًا فَجَعَلَ
لِي مِنْهُمْ وَأَصْحَابًا فَجَعَلَ لِي مِنْهُمْ حَقِيقَةً فِي يَوْمِ حَقِيقَةٍ
اللَّهُ وَمَنْ آذَى فِي يَوْمِ يَوْمِ آءِ اللَّهِ.
(صواعق محرقہ ص ۴)

ترجمہ: حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پسند فرمایا
اور میرے لیے اصحاب پسند فرمائے۔ ان میں سے سسرال اور دو گار
بنائے۔ لہذا جس نے ان کے بارے میں مجھے معذور رکھا۔ اللہ تعالیٰ اُسے
معذور رکھے۔ اور جس نے ان کے بارے میں مجھے اذیت دی۔ اُسے
اللہ اذیت دے۔

صواعق محرقہ:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ اللَّهَ اخْتَارَ فِي وَاحْتَارَ فِي أَصْحَابًا
وَأَصْحَابًا أَوْ سَيَأْتِي قَوْمٌ يَسْبُونَهُمْ وَيَتَوَقَّضُونَ لَهُمْ
فَلَا تَجَالِسُوهُمْ وَلَا تَشَارِكُوهُمْ وَلَا تَقُولُوا هَيْلًا لَهُمْ
وَلَا تَنْتَهِضُوا لَهُمْ.

(صواعق محرقہ صفحہ نمبر ۴)

ترجمہ: انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک
اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا۔ اور میرے لیے میرے صحابہ اور سسرال

اور جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوا قریب ہے اللہ تعالیٰ اس سے مؤاخذہ کرے۔

شفا و شرفیت:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الله الله في
أصعابنا لا تتخذه ذو شعرة منا بعدى فمن
أحب إلى قومى أحب إلي من أبتضلع قومى بغيرهم
ومن أذا هم رفقة أذا فى ومن أذا فى فقد أذى الله ومن
أذى الله يومئذ أن يأكف ذكركم

و شفاء شریف ص ۶۶ جلد دوم)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے خوف کرو۔ میرے بعد انہیں اپنی اغراض کا نشانہ نہ بنانا۔ پس جس نے اُن سے محبت کی تو وہ میری محبت کی وجہ سے کمی اور جس نے اُن سے بغض رکھا۔ تو اس نے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ایسے کیا۔ جس نے انہیں تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔ اور جس نے مجھے تکلیف دی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی اور اس کو تکلیف دینے والے کو عنقریب اللہ تعالیٰ پکڑے گا۔

فسيما الرياض :

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا
أَصْحَابِي فَمَنْ سَبَّكَ فَقَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ
وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ تَأْخِذُ بِالْعَمُومِ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ
مِنْهُ صَرْفًا أَوْ تَوْبَةً أَوْ طَاعَةً قَصْرًا

پسند کیے۔ عنقریب کچھ دگ آئیں گے جو ان کو گالی دیتے ہوں گے۔ ان کی تنقیص کریں گے تو تم ان کے ساتھ مت بیٹھنا۔

اور نہ ہی ان کو پہننے کو دینا اور نہ ہی ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا اور نہ ان سے نکاح کا لین دین کرنا۔

مشقلا شریعت :

وَمَنْ إِذَا هَمَّ فَقَدْ أَذَانِي وَمَنْ إِذَا كَفَى حَقَّقَهُ أَذَى اللَّهِ وَمَنْ
 إِذَى اللَّهِ يُؤْثِرُكَ أَنْ يَأْخُذَهُ (شفاد شریف ص ۲۶۷)

ترجمہ: جو میرے صحابہ کو اذیت دے گا۔ وہ مجھے دیکھا اور جو مجھے تکلیف پہنچائے
 گا تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کو
 تکلیف دی۔ تو منقریب اللہ اسے پکڑے گا۔

صواعق مصرقه

الطبراني وابونعيم في المعرضة وابن عساكر
عن عياض الانصاري اخبرني في اصحابي
واصلباري والانصاري فمن حلف علي في يوم حلفه الله
في الدنيا والاخرة ومن لم يحلف في يوم حلفه
الله منه ومن تغلب الله منه يوم شك ان
ياخذة - (مواقيع محرقه ص ٢)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے صحابہ کرام اور مومنین کے بارے میں مجھے حفاظت میں رکھو۔ سو جس نے ان میں مجھے حفاظت میں رکھا۔ اُسے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں حفاظت میں رکھے گا۔ اور جس نے میری ان کے بارے میں حفاظت نہ کی۔ وہ اللہ کی رحمت سے دور ہو گیا۔

وَجَعَلَهُ لِجَانِبِ اللَّهِ (وَلَا عُدْلًا) أَيْ قَدِيمًا أَوْ قَرِيبًا
(تفسیر الریاض ص ۵۴۳)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کو گالی دینا تو جس نے اسے گالی دی اس پر اللہ اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ اور کوئی بندگی قبول نہیں کرے گا۔ جو اسے اللہ کا قرب سطا کرتی ہو اور نہ ہی اس سے کسی قسم کا فدیہ اور فرض عبادت قبول کی جائے گی۔

صواعق محرقہ:

عَنْ ابْنِ حُمَرَ إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَسْبُحُونَ أَصْحَابِي فَقُولُوا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى شَرِّكُمْ وَابْنِ عَدَى عَنْ عَمْرِو بْنِ شَرَارٍ أَخْبَرَنَا أَنَّهُ سَمِعَ عَلَى أَصْحَابِي - (صواعق محرقہ ص ۵)

ترجمہ: ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم ان لوگوں کو دیکھ پاؤ جو میرے صحابہ کو گالی دیتے ہیں تو کہو تم میرے شریر ترین پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ ابن عدی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ میری امت کے شریر ترین وہ لوگ ہیں جو میرے صحابہ پر برا بھلا کہنے کی جرأت کرتے ہیں۔

شرح شفاء ملاء علی قاری:

قَالَ سَعْنُونَ مِنْ كَفَرٍ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلِيلًا أَوْ عَثَمَانَ أَوْ عُبَيْرَ هَذَا كَمَا وَنِيهِ وَ عُمَرُ بْنُ الْعَاصِ يُقَوِّجُ

بصِيغَةِ الْمُجْهَلِ مَخْفَاؤُ وَ مَشْدَا أَضْرَبَ
حكى ابو محمد بن ابی زید عن سعد بن مسعود بن قيس قال في ابی بکر وعمر وعثمان وعلي بن أبي طالب رضي الله عنهم كانوا في ضلالي وكثير قيل ومن مشتم عمن هم آني كثير الخلق الا ربعة من الصحابة كعما وبنو وعشير بمثل هذا القول في كل النكاح الشديد

در شرح شفاء ملاء علی قاری: محشی تفسیر الریاض جلد چہارم ص ۵۴۴ طبع قدیم

ترجمہ: سخن کہتے ہیں جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ عثمان غنی وغیرہ، جیسا کہ معاویہ اور عروین العاص کی تکفیر کی ہے سخت سزا دی جائے سخنوں سے ابو محمد بن ابی زید بیان کرتے ہیں کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ ابو بکر مدنی، عمر عثمان اور علی المرتضیٰ یہ سب گمراہی پر تھے۔ اور یہ کافرتے۔ اسے قتل کر دیا جائے۔ اور جو ان خلفائے اربعہ کے علاوہ دوسرے صحابہ مثلاً حضرت معاویہ وغیرہ کو گالی دیتے ہیں اور گزشتہ قول ان کے متعلق کہتا ہے۔ تو اسے بہت ناک سزا دی جائے۔

نوٹ:

کچھ ناواقفیت اندیش و پربندی، سختی و برتری وغیرہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے کے لیے ملا علی قاری کی ایک عبارت پیش کرتے ہیں جس میں انہوں نے جناب معاویہ کو "بائی" کہا ہے۔ اور اس لفظ کو فاسق و فاجر کا ہم پل قرار

دے کر یہاں تک کہہ دیتے ہیں۔ ان کی نماز جنازہ پڑھنا بھی جائز نہیں۔ لیکن یہ ان لوگوں کا فریب ہے۔ اور ملا علی قاری کے مقصد کے بالکل خلاف ہے۔ ملا علی قاری جب امیر معاویہ کو بڑا بھلا کہنے والے کے بارے میں سخت ترین سزا کا قول کر رہے ہیں۔ تو یہ کس طرح ممکن کہ ایک طرف وہ انہیں فاسق و فاجر و باغی قرار دیں اور دوسری طرف خود ہی ایسا کہنے والے کو سزا کا متذکرہ بنائیں۔ لہذا آگاہ رہنا چاہیے کہ ملا علی قاری کا لفظ ”باغی“ کہنے سے یہ مراد ہے کہ امیر معاویہ سے بغاوت سنا دی نہیں۔ بلکہ بغاوت اجتہادی سرزد ہوئی تھی۔ یعنی حضرت امیر معاویہ نے اگرچہ حضرت علی المرتضیٰ کی بغاوت اجتہادی کی۔ لیکن وہ اس کے باوجود اس درجہ محترم ہیں۔ کہ ان کو گالے دینے والا سخت سزا کا مستوجب ہو گا۔ ایسی سزا دی جائے۔ کہ آئندہ اس قسم کے الفاظ بولنے کی جرأت نہ کرے۔

خلاصہ کلام:

گزشتہ حوالہ جات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن ارشادات کو ہم بخوبی سمجھ چکے ہیں۔ جو آپ نے حضرات صحابہ کرام کو بڑا بھلا کہنے والے کے متعلق ارشاد فرمائے۔ گویا صحابہ کرام میں سے کسی کا بدخواہ۔

اپنے نماز روزہ سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

اللہ اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی پھٹکار کا مستحق ہو جائے۔

تمام انسانوں میں سے وہ شر برترین آدمی ہے۔

اس کے ساتھ کھانا پینا، رشتہ کا تبادلہ قطعاً جائز نہیں۔

ادویہ کو ایسے کو اقل تر قتل کر دیا جائے۔ یا پھر سخت ترین سزا دی جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کے پیش نظر کسی گستاخ صحابہ

میل جول قطعاً درست نہیں۔ چاہے وہ اپنے آپ کو کتنا ہی بڑا کہہ تا پھر۔

حضرات صحابہ کرام کے دور میں اگر کسی سے ایسی حرکت ہو جاتی۔ تو اس کے بارے میں سخت رد عمل ہوتا تھا۔ صرف ایک واقعہ بطور قرون پیش خدمت ہے۔

حضرت عمر فاروق نے گستاخ صحابہ کی

زبان کاٹ ڈالنے کا تہیہ فرمایا تھا

نسیم الریاض:

روى ابو ذر الغفارى المشهور رضى الله عنه
وهذا مما نقل الخطيب و ابن عساکر فى التاريخ
عن عمر بن الخطاب رضى الله عنه أنه تذکر
قَطَعَ لِسَانَ عُبَيْدِ اللَّهِ (بضم العين) بن عمر
إِذَا اشْتَمَرْتُ الْقِدَادَ بْنَ الْأَسَدِ (الاصحابى المشهور
رضى الله عنه)..... فَقَالَ عُمَرُ لِمَنْ كَلِمَةٌ
فِي شَأْنِهِ دَعَوْنِي أَقْطَعَ لِسَانَهُ أَوْ أَتْرَكُوْنِي
أَفْعَلْ ذَلِكَ وَلَا تَمْنَعُونِي مِنْهُ حَتَّى لَا يَشْتَمَرَ
أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ الْخُرَاءِ

نسیم الریاض جلد چہارم ص ۵۶۹

ترجمہ: ابو ذر غفاری حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے عبید اللہ بن عمر کی زبان کاٹنے کی نذر مانی۔ یعنی یہ کام اپنے لیے لازم کر لیا۔ لوگوں نے اس بارے میں ان سے گفتگو کی۔ اور کہا کہ معاف کر دیا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں

سے کہا۔ مجھے چھڑ دو۔ اور اس کی زبان کاٹنے دو۔ یہاں تک اس کے بعد کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو گالی دینے کی جرأت نہ کرے۔

اس واقعہ سے ان دیوبندیوں اور سنی نابریہیوں اور کاندار پیروں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

فصل چہارم

اکابرین اہل سنت کی کتب سے سیدنا حضرت

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل مناقب

جیسا کہ گزشتہ سطور میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بالاتفاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمخانی ہیں۔ اس لیے صحابہ کرام کے اجتماعی فضائل اور مناقب جو قرآن و حدیث میں مذکور ہیں۔ وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں بھی موجود ماننے پڑیں گے۔ علاوہ ازیں ہم نے کچھ وہ فضائل بیان کرنے کا ارادہ کیا ہے جو ان کے نام گرامی کے ساتھ بیان ہوئے۔ اور وہ اہل سنت کی معتد و معتبر کتب سے پیش کر رہے ہیں۔ اس کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی۔ کہ اس دور میں

کچھ نام نہاد سنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فات کو دھت تعقید بناتے ہیں۔ لہذا قارئین کرام اس بارے میں اہل سنت کے معتقدات پڑھ کر ان نام نہاد منیوں سے باخبر رہیں ان مفاد پرستوں کا ایک حربہ یہ بھی ہے۔ کہ جب آپ کوئی روایت پیش کرتے ہیں جس میں جناب معاویہ کے فضائل موجود ہوں۔ تو فوراً کہہ ٹھیں گے۔ کہ یہ حدیث یا روایت ضعیف ہے۔ لہذا ان کے اس حربہ کے جواب کے طور پر ہم سب سے پہلے اس بات کو کہتے ہیں۔ کہ کیا ضعیف روایت فضائل میں مقبول نہیں؟

فضائل مناقب میں حدیث ضعیف بھی

معتبر ہوتی ہے

الموضوعات کبیر

وَالضَّعِيفُ يَحْتَمِلُ بِهِ فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ
إِقْفَاقًا وَلَيْدًا قَالَ أَتَمَعْنَانَا مَسْحَ الرَّقَبَةِ
مَسْتَحَبًّا أَوْ سَكَنًا

(الموضوعات کبیر ص ۱۰۸ مطبوعہ مدیر محمد کتب خانہ)

چرچہ فضائل اعمال میں روایت ضعیف پر بالاتفاق عمل کیا جاتا ہے۔ اسی لیے ہمارے ائمہ نے گردن پر سج کرنے کو مستحب یا سنت کہا ہے۔ (جو کہ ضعیف حدیث سے ثابت ہے)

تطهير الجنان:

فَإِنْ قُلْتَ هَذَا الْحَدِيثُ الْمَذْكُورُ سَنَدُهُ
ضَعِيفٌ فَكَيْفَ يَحْتَجُّ بِهِ قُلْتُ الَّذِي أَطْبَقَ

عَلَيْهِ أَتَمَّتْنَا التَّفْقَاهَ وَالْأَمُورَ لِيَيْنَ وَالْحُكْمَ لِأَبْنِ
التَّحْدِيثِ الضَّعِيفِ حُجَّةٌ فِي الْمُنَاقِبِ كَمَا أَنَّ
تُحَرِّبَاجِمَاعٍ مَنْ يُعْتَصَدُ بِهِ حُجَّةٌ فِي فَضَائِلِ
الْأَعْمَالِ وَإِذَا اثْبَتْنَا أَنَّ حُجَّةً فِي ذَاكَ لَمْ تَبُوءْ
مُشَبَّهَةً لِمَعَانِدٍ وَلَا مَطْعَنَ لِحَاسِدٍ بَلْ وَجَبَتْ
عَلَى كُلِّ مَنْ فِيهِ أَهْلِيَّةٌ أَنْ يَقَرَّ هَذَا الْحَقُّ فِي
نُصَائِهِ وَأَنْ يَبْرُدَ إِلَى أَهْلِيهِ وَأَنْ لَا يَضَعِيَ إِلَى
تَرْهَاتِ الْمُضِلِّينَ وَتَرْهَاتِ الْمُبْطِلِينَ وَبَعْدَ
أَنْ تَقَرَّرَ لَكَ مَا ذُكِرَ فِي التَّحْدِيثِ الضَّعِيفِ فَلَسَكُنْ
ذَاكَ عَلَى دُخْرِكَ لَكَ مِنْ كُلِّ مَعْمَلٍ مِنْ هَذَا الْكِتَابِ
وَعَنْ يَرِيهِ رَوَيْتُ فِيهِ حَدِيثًا ضَعِيفًا فِيهِ مَقْبُورَةٌ
لِصَحَابِيٍّ أَوْ عَتِيرَةٍ قَاسَتْ مَسِيكَ بِهِ لِمَا عَلِمْتُ
أَنَّهُ هُنَا حُجَّةٌ خَافِيَةٌ -

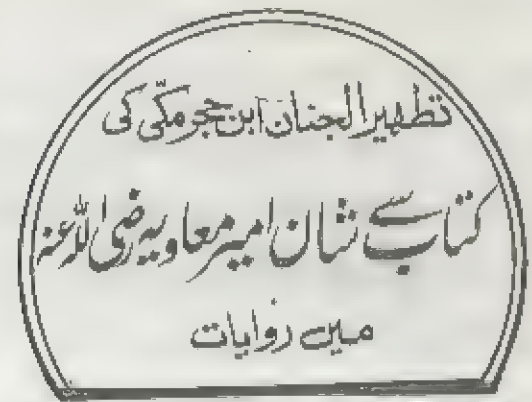
(تطهير الجنان ص ۱۳)

ترجمہ: اگر کوئی کہے کہ حدیثِ سند کے اعتبار سے ضعیف ہے، تو پھر اس سے
احتجاج کیونکر ہو سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تمام فقہاء اہل الامول اور حفاظ
کا اس پر اتفاق ہے کہ ضعیف حدیث مناقب میں حجت ہوتی ہے
جیسا کہ یہ بات اُن لوگوں کے اجماع سے ثابت کہ ان کو اعتماد کیا جاتا ہے۔ حدیثِ ضعیفہ
فضائل اعمال میں حجت ہوتی ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ یہ حدیث
حجت ہوتی ہے۔ تو پھر کسی مخالفت کے لیے شبہ کی گنجائش باقی نہ رہی اور
ذہبی کسی طعن کرنے والے کے لیے کوئی بہانہ نہ دیا۔ بلکہ ہر اہلِ حقیقت والے

پر لازم ہے کہ اس بات کو اپنے نزدیک حتیٰ کچھ کو بھی کرے۔ اور اس کے
خلافاً، گمراہ کرنے والوں کی باتوں کی طرف قطعاً دھیان نہ دے۔ اور
مبطلین کی شرارتوں کی پرواہ نہ کرے۔ لہذا جب یہ بات تیرے ذہن
میں پختہ ہو گئی۔ تو پھر اس کتاب میں جہاں کہیں ایسی جگہ لکے۔ کہ جس میں
حدیثِ ضعیف مروی ہو۔ اور اس کے ذریعہ کسی صحابی وغیرہ کی منقبت
بیان ہوتی ہو۔ تو اس سے دلیل پکڑے۔ کیونکہ تجھے حدیثِ ضعیف کے
حجت کا علم ہونے کا علم ہو چکا ہے۔

نوٹ:

حدیثِ ضعیف کا حجت ہونا اس سے اچھ نہ سمجھیں۔ کہ حضرت امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب میں تمام روایات ضعیف ہیں۔ نہیں نہیں۔ بلکہ
ان میں سے بہت سی حسن و صحیح ہیں۔ ہاں
ضعیف بھی مذکور ہیں۔ لیکن حدیثِ ضعیف چونکہ بالاتفاق مناقب و فضائل میں حجت
ہے۔ اس لیے ان احادیث و روایات کا ذکر کرنا استدلال کے لیے مفید ہوگا
ہم اس موضوع پر علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک رسالہ بنام تطہیر الجنان واللسان
سے روایات پیش کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔



ایک شیر نے امیر معاویہ کے جنتی ہونے کی بشار دی

روایت نمبر ۱: تطہیر الجنان

وَمِنْهَا مَا جَاءَ بِسَنَدٍ لَيْسَ فِيهِ عِلَّةٌ إِلَّا اِتِّخِلَ طَحْصَلٌ
لِيَعْنِي رَوَاتِهِمْ أَنَّ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ قَائِمًا مِمَّا
بِمَسْجِدِ يَابِ يَحْصَ قَائِمًا فَاتَّيَبَ قَائِدًا أَسَدًا يَمُضِي
إِلَيْهِمْ فَاحْتَدَّ سَلَحُهُ فَقَالَ لَهُ الْأَسَدُ صَدِّ
إِنَّمَا أُرْسِلْتُ إِلَيْكَ بِرِسَالَةٍ لِيُبَلِّغَ بِهَا قُلْتُ مَنْ أُرْسِلَكَ
قَالَ اللَّهُ أُرْسِلْتُ إِلَيْكَ لِتَعْلَمَ مَعَاوِيَةَ أَنَّهُ وَمَنْ
أَهْلِي الْجَنَّةِ قُلْتُ مَنْ مَعَاوِيَةَ قَالَ ابْنُ أَبِي
سَفْيَانَ - (تطہیر الجنان ص ۱۲)

ترجمہ: فضائل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں مذکورہ امارت و آیات میں سے
ایک یہ روایت بھی ہے جس کی سند میں اختلاف کے سوا اور کوئی علت
نہیں ہے۔ وہ یہ کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ مسجد ربیعہ میں قیلولہ فرما

رہے تھے۔ آپ کو آواز آئی۔ اُسٹے تو دیکھا کہ ایک شیر آپ کی طرف
چلا آ رہا ہے۔ آپ نے ہتھیار اٹھائے۔ تو شیر نے آپ سے کہا۔
ٹھہریے۔ میں آپ کو ایک پیغام دینے آیا ہوں۔ تاکہ وہ مطلوبہ شخص
تک آپ پہنچا دیں۔ میں نے پوچھا۔ تمہیں کس نے بھیجا ہے؟ شیر کہنے
لگا مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف بھیجا ہے۔ تاکہ تم جناب معاویہ
کو بتا دو۔ کہ وہ جنتی ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کیا معاویہ؟ کہنے لگا ابوسفیان
کا بیٹا۔

توضیح از ابن حجر:

شیر کے پیغام پہنچانے کو بعید از عقل نہیں سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ شیر کا گفتگو کرنا اور اہل
حضرت امیر معاویہ کی کرامت تھی۔ اور کرامت کا واقعہ ہونا جائز ہے۔ اگرچہ معتبر اس
کی مخالفت کرتے ہیں۔ رہا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جنتی ہونا تو اس کی بہت سی دلیلیں
گواہی دیتی ہیں۔ اگر اور کوئی بھی دلیل نہ ہوتی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے بارے
میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا وہ یا اللہ! معاویہ کو ہادی اور مہدی بنا دے، یہ ایک دلیل
ہی کافی تھی۔ لہذا اس مقام پر کوئی جائے تعجب نہیں۔ جو اس حکایت میں کسی طور پر ظہن
کو جگہ دے۔

قرآن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیری امت

میں سب سے حلیم تر معاویہ رضی اللہ عنہ ہے

روایت نمبر ۲: تطہیر الجنان:

وَمِنْهَا الْحَدِيثُ الَّذِي أَخْرَجَهُ الْحَافِظُ الْحَارِثُ
ابْنُ إِسْمَاعِيلَ وَهُوَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ أَلْبُو بَكْرٍ
أَنِّي أَتَيْتُ قَدْرَ حَمَلِهَا ثُمَّ دَكَّرَ مَنَاقِبَ بَقِيَّةِ
الْخُلَفَاءِ إِلَّا زَيْدَ بْنَ جَعْفَرٍ ثُمَّ مَنَاقِبَ جَمَاعَةٍ أَخْبَرْتَنِي
مِنْ أَصْحَابِيهِ وَدَكَّرَ مِنْهُمْ مَعَاوِيَةَ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَكْلَمُ أُمَّتِي
قَوَّاحًا ذُو قَا.

(تطہیر الجنان ص ۱۲)

ترجمہ: ان میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے۔ جسے حافظ حارث بن اسماعیل نے
ذکر کیا۔ وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ذکر فرمایا کہ ابو بکر
میری امت میں سے بڑا نرم دل اور مہربان ہے۔ پھر آپ نے بقیہ
مناقب خلفائے اربعہ ذکر فرمائے۔ اس کے بعد صحابہ کرام کی دوسری
جماعت کا آپ نے تذکرہ فرمایا۔ اور آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
کے متعلق فرمایا معاویہ بن ابی سفیان میری امت میں سے سب سے
زیادہ بردبار اور سخی ہے۔

توضیح از ابن حجر:

تم ان دونوں اوصاف میں غور کرو۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ
کے بارے میں ارشاد فرمائے۔ تو تمہیں علم ہو جائے گا۔ کہ ان دونوں کے سبب سے
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کمالات میں اس مرتبہ پر فائز ہوئے۔ جو ان کے علاوہ
دوسرے میں پائے نہیں جاسکتے۔ کیونکہ بردباری اور سخاوت اس بات کی نشاندہی
کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ان دونوں کی وجہ سے نفس و خواہش کے تمام فائدے ختم
کر دیئے تھے۔ جہاں تک بردباری کا تعلق ہے۔ تو اسے خاص کر دل تنگی اور غصہ
کی شدت کے وقت وہی شخص اپناتا ہے۔ جس کے دل میں تکبر یا نکل ختم ہو چکا ہو
اور نفس کا کوئی حصہ باقی نہ رہا ہو۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ایک شخص نے جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے عرض کیا۔ حضور اچھے وصیت فرمائیے۔ فرمایا غصہ چھوڑ دو۔ وہ بار بار
وصیت طلب کرتا رہا۔ اور آپ بار بار یہی فرماتے رہے۔ گویا۔ آپ یہ سمجھا رہے
تھے۔ کہ جب غصہ کی شرارت سے آدمی بچ جاتا ہے۔ تو نفس و شہوت کی شرارتوں
سے بھی بچ جاتا ہے۔ اور جو ان سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ تو وہ نیکی اور بھلائی کی تمام
اُطراف و اقسام اپنے میں جمع کر لیتا ہے۔ رہا سخاوت کا معاملہ۔ تو یہ بات یقینی ہے
کہ دنیا کی محبت ہر گناہ کا منبع ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے۔ لہذا جسے اللہ تعالیٰ
دنیا کی محبت سے بچائے رکھے۔ اور سخاوت کی حقیقت اسے عطا فرمادے۔
تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ اس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی حسد باقی نہیں ہے
وہ فانی دنیا کی طرف کبھی متوجہ نہ ہوگا۔ اور نہ ہی وہ نیکی اور بھلائی ختم کرنے والے
اسباب کی طرف متوجہ کرے گا۔ چاہے ان کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے۔ اور
جب کسی کا دل ان دونوں خصلتوں سے خلا ہی پا جاتا ہے۔ بلکہ غضب اور نکل باہر

دو قلعہ جصلتیں ہیں۔ جو بقیہ تمام نقائص اور عیوب کی سرچشمہ ہیں۔ تو ایسا شخص ہر قسم کے کمال اور ہر طرح کی بھلائی سے آراستہ ہو جائے گا۔ اور ہر شرارت و برائی سے پاک ہو جائے گا۔ اس وقت یہ دو باتیں اپنا نتیجہ پیدا کریں گی۔ یعنی ایسا آدمی بقیہ آدمیوں سے زیادہ بڑو بار اور سخی ہوگا۔ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا زبان اقدس سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں احکم اور اجمود کے لفظ نکلے ہیں۔ تو پھر تمہیں وہ تمام اوصاف و کمال تسلیم کرنے پڑیں گے۔ جو ہم ان دونوں اوصاف کے ضمن میں کر چکے ہیں۔ اور پھر ان باتوں اور غرائف کی طرف تمہارا خیال ہرگز نہ جائے گا۔ جو بدعتی اور جہالت میں ڈوبے لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کہتے پھرتے ہیں۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم معاویہ رضی اللہ عنہ

محرراز ہے

روایت نمبر ۳: تطہیر الجنان

وَمِنْهَا الْحَدِيثُ الَّذِي أَخْرَجَهُ الْمُتَلَفِّتُ
سَيَرِيهِمْ وَثَقَلَهُ سَعْنَةُ الْمُحِبِّ الطَّيِّبِ
رِيقًا ضَمَّ أَتَاهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَضِمَ
أَمِّي يَا سَيِّدِي أَبُو بَكْرٍ وَأَقْوَاهُ عُرْفِي دِينَ اللَّهِ
عَمَرَ وَأَشَدُّهُ حَيَاءً عَثْمَانُ وَأَقْصَاهُ عَلِيٌّ
وَلِكُلِّ سَيِّدِي حَوَارِيٍّ مُلَحَّحَةٌ وَالرَّبِّيُّ وَحَيْثُمَا
كَانَ سَعْدُ بْنُ وَقَّاصٍ كَانَ الْحَقُّ مَعَهُ وَسَعِيدُ بْنُ

رَسِيدُ أَحَدِ الْعَشْرَةِ مِنْ أَحْبَابِ الرَّحْمَنِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَدْنٍ
مِنْ تَحِيَّاتِ الرَّحْمَنِ وَالْبُوعَبِيدَةُ بْنُ الْجَرَّاحِ أَوَّلُ اللَّهِ
وَأَوَّلُ اللَّهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبُ
بَيْتِي مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سَفْيَانَ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَقَدْ
حَبَّاهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَقَدْ كَرَّاهُ

تطہیر الجنان ص ۱۳

ترجمہ

ان احادیث میں سے ایک وہ کہ جسے ملائے اپنی سیرت میں اور اسے
محبت طبری نے اپنی ریاض میں نقل کیا۔ وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ میری امت میں سے انتہائی نرم دل ابو بکر ہے۔ اور سبطِ ترین
اللہ کے دین میں عمر فاروق اور بہت زیادہ باسحاق عثمان رضی اللہ عنہما اور سب سے
زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والا علی المرتضیٰ ہیں ہر شی کے حواری ہوئے ہیں
اور میرے حواری طلحہ و زبیر ہیں۔ اور سعد بن وقاص جہاں بھی ہوگا حق
اس کے ساتھ ہوگا۔ اور سعید بن زید جو عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں
وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین لوگوں میں سے ہیں۔ اور عبدالرحمن بن عوف
کے تاجروں میں سے ہیں۔ ابو عبیدہ بن الجراح اللہ اور اس کے
رسول کے امین ہیں۔ اور میرا زوار معاویہ بن ابی سفیان ہے۔ لہذا
جو ان سے محبت رکھے گا وہ نجات پائے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا۔
وہ ہلاک ہوگا۔

توضیح از ابن حجر:

تم ان خصوصیات میں غور کرو۔ جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کاتب وحی اور امین ہونے کی وجہ سے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اسرار کے محافظ تھے۔ اور اس کی طرف سے اترنے والی باتوں کے امین تھے۔ ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بلند مرتبہ تھا۔ کیونکہ راز و نیاز اور اسرار پر ایسے شخص کو ہی مطلع کیا جاتا ہے۔ جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ ہر قسم کے کمالات کا جامع ہے اور خیانت کے ہر شعبہ سے خالی ہے۔ اور یہ وصف ان اوصاف میں سے ایک ہے جو کسی کے مناقب، فضائل اور مطالب میں اعلیٰ درجہ رکھتا ہے۔

فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا وزیر امین کتاب

خداوندی ہے اور وہ بہتر امین ہے

روایت نمبر ۴: تطہیر الجنان

وَمِنْهَا مَا جَاءَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ سَأَلَ جَبْرِئِيلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اسْتَغْوِصْ بِمَعَاوِيَةَ فَإِنَّهُ أَمِينٌ
عَلَى كِتَابِ اللَّهِ وَنِعْمَ الْأَمِينُ هُوَ - رِجَالُهُ رِجَالُ
الصَّحِيحِ إِلَّا وَاحِدًا أَفْقِيهًا لَيْسَ قَادِرًا خَرَّكَ
الْحَافِظُ الْهَيْثُمِيُّ لَا أَعْرِفُهُ وَمِثْلُ هَذَا الَّذِي

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَقَالُ وَمِثْلُهُ مِنْ قِبَلِ الرَّأْيِ
فَلَهُ حُكْمٌ أَلَمْ يَنْدِرْ إِلَى النَّبِيِّ وَجِبَالُهُ أَحَدٌ
رَوَاتِهِمْ عَنْ أَبِيهِمْ أَخْلَاهَا خَرَجَ ضَعُفٌ سَنَدُهُ وَقَدْ
مَرَّ أَنْفَا أَنْ الطَّعِيفَتِ حَبِيبَةٍ فِي الْمَنَاقِبِ -

(قطب الہدای الجنان ص ۱۳-۱۴)

ان روایات میں سے ایک وہ جو کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے۔ کہتے ہیں کہ جب جبرئیل امین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ
میں حاضر ہوئے اور کہا یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! معاویہ کو وصیت
کیجئے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کا امین ہے۔ اور وہ بہت اچھا
امین ہے۔ اس روایت کے تمام راوی ایک کو چھوڑ کر وہی ہیں
جو حدیث صحیح کے راوی ہوتے ہیں۔ وہ ایک کچھ ضعیف ہے۔
اور دوسری کمزوری یہ کہ حافظ ہیثمی نے کہا۔ میں اسے نہیں جانتا۔
بہر حال اس معنون کی روایت حضرت ابن عباس اپنی رائے
سے نہیں کہہ سکتے۔ لہذا اس کا حکم حدیث مرفوعہ کا حکم ہے۔ اور اس
کے ایک راوی کی جمالت زیادہ سے زیادہ اسے ضعیف کر
دے گی۔ اور یہ بات ایک سے زائد مرتبہ گزر چکی ہے۔ کہ حدیث
ضعیف بھی فضائل و مناقب میں حجت ہوتی ہے۔

فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمعاویہؓ اللہ

اس کے رسول کا محبوب ہے۔

روایت نمبر ۵: تطہیر الجنان

وَعَثَمًا أَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى زَوْجَتَيْهِ أُمِّ حَبِيبَةَ وَرَأْسِ
مُعَاوِيَةَ فِي مَجْرِهَآ وَهِيَ تُقْبِلُهُ فَقَالَ لَهَا أَتَجِيبُنِي
قَالَتْ وَمَا لِي لَا أُجِيبُ أَخِي فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّ
اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يُحِبُّانِيهِ قَالَ الْحَافِظُ الْمَذْكُورُ
فِي سَنَدِهِ مَنْ كَرَّمَ أَخِي فَهُوَ أَخِي فَلَهُوَ ضَعِيفٌ وَمَرَّ
أَنَّهُ مُحَبَّبٌ هُنَا وَهِيَ قَوْلُهُ يَمُصُّ صَاحِبَهُ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا
أَخْبَرَنَا وَقَدْ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّا
أَصْحَابِي وَأَصْوَافِي فَإِنَّ مَنْ حَقَّقَنِي فِيهِمْ
كَانَ مَعَهُ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَمَنْ لَمْ يَحْفَظْنِي فِيهِمْ
تَخَلَّى اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ تَخَلَّى اللّٰهُ عَنْهُ يُوْثِقُ
أَنِّي أَخَذَهُ رَوَاهُ الْإِمَامُ الْحَافِظُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ
وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ زَيْنَةَ مَوْلَايَ
وَعَهْدُ عَهْدِهِ إِلَى أَنِّي لَا أَتَزَوَّجُ إِلَى أَهْلِ بَيْتِ
وَلَا أَزْوَجُ بَنَاتِي لِأَحَدٍ إِلَّا كَمَا لَوْ

رَضَقَانِي فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْحَارِثُ بْنُ أَبِي اسَامَةَ وَقَالَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُ رَبِّي أَنِّي لَا أَتَزَوَّجُ إِلَى
أَحَدٍ مِنْ أَتْبَاعِي وَلَا أَزْوَجُ أَحَدًا مِنْ أَتْبَاعِي إِلَّا كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ
خَاطَطَانِي ذَٰلِكَ - رَوَاهُ الْحَارِثُ أَيْضًا

وَتَطْهِّرُ الْجَنَانَ ضَفْحَهُ نَمْبِر ۱۲

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اپنی زوجہ حضرت ام حبیبہ کے ہاں تشریف
لے گئے۔ اس وقت حضرت معاویہؓ کی گود میں سر رکھے ہوئے
تھے۔ اور وہ انہیں چوم رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تو اسے
پسند کرتی ہے۔ ہر عرض کیا کہ میرا بھائی ہے۔ میں اس سے محبت کیوں
نہ کروں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ اور اس کا
رسول دونوں اس سے محبت کرتے ہیں۔ حافظ نے کہا کہ اس روایت
کی سند میں کوئی راوی مبہول ہے۔ یعنی یہ ضعیف روایت ہے۔ اور
اور ایسی روایت کا حجت ہونا کئی مرتبہ ذکر ہو چکا ہے۔ اور ان فقہاء میں
سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سسرال
پننے کا شرف بھی ہے۔ کیونکہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا
حضرت امیر معاویہؓ کی ہمیشہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔
میرے صحابہ اور میرے سسرال کو (بڑا بھلا کہنا) چھوڑ دو۔ بے شک جس
نے ان کے بارے میں میری حفاظت کی۔ اللہ اس کا حافظ ہو گا۔ اور
جس نے حفاظت نہ کی۔ اس سے اللہ بیزار ہو گا۔ اور جس سے اللہ بیزار
ہو جائے گا۔ اسے وہ بہت جلد پکڑ لیتا ہے۔ اس روایت کو حافظ
احمد بن حنبل نے ذکر کیا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ میں جس خاندان سے شادی کروں۔ یا جس کو میں اپنی کوئی بیٹی نکاح میں دوں۔ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ اسے عارف ابن ابی اسامہ نے روایت کیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اللہ سے سوال کیا کہ میں جس سے شادی کروں۔ یا جس کو اپنی صاحبزادی نکاح میں دوں۔ اُسے جنت میں میری معیت عطا فرماوے۔ تو اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول فرمائی۔

توضیح از ابن حجر:

اس خاندان کی طبعیت اور علم و تربیت میں تم غور کرو جس میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت کو اپنے عقد میں لیا۔ اس سے جناب ابوسفیان کے گھرانے کا مقام و مرتبہ معلوم ہوتا ہے۔ پھر اس خاندان میں سے حضرت امیر معاویہ کی بزرگی، کمال، عزت، فخر، جلالت، عظمت، حفظ و اکمال سب سے نمایاں نظر آتا ہے۔ اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں بھی غور کرو کہ ان کی مخالفت کرنے والے کا خدا حافظ ہوگا۔ یہ حدیث ہم نے اس لیے ذکر کی۔ تاکہ تو اسے قاری ان لوگوں سے بچ جائے۔ جو ان لوگوں کے عیوب و نقائص نکالنے میں سرگرداں ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرال ہونے کا شرف عطا فرمایا ہے۔ اور انہیں اپنا قرب خاص عطا فرمایا ہے۔ کیونکہ ان حضرات کے بارے میں غور و غرض کرنا ہر قائل اور کاٹنے والی تلوار ہے۔ پھر جس کو یہ زہر چڑھ جائے۔ اور ایسی تلوار کا گھاؤ لگ جائے۔ اس کی شخصیت بے قیمت اور اس کی شہوات و خواہشات ہر دانی میں اس کا ساتھ دیتی ہیں۔ اور پھر یہ شخص جس جگہ پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی پرواہ نہیں۔ جس گراہی میں مرضی آجائے۔ اور جس ہلاکت کے گڑھے میں پاہرے

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے غضب اور عذاب سے بچائے۔ آمین۔

حضرت رضی
فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اے معاویہ
اگر تجھے حاکم بنایا گیا تو عدل کرنا

روایت نمبر ۶: تطہیر الجنان

أَنَّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَّرَ: يَا خَلِيفَةَ رَسُولِي
أَبُو بَكْرٍ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ بِسُنَّةٍ إِلَى مُعَاوِيَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنََّّهُ قَالَهُ مَا نَزَلَتْ أَطْمَعُ فِي الْخِلَافَةِ
مَنْذُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَإِذَا
مَلَكَ مَتَ فَأَحْسِنُ..... عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ فَظَنَرَ
لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُعَاوِيَةُ
إِنْ قُلَيْتَ أَمْرًا فَاتَّقِ اللَّهَ وَاعْدِلْ.....
عَنْ مُعَاوِيَةَ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَا مَحَابِيهَ قَوَّضُوا قَلَمًا قَوَّضُوا أَنْظَرُوا
فَقَالَ يَا مُعَاوِيَةُ إِنَّ قُلَيْتَ أَمْرًا فَاتَّقِ اللَّهَ وَاعْدِلْ
وَقِي رَوَايَةَ طَبْرَانِي وَالْأَوْسَطِ وَأَهْلِيهِ مِنْ فَخْرِهِ
وَأَعْلَى عَقَبِ مَسِيئَتِهِمْ.

تطہیر الجنان صفحہ نمبر ۱۲۱-۱۲۵

ترجمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ کو خلافت کی خوشخبری دی تھی۔ ابو بکر بن ابی شیبہ، امیر معاویہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں (معاویہ) اس وقت سے

خلافت کا منتظر تھا۔ جب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ کہ اے معاویہ! جب تو حکمران بن جائے۔ تو احسان کرنا۔

جناب معاویہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ اے معاویہ! اگر تجھے حکومت دی جائے۔ تو اللہ سے ڈرنا۔ اور عدل کو اپنانا۔

جناب معاویہ بھی بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو فرمایا وضو کر۔ جب وہ وضو کر چکے۔ تو آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ اے معاویہ! اگر تجھے حکومت دی جائے۔ تو اللہ سے ڈرنا اور عدل اپنانا طبرانی اور اوامی میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں۔ احسان کرنے والوں کو گلے لگانا اور بڑوں کو معاف کر دینا۔

نوٹ:

روایت مذکورہ میں امام ابن حجر نے کئی طریقوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خلیفہ یا حکمران بننے کی بشارت دی تھی۔ اور ساتھ ہی وصیت بھی فرمائی تھی لہذا معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تھی۔ اسی لیے آپ نے اس کی مزید بہتری کے لیے چند آیات دیں۔ لیکن اس مضمون کے خلاف ایک روایت کو لے کر امام ہنادی نے حضرت امیر معاویہ کو گمراہ، فاسق اور منافق تک کے الفاظ کہہ دیتے ہیں۔ اور قرآن کریم میں موجود منافقین والی آیات ان پر چسپاں کر دیتے ہیں۔ علامہ ابن حجر نے اس مقام پر وہ روایت ذکر کر کے پھر اس کا جواب بھی ذکر کیا۔ لہذا ہم استراض و جواب کو قارئین کی نظر کرتے ہیں۔

علاحدہ فرمائیں۔

اِعْتِرَاضُ

تطهير الجنان:

فَإِنْ قُلْتَ كَيْفَ ذَٰلِكَ وَقَدْ جَعَلَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدْكَةً غَاضَابِ دَيْثِلٍ مَا صَحَّ أَنَّ حُذَيْفَةَ صَاحِبَ سِرِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتَنِ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَكُونُ فِيكُمْ النَّبِيُّ ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مَنَابِجِ النَّبِيِّ ثُمَّ مَلِكًا عَاضًا۔

تطهير الجنان ص ۱۵

ترجمہ: اگر تو کہے کہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ کی خلافت کی خوشخبری حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی لہذا وہ حق ہو گئی۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حکومت کو راہ راست سے ہٹتی ہوئی حکومت فرمایا آپ کا یہ فرمان اس روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدان جناب حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فتنوں کے بارے میں بیان فرمائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ تم میں نبوت ہوگی۔ پھر نبوت کے فرد پر خلافت اور پھر بادشاہت جو راہ راست سے ہٹتی ہوئی ہوگی۔

توضیح:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے بعد خلافت علی منہاج النبوة کا ذکر فرمایا۔

اس خلافت کا زمانہ تیس سال خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری روایات میں موجود ہے۔ اور تیس سال کا عمر صدر ام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھ ماہ مکمل کرنے پر ختم ہو جاتا ہے۔ تو ان کی خلافت تک تو خلافت علی منہاج النبوة رہی۔ اس کے بعد امیر معاویہ خلیفہ بنے۔ تو یہ حکومت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق گمراہی کی حکومت ہے لہذا امیر معاویہ خود گمراہ اور ان کی حکومت گمراہی پر مبنی ہوئی۔

جواب:

اس حدیث سے مراد امیر معاویہ نہیں ہو سکتے۔ اس لیے کہ اس کے مقابلہ میں ایک حدیث موجود ہے۔ جو اس سے زیادہ صحیح ہے۔ وہ یہ ہے۔

تَطْهِيرُ الْجَنَانِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ هَذَا الْأَمْرِ نُبُوَّةٌ وَرَحْمَةٌ ثُمَّ رَيْكُوتٌ خَلَاْفَةٌ وَرَحْمَةٌ ثُمَّ يَكُونُ مَلِكًا وَرَحْمَةٌ ثُمَّ يَكُونُ أَمَارَةً وَرَحْمَةٌ ثُمَّ يَكُونُ دُمُونٌ عَلَى بَنِي تَكَاذُبُ الْحَسَنِ بْنِ فَعَلِيٍّ كُفْرًا بِالْحَقِّ فَإِنْ أَفْضَلَ حَيْهَاتُمْ الْقَبَاطُ فَإِنْ أَفْضَلَ رِبَاطُكُمْ عَسَقَلَانِ رَوَاهُ طَبْرَا فِي وَرَبَّالْثَقَاتِ وَهُوَ صِرَ بِيحٍ فِيمَا ذَكَرْتُمْ إِذَا الْمَلِكُ الَّذِي بَنَى الْخِلَافَةَ هُوَ مَلِكٌ مُعَاوِيَةُ (تطهير الجنان ص ۱۶)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے پہل یہ معاملہ نبوت و رحمت کا ہوگا۔ پھر خلافت اور رحمت ہوگی۔ پھر بادشاہت اور رحمت ہوگی۔ پھر امارت اور رحمت ہوگی۔

پھر حکومت حاصل کرنے کے لیے گھوڑوں کی طرح ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔ کہ ان حالات میں تمہیں جہاد کرنا پڑے گا۔ اور بہترین جہاد گھوڑوں کو جہاد کے لیے تیار کرنا ہے۔ اور بہترین رباط استقلال ہے۔ یہ روایت طبرانی نے ذکر کی۔ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اور یہ روایت اس پر مبنی ہے کہ خلافت کے تیس سال بعد جو حکومت ملی۔ وہ حکومت رحمت تھی۔ درجہ راست سے، بڑی ہوئی تھی۔

دُعَاءُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَللّٰهُمَّ اَعِزِّ امْرَءًا

كُوَلِّمَ كِتَابًا وَرَحْمَةً عَطَاءُ قَرَامَا

روایت نمبر: تطهير الجنان:

مَا جَاءَ بِسُنْدٍ رَوَاهُ ثِقَاتٌ عَلَى خِلَافَتِهِمْ وَإِسْمَالٍ فِينِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لِمُعَاوِيَةَ فَقَالَ اللَّهُمَّ عَلِّمْنِي الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَمَتِّحْنِي لَهُ فِي الْبِلَادِ وَقِيلَ سُورَةُ الْعَادِ فِي رَوَايَةِ اللَّهِ تَعَالَى مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ.

(تطهير الجنان ص ۱۶)

ترجمہ: ایک حدیث یہ بھی ہے جس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اس کے مرسل ہونے میں اختلاف ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ دعا فرمائی۔ اے اللہ! معاویہ

کو کتاب و حساب کی تعلیم عطا فرما۔ اور اسے شہروں کی حکومت عطا کر
اور بڑے عذاب سے اسے بچا۔ ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے
اے اللہ! معاویہ کو کتاب و حساب سکھاوے۔

ملحہ فکریہ:

مدریث مذکور سے مودودی اور اس کے ہم خیال ”روشن خیال مفکرین“ کو بہت
حاصل کرنا چاہیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ کے لیے حکومت کی دعا فرمائی۔
اور گزشتہ روایات کے مطابق آپ نے حکومت کی انہیں خوش خبری دی۔ اور پھر
یہ بھی دعا فرمائی کہ کتاب و حساب عطا فرمایا جائے۔ اور عذاب سے بچایا جائے آپ کی
ایسی دعاؤں کی برکت سے امیر معاویہ چالیس سال تک خلافت پر متمکن رہے۔ یہ نہیں
کو مودودی وغیرہ کے بقول آپ نے ڈنڈے اور ڈرے کے بل بوتے پر حکومت کی۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کی برکت سے آپ کو اس طویل دور میں کبھی پریشانی
کا سامنا کرنا پڑا۔ اور اگر دوران خلافت یا اس سے قبل آپ سے کوئی اجتہادی غلطی ہوئی
تو جس طرح حضور کی دوسری دعائیں قبول ہوئیں۔ اسی طرح ان غلطیوں کے بارے
میں بھی آپ کی دعائیں قبول ہوئیں۔ اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ امیر معاویہ کو عذاب سے بچائے
لہذا اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جتنی بھی اجتہادی غلطیاں
کے طفیل اللہ نے ان کی خطاؤں کو معاف کر دیا۔

✽

حضرت عمر اور حضرت عثمان نے جلیل القدر

صحابہ کو گورنری سے معزول کر دیا مگر امیر معاویہ

دونوں کے ادوار میں برابر گورنر رہے

روایت نمبر ۱: قطبیر الجنان:

وَمِنْهَا أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَدَحَهُ وَأَثْنَى
عَلَيْهِ وَوَلَّاهُ دِمَشْقَ الشَّامِ مَدَّةَ خِلَافَةِ عُمَرَ
وَكَذَا لِأَبِي عَثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَتَاهِيكَ
بِلَدِّهِ مَنَقِبَةً عَظِيمَةً مِنْ مَنَاقِبِ مَعَاوِيَةَ وَمِنْ
الَّذِي كَانَ عُمَرُ يَرْضَى بِهِ لِيُذَوِّدَ الْعُلَايَةَ
الْعَاسِيَةَ الْمُسْتَعِزَّةَ وَرَأَتْهُ أُمَّتُ عَزْرَةَ عُمَرَ
لِإِسْعَاقِ بْنِ وَقَاصٍ الْأَفْضَلِ مِنْ مَعَاوِيَةَ جَوَائِبَ
وَأَبْقَايَهُ لِمَعَاوِيَةَ عَلَى عَمَلِهِ

وَمِنْ عَثْمَرَ عَزْرَةَ لَهُ هَلِصَتْ بِهَا الْك
أَنَّ هَذِهِ يَنْبَغِي عَنْ رَفِيعَةٍ كَثِيرَةٍ لِمَعَاوِيَةَ
وَأَنَّ لِمُرِيكَ وَلَا طَنَاءَ فِيهِ قَادِحٌ مِنْ تَعَوَّاجِ
الْوَلَايَةِ وَالْأَلَمَاءِ وَلَا هُمْ أَوْ لَعَزْلَهُ وَكَذَا
عُثْمَانُ وَكَذَا شَكَاهُ الْأَقْطَارُ كَثِيرًا مِنْ

وَلَا تَقْلِبْ إِلَى عُمَرَ وَعَثْمَانَ فَعَزَّ لَا تَقْلِبْهُمَا
شَظِيفَهُمَا إِنَّ جَلَّتْ مَرَاتِبُهُمَا وَمَا مَعَاوِيَةُ
خَاقَامُ فَإِنَّ مَرَاتِبَهُمَا عَلَى دَمِشْقِ الشَّامِ هَذِهِ الْمَدِينَةُ
الْقَلْبُونِيَّةُ فَكُلُّ رَيْسِكَ أَحَدٌ مِنْهُمْ وَلَا إِحْلَاءَ
بِجَعْدٍ وَلَا مَظْلِمَةٍ قَتْلًا مَلِكًا ذَلِكَ لِأَنَّكَ إِذَا إِعْتَقَدْتَ
أَوْ لَيْسَ لِيَوْمٍ مِنَ النَّبَا وَفَوَ الْبُهْتَانِ

(قطب الیر الجنان ص ۱۴-۱۵)

ترجمہ: ان دلائل میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جناب معاویہ کی تعزیت اور خوبیاں بیان کیں۔ اور دمشق کا انہیں اپنی پوری خلافت کے دوران امیر بنائے رکھا۔ پھر آپ کے بعد حضرت عثمان نے بھی ان کی امارت کو بحال رکھا۔ حضرت امیر معاویہ کی منفیت میں سے یہ بات کافی ہے۔ اور وہ شخص کہ جس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس قدر طویل عرصہ تک امیر رہنے پر خوش رہے۔ اس کی عظمت کے لیے دلیل کافی ہے۔ پھر جب تو اس بات کو سامنے رکھے گا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص کو معزول کر دیا تھا۔ حالانکہ جناب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فیصلت اور عظمت میں امیر معاویہ سے کہیں بڑھ کر تھے اور اس کے مقابلہ میں جناب عمر نے معاویہ کو بحال رکھا۔ تو جب اس سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ امیر معاویہ کی شخصیت کس قدر رفیع الشان تھی۔ ان میں امارت و ولایت کے نااہل ہونے والے اعتراضات میں سے کوئی ایک بھی سامنے نہ آیا۔ ورنہ حضرت عمر انہیں معزول کر دیتے اور پھر نبی حضرت عثمان کو بھی ان کی طرف سے کوئی شکایت نہ ملی۔

حالانکہ اطراف و جوانب سے لوگ اپنی اپنی شکایات پیش کرنے میں آزاد تھے۔ اپنی شکایات کی بنا پر عمر عثمان رضی اللہ عنہما نے کسی ایک لوگوں کو معزول بھی کر دیا۔ اس بارے میں معزول ہونے والے شخص کا ہرگز مقام اڑے نہ آیا۔ لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک طویل مدت تک دمشق کے امیر رہے۔ اس عرصہ میں نہ کوئی نے ان کی شکایت کی۔ اور نہ ہی کوئی اور قہمت و الزام لگایا۔ تنہا اس دلیل میں خوب غور کرنا چاہیے۔ مگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں تیسرا عقیدہ اور بحث ہو جائے۔

اور بے وقوفی فساد اور الزام تراشی سے محفوظ رہے۔

ملحد فکریہ:

سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اسلام سے والہانہ محبت اور پختگی ضرب المثل ہے کسی صحابی سے بھی اگر تھوڑی سی غلطی ہو جاتی۔ تو انہیں یہ پیش آجاتا تھا۔ عاصم بن بلقرہ کا واقعہ آپ کے سامنے ہے۔ مکہ میں انہوں نے اپنے اعزہ احباب کو خفیہ پیغام بھیجا۔ جب پیغام پکڑا گیا تو یہی عمر بن خطاب تھے کہنے لگے۔ یا رسول اللہ! اس منافق کی گردن اڑانے کی اجازت دیجئے۔ یہی عمر ہیں۔ کہ جناب سعد بن ابی وقاص کے خلاف شکایات پر معزولی کا حکم دیا۔ حالانکہ آپ عشرہ مبشر میں سے ہیں۔ اس لیے اگر بیس سال کے طویل عرصہ میں امیر معاویہ کے خلاف کوئی شکایت ملتی۔ اور مودودی وغیرہ کے کہنے کے مطابق اصول اسلام کی پامالی اور ظلم و ناانصافی کی شکایات ہوتیں۔ تو ہرگز بحال نہ رہتے۔ سب سے بڑھ کر یہ بات کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جب ان کی لڑائی ہوئی۔ جس کی وجہ سے دیوبندی، مودودی اور سنی نابریٹوی وغیرہ حضرت امیر معاویہ پر لعن طعن کرتے ہیں۔ لڑائی کے بعد حضرت علی نے جو پیغام مختلف اطراف کے عاملین کو بھیجا اس میں

آپ نے صاف صاف لکھا تھا کہ میرا اور معاویہ کا فدا رسول اور دین ایک ہے۔ نہ وہ مجھ پر فضیلت کے خواہاں اور دین اس کا متنی ہوں۔ حضرت علی المرتضیٰؑ تو اپنے درمقابل کے بارے میں یہ الفاظ کہیں۔ اور آج کا مسلمان، امیر معاویہ کو مسلمان کہنے سے گریز کرے۔ کیا یہ علمِ عظیم نہیں اور خدا کی چٹکا نہیں ہے۔ لہذا ان نام نہاد مفکروں، اسلام کے ٹھیکیداروں اور گری شیئوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے۔ اور اللہ کے حضور توبہ کرنی چاہیے۔

ارشادِ حضرت علی المرتضیٰؑ رضی اللہ عنہ میرے اور معاویہ کے

مقتول دونوں صفتی ہیں

روایت نمبر ۹: تطہیر الجنان :

وَمِنْهَا ثَنَاءٌ عَلَيَّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَلَيْهِ يَقُولُ
قَتَلَايَ وَقَتَلَايَ مَعَاوِيَةَ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ بِسَنَدٍ
رِجَالُهُ مَوْثُقُونَ عَلَى خِلَافٍ بَعْضُهُمْ قَوْلُ هَذَا إِنْ عَلَى مَرِيحٍ
لَا يَقْبَلُ تَأْوِيلًا بِأَنَّ مَعَاوِيَةَ مَجْتَبِيَةٌ
لَوْ قُتِلَتْ فِيهِ شَرٌّ قَطُّ لَوَجَّهَتْهُ الْمَوْتُجِبَةُ لِتَحْرِيرِ
تَقْلِيدِ الْغَيْرِ إِذْ لَا يَجُوزُ لِمَجْتَبِيَةٍ أَنْ يَقْبَلَهُ مَجْتَبِيَةٌ
بِالْوِثَاقِ سَوَاءً خَالَفَهُ فِي اجْتِبَائِهِ وَهُوَ وَاضِحٌ أَمْ وَافَقَهُ

تطہیر الجنان ص ۱۹

ترجمہ: ایک دلیل یہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف حضرت علی المرتضیٰؑ نے ان الفاظ سے کی۔ جنگِ صفین میں میرے ہاتھوں قتل ہوئے والے اور معاویہ کے ہاتھوں قتل ہوئے صفتی ہیں۔ یہ روایت طبرانی نے نقل کی

یہ بالکل دو ٹوک ہے اس میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایسے مجتہد تھے۔ جن میں اجتماع کی تمام شرائط وافر مقدار میں موجود تھیں۔ جن کی بنا پر اسے کسی دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا حرام ہو جاتی ہے۔ کیونکہ مجتہد کے لیے ایک دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا بالاتفاق ناجائز ہے۔ چاہے دونوں کا اجتہاد باہم مختلف ہو یا موافق۔

لمحہ فکر یہ :

حضرت علی المرتضیٰؑ رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کو سامنے رکھ کر ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ امیر معاویہ اور ان کے تمام رفقاء اس لڑائی کی وجہ سے فاسق اور فاجر بن گئے۔ بلکہ وہ شہید ہونے کی بنا پر صفتی تھے۔ اور یہ اس وقت درست ہو گا۔ جب یہ تسلیم کیا جائے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ غلطی پر تھے لیکن وہ غلطی اجتہادی تھی۔ گویا حضرت علی المرتضیٰؑ رضی اللہ عنہ مقتولینِ صفین کے صفتی ہونے کا قول کر کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اجتہادی غلطی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اجتہادی یقینیت کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی صراحت سے بیان فرمایا جیسا کہ بخاری شریف میں مذکور ہے۔ کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ امیر معاویہ قتل کی ایک رکعت پڑھتے ہیں؟ فرمایا۔ دَعَاكَ حَقِّيئَةً۔ چھوڑو۔ وہ مجتہد ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰؑ رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد پر بھی مودودیوں، دیوبندیوں اور سنی نمابرینوں اور پیروں کو کان دھرنے چاہیں۔

ابن عباسؓ نے فرمایا امیر معاویہؓ فقیہ ہے

روایت غبار: تطہیر الجنان:

وَمِنْهَا ثَنَاءُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَلَى مُعَاوِيَةَ
وَمُتَوِّمٍ وَآخِلِ آلِ الْبَيْتِ وَالشَّابِعِينَ يَعْلَمُ كَرَمَ اللَّهِ وَجْهَهُ
فَقَالَ صَحِيحُ الْبُخَارِيِّ عَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ
عَبَّاسٍ إِنَّ مُعَاوِيَةَ أَقْرَبُ بِرِطَّةٍ فَقَالَ إِنَّهُ فَاقِيَةٌ
وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّهُ صَحَبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهَذَا مِنْ آخِلِ مَنَاقِبِ مُعَاوِيَةَ أَمَّا أَقْلًا فَكَانَتْ
الْفَقِيَّةَ آخِلُ السَّرَائِبِ عَلَى الْإِطْلَاقِ وَمِنْ تَقَرُّدِهَا صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ اللَّهُمَّ فَاقِيَّهُ فِي الدِّينِ
وَعَلِمَةُ النَّاسِ بَلِّغْ وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ مَنْ يُرِيدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهُهُ
فِي الدِّينِ وَأَمَّا ثَانِيًا فَهَذِهِ هَذِهِ التَّوَصُّفُ الْجَلِيلُ
لِمُعَاوِيَةَ مِنْ عَقْلِهِ مَنَاقِبِهِ كَيْفَ وَقَدْ صَدَّرَهُ
مِنْ حَبْلِ الْإِمَّةِ وَتَرْجَمَانِ الْقُرْآنِ وَابْنِ عَسَمٍ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنِ عَسَمٍ عِلِّي
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَالْقَائِمُ بِنُصْرَةِ وَعِلِّيٍّ فِي حَبَابَتِهِ
وَقَبْلَهُ وَفَاتِهِ وَصَحَّحَ ذَلِكَ عَنَّهُ فِي الْبُخَارِيِّ الَّذِي
هُوَ أَصَحُّ الْكِتَابِ بَعْدَ الْقُرْآنِ وَإِذَا ثَبَتَ مَحْ

هَذَا وَالْكَلِمَاتِ فِي التَّوَاتُؤِ وَالْمَرْوِيِّ عَنَّهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ
فَقِيَّةٌ فَقَدْ اجْتَمَعَتِ الْأَثَرَةُ أَهْلُ الْأَصُولِ وَالْفُرُوعِ
عَلَى أَنَّ الْفَقِيَّةَ فِي عُرْفِ الْمَصْحَابَةِ وَالشَّكْلِ الصَّالِحِ
وَقُرُونِ الْخَيْرِ بَعْدَ هَذَا الْمَجْتَهِدِ الْمُطْلَقِ -

(تطہیر الجنان ص ۲۰-۲۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ کی تعریف کی اور ابن عباس
سرداران اہل بیت اور علی المرتضیٰ کے تابعین میں سے ہیں۔ صحیح بخاری میں
عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے پوچھا کہ امیر معاویہؓ
کی ایک رکعت پڑھتے ہیں۔ فرمائیے گئے۔ وہ بے شک فقیہ ہیں۔ ایک روایت
میں ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے۔ امیر معاویہ
کے مناتب میں سے یہ بیت بڑی منقبت ہے۔ اولاً اس طرح کہ فقہیہ مطلقاً
اعلیٰ مراتب کا مال ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ابن عباس کے لیے دعا فرماتے ہوئے کہا۔ اے اللہ! اسے دین کی فقہ
اور تامل کا علم عطا فرما۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حدیث صحیح میں یوں
موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین
کی فقہ اور تامل کا علم عطا فرماتا ہے۔ ثانیاً اس عظیم وصفت کا حضرت
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے اطلاق اس شخصیت نے کیا ہے جو جلالاً
ترجمان القرآن، رسول اللہ کے چچا زاد بھائی، علی المرتضیٰ کے چچا زاد بھائی،
علی المرتضیٰ کی زندگی اور وفات کے دوران کے معاون ہیں۔ یعنی سیدنا عبداللہ
بن عباس رضی اللہ عنہ۔ اور یہی بات صحیح بخاری میں بھی موجود اور ثابت
ہے۔ جو قرآن کریم کے بعد صحیح ترین کتاب ہے۔ جب حضرت امیر معاویہؓ

کے بارے میں ”فقہیہ“ کا لفظ جو عظیم وصفت ہے اور اس کا تعلق یعنی ابن عباس بھی فقہیہ ہیں۔ تو اس بات پر تمام اصول و فروع کے علماء متفق ہیں۔ کہ فقہیہ، حضرات صحابہ کرام اور سلف صالحین اور ان کے بعد والے حضرات کے نزدیک ایسے شخص کو کہتے ہیں جو مجتہد مطلق ہوتا ہے۔

ملحہ فکریہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جو خادم علی المرتضیٰ ہیں۔ جنگ صفین میں شریک رہے عکرم جب ان سے معاویہ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ تو فرماتے ہیں۔ وہ فقہیہ ہیں۔ معافی رسول ہیں۔ ان دونوں اوصاف کو جب دوسری احادیث سے متصل کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ فقہیہ وہی ہوتا ہے۔ جو اللہ کے نزدیک پسندیدہ اور بہترین شخص ہے۔ اور اللہ ان کے لیے خیر کا ارادہ فرماتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے بغیر اس سے خیر کا حصول و وصول ناممکن۔ لہذا معلوم ہوا۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ، اور اس کے رسول اور صحابہ کرام کے نزدیک کامل اور مقبول بندوں میں سے ہیں۔ اب ان سنی فاریطوں اور دیوبندیوں، جعلی پیروں کو اپنے رویہ پر نظر ثانی کر کے ماقبست سوار نے کا ارادہ کرنا چاہے جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں ضمن ضمن کرتے ہیں۔

ابن عباس نے فرمایا کہ حکومت کے معاملہ امیر معاویہ

سے زیادہ عالی مرتبہ نہیں دیکھا

روایت غلیظہ: تطہیر الجنان:

وَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ اتَّخَذُوا عِبَادَ اللَّهِ فِي حَقِّهِمْ مَا رَأَيْتُمُ لِّلْمَلِكِ أَعْلَىٰ مِنْكُمْ مَّعَاوِيَةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي تَارِيخِهِ وَتَبَوُّوا

ذَٰلِكَ مَا ذَكَرْتُمْ أَنَّا عَمَّرْنَا ذَٰلِكَ الشَّامَ وَكَأَيُّ مُعَاوِيَةٍ وَكَثْرَةٍ جُنُودِهِمُ وَالْقَبِيحَةُ مَلَكَكُمْ أَهَجَبُ ذَٰلِكَ وَأَعْجَبُ بِهِ تَنَزَّلَ هَٰذَا الْخَسْرَى الْعَرَبُ أَهْلًا فِي فَتْحِ مَلَكَ الْمُلُوكِ وَبَاهِي حَبْلًا لَّيْمَ عَظَمَتِ آيَاتِهِمُ تَطْهِيرُ الْجَنَانِ ص ۲۴

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کے حق میں فرمایا۔ میں نے حکومت کے معاملات میں امیر معاویہ سے زیادہ عالی مرتبت کوئی نہیں دیکھا اس کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا۔ اور اسی کے موافق یہ بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام تشریف لے گئے۔ اور دیکھا کہ معاویہ کی فوج کثیر ہے۔ اور ان کی حکمرانی بارعب ہے۔ تو یہ دیکھ کر بڑے متعجب ہوئے۔ پھر فرمایا۔ معاویہ عرب کا کسری ہے۔ یعنی حکومت کے رعب و عبا اور صلاحات و عظمت کے اعتبار سے۔

توضیح از ابن حجر:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پسندیدگی اور تعجب سے دیکھنا امیر معاویہ کی عظمت کی کتنی بڑی دلیل ہے۔ اور پھر یہ بھی کہ یہ بات ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کر رہے ہیں۔ حالانکہ ابن عباس خود حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ ان لوگوں میں شامل تھے۔ جنہوں نے امیر معاویہ کے ساتھ لڑائی کی تھی۔ اس کے باوجود وہ معاویہ کی شان میں گستاخی نہیں کر رہے ہیں۔ بلکہ خوب بڑھ چڑھ کر تعریف کر رہے ہیں۔ اور انہیں فقہیہ مجتہد تک کہہ رہے ہیں یہ کلمات تمہیں اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں۔ کہ حضرات صحابہ کرام اگرچہ بعض معاملات میں ایک دوسرے کے ساتھ لڑے بھی تھے۔ لیکن اس کے باوجود ان میں کامل محبت اور ایک

دوسرے کا احترام تھا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اجلہ صحابہ سے روایات کیں اور

ان سے بھی اجلہ صحابہ اور تابعین نے روایات کیں

روایت نمبر ۱۲: تطہیر الجنان:

وَمِنْهَا أَنَّهُ حَازَ شَرَفَ الْأَخْذِ عَنْ أَكْبَرِ الصَّحَابَةِ
وَالَتَّابِعِينَ لَهُ وَشَرَفَ اخْتِذِ كَثِيرِينَ مِنْ أَجْلِهِ
الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعِينَ عَنْهُ وَذَلِكَ أَنَّ وَابِي
بَكْرٍ وَعُمَرُ وَابْنُ مَرْثَدٍ وَابْنُ حَبِيبٍ وَرُوِيَ
عَنْهُ مِنْ أَجْلَادِ الصَّحَابَةِ وَفَقِيهًا فَهَمَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
عَبَّاسٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ زُبَيْرٍ
وَجَرِيرُ الْبَجَلِيِّ وَمَعَاوِيَةُ بْنُ خَدَّاجٍ وَالسَّائِبُ
بْنُ يَزِيدٍ وَالنَّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ وَابْنُ سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ
وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَهْلٍ وَمِنْ كِبَائِرِ التَّابِعِينَ وَفَقِيهًا فَهَمَّ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ قُوفِلٍ وَقَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ وَ
سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ وَابْنُ أَبِي خَوْلَانَ وَمِنْ بَدَمٍ
عَيْسَى بْنُ طَلْحَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَبْرِ بْنِ مَطْعَمٍ
وَحُسَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَابْنُ مَجْلٍ
وَحُمُرَانُ مَوْلَى عُثْمَانَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعْبُورٍ
وَعَلْقَمَةُ بْنُ أَبِي قَاصٍ وَعَمِيرُ بْنُ هَافِي وَهَمَامُ

بْنُ مَرْثَدٍ وَابْنُ الْحَارِثِ بْنِ قُوفِلٍ وَابْنُ مَجْلٍ
وَحُمُرَانُ مَوْلَى عُثْمَانَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعْبُورٍ
وَعَلْقَمَةُ بْنُ أَبِي قَاصٍ وَعَمِيرُ بْنُ هَافِي وَهَمَامُ

۱۔ تطہیر الجنان صفحہ نمبر ۲۶ (۲۶) تطہیر الجنان

جلد ناص ۲۰۲

ترجمہ: ان دلائل میں سے ایک یہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بہت
سے اکابر صحابہ کرام اور تابعین سے اخذ علم کیا اور پھر ان سے اخذ کرنے
والوں میں بھی بہت سے طویل القدر اور فقیہ وقت صحابہ اور تابعین ہیں
دیکھئے کہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ، ابوبکر صدیق، عمر فاروق، اپنی ہمیشہ
ام المؤمنین ام حبیبہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے آگے روایت
کرنے والوں میں عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر،
جریر البجلی، معاویہ بن خدیج، سائب بن یزید، نعمان بن بشیر، ابوسعید خدری
اور ابوامرہ بن ہبل ایسے بزرگ لوگ ہیں۔ تابعین کرام میں سے بزرگ اور
فقیہ شخصیات یہ ہیں۔ عبداللہ بن حارث بن قوفل، قیس بن ابی حازم،
سعید بن المسیب، ابوادریس خولانی اور ان کے بعد آنے والے عیسیٰ بن
طلحہ، محمد بن جبیر بن مطعم، حمید بن عبدالرحمن بن عوف، ابوجابر، حمران مولى
عثمان، عبداللہ بن عمر بن علقمہ بن ابی قاص، عمیر بن ہافی، ہمام بن منبہ
ابوالعریان نخعی، مطرف بن عبداللہ بن لثیمہ وغیرہ

توضیح از ابن حجر:

ان طویل القدر ائمہ کو تم جانتے ہو۔ کہ یہ سب اسلام کے مائے ناز نام اور دین

کے بیٹے اور انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اخذ علم کیا۔ اور حدیث کی روایت کی۔ اس کا صاف صاف نتیجہ یہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بہت بڑے مجتہد اور فقیہ تھے۔

حضرت امیر معاویہؓ نے چند امور غیب کی خبریں

دیں جو صحیح نکلیں

روایت غابر ۱۳: تطہیر الجنان:

وَمِنْهَا أَنَّكَ أَخْبَرْنَا عَنْ أُمِّ قُرَيْشٍ حَبِيبَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ أَلَيْكَ كَرَامَةُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ مَا جَاءَتْهُمْ بِسُنْدٍ رَجَالُهُ يُقَاتِلُونَ أَتَيْتُكَ قَالُوا: إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ أَخْرَجُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَكُونَنَّ الْخَلَافَةُ فِيهِمْ أَبَدًا قَالُوا: أَهْلُ الْمَدِينَةِ هَلْ كُنْتُمْ أَعْتَمَانُ فَلَا تَكُونَنَّ الْخَلَافَةُ فِيهِمْ أَبَدًا۔

د تطہیر الجنان صفحہ غابر ۲۶)

ترجمہ: ان دلائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امور غیبیہ کی خبریں دیں۔ اور پھر وہ کام اسی طرح ہوئے جس طرح آپ نے اطلاع دی تھی۔ اور یہ ان کی کرامت تھی۔ ان میں سے یہ بھی ہے۔ جو ثقہ راویوں کی سند سے مروی ہے۔ جناب معاویہ نے کہا کہ اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت پر مجبور کیا۔ لہذا ان میں کبھی خلافت نہ آئے گی اور یہ کہ اہل مدینہ نے حضرت عثمان کو شہید کر دیا۔ اس لیے ان میں بھی خلافت

نہی نہ آئے گی۔

توضیح از ابن حجر:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ (اطلاع عدم خلافت) میں غور کرو۔ کہ مکہ والوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زبردستی ہجرت پر مجبور کیا۔ جس کے نتیجہ میں امیر معاویہ کے کہنے کے مطابق ان میں سے خلافت کو ختم کر دیا گیا۔ اس پر یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ اگر یہ درست ہے تو پھر جناب عبداللہ بن زبیر کی خلافت کا کیا ہوگا؟ کیونکہ ان کی خلافت ناقص تھی۔ کیونکہ شام، مصر اور دیگر شہر ان کی خلافت سے باہر تھے۔ حالانکہ یہ تمام علاقہ جات مسلمانوں کے تھے۔ اور پھر یہ بھی ان کی حکومت و خلافت ابتدا سے انتہا تک خلفشار اور فساد کی آماجگاہ بنی رہی۔ ایک دن بھی ایسا نہ گزرا۔ جو قابلِ تعریف ہو۔ رہا اہل مدینہ کا معاملہ تو جو لوگ شہادت عثمان کے وقت موجود تھے۔ ان میں سے کوئی بھی بعد میں خلیفہ نہ بنا۔ یعنی مدینہ منورہ، مرکز خلافت نہ رہا۔ یہ شہادت عثمان کا خلیفہ تھا۔ چنانچہ امیر معاویہ کا قبل از وقت ایسا کہنا حالات نے ثابت کر دیا۔ کہ درست تھا۔

امیر معاویہؓ نے نصیحت کی کہ نبی علیہ السلام کی متبص

میں مجھے کفن دیا جائے اور آپ کے ناخن نہ اٹھوں

پر رکھے جائیں

روایت غابر ۱۴: تطہیر الجنان: وَمِنْهَا أَنَّكَ أَخْبَرْنَا عَنْ أُمِّ قُرَيْشٍ حَبِيبَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ أَلَيْكَ كَرَامَةُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ مَا جَاءَتْهُمْ بِسُنْدٍ رَجَالُهُ يُقَاتِلُونَ أَتَيْتُكَ قَالُوا: إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ أَخْرَجُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَكُونَنَّ الْخَلَافَةُ فِيهِمْ أَبَدًا قَالُوا: أَهْلُ الْمَدِينَةِ هَلْ كُنْتُمْ أَعْتَمَانُ فَلَا تَكُونَنَّ الْخَلَافَةُ فِيهِمْ أَبَدًا۔

أَوْ مَنَى أَنْ يَكْفَنَ فِي قَبْرِ بَنِي كَانَتْ رَسَدَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسَاةَ إِيَّاهُ وَأَنْ يُجْعَلَ مِمَّا يَلِي جَسَدَهُ
وَكَاثَتْ يَحْتَدُهُ قَلَاءُ مَسَاءَ أَظْفَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَى أَنْ تُسَبَّحَ وَتُجْعَلَ فِي عَيْنَيْهِ
وَقَصَبِهِ - وَهَذَا أَفْعَلُوا إِذْ أَلَكْتُ فِي وَحْدَلُوا بَيْنِي وَبَيْنَ
أَحْمَدَ الرَّاحِمِينَ -

وَلَمَّا نَزَلَ بِهِ الْمَوْتُ قَالَ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ رَجُلًا
مِنْ قُرَيْشٍ يَذِي طَوِيٍّ إِيَّايَ كَمَا أَلَمْتُ مِنْ أَلَمٍ شَدِيدًا -
(تظہیر الجنان ص ۲۸)

ترجمہ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب ان کی وفات کا وقت قریب
آیا تو وصیت فرمائی کہ مجھے وہ قمیض پہنائی جائے جسے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پہنا کرتے تھے اور اس کا وہ حصہ جو آپ کے جسم اطہر
کے ساتھ لگتا تھا مجھے لگایا جائے۔ امیر معاویہ کے پاس حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کا ناخن شریف تھا۔ اس کے بارے میں وصیت کرتے
ہوئے کہا۔ اسے پیس کر میری آنکھوں اور منہ میں لگایا جائے۔ اور کہہ
جب یہ کہ چکو۔ تو مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔ جب امیر معاویہ کی موت
کا وقت آیا تو فرمائے لگے کاش میں ایک علم آدمی قریش سے ہوتا اور یہ کسی چیز کا والی نہ ہوتا۔

توضیح از ابن حجر:

کتنی عظیم شان پائی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہ قابلِ ستائش اور مبارک بادی
ہے۔ کیونکہ انہیں وہ قسمت ملی جس کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کے
ساتھ لگنے والا کپڑا انہیں اپنے جسم کے ساتھ لگانا نصیب ہوا۔ اور اپنے منہ

کے اندرونی حصہ اور آنکھوں میں اس چیز کو سمو یا جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
بدن پاک کا ایک حصہ تھا جو جدا ہوا تھا۔ بالاتفاق امیر معاویہ کا دمشق میں انتقال ہوا
اور مشہور یہ ہے کہ آپ نے ۲۶ رجب سنہ ہجری میں وفات پائی۔ آپ کی عمر بائیس
برس کی تھی۔ چھیالیس سال بھی عمر بتائی گئی ہے۔

ۛ

رَهُوَ مَقْصُودٌ بِالْقَظَرِ إِلَى الْأَقْسَامِ الشَّائِقَةِ إِلَّا أَنَّهُ
هُوَ وَجَمِيعِ الصَّعَابَةِ وَمَنْ أَسْلَمَ بَعْدَهُ أَيْضًا
أَفْضَلُ مِنْ جَمِيعِ مَنْ جَاءَ بَعْدَهُ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ
الْمُسْتَدْبِقَةِ فَفَضْلُهُ مِنْ هَذِهِ الْحَقِيقَةِ أَفْضَلُ
الصَّعَابَةِ وَخَدْرُهَا إِذَا اعْتَبَرْتَ تَعْبُدُهُ عَظِيمًا
عَظِيمًا إِلَى دَرَجَةٍ لَا تَقْدِرُ عَلَى تَصَوُّرِهَا لِأَنَّكَ
تَعْلَمُ أَنَّكَ قَدْ جَاءَ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ الصَّحَابَةِ
مِنْ أَحِبِّ أَيْمَنِ الْأُمَّةِ وَالسُّلَمَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ مَنْ لَا يُمَكِّنُ
إِسْتِيفَاءَ مَنْ أَقْبِيهِمْ وَفَضْلُهُمْ يُوْجِبُهُ مِنَ الْوُجُوهِ
فَمَعَاوِيَةُ مَعَ تَأْخُرِهِ فِي الْفَضْلِ عَنْ مُعَظَمِ الصَّعَابَةِ
هُوَ أَفْضَلُ مِنَ النَّابِغِينَ وَمِنْ بَعْدِهِ هُمْ أَجْمَعُونَ
يَكْتَسِرُ فِيهِ بِصُحْبَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْإِمَامِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ فَكُنَّا بِهِ
لَهُ الْإِزْجَى فِي بَعْضِ الْأَحْيَانِ وَجِهَادِهِ مَعَهُ أَهْلُ الشِّرْكِ
وَاللُّغْيَانِ فَضْلًا عَمَّا أَصَفَ بِهِ فِي حَدِّ ذَاتِهِ
مِنَ الْقَضَائِلِ وَالْمَرَاتِيَا الْكَثِيرَةِ وَخَدْرَاتِهِ
بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخِدْمَاتِ
السِّيَاسِيَةِ الْمَشْكُورَةِ فَقَدْ جَاءَ هَذَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
مُدَّةً خِلَافَةً آتِي بَعْضُ وَعَمَرُ وَعُثْمَانُ
وَبَعْدُ أَنْ اسْتَقْبَلَ بِالْأَمْرِ خَلِيفَةً بَقِيَ فِي الشَّامِ

مُدَّةً طَوِيلَةً ثَمَانِيًا وَأَرْبَعِينَ سَنَةً وَبِهَا
تَحَوَّسَتْ سُنُونُ تَحْتِ زَأْمِيَةِ أَخِيهِ يَزِيدَ
وَمِنْهَا اثْنَانِ وَعِشْرُونَ سَنَةً أَوَّلِيَّهَا هَذَا
صَاحِبُ الْبِلَادِ الشَّامِ وَفِي حَدِّ ذَاتِهِ الْوُجُوهِ
وَمِنْهَا عِشْرُونَ سَنَةً مَلِكًا مَجَاهِدًا حَتَّى
فَتَحَ فَتُوحَاتٍ كَثِيرَةٍ وَوَصَلَ جَيْشُهُ إِلَى
الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ وَكَانَ مَعَهُ أَكْبَرُ أَكْبَابِ الْأَنْصَارِ
فَمَاتَ مَتَاكَ وَدَيْنَ فِيهَا وَقَبْرُهُ إِلَى الْآنَ ظَاهِرٌ
يُرَ اُنْ وَهُوَ مَعَ كُلِّ قَضَائِلِهِ الَّتِي لَا يُمْكِنُ
وَلَا يُقَارِ بِهَا قَضَائِلُ أَحَدٍ عَنْ عِلْمِ الصَّعَابَةِ
يَسْبِقُ فِي الْفَضْلِ إِلَى عَلِيِّ كُنُسِيَّةِ الدُّنْيَا
مِنْ الْفَقْمَةِ مِثْلًا إِلَى الْقَتَادِرِ الْمُقْتَطَرِ وَمِنْ الْأَهْلِ
بَلَّ مِنَ الْجَوَاهِرِ الْقَيْسِيَّةِ الْعَظِيمَةِ الَّتِي جَلَتْ
أَنْ تُقَرَّمَ بِتَقِيْمَةِ كَسَائِلِهِ فِي قَصِيدَةٍ
رِسْعَادَةِ الْمَعَادِ فِي مَوَاقِفِ بَانَتْ سَعَادَةٍ مَدَحِ
سَيِّدِ الْعِبَادِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حَكَ الشَّمْسُ فِي الْأَهْلِ الْأَعْلَى الْبُؤْسَ

وَمِنْ مَعَاوِيَةَ فِي الْأَرْضِ قُنْدِيلٌ

(شواہد الحق ص ۵۲۶ - ۵۲۷ فصل فی شہن روماء الامام الذین ظفروا علینا)

تَرْجَمَتَا اے مائل مومن! تجھ پر یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ بے شک

ہم (اہل سنت) علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے محبت صرف اللہ اور اس

کے رسول کی خاطر کرتے ہیں۔ اور اسی طرح ہم تمام صحابہ کرام اور اہل بیت عظام سے محض اللہ اور اس کے رسول کی رضا کی خاطر محبت کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان حضرات کے ساتھ ہماری محبت ایک جیسی نہیں ہے بلکہ جس طرح اللہ اور اس کے رسول کے ہاں ان کے درجات میں فرق ہے۔ ہمارے اثر نے یہی حقیقت رکھا۔ اور اسی کو سلف صالحین سے آج تک کے علماء نے اپنا سہ رکھا۔ ہم ابو بکر صدیقؓ، پھر عمرؓ، پھر عثمانؓ اور پھر علی المرتضیٰؓ رضی اللہ عنہم کو بالترتیب سب سے مقدم مانتے ہیں۔ ان کے بعد عشرہ مبشرہ جن میں زبیر و طلحہ اکابرین میں سے ہیں۔ جو علی المرتضیٰؓ کے بعد خلافت کے اہل بھی تھے۔ یہ دونوں وہ مہاجرین۔ جنہوں نے اسلام میں سب سے اولیت پائی۔ پھر بقیہ بدری صحابہ سے ہماری محبت ہے۔ ان میں بھی زبیر اور طلحہ اکابر تھے۔ پھر غزوہ احد کے شہداء کی محبت ہے اور ان میں اکابر زبیر اور طلحہ ہی ہیں۔ پھر بیعت رضوان کرنے والے اور ان میں بھی زبیر و طلحہ اکابر ہیں۔ پھر ان حضرات سے جو فتح مکہ سے پہلے مشرف باسلام ہوئے۔ ان میں سے بھی زبیر و طلحہ اکابر ہیں۔ اور ان میں عمرو بن العاصؓ بھی ہیں۔ پھر ان حضرات سے ہماری محبت ہے جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ ان میں سے معاویہ بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اور جس نے تم میں سے فتح مکہ سے قبل اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور مسلمان ہو گیا اور جہاد کیا۔ اس کے مساویہ نہیں جس نے فتح مکہ کے بعد اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔ اور مسلمان ہوا۔ اور جہاد کیا۔ ان دونوں اقسام کے مومنوں سے اللہ تعالیٰ نے حسنی یعنی جنت کا وعدہ فرمایا ہے لہذا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

ان لوگوں میں سے ہیں جن سے جنت کا اللہ نے وعدہ فرمایا ہے آپ اگرچہ صحابہ کرام میں سے ان حضرات میں شامل ہیں۔ جو ترتیب فضیلت میں آخری قسم ہے۔ اور وہ اگرچہ پہلی اقسام سے افضل نہیں۔ مگر آپ اور وہ صحابہ کرام جو ان کے بعد مسلمان ہوئے وہ سب ان لوگوں سے لازماً افضل ہیں جو ان کے بعد امت محمدیہ میں تشریف لائے۔ لہذا امیر معاویہ کی اس جہت یعنی صحابیت کی وجہ سے فضیلت کو اگر تنہا دیکھا جائے۔ تو یہ بھی عظیم و عظیم ہے۔ اور اس کے درجہ کا ادراک ناممکن ہے۔ اس لیے کہ کہیں کج فہمی علم ہے۔ کہ صحابہ کرام کے بعد اس امت میں بڑے بڑے اکابر ائمہ اور علماء تشریف لائے۔ اور وہ بھی ایسے کہ ان کے فضائل و مناقب کا کسی طرح شمار کرنا ممکن نہیں۔ سو حضرت معاویہ اگرچہ معظّم صحابہ کرام سے فضیلت میں کم سہی لیکن تمام تابعین اور ان کے بعد آنے والے تمام مسلمانوں سے بہر حال افضل ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا شرف آپ کو میسر ہوا۔ کتابت وحی کے فرائض سرانجام دیئے۔ اور آپ کی میت میں مشرکین و باغیوں سے جہاد کیا۔ یہ شرف ان فضائل کے علاوہ ہے جو امیر معاویہ کی اپنی شخصیت میں تھے اور ان خدمات عظیمہ کے علاوہ ہے جو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سرانجام دیے۔ اور وہ خدمات اللہ کو منظور و قبول ہوئیں۔ آپ نے ایک طویل مدت تک خلافت ابو بکر عمر اور عثمان میں جہاد فی سبیل اللہ کیا۔ اور جب سے آپ نے حکومتی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ شام میں آپ تقریباً اڑسالیس برس مقیم رہے۔ ان میں سے سات سال تک اپنے بھائی یزید کے جھنڈے کے تحت بسر کرتے

بائیس سال تک امیر اور مجاہد ہونے کے ساتھ ایک اعلیٰ درجہ کے ناظم رہے آپ کے ذمہ شام کے علاقہ جات کا انتظام تھا۔ اس کی ان دنوں روم کے ساتھ حدود ملتی۔ پھر بیس سال تک حکمران بن کر مجاہدانہ کاموں میں مصروف رہے۔ اور کثیر فتوحات کیں۔ ان کی فوج قسطنطنیہ تک پہنچ گئی۔ ابویوب انصاری بھی ان کے ساتھ تھے۔ وہیں ان کا انتقال ہوا۔ اور دفن ہوئے اور آج بھی ان کی قبر زیارت گاہ عام و خاص ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان تمام فضائل و مناقب کے ہوتے ہوئے جن میں صماہ کرام کو بھڑک کر کوئی دوسرا مماثل اور مقارب نہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں یوں ہیں۔ جس طرح چاندی کے درہم سونے کے عظیم خزانہ کے مقابلہ میں یا نفیس ترین موتیوں کے مقابلہ میں ہوں ایسے موتی جن کی قیمت نہ لگائی جاسکتی ہو۔ جیسا کہ میں نے اپنے تصنیف شدہ قصیدہ میں کہا ہے۔

علی المرتضیٰ افعیٰ اعلیٰ میں سورج کی مانند ہیں
اور معاویہ زمین پر روکشند قندیل ہیں

خلاصہ کلام :

علامہ نہمان رحمۃ اللہ علیہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہل سنت کے عقیدہ کی یہ ترجمانی فرمائی کہ

- ۱۔ صحابی ہونے کی وجہ سے آپ تمام مسلمانوں سے افضل ہیں۔ جو صحابی نہیں (اُن میں حوث قطب، علماء، علماء، علماء شامل ہیں)
- ۲۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق وہ قطعی جنتی ہیں۔
- ۳۔ اپنی ذاتی خوبوں میں آپ کا بعد میں کوئی مثل نہیں۔

۴۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سورج اور معاویہ رضی اللہ عنہ زمین پر قندیل کی طرح ہیں۔

اہل سنت کے سلف و خلف کے اس عقیدہ کو سامنے رکھیے۔ اور مودودی دیوبندیوں اور سنی غمراہوں کی وہ عبارات دیکھیں۔ جن میں انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر کچھ بڑا اچھا لا۔ تو آپ لازماً ہی تنبیہ فرمادیں گے۔ کہ سنی ہو کر کوئی شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا نہیں کہہ سکتا۔ علامہ نہمانی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق مزید فرمایا۔

شواہد الحق :

إِعْلَمُوا أَنَّ مَعَاوِيَةَ فِي مَذْهَبِنَا مَعَ أَهْلِ السُّنَّةِ
كَسَائِرِ الصَّعَابَةِ الَّذِينَ خَرَجُوا عَلَى عَوِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
وَهُمْ كَثُورٌ مُجْتَهِدِينَ فِي مَا فَعَلُوهُ مِنْ ذَلِكَ
وَالْكَفَرُ نَبَاتٌ عَلَيْهِ هُوَ الْمُصِيبُ وَكَانَ الْخَارِعُونَ
عَلَيْهِ مُخْطِئِينَ وَالْمُجْتَهِدُونَ مَا جُورَ لَا مَوْزُونَ
الْمُصِيبُ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَالْمُخْطِئُ لَهُ حَسَنَةٌ
وَاحِدَةٌ يَنْتَبِهُ وَنَبَاتُهُمْ كَأَنْتُمْ صَعِيدَةٌ لِقَصْدِهِمْ
الْقِصَاصُ وَمَنْ قَتَلَهُ عَثْمَانُ وَقَدْ ظَهَرَ لَهُمْ أَنَّ
فِي ذَلِكَ مَوْافَقَةً الشَّرْعِ الشَّرِيفِ وَالْمُصْلِحَةِ
لِلْإِمَّةِ لَسَلَا يَسْجَدُ أَمَّا لُجْجَانُ عَلَى الْأَيْمَةِ الْخِيَارِ
وَالْحَكْدَاكَ أَنْتَ نَبَاتُهُمْ وَهُوَ مَا أَذَاهُمْ لِيَدِ
إِجْتِهَادُهُمْ الْمُخْطِئُ وَلِذَا لَكَ لَوْ يَخْلُ خَرَجَهُمْ
عَلَيْهِ فِي عَدَاةِ التَّهْمِ وَتَنَلُّهُمْ فَلَمْ يَتَطَرَّقْ

يَذَّالِكْ خَلَفَ فِي أَخِي الدِّينِ عَتَمِمْ وَمَعَاوِيَةَ مَعَ
خَضِلِ الصَّحْبَةِ لَهُ حَسَنَاتٌ كَثِيرَةٌ لَا تُعَدُّوْكَ
تَعَدُّ مِنْ أَحْلِيَا حَيَاةٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِمَّا بِنَفْسِهِ
وَأَمَّا بِجُيُوشِهِمْ حَسَنَاتُ تَحْتِ يَدَا كَثِيرَةٌ وَمَا
دَانَ سَلَامٌ بَعْدَ أَنْ كَانَتْ دَانَ كُفْرٌ وَسَبَبٌ
دَخَلَ إِلَى سَلَامٍ أَلْفُ أَلْفٍ كَثِيرَةٌ مَنْ أَسْلَمُوا
عَلَى يَدِهِ وَيَدِ جُيُوشِهِمْ وَمِنْ دَارِ قِيَمِ الْحِ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَكُلُّهُمْ حَسَنَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ۔

(شواهد الحق ص ۵۲۹ تا ۵۳۱) نقل فی ثبوت کس (اصحاب الدین خاندان علیا)

ترجمہ معلوم ہونا چاہیے کہ ہم اہل سنت کے مذہب میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام کی طرح ہی ہیں۔ جنہوں نے حضرت علی المرتضیٰ کے خلاف خروج کیا تھا۔ وہ اپنے کام میں مجتہد تھے۔ لیکن علی المرتضیٰ صواب پر تھے۔ اور ان پر خروج کرنے والے غلطی پر تھے۔ اور مجتہد کو بہر حال اجر ملتا ہے۔ گناہ نہیں۔ اگر صواب پر ہے تو دس نیکیاں اور غلطی پر ہے تو بھی اس کی نیت کے مطابق ایک نیکی ضرور ملتی ہے اور علی المرتضیٰ کے خلاف خروج کرنے والوں کی نیتیں صریح تھیں۔ کیونکہ ان کا مطالبہ یہ تھا کہ حضرت عثمان کے قاتلوں سے قصاص لیا جائے۔ اور انہیں یہ علم تھا کہ یہ مطالبہ شرع شریف اور صلوات کے موافق ہے۔ تاکہ آئے دن فاجر لوگ فیک امر کو قتل کرنے کی جرأت نہ کرتے پھریں۔ ان حضرات کی نیتیں ایسی تھیں۔ ان کے اجتہاد نے صحیح نتیجہ پر نہ پہنچایا۔ لیکن اجتہاد ضروری تھا۔

اسی لیے ان کی عدالت اور تقویٰ پر کوئی اثر نہ پڑا۔ اور نہ ہی ان سے دین کی باتیں حاصل کرنے میں کوئی رکاوٹ بنی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہونے کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ ان میں سے عظیم تر یہ کہ انہوں نے بذات خود یا اپنے لشکر کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کیا جس کے نتیجہ میں بہت سی فتوحات ہوئیں۔ اور وہ علاقہ جات جو پہلے دارا نکھر تھے دارالاسلام بن گئے اور اس سبب سے لاکھوں کروڑوں لوگ مشرف باسلام ہوئے جو یا تو خود امیر معاویہ کے ہاتھ پر یا ان کے لشکر کے ہاتھوں پر سامان ہوئے۔ اور پھر ان کی اولاد میں قیامت تک اسلام پر چلی آ رہی ہیں ان تمام نیکیوں کا مجموعی ثواب بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام اعمال میں ہی درج ہو گا۔

امام غزالی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

شواہد الحق!

وَالْمَشْفُورُ مِنْ قِتَالِ مَعَاوِيَةَ مَعَ حَلِيٍّ وَتَسْمِيرِ
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِلَى الْبَصْرَةِ فَالْظَّنُّ
بِمَا فُتِنَتْ أَهْلُهَا كَانَتْ تَطْلُبُ تَطْفِئَةَ الْفِتْنَةِ
وَلَا كَيْفَ نَعَرَ بَيْعَ الْأُمَمِينَ الطَّبِطْبُاقَا وَاجْتِرَافَ الْمُؤَبَّرِ
لَا يَبْقَى عَلَى وَفْقِ مَلِكٍ أَوْ إِمْلَاهَا بَلَّ تَخْضُجَ عَيْنِ
الطَّبِطْبُاقَا وَفَتْحَ مَعَاوِيَةَ آتَاهُ كَانَ عَلَى تَابِلِ
وَلَمْ يَكُنْ فِيهِمَا كَانَتْ يَتَعَاكَا وَ مَا يَحْكِي سُلُوحِي

هَذَا مِنْ رَوَايَاتِ الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ مِنْهُ مُخْتَلَفٌ
بِالْبَاطِلِ وَالْخُتْلَاءِ أَكْثَرُهُ اخْتِرَاعَاتُ
الرَّوَاةِ وَفِيهِ قَدْ اخْتَرَارَ بَابُ الْفَضُولِ الْفَائِزِينَ
فِي هَذَا وَالْفَتَوَى فَكَيْفَ بَعَثَ أَنْ تَلْزِمَ الْإِمْكَانَ فِي
كُلِّ مَا كُنْ يَثْبُتُ وَمَا ثَبَتَ كَمَا سَتَنْظُرُ لَهُ
تَأْوِيلًا فَمَا تَعَذَّرَ عَلَيْكَ فَهَقْلٌ لَعَلَّ لَهُ تَأْوِيلًا
وَعَدَّ الرَّأْيَ طَلِيعَ عَلَيْهِ.

وَأَعْلَمُ أَنَّكَ فِي هَذَا الْمَقَامِ بَيِّنٌ أَنَّ تُسَمَّى
الظَّنَّ بِمُسْلِمٍ وَتَطْعَنَ عَلَيْهِ وَتَكْذِبُ كَذَا بَا
أَوْ تَحْسِنَ الظَّنَّ بِهِ وَتَكْذِبَ لِسَانُكَ عَنِ الظَّنِّ
وَأَنْتَ مُنْعَطِيٌّ شَلَا وَالنَّطَاءُ فِي
حَسَنِ الظَّنِّ بِالْمُسْلِمِ أَسْكَو مِنْ الصَّوَابِ بِالظَّنِّ
فِيهِ قَلُّ سَكَّتَ إِحْسَانٌ مَثَلًا عَنْ لَعْنِ أَبِي بَيْسٍ
أَوْ لَعْنِ أَبِي جَبَلٍ أَوْ ابْنِ لَهْبٍ أَوْ مَنْ فُتِنَتْ مِنْ الْأَشْرَارِ
طَوَّلَ تَهْمَهُ كَوَيْفُ الشُّكُوتِ وَكُوْهَهَا هَفْوَةٌ
بِالظَّنِّ فِي مُسْلِمٍ بِمَا هُوَ بَرٌّ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى
وَمِنْهُ فَقَدْ تَعَرَّضَ لِلْهَلَاكِ بَلْ أَكْثَرُ مَا يَعْلَمُ
فِي النَّاسِ لَا يَحِلُّ التُّظْقُ بِهِ لِتَعْظِيمِ الشَّرْعِ
الرَّاجِعِ عَنِ الْغَيْبَةِ مَعَ آتِهِ إِحْبَابًا عَمَّا
مَتَعَقِّقٌ فِي الْمَعْتَابِ حَمَنٌ يَلَاخِظُ هَذِهِ الْقُصُولَ
وَلَمْ يَكُنْ فِي طَبِيعِهِ مَيْلٌ إِلَى الْفَضُولِ

أَشْرَ مَلَا زَمَنَهُ الشُّكُوتُ وَحَسَنَ الظَّنِّ بِكَ آفَةٌ
الْمُسْلِمِينَ وَاطْلَاقُ اللِّسَانِ بِالشَّنَاءِ عَلَى
جَمِيعِ السَّلَفِ الصَّالِحِينَ هَذَا أَحْكَمُ
الصَّحَابَةِ عَامَةً.....

وَقَالَ الْإِمَامُ الْغَزَالِيُّ أَيْضًا فِي أَحْصِيَاءِ
عُلُومِ الدِّينِ -

الْإِمَامُ الْحَقُّ يَقْدَرُ سَوَّلَ اللَّهُ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ
وَضَى اللَّهُ عَنْهُمْ وَلَمْ يَكُنْ قَصْرُ رَمْلٍ اللَّهُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِمَامٍ أَضَلَّ - إِذَا
تَوَكَّاهُ كَانَ أَقْوَى بِالظُّهُورِ مِنْ قَصْبِهِ
أَحَادُ الثَّلَاةِ وَالْأَمْرُ عَلَى الْجَنَّةِ فِي الْبِلَادِ
وَلَمْ يَخَفْ ذَلِكَ فَكَيْفَ خَفِيَ هَذَا - وَإِنْ
ظَهَرَ فَكَيْفَ إِخْفَئَ مَنْ حَتَّى لَمْ يَثْقُلْ إِلَيْنَا
فَلَمْ يَكُنْ أَبُو بَكْرٍ مَا مَكَالًا بِالْإِخْتِيَارِ وَالْبَيْعَةِ
وَأَمَّا - فَقَدِيرُ النَّاسِ عَلَى غَيْرِهِمْ فَهَوَّ
يُسَبِّحُ لِلصَّحَابَةِ كَلِمَةً إِلَى مُخَالَفَةِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَقَ الْإِجْمَاعَ مِمَّا لَا
يَجُوزُ عَلَى اخْتِلَافِهِ إِلَّا الْتَزَقَ بِفَضْلِ
إِحْتِقَادِ أَهْلِ السُّنَّةِ تَنْكِيَةً بِجَمِيعِ الصَّحَابَةِ
وَالشَّنَاءِ عَلَيْهِمْ كَمَا أَفْنَى اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَقَالَ

وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا جَرَى
بَيْنَ مَعَاوِيَةَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ
مَبْنِيًّا عَلَى الْإِجْتِهَادِ لَا مَمَانَةَ مَعَاوِيَةَ
فِي الْإِمَامَةِ إِذْ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ كُنِيَ لَهُمْ
قَتْلُهُ عُثْمَانَ مَعَ كَثْرَةِ مَشَائِيهِمْ وَاجْتِلَاطِهِمْ
بِالْعُسْكَرِ يُؤَدِّي إِلَى اضْطِرَابِ أُمْرِ الْإِمَامَةِ
فَإِذَا تَيَقَّنَ أَنَّ الشَّخْصَ أَصَوَّبَ وَظَنَّ مَعَاوِيَةَ
أَنْ تَأْخِذَ أُمْرَهُمْ مَعَ عَظَمِ جُنَايَتِهِمْ
يُوجِبُ الْإِحْرَاءَ بِالْإِثْمَةِ وَيُعْرِضُ دِمَاءَ
السَّلَفِ.

وَقَدْ قَالَ أَحَاضِرُ الْعُلَمَاءِ كُلُّ مَنْ جَهِدَ
مُصِيبٌ وَكَانَ قَاتِلُوتَ الْمُصِيبِ وَاحِدٌ
وَلَوْ يَذْهَبُ إِلَى تَعْطِئَةِ عَلِيٍّ دُونَ تَحْصِيلِ أَصْلِهِ
وَفَضْلُ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَلَى حَسْبِ
تَرْكِ تَيْبِهِمْ فِي الْخِلَافَةِ إِذْ حَقِيقَةُ الْفَضْلِ
مَا هُوَ فَضْلٌ عِنْدَ اللَّهِ صَلَّى وَجَلَّ وَذَلِكَ لَا
يَكُنْ عَلَيْهِ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَرَدَ
فِي الثَّنَاءِ عَلَى جَمِيعِهِمْ آيَاتٌ وَأَحْبَابٌ كَثِيرَةٌ وَإِنَّمَا
يُذَكَّرُ قَاتِلُ الْفَضْلِ وَالْكَرَّ تَنْجِيبٌ فِيهِ الْمَشَاهِدُونَ
لِقَوْلِهِ وَالشُّذُوبُ يَقَرُّ الْبَيْنَ الْأَحْوَالِ وَكَقَائِقِ
التَّفْصِيلِ فَكَوْنُ لَاقِيِهِمْ هَذَا إِلَهُ كَقَارِئِهِ الْأَمْرَ

كَذَلِكَ إِذْ كَانَ الْأَمَانَةُ هُمْ فِي اللَّهِ تَوَكَّلُوا
لَا تَكْفُرُوا وَلَا يَضُرُّهُمْ عَنِ الْحَقِّ مَا رَفَعُوا
رَسُولَهُ الْحَقِّ ص ۴۳ تا ۴۵ الامام الغزالی

ترجمہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ کے مابین جو لڑائی ہوئی۔
اور ام المومنین سیدہ عائشہ مدلیہ رضی اللہ عنہا کا بصرہ کی طرف سفر فرمانا
ان واقعات کے بارے میں مشہور مذہب یہ ہے۔ کہ حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کا ظن تھا کہ وہ فتنہ کو بجھائیں گی لیکن یہ کام ان کے
ہاتھ سے نکل گیا۔ کیونکہ ایسا ہوتا ہے کہ بہت سے کاموں کی ابتداء
تو اچھی ہوتی ہے لیکن ان کا اخیر مقصد و مطلب کے خلاف ہو جاتا ہے۔
بلکہ اس پر قابو پانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور حضرت امیر معاویہ کے بارے
میں یہ ظن ہے کہ وہ ایک اجتہادی رائے رکھتے تھے۔ اور اس میں وہ
اپنے خیال کے مطابق درست تھے۔ ان خیالات کے علاوہ جو لڑائی
وہ کی روایات ملتی ہیں۔ تو صحیح بات یہ ہے کہ ان میں حق و باطل کی آمیزش
ہے۔ اور ایسی روایات بکثرت روافض نے گھڑیں۔ اور خاریجیوں کی
خود ساختہ ہیں۔ اور ان لوگوں کی بنائی ہوئی ہیں۔ جن کا کام ہی یہ ہوتا
ہے کہ وہ اس قسم کے واقعات کی کھوج لگائیں۔ لہذا ایسی روایات کا
انکار کرنا چاہیے۔ جو سرے سے ثابت ہی نہیں۔ اور جن کا کوئی ثبوت
نہیں ملتا ہے۔ ان کی جائز تاویل تلاش کرنی چاہیے۔ اور جس کی تاویل
ملتی مشکل ہو۔ تو کم از کم یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اس کی کوئی تاویل یا عذر
ہوگا۔ جس کی مجھے اطلاع نہیں۔

قبیل معلوم ہوتا چاہیے کہ یہ وہ مقام ہے کہ ایک طرف ایک مسلمان کے بارے میں سوچنے اور دین طعن کا معاملہ ہے اور دوسری طرف ہے کہ جوڑا ہو یا نہ ہو کہ تو حسن ظن رکھتا ہو اور دوسرے طعن کرنا اور کور و تہاد اور بالآخر تو اس میں خطا پر ہر باب ان دونوں میں بہتر ہے کہ کسی مسلمان کے بارے میں حسن ظن میں غلط ہو اور یہ بات اچھی نہیں کہ تو حسن ظن کرے۔ اور تو اس میں صواب پر ہو۔ لہذا اگر کوئی آدمی ابلیس، ابو جہل اور ابولہب وغیرہ پر لعنت بھیجنے سے خاموش رہتا ہے اور ساری عمر اسی طرح گزار دیتا ہے۔ تو اس کی یہ خاموشی نقصان دہ نہیں۔ اور اگر کسی مسلمان کے بارے میں طعن کرتا ہے۔ حالانکہ وہ بیچارہ اس سے اٹھ کے ہاں بڑی ہے۔ تو ایسا کرنے والا اپنی ہلاکت کے درپے ہے بلکہ بکثرت ایسی باتیں ہوتی ہیں جن کا لوگوں کو علم ہوتا ہے۔ شرع کی سنت و اُخت کی وجہ سے اُسے زبان پر لایا نہیں جاتا۔ حالانکہ اگر وہ بات لوگوں کو بتائی جائے۔ تو مبنی بر حقیقت ہوتی ہے۔ جیسا کہ غیبت کرنے والے اور جس کی غیبت کی جا رہی ہے ان دونوں میں یہ بات موجود ہے۔ سو جو شخص ان مقاصد کو پیش نظر رکھتا ہے۔ اور فضیلت کی طرف اس کا رجحان نہ ہو۔ تو وہ لازماً خاموشی اختیار کرے گا۔ اور مسلمانوں کے بارے میں حسن ظن رکھے گا۔ اور تمام سلف صالحین کے بارے میں تعریفی کلمات کے ساتھ ہی زبان کھولے گا۔ یہ عام صحابہ کرام کے بارے میں حکم ہے۔

امام غزالی نے احیاء علوم الدین میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر صدیق پھر عمر پھر عثمان پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہوئے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی امامت کے لیے کوئی نص نہیں فرمائی تھی۔ اور اگر کوئی نص ہوتی۔ تو اس کا اظہار ضروری تھا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

جب کسی کو امیر شکر کسی شہر کا والی مقرر فرماتے تو ان کے بارے میں نص بالکل ظاہر ہوتی۔ لہذا یہ کس طرح ممکن کہ امامت کے بارے میں اپنے واضح طور پر کسی کا نام ذکر کیا ہو۔ اور لوگوں کو اس کا علم نہ ہو۔ اور اگر ظاہر ہوتی تھی تو پھر مٹ کیسے گئی۔ کہ ہم تک نہ پہنچ سکی۔ لہذا معلوم ہوا۔ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو منصب امامت پسندیدگی اور بیعت عامہ کی وجہ سے ملا۔ اور اگر یہ بالفرض مان لیا جائے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت و خلافت کے لیے ابو بکر صدیق کے سوا کسی دوسرے کا نام ذکر فرمایا تھا۔ تو پھر لازم یہ آئے گا۔ کہ تمام صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کی۔ اور اجماع کو توڑ دیا۔ لیکن ایسی باتیں رافضیوں کے سوا دوسرا کون کر سکتا ہے۔ اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے۔ کہ تمام صحابہ کرام عادل تھے اور وہ قابلِ تعریف تھے۔ جیسا کہ اللہ پاک اور اس کے رسول مقبول نے ان کی تعریف کی ہے۔ اور وہ جھگڑا جو امیر معاویہ اور علی المرتضیٰ کے درمیان ہوا۔ اس کا دار و مدار جہاد پر تھا۔ یہ نہیں کہ امیر معاویہ نے امامت کے حصول کی خاطر جنگ کی تھی۔ کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ظن یہ تھا۔ کہ حضرت عثمان کے قاتلوں کو قصاص کے لیے جناب عثمان کے دربار کے سپرد کر دینا خطرہ سے خالی نہیں۔ کیونکہ ان قاتلین کے خاندان لمبے چوڑے تھے۔ اور ان کے بہت سے افراد فوج اسلام میں شامل تھے۔ لہذا خلافت کے ابتدائی دور میں ہی پہلے مچ جائے گی۔ اس بنا پر آپ نے یہ رائے قائم کی کہ اس معاملہ کو فدا منو کر دیا جائے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ظن یہ تھا۔ کہ اگر یہ معاملہ مؤخر کر دیا گیا۔ باوجود اس کے کہ یہ بہت بڑا جرم تھا۔ تو لوگوں کو ہر آئندہ دین

کے قتل کرنے کی سزا مل جائے گی۔ اور غوسہ بڑی کا بازار گرم ہو جائے گا۔

ان اہل علماء نے کہا ہے۔ کہ ہر مجتہد صحابہ پر ہے۔ اور کہنے والوں نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ مصیبت صرف ایک ہے۔ علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ کی جنگ میں علی المرتضیٰ کو کسی نے بھی خطا پر نہیں کیا۔ اور صحابہ کرام کی فضیلت ان کی خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے۔ کیونکہ حقیقی فضیلت تو وہ ہے جو اللہ کے نزدیک فضیلت ہو۔ اور اس کا علم بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کو نہیں مل سکتا۔ تمام صحابہ کرام کے بارے میں بہت سی آیات و احادیث وارد ہیں۔ جن میں ان کی تعریف موجود ہے۔ اور بات یہ ہے۔ کہ فضیلت کی باریکیاں اور اس کی ترتیب وہی لوگ پا سکتے ہیں جو وحی کا اثر نا دیکھتے تھے۔ وہ احوال کے قرائن سے اور فضیلت کی باریکیوں سے کچھ نہ کچھ واقف تھے۔ اگر انہیں اتنا علم بھی نہ ہوتا اور وہ بالکل کوہے ہوتے۔ تو پھر خلافت کی ترتیب ایسی کیوں رکھتے۔ کیونکہ وہ اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی غلامت کی پرواہ نہ کرنے والے تھے۔ اور حق سے کوئی چیز انہیں پھیر نہ سکتی تھی۔

ملحد فکریہ:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہونا چاہیئے۔
۱۔ خلافت کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے لیے بطور نص کوئی ارشاد نہیں فرمایا۔

۲۔ اگر نص ہوتی۔ تو اس کا اظہار ضروری ہوتا۔ ورنہ تمام صحابہ کرام آپ کے ارشاد کے چھپانے والے بن جاتیں گے۔

۳۔ تمام صحابہ کرام عادل اور قابلِ تعریف تھے۔

۴۔ اللہ اور اس کے رسول نے صحابہ کرام کی تعریف کی۔

۵۔ حضرت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ کے درمیان لڑائی اجتہادی غلطی کی بنا پر تھی۔ جس میں علی المرتضیٰ حق پر تھے۔

۶۔ خلافت کی ترتیب صحابہ کرام کے اس ارادے پر ہوئی۔ جو انہیں نزول وحی کے مشاہدہ کی وجہ سے احوال کو جان لینے کا حکم پیدا ہوا تھا۔

لہذا معلوم ہوا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام قابلِ احترام ہیں۔ ان کی باہم ناراضگیاں خطائے اجتہادی پر مبنی تھیں۔ جس میں ہر ایک اپنی اپنی صوابدید کے مطابق حق پر تھا۔ اس لیے میں بھی اسی اعتقاد پر قائم رہنا چاہیئے۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حسن ظن رکھنا چاہیئے۔

صحابہ کرام بالخصوص امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں مجدد الف ثانی کا عقیدہ مکتوبات شریف:

بداند کہ اصحاب پیغمبر علیہ علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمہ بزرگ اند
وہم را بہ بزرگی یاد باید کرد خطیب از انس روایت کند کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمود ان الله اخْتَارَ مُحَمَّدًا وَآلَهُ اخْتَارَ لِيْ اَصْحَابًا وَ اخْتَارَ لِيْ
مِنْهُمْ اَصْحَابًا وَاَفْصَحًا هَمَنْ حَفِظَ عَنِّيْ فِيْهِمْ حَرَفًا
اللهُ وَمَنْ اَذَانِيْ فِيْهِمْ اَذَاهُ اللهُ طبرانی از ابن عباس
روایت کند کہ رسول فرمود علیہ علیہ السلام مَنْ سَبَّ
اَصْحَابِيْ فَعَلَيْكَ لعنة الله و الملائكة و الناس اجمعين

و ابن عدی از عائشہ روایت کند رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ رسول فرمودہ علیہ
و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام ان شربا مکتی استی اثمہ
علی اصحابی و منافع و منافع و محاربات کہ در میان ایشان
واقع شدہ است بر محال نیک مرتب باید کرد و از ہوا و تعصب دور باید
داشت زیرا کہ ان مخالفات مبنی بر اجتناب و تاویل بودہ نہ بر ہر ہر
چنانکہ جہور اہل سنت بر آن اندام باید دانست کہ محاربان حضرت امیر
کرم اللہ وجہہ بر خطا بودہ اند و حق سبحان حضرت امیر بودہ لیکن چون این خطا
خطائے اجتہادی است از ملامت دور است و از مواخذہ مرفوعہ -
چنانکہ شارح مواقت از آمدی نقل میکند کہ واقعات جمل و معین اردوئے
اجتناب بودہ و شیخ ابو شکر سلمی در تہذیب تصریح کردہ کہ اہل سنت و جماعت بر
آنند کہ معاویہ با جمیع از اصحاب کہ ہمراہ او بودند بر خطا بودہ و خطائے ایشان
خطائے اجتہادی بودہ و شیخ ابی جرد مواعنی گفتہ کہ منازعت معاویہ با
امیر اردوئے اجتہاد بودہ و ایں قول را از مستفادات اہل سنت فرمودہ و آنچه
شارح مواقت گفتہ کہ بسیاری از اصحاب را بر آنند کہ ان منازعت از
روئے اجتہاد نہ بودہ مراد از اصحاب کرام گروہ را داشتہ باشد اہل سنت بر خلاف
آن حاکم اند چنانکہ گذشت و کتب القوم مشہورہ بالخطا و الاجتناب کہ کامریج
بر الامام النزالی و القاضی ابو بکر و غیرہا پس تفسیق و تفہیل در حق مہلبان
حضرت امیر ہائز نہ باشد قال القاضی فی الشفاء قال
ما لک رضی اللہ عنہ من شکک احدًا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ابا بکر و عمر و عثمان و معاویہ و عمر و بن العاص رضی اللہ عنہم کما ان
قال کافرًا علی ضلال و کفر قلیل و ان شکک غیر ہذا امین

مَشَاقِمَةُ النَّاسِ نَحْنُ لَا نَشُدُّ اَفْلَا يَكُونُ
مُحَارِبُ بَنِي اَمِيٍّ كَفَرَةً كَمَا نَحْمَتِ الْعِلَادَةَ
وَمِنَ الرَّحْمَةِ وَلَا نَسْتَفِي كَمَا نَحْمَرُ الْبَعْضَ وَنَسَبَهُ
شَارِعَ الْمَوَاقِفِ اِلَى كَثِيرٍ مِنْ اصْحَابِهِ كَيْفَ وَقَدْ
كَانَتْ الصِّدْقَةُ وَالطَّلْحَةُ وَنَبِيٌّ وَكَثِيرٌ
مِنْ اصْحَابِ الْكِرَامِ وَتَلَمَّذُوا وَقَدْ قَتَلَ طَلْحَةُ وَرَبِيعٌ
فِي قِتَالِ الْجَمَلِ قَبْلَ خُرُوجِ مَعَاوِيَةَ مَعَ ثَلَاثَةِ
عَشَرَ اَلْفًا مِنَ الْقَتْلَى وَفَضْلِيْلُهُمْ وَفَضْلِيْلُهُمْ
وَمِمَّا لَا يَجْتَمِعُ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ اَلَا اَنْ يَكُونُ فِي
قَلْبِهِ مَرَضٌ وَفِي بَاطِنِهِ خُبْرٌ وَانْ يَمُرَّ بِعَارَاتِ بَعْضِ
نَهْمَاءِ لَفْظٍ وَرَدَّ رَحْمَتِ مَعَاوِيَةَ وَاقَعَ شَدِيدٌ وَكَلَّمَ كَانِ مَعَاوِيَةَ اَمَّا بَارِئُ
مَرَادُ جَرْمِهِ حَقِيقَةُ خِلَافَتِ حَقِيقَتِ او دُرِّ زَمَانِ خِلَافَتِ حضرت امیر غماہ
بودہ و جرمیکہ بلش فسق و ضلالت است تا با اقوال اہل سنت موافق
باشد مع ذلک ارباب استقامت از ایمان الفاظ مومہ خلاف مقصود
اجتناب می نمایند و زیادہ بر خطا تجویز می کنند کیفایت یکتون جائزاً
وَقَدْ صَحَّ اَنَّهُ كَانَ اِمَامًا مَاعَادِلًا فِي حُقُوقِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ
وَفِي حُقُوقِ الْمُسْلِمِيْنَ كَمَا فِي الصَّوَابِ وَحضرت
مولانا عبد الرحمن جامی کہ خطا منکر گفتہ است نیز زیادہ کردہ است بر خطا
ہرچہ زیادت کند خطا است و آنچه بعد از آن گفتہ است کہ اگر او مستحق
لعنت است الخ نیز نامناسب گفتہ است چہ جائزے ترویج است
و چہ مل اشتہار اگر کی سخن در باب یہ یہ میگفت گنہگار داشت

راہم ہر زبان نباید آورد و غیر از ذکر خیر ایشان نباید کرد۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۵ ص ۵۷ تا ۶۰)

ترجمہ

میں معلوم ہونا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ معظمہ اور بزرگ ہیں۔ اور انہیں احترام و عقیدت کے ساتھ ہی یاد دہی کرنا چاہیے غیظ لے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب فرما کر میرے لیے میرے صحابہ منتخب فرمائے۔ اور ان میں سے میرے لیے سسرال اور انصار کو منتخب فرمایا۔ لہذا جس نے میری ان کے بارے میں حفاظت کی۔ اس کی اللہ حفاظت کرے۔ اور جس نے ان کے ذریعہ مجھے تکلیف پہنچائی۔ اسے اللہ اذیت پہنچائے۔ طرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے کسی صحابی کو گالی دی۔ اس پر اللہ کی تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی پٹھکار ابن عدی نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے شریر ترین وہ لوگ ہیں جو میرے صحابہ پر الزام تراشی کی جرأت کرتے ہیں۔ وہ جھگڑے اور لڑائیاں جو صحابہ کرام کے درمیان ہوئیں۔ ان کا دارو مدار اجتہاد و اذیت و ایل پر تھا یہ نہیں کہ ان کی بنیاد خواہشات نفس اور حرص و لالچ پر تھی۔ یہی مذہب جو اہل سنت کا ہے۔ بہر حال یہ بھی جانتا چاہیے کہ وہ جنگ جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یعنی جنگ صفین لڑی گئی۔ اس میں شریک مخالفین غلطی پر تھے۔ اور حتیٰ حضرت علی المرتضیٰ

ل جانب تھا۔ لیکن ان کی یہ خطا اجتہادی خطا تھی جس پر ملامت کرنا درست نہیں۔ اور جس پر مواخذہ کا حکم نہیں ہے۔ جیسا کہ شارح مواقف نے علامہ آمدی سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جملہ ائمہ میں کے واقعات اجتہاد کے طور پر رونما ہوئے ہیں۔ شیخ ابوشکور علی نے تنہید میں بالتصریح بیان کیا ہے کہ اہل سنت و جماعت کا ان جنگوں کے بارے میں یہ اعتقاد ہے کہ حضرت امیر معاویہ اپنے تمام ساتھیوں سمیت خطا پر تھے اور ان کی خطا خطائے اجتہادی تھی۔ شیخ ابن حجر نے مواعظ میں کہا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا جھگڑا امیر معاویہ کے ساتھ اجتہاد کی بنا پر ہوا ہے۔ ابن حجر نے اس بات کو اہل سنت کے معتقدات میں سے کہا ہے۔ اور وہ جو کشارح مواقف نے کہا ہے کہ ہمارے (اہل سنت) بہت سے حضرات کا یہ نظریہ ہے کہ یہ جھگڑا اجتہادی اختلاف کی بنا پر نہیں تھا۔ اس مسئلہ میں گزارش ہے کہ وہ حضرات جو بھی ہوں۔ اہل سنت نے ان کے خلاف قول کیا ہے۔ جیسا کہ گزر چکا ہے۔ اور دنیا کے سفیت کی عظیم شخصیات کی کتاب میں اس امر سے بھری پڑی ہیں کہ یہ خطا خطائے اجتہادی تھی۔ جیسا کہ امام غزالی، تافہی ابوبکر و غیرہ نے اس کی تصریح فرمادی ہے۔ لہذا ان لوگوں کو فاسق و گمراہ کہنا ہرگز درست نہیں۔ جنہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ میں شرکت کی تھی۔ تافہی عیاض نے الشفا میں کہا ہے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ کا قول ہے جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کو گالی دی۔ چاہے وہ ابوبکر ہوں یا عمر و عثمان اور چاہے امیر معاویہ یا عمرو بن العاص

رضی اللہ عنہم پس اگر گالی ان الفاظ سے دی کہ وہ گمراہی اور کفر کرتے۔ تو اسے قتل کر دینا چاہیے۔ اور اگر اس سے ہٹ کر کوئی اور کجی اس کرتا ہے۔ جو عوام ایک دوسرے کو کرتے رہتے ہیں۔ تو اسے سنت ترین سزا دی جائی چاہیے۔ لہذا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف لانے والے کفر و اسلام کی جنگ نہیں کر رہے تھے جیسا کہ رافضیوں کا زعم ہے۔ اور نہ ہی فسق و غیر فسق کی جنگ تھی جیسا کہ کچھ اور لوگوں کا زعم ہے۔ اور شارح مواکف کا مذکورہ قول حضرت علی المرتضیٰ کے خلاف لڑنے والوں کی کثرت کی طرف کیسے منسوب ہو سکتا ہے حالانکہ یہ یقینی بات ہے کہ ان میں سے عائشہ صدیقہ، طلحہ، زبیر اور بہت سے دوسرے حضرات بھی ہیں۔ حضرت طلحہ اور زبیر جنگ جمل میں شہید کر دیئے گئے۔ ان کی شہادت امیر معاویہ کے خروج سے پہلے ہو چکی تھی۔ تیرہ ہزار اور بھی ان کے ساتھ جام شہادت فرما گئے۔ ان سب کو گمراہ اور فاسق کہنا ایسا قول ہے جس کی کوئی مسلمان جرأت نہیں کر سکتا۔ ہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ کسی کے دل میں روگ ہو اور اس کا باطن خیانت سے بھر پور ہو۔ اور وہ بات جو کہ بعض فقہاء کلام کے قول میں آئی ہے یعنی یہ کہ انہوں نے امیر معاویہ کو اماماً جباراً کہا۔ (اور جابر کا معنی ظالم ہے۔ اور ظالم فاسق ہی ہوتا ہے) اس جوڑ سے ان حضرات کی مراد یہ ہے کہ حضرات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں امیر معاویہ کی خلافت کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ لیکن اس جوڑ سے فسق و گمراہی ہرگز مراد نہیں۔ اسی تاویل اور معنی سے ابن فقہار کا قول اہل سنت کے اقوال کے موافق ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ

یہ بھی حقیقت ہے کہ صاحبان استقامت کسی کے تعلق ایسے الفاظ کہنا جو مقصود کے خلاف دہم پیدا کرتے ہوں۔ اجتناب کرتے ہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ غلطی کہنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ لہذا دو جائز اپنے علمی اور ظاہری معنی کے اعتبار سے امیر معاویہ کے بارے میں کہنے کی وہ کس طرح ہمت کر سکتے ہیں۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق کے بارے میں امام عادل تھے جیسا کہ صواعقِ حرہ میں مذکور ہے۔ علامہ عبدالرحمن جامی نے جو امیر معاویہ کے بارے میں خطا کو خطا منکر کہا ہے۔ انہوں نے بھی زیادتی کی ہے۔ اور پھر اس کے بعد جو انہوں نے دہا کر اذیت لعدت است کہا ہے۔ یہ بھی نامناسب قول کیا ہے۔ کیونکہ یہ تردید کا مقام ہے۔ اور اشتباہ کی اس میں گنجائش ہے۔ ہاں اگر یہی قول وہ بزرگ کے بارے میں کہتے تو پھر اس کی گنجائش تھی۔ لیکن حضرت معاویہ کے بارے میں ایسا کرنا بڑا لگتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اعدائیت میں جو گتہ سند کے ساتھ مروی ہیں۔ مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ کے حق میں ہادی و مہدی ہوئے کی اللہ سے دعا مانگی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقبول و منظور ہے۔ ان تمام باتوں کو اگر سامنے رکھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بھول چوک کے طور پر نکل گیا ہو گا۔ اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ مولانا نے ان اشعار میں کسی صحابی کا نام لے کر یہ الفاظ نہیں کچاس لیے ہو سکتا ہے کہ اس حکمران امیر معاویہ کے سوا کوئی دوسرا صحابی ہو لیکن پھر بھی اس میں ناغوشی کی برائی ہے۔ اس لیے ہم یہی دعا کرتے ہیں۔ رَبَّنَا لَا تُخِزْنَا

إِنَّ نَسَبَنَا أَفْضَلُ فَكُلُّ مَنْ يَزْعُمُ أَنَّهُ مِنْ بَنِي هَارِثٍ يَزْعُمُ بَطْلًا. اسے ہمارے پروردگار! اگر ہم سے نیاں ہمارا یا خطہ سرزد ہوئی ہمارا مواخذہ نہ فرماتا۔ اور امام شیبی سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت میں جو باتیں نقل کی گئی ہیں۔ اور ان کے بڑا بھلا ذکر کرنے کو لوگوں نے فسق سے بھی بڑھ کر شمار کیا ہے۔ تو اس بارے میں گزارش ہے کہ امام شیبی سے ایسی باتوں کا ثبوت نہیں ہو سکا۔ سیدنا امام اعظم جو ان کے شاگردوں میں سے ہیں۔ اگر ان باتوں کو درست مان لیا جائے۔ تو پھر اس کا زیادہ حق رکھتے تھے۔ کہ ان کا تذکرہ فرماتے۔ خود امام مالک جو تابعین میں سے ہیں۔ اور ان کے ہم عصر ہونے کے علاوہ مدینہ منورہ کے علماء میں سے بہت بڑے عالم ہیں۔ انہوں نے حضرت امیر معاویہ اور عمرو بن العاص کو گالی دینے والے کے قتل کا فتویٰ دیا ہے۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ اگر امیر معاویہ واقعی گالی کے مستحق ہوتے تو پھر ان کے گال دینے والے کو قتل کا حکم کیوں دیا جاتا۔ لہذا معلوم ہوا کہ انہیں گالی دینا ان کے نزدیک کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے۔ اسی لیے اسے قتل کرنے کا حکم دیا۔ اور دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ ان کے نزدیک امیر معاویہ کو گالی دینا ایسا ہی ہے جیسا کوئی ابو بکر، عمر و عثمان کو گالی دینا ہے۔ جیسا کہ گزر چکا ہے۔ لہذا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مذمت اور برا بھلا کہے جانے کے مستحق نہیں۔

اسے بھائی! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اکیلے کا یہ معاملہ نہیں بلکہ اُدھے کے قریب صحابہ کرام ان کے ساتھ اس معاملہ میں شریک ہیں۔ لہذا اگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑنے والوں کو فاسق یا کافر کہا جائے تو پھر دین کے ایک مندرجہ حصہ کا اعتماد اٹھ جائے گا۔

کیونکہ وہ ان حضرات کی تبلیغی کوششوں سے ہم تک پہنچا ہے۔ اور اس بات کو جان بکھنے والا زندقہ ہی ہو سکتا ہے۔ کہ جس کا مقصود دین کو باطل قرار دینا ہو۔

اسے بھائی! اس فتنہ کے پیا ہونے کی وجہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ہے۔ اور ان کے قاتلوں کے قصاص کا مطالبہ ہے۔ حضرت طلحہ اور زبیر جو کہ مدینہ منورہ سے پہلے باہر نکلے۔ ان کے نکلنے کی وجہ بھی قصاص میں تاخیر تھی۔ اور سیدہ عائشہ صدیقہ نے بھی ان کی اس بات میں ان کے ساتھ موافقت کی۔ اور جنگ جمل کہ جس میں تیرہ ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ اور طلحہ و زبیر جو کہ عشرہ مبشرہ میں تھے وہ بھی شہید ہو گئے۔ اس کی وجہ بھی قصاص لینے میں تاخیر تھی۔ اس کے بعد امیر معاویہ شام کی طرف سے آئے اور ان لوگوں کے ساتھ مل گئے۔ جو قصاص عثمان کا مطالبہ کر رہے تھے۔ جس کے نتیجہ میں جنگ صفین ہوئی۔ امام غزالی نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ جنگ عثمان کی خلافت پر نہ تھی۔ بلکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں حضرت عثمان کے قصاص لینے پر ہوا تھا۔ علامہ ابن حجر نے اسی مفہوم کو معنی کو اہل سنت کے مقدمات میں سے شمار کیا ہے۔ اور شیخ ابوشامہ کوسلی جو کہ حنفی علماء کے اکابرین میں سے ہیں نے کہا ہے۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جھگڑا خلافت کے بارے میں تھا۔ کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بشارت دی تھی۔ إِذَا مَلَكَ كِسْفٌ الْقَاسِ قَاسٌ فَهَاجَ حَقٌّ۔ جب تجھے لوگوں پر حکومت کرنے کا وقت ملے۔ تو ان سے نرمی برتنا۔ اس ارشاد کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت کا طمع ہوا۔ لیکن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت

میں اس طبع کو بروئے کار لانے کے لیے ہاتھ پاؤں مارنا امیر معاویہ کی خطا اجتہادی تھی۔ اور علی المرتضیٰ حق پر تھے۔ اس لیے ان امیر معاویہ کی خلافت کا وقت علی المرتضیٰ کی خلافت کے بعد تھا۔ (ابو شکر علی کے ان) دو اقوال میں توفیق و توفیق یوں ہے کہ جھگڑے کا اصل سبب یہ ہو کہ قصاص میں تاخیر کیوں کی جا رہی ہے۔ پھر جھگڑا اٹھ کھڑا ہونے کے بعد امیر معاویہ کے دل میں خلافت کا طمع بھی آگیا ہو۔ بہر حال مقام اجتہاد میں اجتہاد ہوا۔ اگر اس میں خطا دوائے کو ایک درجہ جتنا ہے۔ اور حق والے کو دو بلکہ دس درجے ملتے ہیں۔

اے بھائی! ایسے موضوع اور مقام میں محفوظ ترین طریقہ یہی ہے کہ حضرات صحابہ کرام کے باہم اختلافات و جھگڑوں کے بارے میں چپ سا دھل جائے۔ اور ان کے منازعات کے ذکر کرنے سے کد کشتی کر لی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ **وَلَا يَجُاسُ كَوْنًا** وَمَا شَجَرَ بَيْنَ أَهْلِ حَاوِي، نصیب دار۔ صحابہ کرام کے باہم جھگڑوں میں پڑنے سے بچو۔ (یعنی ان میں کسی کو سچا کسی کو جھوٹا کہنے کی جرات نہ کرنا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔ **إِذَا ذَكَرَ** اصْحَابِي فَا مَسْكُوا۔ جب میرے صحابہ کا معاملہ آئے۔ تو خاموشی اختیار کرو۔ نیز آپ ہی کا ارشاد ہے۔ میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ پھر تنبیہ کرتا ہوں۔ کہ میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ انہیں تم اپنے تیروں کا نشانہ نہ بناؤ۔

امام شافعی نے کہا۔ اور یہ قول عمر بن عبدالعزیز سے بھی منقول ہے۔ **يَلَاكُ مَا ظَهَرَ اللَّهُ حَتَّى مَا آتَيْدُنَا فَلَنْطَقَهُ مَعَكُمْ**

الْأَسْتَأْ۔ اُس خون سے جو جنگ جمل و صفین میں بہا، اللہ تعالیٰ نے پہلے ہاتھوں کو اس سے پاک رکھا۔ لہذا ہمیں اس سے اپنی زبانوں کو بھی پاک رکھنا چاہیے۔ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان حضرات کی خطا کو بھی زبان پر نہ لانا چاہیے۔ اور ان کا تذکرہ بجز خیر ہرگز نہ کرنا چاہیے **مکتبہ جات شریف**

و محاربات و منازعات کہ درمیان اصحاب کرام علیہم السلام واقع شدہ اند مثل محاربت جمل و محاربت صفین بر محامل یک حرف باید نمود و از محاربت و در باید داشت چہ نفوس ایں بزرگواران نسبت خیر المشرق علیہ الصلوٰت والتسلیمات از محاربت و نصب مزکی شدہ بودند و از عرض و کینہ پاک گشتہ اگر مصالحت دارند برائے حق دارند و اگر منازعت و مشاجرت است برائے حق است ہر گز نہ بمقتضائے اجتہاد خود عمل نموده اند و مخالف را بے شائبہ ہوا و نصب از خود دفع کردہ اند ہر کہ در اجتہاد خود مصیب است دو درجہ و بقولے وہ درجہ از ثواب دارد و آنکہ مغلطی است یک درجہ از ثواب اورا نقد وقت است پس مغلطی در رنگ مصیب اورا مست دوط است بلکہ امید درجہ از درجات ثواب دارد و علماء فرمودہ اند کہ در آن محاربات حق بجانب حضرت امیر بودہ است کرم اللہ وجہہ و اجتہاد مخالفان از صواب دور بودہ مع ذلک موارد طعن نیستند و گنجائش علامت ندارد نہ چ جائے آنکہ نسبت کفر با حق کردہ شود حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرمودہ است۔ برادران ما برادران ما بر ما با حق گشتہ اند ایشان نہ کا فر اند نہ فاسق زیرا کہ ایشان را تاویل است کہ منع کفر و فسق (کر وہ شوم)

حضرت پیغمبر فرمود است علیاً الرضوة والسلام ایہا حکمرو ما شجر
بین اصحابی پس جمیع اصحاب پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام التسلیمات
بزرگ باید داشت و ہر راہی یا باید کرد و در حق توکل یکے ازیں بزرگواراں
بد نباید بود و گمان بد نہ باید کرد و منازعت ایشان را بہ از مصالحت
دیگراں باید داشت طریق فلاح و نجات ایں است چہ دوستی اصحاب کرام
بواسطہ دوستی پیغمبر است علیہم الصلوٰۃ والسلام التسلیمات و بغض ایشان منجر بہ
بغض پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام التسلیمات بزرگے فراید تا اقصیٰ
ہی سئل اللہ من لشرکوا قریا صحابہ -

د مکتوبات شریعت حصہ ہفتہ قسود و ثم مکتوب ۶
ص ۵۴ و ۵۵ (حکیمہ)

ترجمہ: جھگڑے اور لڑائیاں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے درمیان
ہوئے۔ جیسا کہ جنگ جبل اور جنگ صفین۔ ان کو اچھائی اور نیکی پر محمول
کرنا چاہیئے۔ اور خواہشات و تعصبات سے انہیں دور رکھنا چاہیئے
کیونکہ ان حضرات کے دل سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی وجہ
سے خواہشات و تعصبات سے پاک ہو چکے تھے۔ لایح اور کینہ سے بھی پاک
ہو چکے تھے۔ ان کی اگر مصالحت تھی تو وہ بھی حق کی خاطر اور اگر جھگڑا یا اختلاف
تھا تو وہ بھی حق ہی خاطر تھا۔ ان میں سے ہر کوہ نے اپنے اپنے اجتہاد کے
تقاضوں کے مطابق عمل کیا۔ اور اپنے مخالف کا ہرما و تعصب کے شائبہ
کے بغیر دفاع کیا۔ جو اپنے اجتہاد میں صواب پر تھا۔ اسے دو درجے
اور ایک قول کے مطابق دس درجے ثواب حاصل ہوا۔ اور وہ جو

کہ خطا پر تھا ایک درجہ ثواب اس کو ہر حال حاصل ہوا۔ لہذا خطا اجتہادی
والا اس آزمائش کے دور کی وجہ سے علامت سے بہت دور ہے بلکہ وہ
تو ثواب کے درجات میں سے ایک درجہ ثواب کا امیدوار ہے۔
علماء کرام فرماتے ہیں۔ کہ ان جنگوں میں حق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
کی جانب تھا۔ اور ان کے مخالفین کا اجتہاد صواب سے دور تھا۔
لیکن اس کے باوجود وہ لوگ طعن و تشنیع کے حق دار نہیں ہیں اور علامت
کی گنجائش نہیں رکھتے۔ چہ جائیکہ ان حضرات کو فاسق و کافر کہا جائے
حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ ہمارے ہی بھائیوں نے
ہمارے فطرت سرائیٹھا یا وہ نہ کافر ہیں نہ فاسق۔ کیونکہ ان کے پاس
تاویل ہے۔ جو ان پر کفر و فسق کے لاکھ ہونے کو منع کرتی ہے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تم اپنے آپ کو ان اختلافات سے
دور رکھو۔ جو میرے صحابہ کرام کے درمیان ہوئے۔ لہذا حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے تمام صحابہ کو بزرگ و محترم سمجھنا چاہیئے۔ اور تمام کو اچھائی
سے یاد کرنا چاہیئے۔ ان میں سے کسی ایک کے متعلق نہ برا ہونا چاہیئے
اور نہ بدگانی کرنی چاہیئے۔ اور ان کے جھگڑوں کو دوسروں کے
مصالحت سے بڑھ جانا چاہیئے۔ یہی کامیابی اور نجات کا راستہ ہے
اس لیے کہ صحابہ کرام سے دوستی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دوستی کی
وجہ سے ہے۔ اور ان سے بغض و راصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ بغض کرنا ہے۔ ایک بزرگ نے کیا خوب فرمایا جس نے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے صحابہ کا احترام نہ کیا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
پر ایمان ہی نہیں لایا۔

مکتوبات شریفہ:

و انچہ در میان صحابہ از منازعات و مشاجرات گزشتہ بر ممال نیک
مرت باید کرد و از ہر او تعصب دور باید داشت قال التفتازانی من اقرض
فی حب علی کرم اللہ وجہہ و ما ق قَحَّحَ مِنْ الْمَخَالَفَاتِ
و الْمَحَارِبَاتِ لَمْ یَكُنْ عَنْ تَنَاجُیْهِ فِی خِلَافَتِهِ
بَلْ عَنْ خَطَاہِ فِی الْوَجْہِ قَادِ فِی حَاشِیَةِ الْخِیَالِ
عَلَيْهِ قَدْ كَانَ مَعَاوِیَہَ وَ آخِرَ اَبْنَاءِ بَعَثُوا عَنْ طَاعَتِهِمْ
مَعَ اِخْتِارِ اِھْتِزَابَاتِهِ اَفْضَلُ اَمَلٍ كَمَا بَدَّ وَ اَتَتْ
الْاَحْقَاقُ بِالْاِمَامَةِ مِنْهُ بِشُبُھَةٍ هِيَ تَرَكُ الْقِصَاصِ
عَنْ قِتْلَتِهِ عُمَرَاؤُكَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَ كَعَلَّ فِی
حَاشِیَةِ قِرْءِ ضَمَالٍ عَنْ عَلِیِّ كَرَمَ اللَّهُ وَجْہَہ
اَنَّهُ قَالَا اَحْوَا اُنَّا بَعَثُوا عَلَيْنَا وَ لَيْسُوا اَصْفَرَةً وَلَا
حَسَقَةً لِمَا لَهُمْ مِنَ النَّارِ وَ بِلِ وَ شَكَّ نِیْسَتِ كَرِخَطَاةِ
اجْتِهَادِی اِزْطَلَمْتُ دَوْرًا مِّنْ دَوْرِ طَمَنٍ وَ شَنِيعٍ مَرْفُوحٍ - مراعات
حقوق محبت غیر البشر علیہ و علی آلہ الصلوٰت و التسلیمات۔ ایشان را
دوست باید داشت قال علیہ و علی آلہ الصلوٰة و السلام
مَنْ أَحْبَبَهُمْ قَبِیْحَتِیْ أَحَبَّتُهُمْ وَ مَنْ أَبْغَضَهُمْ قَبِیْضَتِیْ
اَبْغَضْتُهُمْ یعنی محبتی کہ با صحابہ من تعلق کردہ ہماں محبت است کہ بن
تعلق شدہ است و ہم چنین بغض کہ با ایشان را تعلق گیرد ہماں بغض
است کہ بن تعلق گزشتہ است۔ مارا بحار باں حضرت امیر مہج آشنا ئی

نیست بلکہ ہائے آشتی کہ از ایشان دور از ربا شیم اما چون اسباب کرم پیغمبر اند
کہ با محبت ایشان ماموریم و از بغض و ایزد ایشان ممنوع ناچار ہمدرد و دوست
میداریم ہر دو متی پیغمبر علیہم الصلوٰت و التسلیمات و از بغض و ایزد
ایشان گریزان کہ آن بغض و ایزد منجر بآن سرور عیش و کنج رنجی گوئیم و محفل ماحفل
حضرت امیر بر حق بودند و مخالفان ایشان بر خطا و زیادہ برایت
فضول است۔

۲۶۶
۱۳۱ - ۱۳۲ روف احیاء می لاهور
۱۳۱ - ۱۳۲ روف احیاء می لاهور

ترجمہ:

حضرات صحابہ کرام کے مابین جو اختلافات اور جھگڑے ہوئے ان کو
اچھائی پر محمول کرنا چاہیئے۔ اور خواہش دیکر اس سے دور رکھنا چاہیئے۔
علامہ تفتازانی نے جو حضرت علی المرتضیٰ کی محبت میں بہت بڑھا ہوا ہے۔
کہا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ کے درمیان جو جھگڑا ہوا۔
وہ خلافت کے بارے میں نہ تھا۔ بلکہ اجتہادی خطا کی وجہ سے تھا۔
خیالی میں اس کے حاشیہ پر یوں لکھا ہے۔ حضرت امیر معاویہ اور ان
کے ساتھیوں نے علی المرتضیٰ کی فرمانبرداری سے انکار کیا۔ حالانکہ ان
سب کو اس بات کا اعتراف تھا۔ کہ اس دور میں حضرت علی المرتضیٰ
سب سے افضل تھے۔ اور امت کے سب سے زیادہ حق دار تھے
جھگڑے کی وجہ ایک شبہ تھی۔ اور وہ یہ کہ حضرت عثمان کے قاتلوں سے
قصاص نہیں لیا جارا تھا۔ حاشیہ قرۃ الکمال میں حضرت علی المرتضیٰ سے
یہ روایت ذکر کی گئی۔ آپ نے فرمایا یہ ہمارے بھائیوں نے ہمارے

غلام سرٹھا یا ہے۔ وہ تو کافر ہیں اور نہ ہی فاسق۔ کیونکہ ان کے پاس لڑائی کی تاویل ہے؟ اور خطائے اجتہادی بلا شک علامت سے دور ہے۔ اور اس پر طعن و تشنیع نہیں کی جاسکتا۔ ان حضرات کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا شرف حاصل ہے۔ اس کی بہر حال رعایت کرنی چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ وہ محبت کر جس کا تعلق میرے صحابہ کے ساتھ ہے وہ وہی محبت ہے جو میرے متعلق ہے۔ اور اسی طرح وہ بغض کر جس کا تعلق میرے صحابہ کے ساتھ ہے وہ وہی بغض ہے۔ جو میرے متعلق ہے۔ ہمیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی کرنے والوں سے کوئی آشنائی نہیں۔ بلکہ یہ وہ مقام ہے۔ کہ ہم یہاں دیکھی ہیں۔ لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ وہ تمام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں۔ کہ جن کی محبت کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اور ان سے بغض رکھنے اور انہیں تکلیف پہنچانے سے منع کیا گیا ہے اس بنا پر مجبوراً ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی کی وجہ سے ان سے دوستی رکھتے ہیں۔ اور ان سے بغض رکھنے اور تکلیف پہنچانے سے بھل گئے ہیں۔ کیونکہ یہ بغض و ایذا دہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہنچے باقی ہے۔ لیکن حق دالے کو حق والا اور خطا دالے کو خطا والا کہیں گے حضرت علی المرتضیٰ حتی پہنچے اور ان کے مخالف خطا پر۔ اس سے زیادہ کہنا اور اعتقاد رکھنا فضول ہے۔

مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے مذکورہ اقتباسات

سے درج ذیل امور ثابت ہوئے

- ۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ بزرگ و محترم ہیں۔ ان کی بزرگی اور احترام ملحوظ خاطر رہنا چاہیے۔
- ۲۔ آپ کے کسی صحابی یا سرال کے رشتہ دار کو ایذا دینے والا موزی ہے
- ۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم کرنے والا اللہ تعالیٰ کو سب و شتم کرتا ہے
- ۴۔ صحابہ کرام کے بارے میں جو اکس کرنے والے امت کے شر ترین لوگ ہیں۔
- ۵۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے۔ کہ امیر معاویہ صحابی رسول ہیں ان کے ساتھ تعصب نہیں کرنا چاہیے۔
- ۶۔ امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو گمراہ یا فاسق و فاجر کہنا جائز نہیں۔
- ۷۔ امام مالک کے بقول جنگ مصفین و جمل کے شرکار میں سے کسی کو فاسق و فاجر کہنے والا خبیث باطنی یا دلی بیماری کا شکار ہے۔
- ۸۔ امیر معاویہ اور عمرو بن العاص کو گالی دینے والا امام مالک وغیرہ کے نزدیک واجب القتل ہے۔
- ۹۔ امیر معاویہ کے ساتھیوں کو اگر فاسق و فاجر کہا جائے۔ تو دین کا ایک فاطر خواہ حصہ ناکارہ ہو جائے گا۔
- ۱۰۔ جناب معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو اگر کوئی بُرا کہتا ہے۔ تو وہ یقیناً از حدیق

ہے یا دین کا بدخواہ۔

۱۱۔ اہل سنت کے ہاں امیر معاویہ اور علی المرتضیٰ کے مابین جنگ، امر خلافت پر نہیں بلکہ خطائے اجتہادی کی بنا پر ہوئی تھی۔

۱۲۔ صحابہ کرام کے اختلافات و تنازعات میں بہترین طریقہ خاموشی ہے۔

۱۳۔ حضرت علی المرتضیٰ نے اپنے مخالفین کو فاسق و فاجر نہیں کہا، بلکہ ان کی لڑائی کی معقول تاویل کہی۔

۱۴۔ دونوں جنگوں کے شرکاء حسد و لعصب سے ہلاتے تھے۔ لہذا وہ لامنت کے مستحق نہیں۔

۱۵۔ اگرچہ علی المرتضیٰ حق پر تھے لیکن ان کے مد مقابل سیدہ عائشہ، امیر معاویہ، طلحہ زبیر وغیرہ پر کفر و فسق کا فتویٰ ہرگز درست نہیں۔

ۛ

علامہ عبد الوہاب شمرانی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

الیواقیت والجواہر۔

الْمُبَیِّحَاتُ السَّرَائِعُ وَالْأَرْبَعُونَ فِي بَيَانِ وَجُوبِ
الْكُفْرِ حَقًّا شَجَرَ بَيْنَ الْمُتَحَابِّينَ وَفُجُوبِ
اِحْتِقَادِ أَهْلِهِمْ مَا حُجِّزَ عَنْهُ وَكَذَلِكَ لَكُمْ كُلُّكُمْ عَدُوٌّ
يَا قِيَّامُ أَهْلِي سَنَدِي سَوَاءٌ مَنْ لَا بَسَ الْيَمِينُ وَمَنْ
لَمْ يَلَا بِسَهَا كَفَيْتَنِي مَقْتَمَانِ وَمُعَاوِيَةَ وَوَقْعَةَ
الْجَمَلِ وَكُلَّ ذَلِكَ قُحُوقٌ بِالْإِحْسَانِ الْقَلْبِ بَيْنَهُمْ
وَحَمْلًا لِيَهُمْ فِي ذَلِكَ عَلَى الْإِجْتِهَادِ فَإِنَّ يَلْكَ أُمُورٌ
مُبْتَنِيًا حَالًا عَلَيْهِمْ وَكُلُّهُ مُبْتَغِيٌّ مُصِيبٌ أَوْ مُصِيبٌ
وَاحِدٌ وَالْمُتَحَاطُّونَ مَعْدُودٌ بَلْ مَا حُجِّزَ عَنْكَ
أَبْنُ الْأَنْبَاءِ وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِكَدِّ التَّيْهِمِ ثَبُوتُ
الْعَصْمَةِ لَهُمْ وَإِسْتِحَالَةُ الْعَصْمَةِ يَتَّبِعُهُ
وَأَمَّا السَّرَائِعُ فَبُيِّنَ وَأَيَّدَ لَنَا أَحْكَامُ
وَيُذِنُنَا مِنْ غَيْرِ تَحَكُّفٍ يَبْحَثُ عَنْ أَسْبَابِ الْعَدَالَةِ
وَهَلْ لِبِالسُّرْعَةِ كَيْفِيَّةٌ وَلَمْ يَثْبُتْ لَنَا إِلَى قُلُوبِنَا
هَذَا هَتَّى يَتَدَخَّلَ فِي عَدَالَتِهِمْ وَبِاللَّهِ الْعَمْدُ
فَتَحَقَّنْ عَلَى إِسْتِصْحَابِ مَا كَانُوا عَلَيْهِ فِي زَمَنِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَثْبُتَ

خِلَافَتُهُ وَلَا لَتَيْقَاتٍ إِلَى مَا يَكْذِبُ بِهِ بَعْضُ أَهْلِ
السِّيَرَةِ فَإِنَّكَ لَا تَصِيحُ وَإِنْ صَحَّ فَكَلِّهِ تَأْوِيلُ
صَحِيحٌ وَمَا أَحْسَنَ قَوْلَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تِلْكَ مَاءٌ طَهَّرَ اللَّهُ تَعَالَى بِهَا
سَيُوفَنَا فَلَا تَخْضِبُ بِهَا السِّبْتَنَا وَكَيْفَ
يَجُوزُ الْقَطْعُ فِي حِمْلِكَ دَيْنِنَا وَفِي مَنِّ لَمْ
يَأْتِ أَخْبَرَ عَنْ نَيْبَتِنَا أَلَا يَوْمَ اسْطَبِيهِمْ فَمَنْ طَعَنَ
فِي الصَّحَابَةِ فَقَدْ طَعَنَ فِي نَفْسٍ دَيْنِهِمْ فَيَجِبُ
سَدُّ أَلْبَابِ حِمْلِكَ وَاحِدَةٌ لَا سِيَّيَمَّا الْخَوْضِ
فِي أَمْرِ مَعَاوِيَةَ وَعُمَرُ بْنُ الْعَاصِ وَأَصْحَابُهُمَا
وَلَا يَلْبِغِي إِلَّا حُسْرَانٌ بِمَا تَقْلَهُ بَعْضُ النَّاسِ وَافِيضٌ
عَنْ أَهْلِ الْبَيْتِ مِنْ كَرَاهِيَّتِهِمْ فَإِنَّ مِثْلَ هَذِهِ
الْمَسْأَلَةِ مَسْرُوعَةٌ قِيْقُوقٌ وَلَا يَحْكُمُ فِيهَا إِلَّا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهَا مَسْئَلَةٌ
بَيْنَ آدَمَ وَبَيْنَ آوَادِهِمْ وَأَصْحَابِهِمْ قَالَ الْعَسْكَالُ
بْنُ أَبِي شَرِيفٍ وَكَانَ الْمُسَرَّادُ بِمَا شَجَرَ بَيْنَ
عَلِيٍّ وَمَعَاوِيَةَ الْمَنَازَعَةَ فِي الْإِمَارَةِ كَمَا
كَوْهَمَهُ بَعْضُ قُلُوبِ الْأَحْمَاءِ الْمَنَازَعَةَ كَأَنَّكَ بِسَبَبِ
تَسْلِيمِ قَسْلَةٍ عَثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى عِشِيرَتِهِ
لِيَقْتَضُوا مِنْهُمْ لَنْ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَمَا
نَأْيَ أَنْ تَأْخِذَ تَسْلِيمُهُمْ أَصَوْبَ إِذَا الْمُبَادَرَةُ

بِأَقْبَضَ عَلَيْهِمْ مَعَ كَثْرَةِ حَشَائِشِهِمْ وَاجْتِهَادِ طَبِيعِهِمْ
بِالْعَسْكَرِ يَوْمَ تَنَزَّلَ إِلَى الْأَرْضِ بِأَمْرِ الْأَمَامَةِ الْعَامَّةِ
فَإِنَّ بَعْضَ مُسْرُفَاتِ عَزَمَ عَلَى الْخُرُوفِ بِكُلِّ الْإِمَامِ
عَلَيْهِ وَعَلَى قَسْلِهِ لَمَّا نَادَى قِيَوْمَ الْجَمَلِ بِأَنْ
يَخْرُجَ عَنْهُ فَتَسْلَهُ عَثْمَانَ وَدَأَى مَعَاوِيَةَ أَنْ
الْمُبَادَرَةَ إِلَى تَسْلِيمِهِمْ لِأَقْبَضَ صَوْبِ وَمِنْهُمْ أَصَوْبُ
فَكُلُّ مِنْهُمْ مُجْتَبِيَةٌ مَا جُوزَ فَلَمَّا هُوَ الْمُسَرَّادُ
بِمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ - انتهى

(۱- البیواقیت و الجوامع جلد دوم ص ۷۷)

(۲- شراہد الحق ص ۸۷ مطبوعہ مصر)

ترجمہ:- (۱) وہی بحث اس بارے میں کہ صحابہ کرام کے امین جو اختلافات ہم کے
ان میں خاموشی لازم ہے۔ اور یہ اعتقاد واجب ہے کہ وہ اجر و ثواب
کے مستحق تھے۔ ایہ عقیدہ اس لیے ضروری ہے۔ کہ تمام صحابہ کرام عادل تھے
اس پر اہل سنت کا اتفاق ہے۔ غرض ان میں سے کوئی شخص سے دوچار
ہوایا بچار ہوا۔ جیسا کہ حضرت عثمان و معاویہ کا معاملہ اور جنگ جمل کا واقعہ
یہ لازم اس لیے بھی ہے کہ ہمیں صحابہ کرام کے بارے میں حسن ظن رکھنا ضروری
ہے۔ اور ان کے ایسے معاملات کو انکی اجتہادی رائے پر ماننا پڑے گا۔
کیونکہ ان امور کا دار و مدار ہی اجتہاد پر تھا۔ اور ہر مجتہد اپنے طور پر صواب
پر ہوتا ہے۔ یا صواب پر ایک ہی ہوتا ہے۔ اور خطا و الامور پر ایک
اجر و ثواب کا حق دار ہوتا ہے۔ ابن انہاری نے کہا کہ صحابہ کرام کی عدالت
کا ثبوت یہ نہیں چاہتا کہ ہم انہیں معصوم مانتے ہیں۔ یا ان کے لیے صحت

کا ہونا محال ہے۔ اس کا دار و مدار ان کی دینی معاملات میں روایات کے قبول ہونے پر ہے۔ کوئی شخص بھی ان کے بارے میں روایات کی قبولیت کے لیے یہ بحث نہیں کرتا کہ ان میں اسباب عدالت و تزکیہ موجود ہیں یا نہیں اور ہمیں آج تک اُن میں کوئی ایک بات نظر نہیں آئی۔ جو ان کی عدالت کو واقدار کرتی ہو۔ اس پر اللہ کا شکوہ ہے۔ ہمارا عقیدہ ان حضرات کے بارے میں ویسا ہی ہے جیسے یہ لوگ دور رسالت میں تھے۔ یہ عقیدہ اس وقت تک ہے گا۔ جب تک کہ اس کے خلاف کوئی بات ثابت نہ ہو جائے۔ اور ان باتوں (اعتراضوں) کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہیے جو بعض تاریخ دالوں نے ان کے متعلق لکھیں۔ کیونکہ اول تو وہ صحیح ہی ہیں۔ اور اگر صحیح ہوں بھی تو ان کی کوئی صحیح تاویل ہوگی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا اس بارے میں قول کتنا خوبصورت ہے۔ فرماتے ہیں۔

اَنْ شَہِدَاہُ (جمل اور صفین میں شہید ہوئے) کے خون سے اللہ تعالیٰ نے ہماری تلواروں کو بچائے رکھا۔ لہذا ہمیں اپنی زبانوں کو اس خون سے رنگین نہیں کرنا چاہیے۔ اور ہمارے دین کے عاملین پر طعن کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ اور ان حضرات پر الزام تراشی ہمیں کس طرح زیب دے سکتی ہے۔ کہ جن کے واسطے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ہم تک پہنچیں۔ اس لیے جس نے صحابہ پر طعن کیا تو اس نے اپنے دین پر طعن کیا۔ لہذا یہ دروازہ بالکل بند کر دینا چاہیے۔ خاص حضرت امیر معاویہ اور عمرو بن العاص وغیرہ حضرات کے بارے میں۔ اور اس پر شیخی نہیں بگاڑنی چاہیے۔ جو بعض رافضیوں نے ان کے بارے میں اہلبیت کے حوالے سے (اپنی کتابوں میں) ذکر کیا۔ وہ یہ کہ یہ لوگ انہیں اچھا

نہیں سمجھتے تھے۔ اس قسم کے مسئلہ کا معاملہ بہت دقیق ہے۔ اور اس کا فیصلہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک نزاع ہے جو آپ کے صحابہ اور آپ کی اولاد کے درمیان ہے۔ کہاں ابن ابی شریح نے کہا۔ حضرت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ کے درمیان جھگڑا مارت و خلافت کا جھگڑا نہ تھا۔ جیسا کہ بعض کو وہم ہوا۔ جھگڑے کی اصل وجہ یہ تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ان کے خاندان کے سپرد کر دیا جائے۔ تاکہ وہ ان سے قصاص لیں۔ اس بارے میں حضرت علی المرتضیٰ کی رائے یہ تھی کہ ان قاتلوں کو عثمان غنی کے ورثاء کے سپرد کرنے میں تاخیر بہتر ہے۔ کیونکہ اگر اس میں جلدی کی گئی۔ تو اس سے حالات خراب ہوئے گا خطرہ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کے خاندان بکثرت ہیں اور یہ لوگ فوج میں بھی کافی تعداد میں موجود ہیں۔ اور ان میں سے بعض نے تو حضرت علی المرتضیٰ کے خلاف خروج کی دھمکی بھی دے رکھی تھی۔ اور قتل ملک کا اعلان کر دیا تھا۔ یہ اس دقت کا واقعہ ہے۔ جب حضرت علی المرتضیٰ نے جنگ جمل کے وقت اعلان کیا کہ عثمان کے قاتل مجھ سے دور ہو جائیں اور امیر معاویہ کی رائے یہ تھی کہ قصاص کے لیے قاتلان عثمان کو ان کے ورثاء کے سپرد کرنے میں جلدی کرنی چاہیے۔ لہذا ان دونوں حضرات میں سے ہر ایک مجتہد تھا۔ اور اسے اجتہاد کرنے پر اجرو ثواب عطا ہو گا۔ صحابہ کرام کے باہین اختلافات کی تصویر یہی تھی۔

ملحہ فکریہ :

امام شمرانی کی شفیت وہ ہے۔ جن کے بارے میں علامہ یوسف نہانی نے کہا۔
الامام القطب الشمرانی۔ مقام قطبیت ایسا مقام ہے۔ جس کی بدولت اس مقام والے

کہ اللہ تعالیٰ اویں کرام پر تسلط عطا فرماتا ہے۔ اس مقام و مرتبہ کے حامل علامہ شعرانی نے ہر کلمہ فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ۔

- ۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ عادل ہیں۔ چاہے وہ جبل و صغیر میں شریک ہوئے یا نہ ہوئے۔
- ۲۔ صحابہ کرام کی طرف سے روایت ملنے پر قابل قبول ہے۔ ان کے لیے عدالت و توثیق کی حاجت پرکھتیں ہیں۔

۳۔ تمام صحابہ آج بھی اسی طرح عادل ہیں جس طرح دور رسالت میں تھے۔

۴۔ ان کے توثیق و عدالت کے خلاف جو مواد ملتا ہے۔ وہ یا تو سرے سے صحیح نہیں یا پھر اس کی صحیح تاویل موجود ہوتی ہے۔

۵۔ جب اللہ تعالیٰ نے جبل و صغیر کے شہداء سے ہماری تلواروں اور ہمارے ہاتھوں کو محفوظ رکھا۔ تو اب ہمیں اس سے اپنی زبانوں کو بھی محفوظ رکھنا چاہیئے۔

۶۔ ان پر یمن طعن اور خاص کرام امیر معاویہ اور عمرو بن العاص پر یمن طعن دراصل اپنے دین سے ہاتھ دھونے کے مترادف ہے۔

۷۔ ان کے اور اہل بیت کے اختلافات کا فیصلہ سرکارِ دو عالم کو ہی دینا دیتا ہے۔

۸۔ حضرت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ کے مابین جھگڑا امارت و خلافت پر نہ تھا۔ بلکہ قصاص عثمان کی وجہ سے تھا۔

۹۔ علی المرتضیٰ کی رائے میں قاتلان عثمان کو فوری طور پر قصاص کے لیے پیش کر دینے میں زبردست اضطراب کا خطرہ تھا۔

۱۰۔ امیر معاویہ کی رائے میں قاتلوں کو فوری طور پر قصاص کے لیے پیش کر دینا

زیادہ درست تھا۔

یہ تھے وہ امور جو قطبِ وقت اور اویں کرام کے سردار امام شعرانی نے ارشاد فرمائے اب قارئین کرام آپ فیصلہ کرنے کے مقام پر آن پہنچے ہیں۔ ایک طرف اہل سنت کے مقتدر علماء کرام اور دنیا کے روحانیاتِ عظیم سپوت اور دوسری طرف نام کے سنی اور مفاد پرست پیر۔ وہ یہ کہیں کہ اگر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کرو گے۔ تو اپنے دین کی خیر سزاؤں اور یہ یوں ڈھنڈورا پیٹتے پھریں۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زبردستی خلافت حاصل کی۔ لوگوں پر ظلم و ستم ٹھہرایا۔ بیت المال کو ذاتی جائیداد بھی اور دین کے امور کو پس پشت ڈال دیا۔ بھلا بتلاؤ تو یہی کہ ان کا دین خود کدھر گیا۔ ان ناواقبت اندیشوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات بھی یاد نہ رہے۔ صحاح میں یہ روایت موجود ہے۔ کہ جب حضرت عمرو بن العاص مشرفِ باسلام ہوئے۔ تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ آج مکہ کا دل میرے ہاتھ آگیا۔ اور یہی عمرو بن العاص ہیں۔ کہ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بخشش کا وعدہ نہیں لیا۔ اس وقت تک بیعت نہیں کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بخشش کی ذمہ داری ہیں۔ اور آج کا ظلم، پیر اور دیو کا بندہ ان پر الزامات نہ کرے اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں دعا فرمائی۔

اے اللہ! اسے کتاب و حساب سکھا دے۔ اپنے شہروں پر اسے حکومت عطا فرما۔ اور جسے عذاب سے اسے محفوظ رکھ۔ لیکن دل کے بیماروں اور جس کے ماروں کو یہ دعا دیکھ اُنکھ نہ بھائی۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیس سادہ و خلافت کی کامیابی سے انہیں غرضی کی بجائے غم ہوا۔ اس میں اپنی قسمت پر روئیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے محبوب انور صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور علما کے رشتہ دار

کے علاوہ امت کے ممتاز اولیاء کرام بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان کے مطابق ہیں اگر مودودی، کوئی دیوبندی اور نام نہاد سنی اور سند ولایت کو پر نام کرنے والا پیران کی تعریف نہیں کرتا۔ بلکہ نقص نکالتا ہے۔ تو اس سے وہ اپنی اصلیت ظاہر کر رہا ہے چاند پر نقو کئے سے وہ تو گندامیں ہوگا۔ لیکن اپنا منہ اسی لشوک سے گندھڑ رہوگا۔ آخر میں اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ۱۰۰ اپنے حبیب و محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے نیک بندوں کی محبت پر قائم و دائم رکھے۔ اور اسی پر قائم فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین
والصلوة والسلام علی سید الاولین والآخرین

وعلی آله واصحابہ اجمعین

ۛ

غوث اعظم محبوب سبحانی

سید عبد الفتاح درجیلانی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

شواہد الحق قول عبد القادر جیلانی:

وَأَمَّا قِتَالُهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِبَطْلِحَةٍ وَالزُّبَيْرِ
وَعَائِشَةَ وَمَعَاوِيَةَ فَقَدْ نَصَّ الْإِمَامُ أَحْمَدُ
رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَى الْإِمَامِ عَنْ ذِيكَ وَجَبَّ شَيْعِ
مَا شَجَرَ بَيْنَهُمَا مِنْ مَنَاقِبَةٍ وَمَنَاقِرَةٍ وَ
خَصُومَةٍ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُبَيِّلُ ذَالِكَ مِنْ بَيْنِهِمْ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا قَالَ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ عُنِيَ
مَا فِي صَدْرِهِ مِنْ غِيٍّ إِتْرَانَا عَلَى سِرِّ
مُتَعَايِلِينَ) وَلَئِنْ عَلَيًّا رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كَانَ
عَلَى الْحَقِّ فِي قِتَالِهِمْ لِأَنَّهُ كَانَ يَتَّقِيهِمْ صِحَّةً
إِمَامَتِهِمْ عَلَى مَا بَيَّنَّا مِنْ إِتْفَاقِ أَهْلِ الْحِلِّ وَالْعَقْدِ
مِنَ الصَّحَابَةِ عَلَى مَا مَرَّ بِهِمْ وَخِلَافَتِهِمْ قَسَمَ
حَرَجٌ عَنْ ذِيكَ يَعُدُّ وَكَأَصْبِهِ حَرَجًا بَاطِلًا
بَاطِلًا حَرَجًا رَجَا عَلَى الْإِمَامِ فَجَبَّ قِتَالُهُ وَمَنْ
قَاتَلَهُ مِنْ مَعَاوِيَةَ وَبَطْلِحَةٍ وَالزُّبَيْرِ طَبَعُوا

مَذْكُورَةً فِي قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَهُوَ مَا رَوَى عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَنَّهُ قَالَ: (كَذُوبٌ رَحَى إِلَى مُسْلِمٍ خُمْسٌ وَثَلَاثِينَ
 سَنَةً أَوْ يَسْتَأْ وَثَلَاثِينَ أَوْ سَبْعًا وَثَلَاثِينَ)
 وَالْمَرَادُ بِالرَّحَى فِي هَذِهِ الْحَدِيثِ الثَّوَّةُ فِي
 الدِّيْنِ وَالْخُمْسُ السِّنِينَ الْفَاضِلَةَ مِنَ الثَّلَاثِينَ
 فَهِيَ مِنْ جَمَلَةِ خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ إِلَى يَتِمَامِ يَسَعَ
 عَشَرَ وَثَلَاثِينَ لَاقِ الثَّلَاثِينَ كَمَكْتُ بِعَلَى
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَمَا بَيَّنَّا.

(۱- غنية الطالبين ص (شواهد الحق ص ۲۷۰)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جناب طلحہ، زبیر، عائشہ صدیقہ
 اور معاویہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ جنگ کے بارے میں حضرت ام احمد
 کا قول یہ ہے کہ اس بارے میں خاموشی بہتر ہے۔ بلکہ تمام اختلافات
 جھگڑائے اور ناراضگیاں جو صحابہ کرام کے مابین ہوئیں۔ ان سب کے
 بارے میں خاموشی ہونی چاہیے۔ کیونکہ اللہ رب العزت قیامت
 کو ان کے درمیان ہونے والی تمام ناراضگیوں کو دور فرما دے گا۔
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”ہم ان کے سینوں میں جو اپنے بھائیوں کے
 متعلق کھوٹ ہے۔ وہ کھینچ لیں گے۔ اور وہ ایک دوسرے کے سامنے
 تختوں پر جلوہ فرما ہوں گے۔ اور اس لیے بھی کہ حضرت علی المرتضیٰ ان طریقوں
 میں حق پر تھے۔ کیونکہ انہیں اپنی امامت کے صحیح ہونے کا یقین تھا۔ جیسا
 کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ اس وقت کے موجود تمام صحابہ ان علی وعتد

أَقَارَ عَثْمَانُ خَلِيفَةَ الْحَقِّ الْمَكْتُوْلَ ظُلْمًا وَقَالُوا
 قَتَلُوهُ كَالْوَأْدِ عَنكَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 فَكُلُّ ذَهَبٍ إِلَى تَابُوتِ نِيلٍ صَحِيحٍ فَكُلُّ خَوَالِدٍ
 الْوَسَّانِ فِي ذَلِكَ وَكَذُومٌ لَاقِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
 وَهُوَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ وَكَأَيُّ الْقَاصِلِينَ
 وَالْإِسْتِغَالِ بِعُيُوبِ أَنْفُسِنَا وَتَطْيِيرِ قُلُوبِنَا
 مِنْ أَمَمَاتِ الذُّنُوبِ وَكَلَامِ هِرْنَا مِنْ مَوْبَتِهَا
 الْأَمُورِ.

وَأَمَّا خِلَافَةُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سَدْيَانَ فَكَأَيُّ
 صَحِيحَةٍ بَعْدَ مَوْتِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

وَبَعْدَ خَلْعِ الْحَسَنِ
 بِنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا نَفْسُهُ عَنِ الْخِلَافَةِ
 وَكُلِّبَ لَهَا إِلَى مُعَاوِيَةَ لِيَأْتِيَهُ الْعَسَنُ وَمُضِلَّةٌ
 عَامَّةٌ تَحَقُّقٌ لَهُ وَهِيَ حَقٌّ فِي مَاءِ الْمُسْلِمِينَ وَ
 تَحْقِيقُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
 الْحَسَنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (إِنَّ ابْنِي هَذَا أَسِيدٌ يُصْلِحُ
 اللَّهُ تَعَالَى بِهِ بَيْنَ فَتَنَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ
 فَوَجَبَتْ لَهُمَا مَتْنُهُ يَعْقِدُ الْحَسَنُ لَهُ فَسَيَحْيِي عَامَةً
 حَامِ الْجَمَاعَةِ لِإِلَاقَةِ الْخِلَافَةِ بَيْنَ الْجَمْعِ وَ
 إِيْبَاعِ الْكُلِّ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا تَنْهَ لَمْ
 يَكُنْ هَذَا مَنَارًا كَالِثَ فِي الْخِلَافَةِ وَخِلَافَتُهُ

صحابہ کرام نے آپ کی خلافت و امامت پر اتفاق کر لیا تھا۔ لہذا جو شخص اسے نہانتے ہوئے ان کے خلافت خروج کرے وہ باغی متصور ہو گا اور امام پر خروج کی وجہ سے قتل ہو گا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور زبیر کا مطالبہ یہ تھا کہ خلیفہ برحق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تھا۔ اس کا قصاص لیا جائے۔ اور ان کے قاتلین حضرت علی المرتضیٰ کی فوج میں تھے لہذا ہر فرقہ اپنے ہاں صیغہ تاویل رکھتا تھا۔ لہذا ہماری بہترین عقیدت یہی ہے کہ اس مقام پر خاموشی اختیار کی جائے۔ اور ان کا معاملہ رقبہ الجبال کے سپرد کر دیا جائے۔ کیونکہ وہی حکم الحاکمین اور خیر المصلین ہے۔ ہمیں اپنے گناہوں کو دیکھنا چاہیے۔ اور بڑے بڑے گناہوں سے اپنے دلوں کو پاک کرنا چاہیے۔ اور اپنے ظاہر کو بھی مہلک کاموں سے بچانا چاہیے بہر حال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت تو حضرت علی المرتضیٰ کی وفات کے بعد اور امام حسن کے کنارہ کش ہونے کے بعد ثابت اور صیغہ ہے۔ اور امام حسن نے اپنی رائے کو بروئے کار لاتے ہوئے خلافت امیر معاویہ کے سپرد کر دی تھی۔ اور اسی میں مصلحت عام بھی تھی۔ وہ یہ کہ خونریزی سے بچاؤ ہو گیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو امام حسن کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا۔ وہ حق ثابت ہو گیا۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ میرے اس سردار بیٹے کی بدولت مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرا دے گا۔ لہذا امام حسن کی سبکدوشی اور ان کی بیعت کرنے پر امیر معاویہ کی خلافت لازم اور واجب ہو گئی۔ اسی وجہ سے اس سال کو ”عام الحج“ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اختلاف ختم ہو گیا تھا۔ اور تمام حضرات نے امیر معاویہ کی اتباع کر لی تھی۔ کیونکہ اس وقت تیسرا کوئی شخص امامت و خلافت میں جھگڑا کرنے والا

ہمیں تھا۔ اور خلافت معاویہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں اس کا تذکرہ ہے۔ آپ سے مروی ہے کہ اسلام کی چکی ۳۵ یا ۳۶ یا ۳۷ سال تک چلتی رہے گی۔ چکی سے مراد دینی قوت ہے۔ اور تیس سالوں کے اوپر والے پانچ سال (یا چھ یا سات) یہ وہ سال ہیں جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ہیں۔ جو انیس سال اور کچھ مہینے تک رہی۔ اور تیس سال تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اختتام پر مکمل ہو چکے تھے مہیا کر بیان کر دیا ہے۔

مکمل کریں :

مطور بالا میں علم و معرفت کی اس مایہ ناز ہستی کے نظریات مذکور ہوئے۔ جن کے متعلق مجدد الف ثانی یہاں تک فرما چکے ہیں کہ قیامت تک کی ولایت اللہ تعالیٰ نے عزت اعظم رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی ہے۔ خواہ اجیری ایسے بزرگ ان کی قدم پوسی کر اپنے لیے اعزاز سمجھیں۔ اور وقت کے جید علماء اور فضلاء حضور عزت پاک کی تقابیر سے مستفیض و مستفید ہوں۔ وہ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حضور خاموشی کو سلامتی سمجھیں۔ اور اس دور کے نام نہاد پیر اور مولوی بخوش اعظم کو عزت اعظم بھی کہتے ہیں۔ وہ جناب معاویہ کی ذات پر کچھ بڑا چھاپیں۔ کیا نام نہاد پیروں اور منکروں کی بصیرت اور روحانیت زیادہ ہے یا حضور عزت پاک کی؟ حقیقت یہ ہے کہ جب ہم حضور عزت پاک کی نسبت کو دیکھتے ہیں۔ تو سینی اور حسنی سید ہونے کی وجہ سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کا غنی رشتہ ہے۔ اس رشتہ اور نسبت کے ہوتے ہوئے اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کوئی بات قابل اعتراض ہوتی۔ تو عزت پاک کبھی بھی اس سے اعراض نہ کرتے۔ کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

بِقَوْلِ اَنْتُمْ بِفِرَاسَةِ الْمُؤْمِنِينَ فَانْتَبِهُوا بِشُورِ اللَّهِ - (مومن کی فراست سے خبردار رہو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے) سرکارِ عزت پاک کسے فراست ان تمام باتوں پر محیط ہے۔ جو حضرت علی المرتضیٰؓ اور امیر معاویہؓ کے باہن جنگ کی وجوہات تھیں۔ ان تمام باتوں کے پیش نظر آپؓ نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی واضح عبارت پیش فرما کر اپنے نظریہ کا اظہار فرمایا۔ اور پھر قرآن کریم سے آیت کریمہ سے استنباط فرماتے ہوئے ان کا معاملہ خدا کے سپرد کرنے کی ہدایت کی۔ اور انہیں جنتی قرار دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ۳۵، ۳۶، ۳۷ سالہ دورِ خلافت والی روایت سے حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت کو درمیانہ فرمایا۔ علاوہ ازیں آپؓ نے دونوں حضرات کی تاویل بھی ذکر فرمائی۔ جس کی وجہ سے اُن میں کوئی بھی قابلِ گرفت نہیں ہے۔ ان تمام ارشادات کے بعد ایسے پیروں کے اُن اقوال کی طرف کون دھیان کرے گا۔ جنہیں سلسلہ روحانیت کی ایک بھی نہیں آتی۔ جو اس میدان میں ایک قدم بھی نہ چلے اور اُن ملاؤں اور مفکروں کے براگندہ خیالات کو کون درخور اعتنا سمجھے گا۔ جن کا مبلغ علم حضور عزت پاک کے مقابلہ میں قطرہ اور سمندر کی بڑی حیثیت رکھتا ہو۔

یہاں ایک بات ذکر کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ یہ کہ جو لوگ عزت پاک رضی اللہ عنہ کے معتقد ہیں۔ اور آپ کے قصیدہ نوشیہ کے ایک ایک شعر کو حق سمجھتے ہیں۔ اُن سے ہماری گزارش ہے۔ کہ آپ کا یہ ارشاد: تَغْلُظَتِ اِلٰی بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا كَثْرًا لَّيْثًا عَلَى سَكِينٍ اِتِّصَالٍ میں اللہ کی تمام کائنات کو متواتر اس طرح دیکھتا ہوں جیسا رائی کا دانہ (تھیلی پر پڑا ہوا) ہو۔ اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ آپ کو امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ اور علی المرتضیٰؓ رضی اللہ عنہ کے باہن جنگ کے تمام حالات و کوائف سامنے تھے۔ ان کا مطالعہ فرما کر آپؓ نے امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے کا قول کیا اور خلفائے راشدین میں سے شمار کیا۔ تو پھر ہمیں اپنے نظریہ پر نظر ثانی کرنی چاہیے

اور جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو منافق، فاسق یا کافر و غیرہ الفاظ سے یاد کرنے سے گریز کرنی چاہیے۔ یا پھر عزت پاک کی عقیدت و محبت کا دم بھرنے چھوڑ دو۔ اور دواہنٹ کی بلبلہ مسجد تعمیر کر لو۔ اللہ تعالیٰ حق سمجھے اور اُسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرماتے۔

امام نووی شارح مسلم اور امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ

نووی شرح مسلم شریف:

وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَهُوَ مِنْ الْعُقَدِ فِي الْأَفْضَالِ وَالصَّحَابَةِ وَالنَّجَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَمَّا الْحُرُوبُ الَّتِي خَبَرَتْ فَكَانَتْ لِكُلِّ طَائِفَةٍ شُبُهَةً اِخْتَلَفَتْ تَصْوِيفَاتُهَا بِتَبَيُّهَا وَكَلَمُوا عِدُوَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَمُتَأَقِّقُونَ قِتْلَ حُرُوفِهِمْ وَعَلِيمُونَ لِمَا لَمْ يَخْرُجْ عَنْ شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ أَحَدٌ اِمْتَنَعُوا عَنِ الْعَدَالَةِ لِأَنَّهُمْ مَجْتَمِعُونَ اِخْتَلَفُوا فِي مَسَائِلٍ مِنْ مَحَلِّ اِلْتِمَاسِهَا كَمَا يَخْلَعُ الْمُجْتَمِعُونَ بَعْدَ حُرُوفِ مَسَائِلٍ مِنْ مَاءٍ وَعَلَيْهَا قِيلَ لَمْ يَنْزَلْ مِنْ ذَلِكَ لِقَاصُ أَحَدٍ مِنْهُمْ قَدْ اَعْلَمْنَا أَنَّ سَبَبَ تِلْكَ الْحُرُوبِ أَنَّ الْقَضَايَا كَانَتْ مُشْتَبِهَةً فَلِشِدَّةِ اِشْتِبَاهِهَا اِخْتَلَفَ اِحْتِمَاؤُهَا قَدْ مَارَوْا بِكَلَامَةِ آقْسَامٍ - قَسَمَ قَطْعَهُ لَمْ يَرْجِعْ بِهَا اِنَّ الْحَقَّ فِي هَذَا الظَّنِّ وَأَنَّ مَحَالَةَ بَاغٍ

فَوَجِبَ عَلَيْهِمْ نَصْرُهُ وَفِتَالُ الْبَاغِيِّ عَلَيْهِ
فِيمَا احْتَسَدُوا فِيهِ فَعَقَلُوا ذَالِكَ وَلَمْ يَكُنْ يَحِلُّ
لَهُمْ هَذِهِ الصِّفَةُ الشَّاعِرُونَ مَسَاهِدًا وَلَا مَسَامِ
الْعَدْلِ فِي فِتَالِ الْبَغَاءِ فِي اعْتِقَادِهِمْ وَقِيَمَتِهِمْ
هُوَ لَا ظَهَرَ لَهُمْ بِالْإِجْتِهَادِ أَنَّ الْحَقَّ فِي الظُّرُفِ
الْآخِرِ فَوَجِبَ عَلَيْهِمْ مَسَاعَدَةُ وَقِتَالُ الْبَاغِيِّ
عَلَيْهِمْ وَقِيَمَتُهُ كَالِثِ احْتِسَابَتِهِ عَلَيْهِمُ الْقِصَّةُ
وَتَحَلُّفُهُ فِيهِمَا وَلَمْ يَطْهَرْ لَهُمْ تَرْجِيحُ أَحَدِ
الظُّرُفَيْنِ فَاَعْتَرَفُوا الشَّرِيْقَيْنِ وَكَانَ
هَذَا الْاَعْتِرَافُ مِنَ الْوَلَايَةِ فِي حَقِّهِمْ لَا مِنْهُ
لَا يَحِلُّ الْاِقْدَامُ عَلَى قِتَالِ مُسْلِمٍ حَتَّى يَظْهَرَ
أَنَّهُ مُسْتَحَقٌّ لِدَالِكَ وَكَوْظِهِمْ لَهُمْ وَلَا رَجْعًا
أَحَدُ الظُّرُفَيْنِ أَنَّ الْحَقَّ مَعَهُ لِمَا جَاءَ
لَهُمُ الشَّاعِرُونَ نَصْرَتِهِمْ فِي قِتَالِ الْبَغَاءِ عَلَيْهِمْ
فَكُلُّهُمْ مَعَهُ وَدُونَ رَضَى اللَّهُ عَنْهُمْ وَلِهَذَا
إِخْتَفَى أَهْلُ الْحَقِّ وَمَنْ يَتَّخِذُ بِهِ فِي الْإِجْمَاعِ
عَلَى قَبُولِ شَهَادَةِ يَهُودٍ وَنَصْرَتِهِمْ وَكَمَالِ
عَدَالَتِهِمْ رَضَى اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ -

کلام النورى -

دمسلم شریف مع النورى جلد دوم ص ۲۷۲

فرد محمد کراچی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل، فاضل اور بہترین صحابہ کرام میں سے
ایک ہیں۔ اور وہ لڑائیاں جو ان کے اور دوسروں کے مابین ہوئیں۔ تو ان میں
ہر ایک فریق کے لیے مشابہ تھا۔ جس کو وہ اپنے طور پر حق سمجھتے تھے۔ اور ہر
فریق بہر حال عادل ہے۔ اور ان کی باہم جنگوں میں اپنی اپنی تاویل ہے
ان میں سے کوئی بات ایسی نہیں۔ جو ان کی عدالت کو ختم کر دیتی ہو کیونکہ
وہ مجتہد تھے۔ اور اجتہادی مسائل میں ان کا اختلاف ہوا۔ بسا کہ ان
کے بعد آنے والے مجتہدین کے مابین کئی ایک مسائل میں اختلاف
ہونے کے باوجود یہ بات ان میں نقص کا سبب نہیں بنتی۔
تہیں معلوم ہونا چاہیے۔ کہ ان لڑائیوں کی وجہ مشابہت تھے۔ شدت
شبہ کی وجہ سے ان کے اجتہاد میں اختلاف رونما ہوا۔ اور وہ تین قسم
کے ہو گئے۔ ایک قسم ان لوگوں کی جن کو اجتہاد کے ذریعہ یہ معلوم ہو گیا
کہ حق اس طرف ہے۔ اور اس کا مخالف باغی ہے۔ لہذا اب ان
کے لیے حق والے کی نصرت اور باغیوں کا قلع قمع کرنا لازم ہو گیا۔ لہذا
انہوں نے اپنے اعتقاد کے مطابق عمل کیا۔ جب کسی شخص کو اس قدر
بعیرت ہو جاتی ہے۔ تو پھر اسے عادل امام کی ہمنوائی سے کنارہ کش
ہونا جائز نہیں رہتا۔ اور باغیوں کو کھلا چھڑ دینا اسے ریب نہیں دیتا۔
دوسری قسم ان لوگوں کا بالکل عکس ہوتی ہے وہ یہ کہ انہیں اپنے اجتہاد
سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حق دوسری طرف ہے۔ لہذا انہیں اپنے عقیدہ
کے مطابق حق والے کی نصرت اور اس کے باغیوں کا قلع قمع کرنا ضروری ہو
جاتا ہے۔ اور تیسری قسم ان لوگوں کی ہے۔ کہ جن پر معاملہ مشتبہ رہتا ہے
وہ اس میں حیران ہو گئے ہیں۔ اور انہیں دونوں طرفوں میں سے کوئی

طرح راجح نظر نہیں آتی۔ لہذا وہ پہلے دو قسم کے لوگوں سے علیحدہ رہتے ہیں۔ اور ان لوگوں کے لیے علیحدہ رہنا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ کسی مسلم کا خون ناحق گرا کسی کے لیے بھی جائز نہیں۔ ہاں اگر اس کی کوئی معقول شرعی وجہ ہو تو پھر درست ہے۔ اگر اس گروہ کو پہلے گروہوں میں سے کسی ایک کا رجحان ظاہر ہو جائے اور یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں حق پر ہے۔ تو پھر اس کی مدد سے گریز کرنا ان کے لیے جائز نہ ہوگا۔ اور ان کے ہامینوں کے سر کھینے سے دریغ درست نہ ہوگا۔ لہذا یہ تینوں فریق اپنا اپنا عذر معقول رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل حق اور اجماع کے قابل اعتماد حضرات نے ان تینوں اقسام کے لوگوں کی گواہی اور روایات قبول کر لینے پر اکتفا کیا ہے۔ اور ان کی اعطیٰ عدالت کو تسلیم کیا ہے۔

المحکمہ کریمہ:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیل سے عقلی وجوہات بیان فرما کر ان تمام کاموں کو فرما دیا۔ یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین اختلاف میں خود دو فریق تو یہی ہو گئے۔ جو از روئے اجتہاد اپنے اپنے ساتھیوں کو حق قرار دے اپنے مد مقابل کو خطا پر سمجھتے تھے۔ اس لیے دونوں حق کی خاطر برسر پیکار رہتے۔ اور تیسرا گروہ ان لوگوں کا تھا۔ جو کسی کی طرف ذری نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ انہیں اپنی رائے سے کسی کا حق پر یا خطا پر ہونا ظاہر نہیں ہو رہا تھا۔ لہذا وہ اپنے آپ کو غیر جانب دار رکھنے سے اسے حق سمجھتے تھے۔ لیکن تینوں گروہ بوجہ اپنے اجتہاد کے درست ہیں۔ اسی لیے

ن کی تکفیر یا تسبیح و تہلیل مرکز درست نہیں۔ اور اگر کوئی ان میں سے کسی کو بڑا بھلا مانتا ہے۔ تو ایسا شخص ان وعیدات اور سزاؤں کا ضرور مستحق ہوگا۔ جو صحابہ کرام پر عطا ہوئی ہیں اور دشمنان علمائوں کے لیے ہیں۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ

باب دوم

امیر معاویہؓ کی خدمت پر اہل کثرت والے

دیوبندی

مودودی سے

سنی نما مولویوں اور پیروں

کا علمی محاسبہ

باب دوم

امیر معاویہؓ کی ذات پر اعتراضات کرنے والے

دیوبندی مودودی سنی نما مولویوں اور

پیروں کا علمی محاسبہ

پچھلے دنوں ہم نے سستاؤں کے قریب ایسی کتب اور ان کے مصنفین کے متعلق ایک متفقانہ بحث اس غرض سے لکھی کہ جو لوگ یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ فلاں فلاں معتبر سنی کتاب میں یہ لکھا ہے جس سے عوام تو عوام خواص بھی دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ تو اس سے نجات دلانے کے لیے ایک کتاب بنام میزان اکتب بھی تو اس سے فراغت کے بعد خیال آیا کہ کچھ نام نہاد شیعوں کی بھی خبر لی جائے۔ جو حضرت امیر معاویہؓ کی مدح کے بارے میں یہ خیال و عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اور طرح طرح کے ان پر الزامات ثابت ہیں۔

ان میں سے کچھ دیوبندی ہیں۔ بعض مودودی کے پیرو ہیں۔ اور چند نام نہاد سنی پیرو بھی ہیں۔ طریقہ کار یہ ہو گا کہ ان معتبر ضمیمہ کی کتب سے حضرت امیر معاویہؓ کی شان کے بارے میں الزامات درج کیے جائیں گے۔ پھر ان کے جوابات۔ ثانیہ مذکورہ سنی کے علاوہ ان میں حضرت امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ کی شان میں وہ احادیث بھی پیش کی جائیں گی۔ جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ انور سے براہِ راست ان کی عظمت بیان کرتی ہیں۔ اہل سنت کی کتب مستندہ سے ان کے بارے میں حوالہ

درج ہوں گے۔ تاکہ یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گستاخ کس و عید اور کس انجام کے لائق ہیں۔

اب ہم ان دیوبندی مودوی سنی اہل حدیث علماء کے نام اور ان کی کتب سے پہلے گستاخانہ عبارات نقل کریں گے اور ساتھ ہی ساتھ ان کے دندان شکن جواب بھی دیتے جائیں گے۔ اب فیروز اہم ان کے نام شروع کرتے ہیں۔

گستاخِ اول

(مفتی، حنفی، دیوبندی) عبدالرحیم کے حضور
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں تنقیدی اشعار اور
اقتباسات

عبدالرحیم دیوبندی مذکور نے جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کیچڑا چھالتے ہوئے یوں تو بہت سی کتا میں لکھیں۔ لیکن ان میں سے دو کتا میں اس موضوع پر اپنی گندگی اور خبیثت کے اعتبار سے نامی گرامی ہیں۔ ایک کا نام ”اظہار حق“ اور دوسری کا ”دوراءِ دایمت“ ہے۔ جن لوگوں کو یہ دو خبیثت سے بھری پٹاریاں دیکھنے کا اتفاق ہوا وہ جانتے ہیں کہ اس شخص نے کن کن طریقوں سے اپنے خبیث باطنی کا اظہار کیا اور رہتی دنیا تک اپنے لیے لعنت چھوڑ گیا۔

ملاحظہ ہو

اظہار حق

نہ باطل سے کبھی حق کو ملاؤ

کہ یہ کفر سیرت کا فرائد

ہے سیرت قتل آلِ اصحاب جن کی انہیں کو خاص اصحاب بنانا

جو آلِ اصحاب لافوں کا یہ ہے قاتل اسے کاتب کتب اللہ بنانا

معاذ اللہ ظالم و باغی کے باغی

منافق ظالمی کے حامی ہیں ظالمی

پچھے کفر و بغاوت ان کی کیونکر ہے جن کا آنا جانا کافرانہ

نہ کی ماکیت سے وہ باغی بنالی اپنی شاہی کافرانہ

بغاوت نے ہر ایک تلوار خریدی

بغاوت کا کھلا کر آبِ ودان

وہ آلِ اصحاب کے دشمن تھے ازلی کو نالاں جس سے تھا سارا زمانہ

فتح مکہ میں آئے ڈر کے مارے بغاوت کر کے نکلے باغیانہ

بدوں کے برے تھے تم ان کے تھے بدتر

فتح مکہ کا بدلہ مفت چاکا

نہیں کیا اب جہاں میں کوئی حق گو ہوا باطل کا حامی سبھی زمانہ

وہ پہلا مجتہد باغی تھا پہلا کی جس نے قیاس کافرانہ

ہیں جب مجتہدِ بیس باغی

ہیں تاویلات کفری کا فائدہ

نہیں دین اور صحابہ سے عینیت کسی دشمن کو صحابی بنانا

وحی دشمن کو بھی کاتب بنائیں صحابیت کی کھال ان پر چڑھانا

صحابہ مصطفیٰ کے مصطفیٰ ہیں

کوئی مرد و دست ان میں ملانا

صحابہ میں نہیں کفر و بغاوت نہ باغی کو صحابہ میں ملانا

بغاوت کو وہ یوم القیمہ کے نایمان ان تافہ اور نہ آنا

کلام حق کو بدلیں خود نہ بدلیں

بغداد تا وہ پہلے کام نہ لے

گھڑائیں اس سے پہرہ مروجہ دشمن خزانہ دیں ٹٹا شاطرائہ

جو کفر و فسق سورہ نور میں ہے قتال عمار مشہور زمانہ

صحابیت کی کھال ان پر چڑھائیں

بغاوت کیشور کا ان کو بہنا

حسن کو مار ڈالہ زبرد سے کر اگر سے ساتھ باطل کا زمانہ

ہرگز مجتہد باغی و ظالم نا جائز اقتدارِ ظالم

صحابہ کا ادب ہم پر ہے لازم

نہ باغی کو صحابہ میں ملانا

بغاوت کفر شیعہ فی بنارت بغاوت کی حمایت باغیانہ

خلافت مرکزِ ملت کا باغی عدو دین نہ صحابی بنانا

راغب الرحمن تصنیف مفتی عبدالرحیم خاں علی اسوداظمی دیوبندی خطیب لاہور حال مال روڈ مری

مولوی عبدالرحیم کے گستاخا شعرا و اقبالیات

کاشفِ جانی

عبدالرحیم نے سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بیک وقت کافر، ظالم، باغی، مردود
ایسی مجتہد اور محدثیت کی محض کھال نظر آنے والا کہہ دیا۔ اور ان کے کاتب وحی ہونے کا انکار
کرتے ہوئے باغیوں کا سردار تک کہہ دیا امام حسن کو زہر دوانے والا بتایا۔ برے ابوسفیان
کا بدتر بیٹا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان الفاظ کو سن کر کچھ بوجھ نہ کو
آتا ہے۔ اور پھر اس پر طرہ یہ کہ عبدالرحیم کو دیوبندی حنفی ہونے پر ناز ہے۔ خدا بہتر جانتا
ہے۔ کہ اس بد بخت کی اقتدار و امامت میں نماز پڑھنے والے کون سا پتھر دل پر رکھ کر
ایسا کرتے ہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر صحابیت کی کھال نہ چڑھانا۔ گو آپ کو صحابی نہ
ماننے کی تلقین کی جا رہی ہے۔ یا توں کہ آپ صحابی نہیں ہیں۔ اس لیے عبدالرحیم اپنے
پیروؤں کو ہدایت دے رہا ہے۔ کہ تم کسی کے کہنے پر ان کو صحابی ہرگز نہ ماننا۔ کیجئے
احادیث پر نظر دوڑائیں۔ اور علمائے اعلام سے ”صحابی“ کی تعریف دیکھیں۔ اور پھر
حضرت امیر معاویہ کے بارے میں کوئی رائے قائم کریں۔

”صحابی“ ہر وہ شخص ہے۔ کہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بحالت ایمان
حیات ظاہری میں زیارت کی۔ یہی امیر معاویہ ہیں۔ کہ جن کے بارے میں خود سرکارِ قدو
عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حضور دعا کر رہے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا لِّلْهُدٰى
اسے اللہ اس کو ہادی اور مہدی بنا دے حضور صلی اللہ علیہ وسلم باتفاق

امت مقبول الدعاء ہیں۔ آپ نے امیر معاویہ کے حق میں ”ہادی“ ہونے کی دعا فرمائی۔ جو یقیناً قبول ہو گئی۔ اب اس بد بخت خادم سے کوئی پوچھے۔ کہ کیا وہ شخص جو کافر منافق، مردود اور باغی ہو۔ وہ ہادی ہو سکتا ہے۔ اس ارشاد نبوی سے حضرت امیر معاویہ کا صحابی ہونا درویش کی طرح عیاں ہے۔ لیکن ایمان کے آثار کو یہ نظر نہیں آ رہا۔ اب اس کی مانی جائے یا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے بارے میں ہادی و ہمدی کا دعاء مانا؟ حدیث مذکورہ کی تشریح میں ابن حجر لکھتے ہیں۔

تطهير الجنان

فَتَأْتِي هَذِهِ الدُّعَاءُ مِنَ الصَّادِقِ الْمَصْدُوقِ
وَإِنْ أَدْعَيْتَهُ لَا مَنِيَّةَ لَا سَمِيًّا لَا ضَعْفًا مَقْبُولَةً
عَلَيْهِ مَرْدُودَةً تَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ اسْتَجَابَ
لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الدُّعَاءُ
لِمَعَاوِيَةَ فَجَعَلَهُ هَادِيًا لِلنَّاسِ مَهْدِيًا فِي نَفْسِهِ
وَمَنْ جَمَعَ اللَّهُ كُتُبَيْنِ هَاتَيْنِ الْمَرْتَبَتَيْنِ كَيْفَ
يَتَخَيَّلُ فِيهِ مَا قَوْلُهُ عَلَيْهِ الْمُبْطِلُونَ وَوَصَمَهُ
بِإِجْمَاعِ الْمَعَانِدُونَ مَعَاذَ اللَّهِ لَا يَدْعُو رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الدُّعَاءَ الْجَامِعَ
لِمَعَاوِيَةَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ الْمَانِعَ رِجْلًا نَقْصًا
فَسَبَّهَ إِلَيْهِ الْفَائِزَةُ الْمَارِقَةُ الْفَاجِرَةُ إِلَّا
لِمَنْ عَلِمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَهْلًا لَدَيْكَ حَقِيقًا
يَمَّا هَذَا لَيْكَ (تطهير الجنان واللسان ص ۱۱ و ۱۲ الفصل الثاني

في فضائله ومناقبه)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو صادق و مصدوق ہیں۔ ان کی دعا قابلِ تضرع ہے۔ آپ کی دعائیں اپنی امت کے حق میں اور خصوصاً صحابہ کے بارے میں مقبول ہوتی ہیں۔ انہیں رد نہیں کیا جاتا۔ تجھے معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ دعا امیر معاویہ کے حق میں مانگی گئی قبول ہو گئی۔ اللہ نے انہیں لوگوں کا ہادی اور اپنی ذات میں ہمدی بنا دیا۔ اور جس خوش قسمت میں یہ دونوں وصف (ہادی، ہمدی) اکٹھے ہو جائیں اس کے بارے میں یہ خیال کب آ سکتا ہے۔ وہ بدخواہ اور ضد رکھنے والا ہے یہ جامع دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں فرمائی ہے دنیا و آخرت کی بھلائی پسند ہے۔ اور ہر شرابی سے دور فرمایا۔ یعنی ایسی خرابیاں سے جو ایک بد بخت فرقہ اور منافقان فرقہ آپ پر لگاتا چلا آ رہا ہے۔ ان حقیقت یہی ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی جامع دعا اسی کے لیے ہو سکتی ہے جو اس کا صحیح مختار ہو۔ اور اس میں اس کی اہلیت موجود ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ ارشاد اور اس کی تشریح سے عبدالرحیم کے کچھ بڑیا ناک کا جواب آ گیا۔ یہ حدیث ترمذی میں موجود ہے۔ اور اسے صاحب ترمذی نے حسن کہا ہے۔ حالانکہ فضائل میں حدیث ضعیف بھی قابلِ عمل ہوتی ہے حضرت امیر معاویہ کا صحابی ہونا، صاحب ایمان ہونا، کافر، منافق اور مرتد نہ ہونا یہ امور اس ارشاد سے ثابت ہو گئے۔ رہا یہ معاملہ کہ آپ نے امام حسن کو ان کی بیوی کے ذریعہ زہر دلوایا تھا۔ تو اس کی تحقیق ہم تحفہ جعفریہ جلد سوم میں پیش کر چکے ہیں۔ بطور خلاصہ نیچے۔

یہ ایک الزام ہے اور کسی پر تحقیق کے بغیر الزام تراشی درست نہیں۔ بلکہ بموجب حدیث وہ لعن ملعون خود کرنے والے پر واپس آ جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ زہر والی بات ثابت نہیں۔ اسے شیعہ لوگوں نے شہرت دی۔ اور لعن باطنی کی وجہ امیر معاویہ کی

طرف اس کو منسوب کر دیا۔ عبدالرحیم اینڈ برادران کا ایک روایت صحیحہ یا اسناد سے زہر دینا ثابت کر دیں۔ تو دس ہزار روپیہ نقد انعام ملے گا۔ اس کے من گھڑت ہونے کو ابن خلدون نے ان الفاظ سے بیان کیا ہے۔

ابن خلدون:

وَمَا يَنْقُلُ مِنْ أَقْصَا وَبَيْتِهِ عَلَى الْمَشْرِقِ وَفِي جَبْتِهِ
جَعْدَةٌ بَدَتْ لَاشْعَثَ حَلْوَمٌ مِنْ أَحَادِيثِ الْمُتَقِيْعَةِ
وَحَاثِلًا مَحَاوِيَةً مِنْ كَذَائِكَ۔

ابن خلدون جلد دوم ص ۲۴۹ بیعت حسن مطبوعہ
مبیں و طبع جدید

ترجمہ

اور جو نقل کیا جاتا ہے۔ کہ امیر معاویہ نے امام حسن کو ان کی بیوی جعدہ کے ذریعہ زہر دلایا۔ تو یہ ان باتوں میں سے ایک ہے۔ جو اہل تشیع کی ہیں۔
امیر معاویہ سے حاشایہ کام ہونے کی توقع نہیں ہو سکتی۔

امیر معاویہ باغی اور سارا زمانہ ان کا حامی ہو گیا، یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تمام مومن ان کی حمایت کرنے کی وجہ سے باغی ہو گئے۔ اور باغی جو بھی ہو۔ وہ کافر، مرتد اور بے ایمان ہوتا ہے۔ لہذا دوسرے الفاظ میں مٹان لے امیر معاویہ کے دور کے تمام صاحبانِ ایمان کو غلیظہ گالیاں بک دیں۔ اور انہیں گمراہی پر اکٹھا ہونے والا قرار دیا۔ ادھر یہ اور ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ ”میری امت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہو سکتی۔“ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام کے متعلق یہ فرمایا۔ کہ جو انہیں اذیت دے گا وہ مجھے دے گا اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی چاہی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف و اذیت پہنچانے کا ارادہ کیا۔ سو اس پر اللہ اس کے فرشتوں اور تمام

لوگوں کی پھٹکار ہو۔

اس بے لگام دیوبندی نے اس وقت میں موجود تمام صحابہ کرام کو معاذ اللہ گمراہ اور بے دین کہہ دیا۔ اس طرح اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرنے کی ٹھانی۔ اور بالآخر پھٹکار دار لعنت کا طوق لگنے میں پڑ گیا۔ مختصر یہ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر اس قسم کے استغرائشات محض تاریخی باتیں ہیں۔ جن کی کوئی سند نہیں۔ نہ ان کی صحت و عدم صحت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

مؤرخ نے جو سنا وہ اپنی

تاریخ میں درج کر دیا۔ ایسے بے سرو پا واقعات کا سہارا لے کر ایک جلیل القدر صحابی پر شب و شتم کرنا دراصل اپنے ایمان کو غیر باد کھنا ہے۔ تاریخی واقعات کی بے وقعتی ملاحظہ فرمائیں۔

عظمتِ صحابہ کے سامنے تاریخی واقعات کی حیثیت

قاعدہ کی بات ہے کہ کوئی حدیث ہو یا واقعہ جب تک اس کی سند و ذکر نہ کی جائے وہ بے قیمت ہوتا ہے۔ امام مسلم نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے۔ قَوْلَا لَا مَنَافِعَ لِقَائِي مِمَّنْ شَاءَ مَا شَاءَ۔ اگر اسناد نہ ہوتیں۔ تو جو کسی کے جملے میں آتا۔ وہ کہہ دیتا۔ بہر حال تاریخی واقعات کے درج کرنے وقت مؤرخ ان کی چھان چھیٹ نہیں کرتے جو سنا اس کتاب میں درج کر دیا۔ اور پھر آگے ہی سلسلہ چلتا رہا۔ عبدالرحیم کے مذہبی باوا حسین احمد دیوبندی نے مکتوبات شیخ الاسلام میں تاریخی روایات کے بارے میں لکھا ہے۔

مکتوب شیخ الاسلام:

حسین احمد مدنی نے کہا کہ مؤرخین کی روایتیں تو عموماً بے سرو پا ہوتی ہیں۔ نہ راویوں کا پتہ ہوتا ہے۔ نہ ان کی توثیق و تخریج کی خبر ہوتی ہے۔ نہ انفصال و انقطاع سے بحث ہوتی ہے۔ اور اگر بعض متقدمین نے سند کا التزام بھی کیا ہے۔ تو عموماً ان میں ہر غلط و ٹیشن سے ارسال و انقطاع سے کام لیا ہے خواہ ابن اثیر ہو یا ابن قتیبہ ابن ابی الحدید ہو یا ابن سعد۔ (ص ۲۶۶ مکتوبات شیخ الاسلام)

ابن تیمیہ نے تاریخی واقعات کے بارے میں یہ مان فرمایا کیا ہے۔
منہاج السنۃ:

الْمُؤَرِّخُونَ الَّذِينَ يَكْثُرُ الْكَذِبُ فِيهِمْ وَوَدَّ
وَقَالَ أَنِّي سَمِعْتُ لَهُمْ قُلُوبَهُمْ مِنَ الرِّيَاسَةِ
وَالْقُصَصَانِ۔

د منہاج السنۃ جلد سوم ص ۱۹۶

ترجمہ: تاریخ نگاروں کے لئے اکثر جھوٹے باتوں کی روایت کرتے ہیں۔ اور ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ کہ ان کی نقل کردہ بات کی بیشی سے محفوظ ہو۔ یہی ابن تیمیہ ذرا کھل کر اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

منہاج السنۃ:

وَإِنَّمَا هُوَ مِنْ جَنْسٍ مَا فَتَكَهُ الشَّوَارِيحُ لَا يَنْتَمِدُ
عَلَيْهَا أَوْ لَوْ لَا بَصَارُ۔

د منہاج السنۃ جلد سوم ص ۲۴۲

ترجمہ: تاریخی واقعات و روایات پر کوئی صاحب بصیرت اعتماد نہیں

کے گا۔

”نقل پرستی، علم تاریخ میں ایک جانی پہچانی بات ہے۔ بار بار ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک مؤرخ تاریخی واقعہ کی خوب خبر لیتا ہے۔ اور اس کے غلط ہونے کی تحقیق کر کے پھر بھی اُسے اپنی کتاب میں درج کر دیتا ہے۔ ابن کثیر کو اٹھا کر دیکھئے۔ آپ کو اس میں طبری کی وہ روایات بھی مل جائیں گی جن پر ابن کثیر نے سنت گرفت کی۔ اور اس نقل پرستی کی خود ابن کثیر ان الفاظ میں گواہی دیتا ہے۔

البدایۃ والنہایۃ:

وَفِي بَعْضِ مَا أَوْ رَدَّ نَاهُ كُنْطَرٌ وَكَوْلَانُ إِنَّ جَبِيْنَ وَغَيْرَهُ
مِنَ الْمُحَافِظِ وَالْأَحْقَقِ ذَكَرُوهُ مَا سَبَقَتْهُ۔

د البدایۃ والنہایۃ جلد ۱ ص ۲۰۲

ترجمہ: ہم نے جو روایات ذکر کیں۔ ان میں سے بعض قابل گرفت ہیں۔ اگر

ابن جریر وغیرہ حفاظ و ائمہ نے ان کا اپنی اپنی تصانیف میں ذکر نہ کیا ہوتا

تو میں انہیں درج کرنے کے لیے آگے نہ بڑھتا۔

قاضی ابوبکر بن عمری نے احادیث و تاریخ کا تقابل ان الفاظ سے بیان کیا۔

العواصم والتواصم:

قَالَ الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَالنَّاسُ إِذَا لَمْ

يَجِدُوا أَحَدًا لَا حَدٍّ وَعَكْبَةً عَرَّاحًا حَسَدًا عَلَيْهِ

وَعَدًا وَتَهْمَلُهُ أَحَدٌ لَوْ أَلَهُ عَيْفُ بَأَقَا قُبُلُوا

الْوَصِيَّةَ وَلَا تَلْتَفِتُوا إِلَّا عَلَى مَا صَغَرَ مِنَ الْخَبَرِ

وَالْجَنَابِ كَمَا ذَكَرْتُ لَكُمْ أَهْلَ الشَّوَارِيحِ

فَلَا تَهْمَلُوا كَذِبًا وَاعْنِ السَّلَفَ أَحْبَابًا صَحِيحَةً

يَسْتَمِرُّكَ لِيَتَوَسَّلُوا بِكَ إِلَى سَوَابِغِ الْأَبَاطِيلِ فَيَقْطَعُوا
كَمَا قَدْ مَنَّا فِي قُلُوبِ النَّاسِ مَا لَا مِيرْصَاهُ اللَّهُ تَعَالَى
وَلِيَّتْ حَتَّى تَرَوْا السَّلَفَ وَيُهَوِّقُوا هَذَا الَّذِينَ هُوَ أَعَزُّ
مِنْ ذَلِكَ وَهُمْ أَحَرُّمْ مِمَّا قَرَضَى اللَّهُ عَنْ جَمِيعِهِمْ
وَمَنْ نَظَرَ إِلَى أَعْمَالِ الصَّحَابَةِ تَبَيَّنَ مِنْهَا بَطْلَانُ
هَذِهِ الْهَتُوكِ الَّتِي يَحْتَلِقُهَا أَهْلُ الشَّرَابِ بِحَيْثُ تَوَنَّنَا
فِي قُلُوبِ الضَّعَفَاءِ -

(العوام والنفوس ص ۲۴۲-۲۴۵ مطبوعہ بیروت)
نوجوان، قاضی ابوبکر کہتے ہیں کہ جب لوگوں کو کسی شخص کا کوئی عیب نظر نہیں آتا تو پھر
حدود عدالت کے غلبہ کی وجہ سے اس کے عیب نکلتے ہیں۔ لہذا امیری
و مینت قبول کرتے ہوئے یہ خیال رکھنا کہ ان کی صرف وہ خبریں قابل
التفات سمجھنا جو درجہ صحت کے پہنچی ہوں۔ اور ان باتوں سے اجتناب کرنا
جو تاریخ والے لکھتے ہیں۔ کیونکہ ان لوگوں کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ پہلے بزرگوں
کی چند صیغہ باتیں نکھڑ کر وہ دراصل باطل اور غلط روایات سے درج کرنے کا
وسیلہ بناتے ہیں۔ پھر وہ لوگوں کے دلوں میں ان حضرات کے متعلق ایسی
ایسی باتیں ڈال دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان سے ظاہر ہی نہیں فرمائی ہوں
عرض یہ ہوتی ہے کہ سلف کی خیریت کی جائے۔ اور ان سے خیانت برتنے والے
حضرات صحابہ کرام کے افعال میں توجہ کرنے والا ان وہی تباہی باتوں کے پھیلان
کا خود یقین کرتا ہے جو تاریخ لکھنے والوں نے ان کی طرف منسوب کر دیں۔
اور ان باتوں سے ضعیف الاعتقاد لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
فراگئے چل کر یہی ابن عربیؒ فرمید کہتے ہیں۔ (جن کا ہم صرف کچھ نقل کرتے ہیں ابن عربیؒ کہتے ہیں)

”میں نے یہ باتیں نہیں کیں اس لیے بتائیں“ تاکہ تم عام مصنفوں اور خاص خاص
مفسرین کے مابین فرق قائم رکھو۔ اور مؤرخین ادیب لوگوں سے باخبر رہو۔
کیونکہ وہ اپنے علم کے ماہر ہوتے ہوئے دین کے احترام یا بدعت کے
ارتکاب سے جاہل ہوتے ہیں۔ لہذا ہمیں ان روایات کی پرواہ نہیں کرنی
چاہیے۔ ہاں اگر روایت ماننی ہے۔ تو کسی حدیث کے امام کی ماننا اور
مؤرخین میں سے طبری کے علاوہ دوسروں کی بات کی طرف دھیان نہ
دینا۔ کیونکہ دوسروں کی ہر بات کو تسلیم کر لینا دین کی موت ہے۔ یہ وہ لوگ
ہیں جو ایسی ایسی باتیں گھڑ لیتے ہیں جن سے صحابہ کرام کی تعزیر ہوتی ہے بے یلغ
مالین سے سبزیاری اور انہیں گیا گزرا شخص ماننے پر آمادہ کرتی ہیں۔ ان حضرات
کے اقوال و اعمال میں کئی کئی واسطوں کو چھوڑ کر بیان کر دیتے ہیں۔ اور اس
طرح وہ اپنے مذموم مقاصد کو پورا کرتے ہیں۔ یعنی دین کی بجائے دنیا اور
ہدایت کی جگہ گمراہی پھیلاتے ہیں۔ لہذا جب تم ایسے باطل لوگوں سے کٹاؤ
کٹش ہو جاؤ گے۔ اور صرف عادل لوگوں کی باتیں مانو گے۔ تو تم ان مصیبتوں
اور خطرات سے بچ جاؤ گے۔ (العوام والنفوس ص ۲۴۲ تا ۲۴۸)

نوی شرح مسلم شریف:

قَالَ الْكَلْبَاءُ الْاَحَادِيثُ الشَّوَارِدُ الَّتِي فِي ظَاهِرِهَا
دَخَلَ عَلَى صَحَابَةٍ يَجِبُ تَأْوِيلُهَا حَسَنًا
وَلَا يَتَّبَعُ فِي رِوَايَةِ النِّقَاتِ إِلَّا مَا يُفِيدُكَ تَأْوِيلُكَ.
نوی شرح مسلم شریف جلد دوم ص ۲۷۸ باب من فضل علی ابن ابی طالب
ترجمہ: حضرات علماء نے فرمایا ہے کہ وہ احادیث جن سے حضرات صحابہ کرام کی
فائز پر نقص ثابت ہوتا ہو۔ ان کی تاویل کرنا لازمی ہے۔ اور ثقہ راویوں کی

ایسی قبیح روایات ہیں۔ ان کی تاویل ممکن ہے۔

متنبہ صریحاً

کسی تاریخی حوالہ کی حیثیت مذکورہ حوالہ جات سے واضح ہو جاتی ہے۔ ان میں کئی دھڑک سے جرح ہے۔ کہیں تو سرے سے سند واقعہ ہی نہیں ہوتی اور یہ کتب تاریخ میں بکثرت ہے۔ کہیں سند ہے تو وہ ناقص، اور اگر تمام ہو تو پھر جرح و تعدیل کے معیار کے مطابق نہیں ہوتی۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ قاضی ابوبکر نے جو طبری کے متعلق روایات تاریخیہ کے متعلق لکھا ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ طبری کی ہر روایت قابل وثوق ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ طبری نے اس کی سند ذکر کی ہے۔ رہا یہ کہ مذکورہ سند قابل حجت نہیں یا نہیں ہو سکتی ہے۔ پھر مؤرخین مذہبی نقطہ نگاہ سے بھی کچھ اپنی کتب میں درج کرتے ہیں۔ اس لیے مذہبی مسئلہ میں ان کی روایت دوسروں کے لیے قابل اعتراض نہیں ہو سکتی۔ صاحب طبری کے بارے میں تشیع ہونے اور نہ ہونے کا قوی موجود ہونے کی وجہ سے اس کی وہ روایات جو شیعیت کی مؤید ہیں۔ قابل اعتبار نہیں رہتیں۔ اس کی تفصیل عقائد جعفریہ جلد چہارم میں بالتفصیل ذکر کی گئی ہے۔ اور کسی تاریخی روایت کی سند بھی ہو اور کچھ بھی قابل اعتبار لیکن اس کی توثیق کی وجہ سے کسی ممانہ کی شان پر حجت آتا ہے تو ایسی روایت کی تاویل لازم ہوتی ہے۔ اس لیے حضرات معابر کرام کے بارے میں ایسی تاریخی روایات ہرگز قابل قبول نہیں۔ اور نہ ہی اپنے ظاہری معنی پر محمول ہیں۔ جن سے ان میں کوئی نقص ثابت ہوتا ہو۔

واللہ اعلم بالصواب

مذکورہ مولوی عبدالرحیم کے رسالہ ندائے حق کی تردید

میرنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر فقیر کو جو اعتراضات و تنبیات ہوئے ان کی بھرپور اور باحوال تردید کر دی گئی۔ اور جوابات پر مشتمل کتاب جب چھپنے کے لیے تیاری کے مراحل میں تھی۔ فقیر بغرض عمرہ حرمین طیسین روانہ ہو گیا۔ غیر حاضری میں ایک رسالہ بنام دندائے حق، موصول ہوا جسے مذکورہ مولوی عبدالرحیم دیوبندی رافضی نے ہی ترتیب دیا ہے۔ اُسے بر خود اور چہرہ پوری محموش نے محفوظ کر لیا۔ جب میں عمرہ سے واپس آیا تو اس نے مجھے دیا۔ اور اصرار کیا کہ اس کا جواب آنا ضروری ہے۔ کیونکہ وہ میرے بھتیجوں میں سے ایک بہت بھتیجا ہے اور شیعوں کے رد میں جب میں نے قلم اٹھائی۔ تو سب سے پہلے یہی وہ آدمی ہے۔ کہ جس کے مجبور کرنے پر میں نے شیعوں کا رد لکھنا شروع کیا۔ میری اس تصنیف میں اس کا گواہ حصہ ہے اللہ تعالیٰ اس کے اس نیک مشورے اور اصرار کو قبول فرمائے اور میری کتاب سے اس کو حصہ وافر عطا فرمائے۔ جو کہ اس کے لیے بخشش کا ذریعہ بنے۔ آمین

راقم نے اس میں درج شدہ اعتراضات کا مطالعہ کیا۔ تو معلوم ہوا کہ مولوی عبدالرحیم رافضی نے تقریباً تمام اعتراضات بے سند و بے حوالہ لکھے۔ جو اس کے ناپاک ذہن کی پسیدہ واریں۔ اس لیے ایسے لایعنی اور اختراعی اعتراضات کا جواب دینے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ہاں چند اعتراضات جو الاستیعاب اور جذب القلوب سے ذکر کیے گئے۔ اگرچہ وہ نامکمل ہیں۔ لیکن کچھ نہ کچھ ان کا ذکر ان کتب میں ہے۔ ان کا جواب انشاء اللہ بھرپور طریقہ سے پیش کیا جا رہا ہے۔ اور سرے سوالات کا بھی بقدر ضرورت جواب دیا جاسکا۔

دشمنان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور یحییٰ بن خلیفہ برحق اگرچہ ہر دور میں

بجائز تہ ہوئے ہیں۔ لیکن دورِ حاضر کا سب کا سرکردہ لیڈر نام نہاد سنی اور مکروفریب کامرشدانہ لبادہ اوڑھنے والا غلامِ محمود المعروف ”محدث ہزاروی“ ہے۔ اس کلماتِ دن کا کچھونا ہی یہی ہے۔ کہ ہر طرف سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے لوگوں کو متنفر کیا جائے۔ اس بد باطن کی ہرزہ سرائیاں ایک پمفلٹ دو بانی بغاوت بزدل کے باپ معاویہ کے بحوالہ کارنامے، کے عنوان سے چھاپ کر تقسیم کیا گیا۔ اس کے آخر میں چند اشخاص کے نام اشاعت کنندگان کے طور پر لکھے گئے۔ اور خود پردے میں رہ کر اپنا بکاؤ کیا۔ لیکن اسی دشمن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے ”غلام محی الدین“ نے اس کے اشتہار کے مندرجات کے بارے میں اس امر کی تصدیق کی۔ کہ یہ سب کچھ میرے والد صاحب کی شب و روز کاوش کا نتیجہ ہیں۔

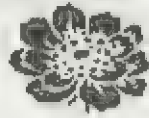
فقیر نے ”محدث ہزاروی“ کے مرتب کردہ اشتہار کے اعتراضات کا مسکت اور محقق و مدلل جواب ”دشمنانِ امیر معاویہ کا علمی محاسبہ جلد دوم“ میں تحریر کر دیا ہے۔ اس سنی نمارا فضی نے اہل سنت کو دھوکہ دینے کی خاطر مختلف کتب اہل سنت سے تقریباً پچیس عدد حوالہ جات نقل کیے۔ جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہ تھا۔ بہر حال ان تمام کا بالترتیب جواب جلد دوم میں آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ ان اعتراضات اور مدلل جوابات میں مولوی عبدالرسیم دیوبندی را فضی کے اٹھائے گئے تقریباً تمام اعتراضات کا جواب بھی موجود ہے۔ علاوہ انہیں دشمنانِ امیر معاویہ کا علمی محاسبہ جلد اول کے مضامین جب آپ ملاحظہ کریں گے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام اور امت کے اکابرین کے ایسے اقوال وادشادات آپ کے سامنے آئیں گے۔ جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب پر مشتمل ہیں۔ ان کے مطالعہ کے بعد

عبدالرحیم را فضی کی کتاب ”ونداس کے حق“ میں درج باسٹھ عدد سوالات یا اعتراضات ہوا میں ذرے کی طرح اڑتے نظر آئیں گے۔ کتاب مذکور کے آخر میں لکھا۔ ”جو میرے ان حوالہ جات کے بحوالہ جوابات دے گا۔ اس کو دس ہزار روپیہ پاکستانی بطور انعام پیش کروں گا“ عجیب دھوکہ پر مبنی اعلان ہے۔ کہ جب لکھے گئے اعتراضات کا خود عبدالرحیم را فضی نے کوئی حوالہ درج ہی نہیں کیا۔ تو یہ باحوالہ اعتراضات کیسے ہو گئے؟ اور جن کے حوالہ جات نقل کیے وہ بھی چند کے سوا نامکمل ہیں۔ اس چیلنج کے مقابلہ میں ہم ابتداءً چیلنج کرتے ہیں۔ کہ مولوی عبدالرحیم اپنے خود ساختہ باسٹھ اعتراضات میں مذکور روایات کا سند صحیح کے ساتھ حوالہ پیش کر دے۔ تو ہم اسے ایک لاکھ روپیہ پاکستانی بطور انعام دینے کا اعلان کرتے ہیں۔ لیکن نہ عبدالرحیم اور نہ اس کا ہم مشرف گرد و پیشوا محدث ہزاروی وغیرہ کوئی بھی اسناد صحیحہ کے ساتھ بحوالہ پیش نہیں کر سکتے۔

”محدث ہزاروی“ نے مذکورہ پمفلٹ میں جن اکابرین اہل سنت کے نام ذکر کیے۔ اور یہ متاثر دینے کی کوشش کی۔ کہ ان اکابرین کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اچھی شخصیت کے مالک نہ تھے۔ انہی اکابرین نے دو ٹوک اور صریح الفاظ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب کا صدق دل سے اعتراف کیا ہے۔ ان اکابرین میں سے بہت سی جگہوں پر ائمہ حضرت فاضل بریلوی کا نام بھی تحریر ہے۔ حالانکہ احکام شریعت میں آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں پر میگوئیاں کرنے والوں کو ”کذاب“ ”کذاب المہارۃ“، ووزخی کوتوں میں سے ایک کہا ہے مختصر یہ کہ ہمارے مذکورہ دونوں مجلدات میں ان دونوں را فضیوں کے اعتراضات

کے جوابات تقریباً دیئے جا چکے ہیں۔ اس لیے بار بار ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ مباحثہ عبد الرحیم رافضی کے من گھڑت اعتراضات کے جوابات جو ہم پیش کر رہے ہیں۔ ان میں سے جن کا حوالہ نقل نہ ہو گا۔ وہ ان دونوں مجلدات میں باحوال موجود ہیں۔ اور بعض کے حوالہ جات اگرچہ مذکور نہ ہوں گے لیکن وہ بھی میری تیار شدہ کتب میں موجود ہیں۔ قارئین کرام اگر کسی حوالہ کے بارے میں پوچھیں گے۔ تو ان کی فرمائش پر انشاء اللہ حوالہ پیش کر دیا جائے گا۔ کچھ خاص اعتراضات جو عبد الرحیم دیوبندی نے باوجود ہکے ہیں۔ ان کی انشاء اللہ باحوالہ تردید ہو گی۔ جس سے آپ ان اعتراضات کی حقیقت تک پہنچ سکیں گے۔ لیجئے عبد الرحیم دیوبندی کے بالترتیب اعتراضات اور ان کے جوابات: لیکن میں ضروری سمجھتا ہوں کہ مولوی عبد الرحیم دیوبندی کے ہاتھ سوالات بی ٹائیٹل ٹوٹو ٹیٹل کر کے اول میں لگا دوں تاکہ کسی کو شک و شبہ نہ ہو سکے کہ دیوبندی اس قسم کے انتہائی گستاخانہ سوالات اور الزامات نہیں لگا سکتا کیونکہ علمائے دیوبند تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتہائی مداح ہیں۔ لہذا وہ اس جیسے الزامات نہیں لگا سکتے۔ جیسا کہ مسلک دیوبند سے تعلق رکھنے والے ایک عالم فاضل نور حسین عارف خطیب جامع مسجد فضل فاروق آبادی محمد بخش کو جہاں انہوں نے انتہائی تعجب سے کہا کہ وہ کونسا ایسا مولوی عبد الرحیم دیوبندی ہے۔ کہ جس نے یہ الزامات لگائے ہیں۔ کیونکہ میں اکثر علماء دیوبند کو جانتا ہوں۔ لیکن اس کے نام سے ناواقف ہوں۔ اس لیے میں مولوی عبد الرحیم کے رسالہ نمائے حق کو بیع ٹائیٹل کے یہاں لگا رہا ہوں۔ تاکہ کسی کو شک و شبہ نہ رہے کہ مولوی عبد الرحیم دیوبندی کے یہ الزامات نہیں ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہی دمدان شکن جوابات بھی تحریر کرنا جاؤں گا۔ تاکہ اہل حق انصاف کے ساتھ حق و باطل میں امتیاز کر سکیں۔

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ
الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝ ۱۵۰



اہل اسلام کی اہم معلوماتی درخواست
علماء و مشائخ کی آجنگ کی ضرورت گذشت

بَدَائِعُ حَقِّ
کتاب و سنت و تاریخ کے روشنی میں

تالیف

خادم علماء مفتی عبد الرحیم حنفی دیوبندی

مبلغ و مناظر اسلام خطیب لاہور۔ حال مال روڈ۔ سرے

۱۔ حضرت علامہ شیخ الحدیث حافظ یلخ شیر حنفی

قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی، لاجوئی، لامکانی بلوچستان

۲۔ حضرت علامہ سید مہر حسین شاہ بخاری فقوی

مصنف کتب شہیرہ اسلامیہ

نہیں چھوڑی، پر انعام آیت ۲۸ خود ترجمہ والے قرآن سے پڑھ لیجئے یہ قرآن فیصلہ کن کلام ہے۔ ۳ طارق آیت ۱۳ خود قرآن یا معنی سے پڑھ لیجئے معاویہ صاحب ایک متنازعہ شخصیت ہیں۔ ان کی بغاوت کے حمایتی انکو صحابی کا تب و حلیٰ مجتہد جتنی بتاتے ہیں۔ اہل علم و تحقیق علماء و مشائخ کے نزدیک نہ صحابی نہ مہاجر نہ انصار بلکہ باغی اور مؤالفتہ القلوب کہتے ہیں۔

صحابی کی تعریف: ۲۴ فتح آیت ۱۱-۲۹، والذین معہ مسلمان ہو کر زندگی بھر ساتھ رہے۔ اس میں معاویہ نہیں۔ (۲) اشداء علی الکفار۔ کفار پر شدت والا ہوا اس میں بھی معاویہ نہیں۔ رجاء بیفہم۔ آپس میں رحمدل ہو۔ اس میں بھی معاویہ نہیں۔ امت رسول کی تعریف قرآنی: والسا بقون الاولون۔ دین ایمان میں سبقت والے من المهاجرین۔ مہاجرین میں سے ہو۔ والانصار۔ انصار میں سے ہو۔ والذین اتبعوكم یا احسان رضی اللہ عنہم ورضی عنہ۔ معاویہ نہ صحابہ میں سے ہے۔ نہ امت رسول میں سے ہے۔ صحابہ کی تعریف سنت رسول سے۔ فرمان رسول ہے خیبار کفر فی الجاہلیۃ خیبار کفر فی الاسلام۔ جاہلیت میں جو خیبار تھے۔ وہ اسلام میں بھی خیبار ہی رہے۔ اس میں بھی معاویہ نہیں آتا۔

۱۱۔ وہ کون ہے جس نے دو خلیفہ راشد سے بغاوت غدر اور دھوکہ کیا۔ اور دونوں کو شہید کیا۔ (امیر عامہ معاویہ)

۲۔ وہ کون ہے جس نے خلیفہ راشد سے دھوکہ فریب فساد دہیں رکھ کر صلح کی مگر اسلام میں اسکی صلح برفساد اور غیر مشروع ہے۔ (امیر عامہ معاویہ)

۳۔ وہ کون ہے جسکی منافقانہ صلح کو زبان رسالت نے تار وافرمایا۔ معاویہ نے خلیفہ راشد امام مسکن سے منافقانہ صلح کی اسے حضور نے فرمایا۔ ہڈنۃ علی دشمن صلح یافتہ حدیث میں ہے۔ ہر صلح اسلام میں جائز ہے۔ سوائے اسکے کہ حلال حرام اور حرام کو حلال

تھرانے کا موجب بنے۔ ایسا کس نے کیا۔ (امیر عامہ معاویہ)

۴۔ وہ کون ہے جس نے اللہ رسول کے فرمان سے باغی بن کر خلافت راشدہ سے بغاوت کی اور اسی پر مرا۔ (امیر عامہ معاویہ)

۵۔ وہ کون ہے جسے علماء مشائخ اہلسنت نے اسلام سے پیلا باغی کہا۔ (امیر عامہ معاویہ)

۶۔ وہ کون ہے جس نے اللہ رسول سے باغی ہو کر وہ خلیفوں سے بغاوت و خروغ کیا۔ (امیر عامہ معاویہ)

۷۔ وہ کون ہے جسے علامہ سعد الدین تغتا زانی نے شرح مقاصد میں اسلام سے پیلا باغی خارجی کہا۔ (امیر عامہ معاویہ)

۸۔ وہ کون ہے جسے محقق علماء نے اسلام نے مشہور و معروف کتاب مجمع البحرین میں لکھا ہرگز ہرگز صحابی نہیں۔ (امیر عامہ معاویہ)

۹۔ وہ کون ہے جسے حمدی پریس میں پھٹی کتاب مراۃ التحقیقات میں لکھا ہے۔ نہ خلیفہ نہ صحابی نہ مہاجر ہے۔ (امیر عامہ معاویہ)

۱۰۔ وہ کون ہے جو سورۃ فتح کی صحابہ کی تین تعریفوں میں نہیں آتا۔ (امیر عامہ معاویہ)

۱۱۔ وہ کون ہے جس نے اپنے والد کے زنا پر پچاس گواہیاں لیکر باپ کے ولد زنا ترازی زیادہ کو قرآن سنت سے منکر ہو کر بھائی۔ وارث کیا۔ (امیر عامہ معاویہ)

۱۲۔ وہ کون ہے جس نے حجر بن عدی اور انکے بارہ ساتھی صحابیوں کو ظلم سے قتل کیا جنکے حق حضور نے فرمایا انہی اللہ اور آسمان و زمین غصباک ہونگے۔ (امیر عامہ معاویہ)

۱۳۔ وہ کون ہے جس نے حضور کی یہ حدیث سنی جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے اللہ کو گالی دی ام سلمہ و دیگر صحابہ سے منکر کرتے پر باز نہ آیا۔ بدستور گالی اور لعن کرتا کرتا رہا۔ (امیر عامہ معاویہ)

۱۴۔ وہ کون ہے جسے علی کی گالیوں لعن طعن پر ام سلمہ اور صحابہ نے کہا تم علی اور اسے

عزت کرنے والو نہ لعن طعن کرتے ہو اس میں تو اللہ رسول بھی آتے ہیں۔ پھر بھی باز نہ

- آیا۔ (امیر عامہ معاویہ)
- ۱۵۔ وہ کون ہے جسے ابوالکلام آزاد نے ملت کے چار حرام زادے باغیوں کا رخنہ قرار دیا۔ (امیر عامہ معاویہ)
- ۱۶۔ وہ کون ہے جس نے اپنے کافر مدبھیے کو مرتے وقت وصیت کی کہ قح مکہ، بدر احراب و حیدرہ کا بدلہ لینا مکہ مدینہ تباہ کرنا اور اسنے ایسا ہی کیا (امیر عامہ معاویہ)
- ۱۷۔ وہ کون ہے جسکی ماں نے حمزہؑ کا بعد شہادت سینہ چیرا اور کچھ جیایا اور خود اسنے علی اور اللہ رسول کو گالی دی اور لعن طعن کیا۔ (امیر عامہ معاویہ)
- ۱۸۔ وہ کون ہے جسنے آل و اصحاب سے باغیانہ جنگ کئے اور مرتے دم پشروں کے تبرک کا فریب کیا اور بغاوت پر مرا۔ (امیر عامہ معاویہ)
- ۱۹۔ وہ کون ہے جسنے پچیس لاکھ کی رشوت دیکر امام حسنؑ کو زہر دے کر قتل کر لیا اور اسکا الزام انکی بیگناہ بیوی جعدہ پر مشہور کیا۔ (امیر عامہ معاویہ)
- ۲۰۔ وہ کون ہے جس نے غلی سے ۹۹ باغیانہ جنگ کر کے انکی شہادت کا بندوبست مغرہ بن شعبہ کے ذریعہ کر کے فریب کیا اور دیا تو بیوی نے شرمندہ کیا۔ (امیر عامہ معاویہ)
- ۲۱۔ وہ کون ہے جسنے آل رسول سے ۹۹ باغیانہ جنگ کر کے ایک لاکھ ستر ہزار صحابی مومن قتل کئے اور خدا کا خون نہ کیا۔ (امیر عامہ معاویہ)
- ۲۲۔ وہ کون ہے جسے حرم کعبہ حرم مدینہ کو ذنگل گاہ بنا کر لاتعداد مسلمان صحابی قتل کئے مغیرہ رسول لہجہ کرگم کرنے لگا تو سورن کو گھن لگا دن کو تارے نظر آنے لگے۔ (امیر عامہ معاویہ)
- ۲۳۔ وہ کون ہے جسنے ایک بدری صحابی عمارؓ کو چھین میں قتل کیا جسکے حق حضور نے متواتر حدیث میں فرمایا عمار کو باغی جہنمی گروہ قتل کر دگا۔ (امیر عامہ معاویہ)
- ۲۴۔ وہ کون ہے جس نے خیر النابیین اور اویس قرنیؓ کو صفین میں قتل کیا جس سے امت کیلئے دعا کرانے کو حضور نے فرمایا تھا۔ (امیر عامہ معاویہ)
- ۲۵۔ وہ کون ہے جس نے عمرؓ اور علیؓ اور حسنؓ اور عمارؓ اور عائشہؓ اور اویس قرنیؓ

- کو قتل کیا اور کر لیا۔ (امیر عامہ معاویہ)
- ۲۶۔ وہ کون ہے جسے علیؓ و زین العابدینؓ نے ملت تباہ تحریک کا دھڑا کا قائد اعظم قرار دیا۔ (امیر عامہ معاویہ)
- ۲۷۔ وہ کون ہے جس نے حافظ قرآن و سنت عبدالرحمن بن ابوبکرؓ کو زہر دیکر اور ام المومنین عائشہؓ کو مہمانی کے بہانے بلا کر گناہ قتل کر دیا اور محمد بن ابوبکرؓ کو قتل کر کے گدھے کی کھال میں انکا قیمہ رکھ کر تیل ڈال کر جلا ڈالا۔ (امیر عامہ معاویہ)
- ۲۸۔ وہ کون ہے جسے اتنے قتل و ظلم پر امت کے بے بہرہ علماء و ملانے صہابی بناتے مجتہد ٹھہراتے اور رضی اللہ پڑھتے ہیں۔ (امیر عامہ معاویہ)
- ۲۹۔ وہ کون ہے جو اسلام اور پیغمبر اسلام اور آل و اصحاب رسول کا جدی دشمن ہو کر بھی اصحاب رسول میں شمار کیا جاتا ہے۔ (امیر عامہ معاویہ)
- ۳۰۔ وہ کون ہے جسکے جادو سے امت مسلمہ کے علماء و مشائخ ایسے شمار میں پڑے۔ (امیر عامہ معاویہ)
- ۳۱۔ وہ کون ہے کہ ایک مومن کے عمداً قتل کیلئے ہمیشہ کا جہنم ہے اسپر اللہ کا غضب و لعنت ہے اسکیلئے عذاب عظیم تیار ہے مگر اسکے ایک لاکھ ستر ہزار مؤمنوں کے قتل پر اسپر رضی اللہ پڑھی جا رہی ہے۔ (امیر عامہ معاویہ)
- ۳۲۔ وہ کون ہے جس نے خدائی منصوبہ خلافت جو مرکز ملت تھا کو تباہ کیا یہ ساری امت کی بدخواہی ہے جسکا ارتکاب کر لیا گیا۔ (امیر عامہ معاویہ)
- ۳۳۔ وہ کون ہے جسے ایڈورڈ گن سید امیر علیؓ پر بیوی کو نسل کے منج سے آرج ریل کہلا۔ (امیر عامہ معاویہ)
- ۳۴۔ وہ کون ہے جسے اللہ رسول کی نافرمانی اور بغاوت کی اللہ کا فرمان ہے ان جانور فی الارض خلیفہ اس سے پہلا باغی کون ہے۔ (ابلیس شیطان)
- ۳۵۔ وہ کون ہے جس نے رسول اللہ کے فرمان علیکم بسنتی و سنت الخلفاء الراشین الحمدین سے بغاوت کی۔ (امیر عامہ معاویہ)

۲۵۔ وہ کون ہے جو اللہ کے فرمان نفاذ والی تہی تیغی کے زمرہ میں شامل واجب الفناء ہے۔
(امیر عامہ معاویہ)

۲۶۔ وہ کون ہے جو رسول اللہ کے فرمان خلیفہ برحق سے باغی ہو قاصد نبوہ بالین کاٹنا من کان میں شمار ہوتا ہے اسے تلوار سے قتل کر دیا جائے۔ (امیر عامہ معاویہ)

۲۷۔ وہ کون ہے جو خلیفہ راشد علی اور ان سے محبت والوں پر خطبہ جمعہ میں لعن طعن کرتا اور کرتا رہا۔
(امیر عامہ معاویہ)

۲۸۔ وہ کون ہے جو اپنی حکومت کے ستر ہزار دس منبروں پر علی اور اللہ رسول پر لعن طعن کرتا اور کرتا رہا۔
(امیر عامہ معاویہ)

۲۹۔ وہ کون ہے جس کیلئے حضور معلوم و مقصود کائنات کافران ہے جو میرے صابریوں کا دل دے لعن طعن کرتے اپر لعنت کرو ایسا کس نے کیا۔
(امیر عامہ معاویہ)

۳۰۔ وہ کون ہے جس نے سب سے پہلے انسانوں کو خصی کر نیک کام کیا۔ (امیر عامہ معاویہ)

۳۱۔ وہ کون ہے جس نے علی کو تارگت بنا کر اللہ رسول اور تمام مومنوں پر سب و شتم لعن طعن کیا اور کرایا۔
(امیر عامہ معاویہ)

۳۲۔ وہ کون ہے جس نے اللہ رسول کے کافر اور ماں سے بدکاری کر نیوالے بیٹے یزید کو ولی عہد بنایا۔
(امیر عامہ معاویہ)

۳۳۔ وہ کون ہے جو قح مکہ کے دن پچھلے کفر کیساتھ اسلام میں مداخلت کو آیا اور جسکا ایمان بکف ہے قرآن نے ان لوگوں کیلئے کہا کہ کفر کیساتھ اسلام میں داخل ہونے اور اسی کفر کیساتھ اسلام سے نکل گئے۔
(امیر عامہ معاویہ)

۳۴۔ وہ کون ہے جسکے متعلق عبداللہ بن بریدہ دو صحابیوں نے گواہی دی کہ اس نے شراب پی اور ہلکوبھی دی۔ مسند احمد طبع ۵ ص ۲۴۴۔
(امیر عامہ معاویہ)

۳۵۔ وہ کون ہے جسکے متعلق عبداللہ بن صامت صحابی نے مسجد میں اعلان سے کہا اس نے سود لیا اور کھایا وہ دوزخ میں لگے ملک ہے۔
(امیر عامہ معاویہ)

۳۶۔ وہ کون ہے جس بدعت ازلی ابدی نے مغیرہ بن شعبہ کا غلام لولو کو خرید کر اس سے حضرت عمر کو قتل کرایا۔ مجمع البحرین طبع محمدی پریس دیوبند۔ (امیر عامہ معاویہ)

۳۷۔ وہ کون ہے جسکے معتقد پیشوا مسلم بن عقبہ مری اور اسکے اپنے فرزند یزید نے کہا سب جھوٹ ہے یہ فرشتہ آیا نہ وحی ہوئی۔
(امیر عامہ معاویہ)

۳۸۔ وہ کون ہے یہ نفع ایمان والا جسکے زانی کافر باپ نے عثمان غنی سے کہا یزیدی باد شاہست ہے میں نہیں جانتا ما شاہنت دوزخ۔ استیعاب ج ۲ ص ۴۸۹۔ (امیر عامہ معاویہ)

۳۹۔ وہ کون ہے جسکے مشہور و معروف ذاتی منافق باپ کو جب سے اسلام میں آیا منافقین کا ماوا ملجا اور جاہلیت میں زندگی تھا۔ استیعاب ج ۲ ص ۴۸۹۔ (امیر عامہ معاویہ)

۴۰۔ وہ کون ہے جس یافئی بغاوت ظلم و بدعت مبتدعہ کے دور حکومت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ضحاک ضحاک مصائب فتنہ و فساد قرار دیا۔

خصائص کبریٰ طبع حیدر آباد ص ۲ ص ۱۱۴۔ (امیر عامہ معاویہ)

۴۱۔ وہ کون ہے جس کی باغی باطل ظالم سرایا فتنہ فساد حکومت کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملکا عصفو صناد درندہ شاہی فرمایا خصائص کبریٰ طبع بیروت ج ۲ ص ۱۱۴۔ (امیر عامہ معاویہ)

۴۲۔ وہ کون ہے جس نے مرتے دم تک غیر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب معرکوں کے بارے لینے کی بسر کردی مسلم بن عقبہ سب حراموں کو حلال جانے و ماننے والے صرک کافر بیٹے یزید کو حرم مکہ حرم مدینہ کو عمارت و تباہ کر نیکی وصیت کی (جذب القلوب) ص ۱۱۴۔ (امیر عامہ معاویہ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔

۴۳۔ وہ کون ہے جس نے اپنے قطعی کافر بیٹے یزید کو حرمین شریفین کی تباہی کا شرع حکم بطور وصیت دیا اور اسمیں اس منافق مسلم بن عقبہ کو اپنا سب سے بڑھک مدبر و معتقد کہا۔

۴۴۔ وہ کون ہے جس میں ہزار و چوبیسوا سب کفر و فساد پلٹے جانے کے باوجود

اسکے کمال حلال ملائے اللہ رسول سے بیگانے بن کر اسے صحابی بنانے اور امیر رضی اللہ عنہ پڑھنے پڑھانے پر بضد ہیں۔ (امیر عامہ معاویہ)

۵۵۔ وہ کون ہے جسے بغاوت پرست ملافوں نے محض باطل طور پر مجتہد بنا رکھا ہے۔ محقق علماء و مشائخ نے تصریح کی کہ وہ درجہ اجتہاد تک نہ پہنچے تھے۔ (امیر عامہ معاویہ)

۵۶۔ وہ کون ہے جسکے اجتہاد کی فکر براہ راست خلیفہ راشد سے ہوئی حالانکہ ایسا اجتہاد قطعاً بغاوت اور کفر تک پہنچنے والا ہے جیسا ابلیس کا اجتہاد خلیفہ سے ہوا۔ (امیر عامہ معاویہ)

۵۷۔ وہ کون ہے جس نے بھونڈے اجتہاد سے دھوکہ کھانے کی تین رکعت کو ایک بنالیا اور عبادت و اطاعت کے دو حصے برباد کر دیئے غاری شریف۔ (امیر عامہ معاویہ)

۵۸۔ وہ کون ہے جسکے ایک دتر کے معاملہ میں اجتہاد کو ملا خط کر کے ابن عباسؓ نے اسے گدھا کہا۔ طحاوی فیض الباری۔ (امیر عامہ معاویہ)

۵۹۔ وہ کون ہے جسے اجتہاد کے بغاوت کی اور خلیفہ راشد سے ۹۹ جنگ باغیانہ کئے ایک لاکھ ستر ہزار مومن حافظ قرآن و سنت قتل کئے ابو بکر صدیقؓ کی اولاد کو گدھے کی کھال میں رکھ کر جلادیا۔ مشکوٰۃ ص ۱۱۱۔ (امیر عامہ معاویہ)

۶۰۔ وہ کون ہے جسے حنفی تفسیر احکام القرآن نے آئمتہ الکفر سے لکھا اسکے باپ کا۔ اسکے گروہ کو کہا۔ مَن لَّمْ يَتَّقِ قَلْبُهُ لَمْ يَكُنْ الْفَكْرُ وَهْ کہ جن کے دل کو اللہ نے کفر سے پاک نہ کیا۔ (امیر عامہ معاویہ)

۶۱۔ وہ کون صاحب ہے جو اللہ رسول کے حکم دین و ایمان سے بغاوت کی بنا پر دین ایمان سے خارج ہوا اور ملت میں تفرقہ کا موجب بنا۔ (امیر عامہ معاویہ)

۶۲۔ وہ کون صاحب ہیں جو ملت سے پہلے باغی ہیں اگر مسلمان انکے متعلق غلط فہمی نہ کر کے انہیں ملت سے پہلا باغی جانیں تو تفرقہ نہ رہے۔ (امیر عامہ معاویہ)

علماء مشائخ دانشور اور حکام متعلقہ کا فرض ہے۔ اس تحریک بغاوت و

فساد کو بلا تاخیر ختم کر نیکابند و بست کریں۔ ورنہ پھر نہ کوئی کہے خبر نہ ہوئی

اعلام عام :- ان علماء معتقدین کی جانب سے دس سال تک جو عالم عرب و عجم سے انہ دلائل کا حوالہ بحوالہ رد جواب کرے مبلغ دس ہزار روپیہ پاکستانی انعام کا مستحق ہے جو نہ رد کر سکے نہ جواب دے سکے پھر بھی بغاوت ظالموں بدکاروں غلاموں کو صحابہ کرام میں رکھ کر انیر رضی اللہ عنہ سے نہ شرمائے نہ باز آئے تو اسے ہر ہندی جاہل گمراہ اور اس کے ادرباب من دون اللہ پر دس ہزار برس تک روزانہ بیچ شام وہ جو اللہ نے اس سے پہلے خلیفہ سے باغی پر خود مقرر رکھی ان

یوم الدين والسلام على من اتبع الهدى من العالمين ہم معلم و مقصور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان تمام آں و اصحاب پر قربان ہیں جن میں کوئی باغی نہ سود خور نہ شرابی نہ ناصی نہ خارجی نہ ظالم نہ کافر نہ فاسق نہ منافق نہ زندیق نہ مرتد نہ گمراہ نہ زہیم بلکہ خواہیں مومن ہر شیرو خوبی والے ساتھیوں اولادوں بن امیہا جرین و الانصار والدین اتبعوا ہم باحسان رضی اللہ عنہم و رطہ عنہ۔ و اعد لهم جنت تجری تحتها الانہار خالدین فیہا ابدًا ذالک الفور العظیم ۱۱۰ توبہ آیت ۱۰ اور انہی کی پیروی اور اقتداء کا حکم ہے۔ اولئک الذین ہدی اللہ فبصد اہم اقتدہا۔ ملک میں باغیانہ فساد کی جذبات کے عامانہ دفاع کا مواد اور ذخیرہ جن جمیدہ علماء و مشائخ و فضلاء سے سوالات کے جوابات حاصل ہوئے۔

۱۔ اعلم حضرت علامہ ابوالحسنات قدسی فاروقی مضاف مجمع البحرین محمدی پریس دیوبند انڈیا۔

۲۔ اعلم حضرت علامہ مولانا محمد اکرام صاحب خطیب جامع کلچر شریف ضلع سہارنپور انڈیا۔

۳۔ اعلم حضرت علامہ شیخ الحدیث حافظ بلخ شیر حنفی قادری چشتی نقشبندی سہروردی لاحوت لامکانی۔

- (۴) حضرت علامہ مولانا مفتی افضال الہی صاحب خطیب دربار محبت فقیر خیرین پور
(۵) حضرت الشیخ علامہ نظام الدین کیال شریف نزدشار و احال آزاد کشمیر
(۶) حضرت صاحبزادہ عبدالرؤف صاحب سجادہ نشین درگاہ امیر خیرین انڈیا
(۷) حضرت علامہ سید محمد حسین شاہ بخاری نقوی مصنف کتب مشہدہ اسلامیہ
(۸) حضرت علامہ محمد عبدالکریم کوری رئیس المدین والافتاء بغداد شریف عراق
(۹) علامہ محمد فاضل قادری آزاد کشمیر خادم علماء و مشائخ
(۱۰) خادم العلماء و مشائخ سید ابوالحبوب سکندر شاہ حنفی قادری
(۱۱) حضرت علامہ الدھر عبدالغنیوم خادم علماء مشائخ اہلسنت پاکستان
(۱۲) یہ جوابات علی مقدمہ کتابوں سے ہم نے دیئے۔ خادم ملت پنج کشمیر مفتی عبدالرحیم
حضرت علامہ سید محمد حسین شاہ سبحانی نقوی۔

مولوی عبدالرحیم دیوبندی کے باسطحہ سوالات

سوال نمبر (۱)

وہ کون ہے جس نے دو خلیفہ راشد سے بغاوت کی ادران کو شہید کیا۔
جواب: اس کا جواب ائمہ سوالات کے ضمن میں آیا ہے اور تحفہ جعفریہ جلد ۵ ص ۲۲ پر بھی موجود ہے۔

سوال نمبر (۲)

وہ کون ہے جس نے خلیفہ راشد سے دھوکہ فریب فساد دل میں
رکھ کر صلح کی۔ مگر اسلام میں اس کی صلح برفساد اور غیر مشروع ہے؟
جواب:

خلیفہ راشد سے مراد اس دیوبندی رافضی کی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مراد
امام حسن رضی اللہ عنہ ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس نے ان کی شہادت
کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ یہ الزام بالکل بے بنیاد اور بے اصل ہے۔ درحقیقت
علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والا خود ان کا نام لیا اور ارادت مند

عبدالرحمن بن ملجم ہے۔ جس کا مہارت ثبوت شیعہ سنی کتب میں موجود ہے۔ ہماری
تصنیف و شیعہ مذہب میں بھی اس بارے میں حوالہ جات مذکور ہیں۔ امام حسن
رضی اللہ عنہ کی شہادت کے متعلق کامل ابن اثیر کا ایک حوالہ ہی معترض کے لیکن
ہے۔ امام حسین نے جب اپنے برادر بزرگ امام حسن رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ
زہر دینے والے کا نام بتا دیں۔ تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مجھے علم نہیں
یہ عبارت درتحفہ جعفریہ جلد ۵ ص ۲۱۴ تا ۲۱۵ پر بالتفصیل موجود ہے۔
جب خود جن کو زہر دیا گیا۔ انہیں معلوم نہیں۔ کہ کس نے زہر دیا۔ یا معلوم تھا
لیکن نہ بتایا۔ تو عبدالرحیم ایڈیٹر برادرز کو کہاں سے شیطانی الہام ہوا۔ کہ زہر دینے
والے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ لہذا معلوم ہوا کہ مذکورہ اعتراض من گھڑت اور
لغو محض ہے۔

سوال نمبر (۳)

وہ کون ہے جس کی منافقانہ صلح کو زبان رسالت نے ناروا فرمایا معاویہ
نے خلیفہ راشد امام حسن سے منافقانہ صلح کی اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ هَذِهِ عَلَى دُخَانٍ۔ صلح اسلام میں جائز ہے۔ سوائے
اس کے کہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرانے کا موجب ہے۔ ایسا کس نے کیا۔؟

جواب:

عبدالرحیم رافضی نے بڑی چالاک اور تیرا بازی سے درہم حقہ علی دُخَانٍ
کے مفہوم کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر چسپاں کرنے کی ناپاک جرات
کی۔ یہ الفاظ بخاری شریف میں ہیں۔ اور وہاں اسے مطلقاً عام لوگوں کے
لیے علامات قیامت کے ضمن میں لکھا گیا۔ یعنی قیامت کی ایک علامت
یہ ہوگی کہ کچھ لوگ فساد پر صلح کریں گے۔ جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق خود شیعہ کتب میں امام حسن رضی اللہ عنہ کا کلام کو جو دسبہ فرمایا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہم سے کوئی بدعہدی نہیں کی۔
الاخبار الطوال

مؤرخین کہتے ہیں کہ امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ کی پوری زندگی میں اپنے بارے میں کوئی برائی نہ دیکھی۔ اور نہ ہی کسی قسم کی خلاف طبع بات دیکھی۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے کی گئی کسی شرط کو ختم نہ کیا۔ اور نہ ہی اچھے سلوک کو ان سے جدا کیا۔ (اخبار الطوال ص ۱۲۲۵) اس کی مزید تفصیل ہماری کتاب ”تحفہ جعفریہ جلد پنجم ص ۱۹۷ تا ۲۰۰“ پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

سوال نمبر (۳)

وہ کون ہے جس نے اللہ و رسول کے فرمان سے باغی بن کر خلافتِ اشورہ سے بغاوت کی؟

سوالی نمبر (۵)

وہ کون ہے جس کو علماء و مشائخ اہل سنت نے اسلام کا پہلا باغی کہا ہے؟

سوالی نمبر (۶)

وہ کون ہے جس نے اللہ و رسول سے باغی ہو کر دو خلیفوں سے بغاوت و خروج کیا۔ اور شرع عقائد نسفی نے اسے باغی کہا؟

سوالی نمبر (۷)

وہ کون ہے جس کو سعد الدین تفتازانی نے شرح مقاصد میں اسلام کا پہلا باغی خارجی کہا؟

جواب

ان چاروں سوالات کا حاصل ایک ہی ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

اسلام کے پہلے باغی ہیں۔ اور علماء و مشائخ اہل سنت نے انہیں اولی باغی ہونے کی تصریح کی ہے۔ ہم اس بات کا جواب ”دشمنان امیر معاویہ کا علمی محاسبہ“ کی جلد دوم ص ۱۹۷ میں تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔ یہ اعتراضات دراصل ”محدث ہزاروی“ کی پیداوار ہیں۔ اور اس کے چہیتے تخت جگر عبدالرحیم نے بھی وراثت میں حاصل کیے۔ دونوں نے لفظ ”باغی“ سے من پسند معنی یعنی ”کافر“ لے کر دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ اور خباثتِ باطنی کا اظہار کیا۔ ہماری کتاب مذکورہ کی جلد دوم میں لفظ ”باغی“ سے یہاں علماء اہل سنت نے کیا مراد دیا وہ بیان کیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پہلی بغاوت کی جس کا اجتہاد سے تعلق ہے۔ یعنی پہلی اجتہادی بغاوت کی پہل کی۔ اس بارے میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

تہج البلاغۃ

امیر معاویہ کا اور میر اب ایک، بنی ایک اور اسلام کی طرف دعوت دینا ایک ہے۔ اور نہ ہم دعوے کرتے ہیں۔ اللہ کے ساتھ ایمان لانے میں ان سے زیادتی کا اور نہ ہی نبی کی تصدیق میں زیادتی کا دعوے کرتے ہیں۔ اور نہ ہی وہ ہم پر زیادتی کا دعوے کرتے ہیں۔ البتہ اَلَا مَرَوْا حَسْبَ الْاِمَامَاتِ اَجَعَلْنَا خِيَارَ مَن دَمِ عَثْمَانَ وَفَجَحْنٍ مِّنْهُ بَرَاءً لِّمَن لَّمْ يَمْسَسْ يَدًا فِيْهِمْ اَخْلَافَ مَرْتِ خُونِ عَثْمَانَ میں ہے۔ حالانکہ ہم اس سے بری ہیں۔ (فتح البلاغہ مکتوب نبرہ کتبہ الی اہل الانصار)

قارئین کرام! امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جن سے اختلاف ہے۔ وہ انہیں مسلمان اور صحابی سمجھتے ہیں۔ اور یہ چودہویں صدی کے باغی امیر معاویہ کو

و جہاں منافق اور کافر تک کہنے سے نہیں چرکتے۔ دراصل یہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بھی دشمن ہیں۔ آج نہیں تو کل انہیں سمجھا جائے گی کہ ایک صحابی رسول اور کاتب وحی کے بارے میں ہم نے جو تجاویز کیے اور دین دنیا پر یاد کر بیٹھے کاٹھن ہم ایسا نہ کرتے۔ میں بارہا پیر کیلانی سید باقر علی شاہ صاحب کے خواب کا تذکرہ کر چکا ہوں۔ ان سے امیر معاویہ کی شان میں لغزشیں ہوتی۔ رات خواب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ امیر معاویہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ آپ فرماتے ہیں۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ناراضگی میں مجھے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا۔ جھگڑا میرا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا اس میں تمہیں دخل دینے کا کیا حق ہے۔ میں جب اس واقعہ پر غور کرتا ہوں کہ اگر لغزش پر مطلع کرنا تھا تو اکیلے علی المرتضیٰ ہی خواب میں مطلع فرما دیتے۔ لیکن خواب میں تینوں حضرات کا نظر آتا دراصل اس طرف اشارہ تھا کہ میری اور امیر معاویہ کی کوئی ذاتی دشمنی نہ تھی۔ ورنہ ہم دونوں اکٹھے کھڑے نہ ہوتے۔ اور دوسری بات یہ کہ جس طرح مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر ہے۔ اسی طرح امیر معاویہ بھی دیکھ لو حضور کے صحابی ہیں۔ ہماری لطافت صرف ایک اجتہادی خطا کی وجہ سے ہوئی تھی۔ ورنہ کوئی ذاتی عناد اور دشمنی نہ تھی۔ اس لیے لطافت ہونے کے باوجود ہم دونوں کا تعلق سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جوں کا توں ہے۔ اور یہ بھی سمجھنا تھا کہ ہم دونوں ایک ہی ہیں۔ تو ہم میں سے کسی سے عداوت اور بغیر کھنے والا دوسرا ہرگز دوست نہیں ہو سکتا۔ لہذا امیر معاویہ کو دکھ ہے اس لیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ پہنچتا ہے۔ صاحب خواب فرماتے ہیں۔ اس لغزش کی وجہ سے ہمیں ازرو حانی فیض اس وقت تک بند رہا جب تک علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی دیانت نہ ہوئی۔ مبادرت کے بعد پھر ترقی شروع ہو گئی۔ نیز فرمایا کرتے ہیں کہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کا دم بھرنے والا کبھی بھی اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا۔ اور یہ مشاہدہ کی بات ہے۔

باقی رہا عبدالرحیم دیوبندی کا یہ کہنا کہ علماء و مشائخ اہل سنت نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ یہ کہا۔ تو ہم دریافت کرنے میں حق بجانب ہیں کہ اگر تمہاری مراد ان علماء و مشائخ سے وہ ہیں جو تمہارے محکمہ اور محدث ہزاروی کے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو ایسے علماء مشائخ اللہ رسول کے حکم کے مخالفت اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمن ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔ اور اگر مراد ائمہ اربعہ اور ان کے تبعین ہیں۔ اور وہ حضرات کہ جن کی علیت اور مشائخیت پر امت کا اجماع و اتفاق ہے۔ تو یہ تمہارا بہت بڑا بہتان ہے۔ کیونکہ دور قریب کے ایک عظیم عالم اور شیخ اور ولی کامل علامہ امام یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب دو ضوابط الحق کے صفحہ ۴۲ سے ۴۹ تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں امت کے عظیم دینی و روحانی پیشواؤں کا ہر عقیدہ پیش کیے ہیں۔ مثلاً امام طحاوی، غزالی، قاضی عیاض، غوث پاک، شیخ سہروردی، امام نووی، امام ابن ہمام، امام شعرانی اور ابن جریر رحمۃ اللہ علیہم جہین۔ جن کا ذکر کرنا باعث طوالت ہے۔ ہم نے ان ائمہ حضرات کی کچھ عبارات اپنی کتاب دو دشمنان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی محاسبہ کی جلد اول باب اول میں درج کی ہیں۔ وہاں ملاحظہ کر لی جائیں ان ائمہ و مشائخ کے نظریات سے ہٹ کر نظریہ قائم کرنا دو منقہ شدہ شد فی الثار کے مصداق ہے۔ لہذا عبدالرحیم دیوبندی خود اپنے بارے میں کچھ فیصلہ کرے کہ وہ اپنی تحقیق کے بل بوتے پر کہہ جا رہا ہے؟

سوال نمبر (۸)

وہ کون ہے۔ جسے محقق علماء اسلام نے مشہور و معروف کتاب مجمع البحرین

میں لکھا ہرگز ہرگز صحابی نہیں؟

جواب:

”مجمع البحرین“ کا مصنف جسے عبدالرحیم دیوبندی نے محقق اسلام کہا ہے یہ کون ہے۔؟ اور کس مکتبہ فکر سے تعلق رکھتا ہے؟ اس کا تعارف خود اس کی الفاظ سے آخر میں یوں درج ہے۔ ”ابوالحسنات قدسی فاروقی مصنف، مجمع البحرین محمدیہ پریس دیوبند انڈیا“ اس محقق اسلام کا نام ہم نے پہلی مرتبہ سنا ہے۔ اور یہ یقیناً عبدالرحیم کی طرح رافضی محقق ہے۔ اور اس کا پیشوا نظر آتا ہے۔ جس کا اہل بیت سے کوئی تعلق نہیں۔ جس طرح عبدالرحیم جو اپنے آپ کو دیوبندی مفتی کہلاتا ہے۔ کا اہل سنت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر ان دونوں کا اہل سنت سے تعلق ہوتا۔ تو سب سے پہلے ان کی نظر احادیث نبویہ پر پڑتی۔ اور دیکھتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا تعریفیں کیں فرماتے ہیں۔ اور پھر آثار صحابہ اور تابعین کرام کے ارشادات دیکھے جاتے۔ لیکن جب آنکھوں پر عداوت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عینک چڑھالی ہو۔ تو پھر ان کے اوصاف کہاں نظر آئیں گے۔ ”الاستیعاب“ میں سے جیسا کہ اگلے صفحات پر آ رہا ہے کہ اس رافضی کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر نظر پڑ گئی۔ لیکن فضائل و مناقب والی احادیث سے آنکھیں موند لیں۔ کتاب مذکور سے ایک حدیث ملاحظہ ہو۔

الاستیعاب:

عن الحارث بن زیاد عن ابی اہرم السماعی
انہ سَمِعَ عَرَبًا مِنْ بَنِي سَارِيَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

اللَّهُمَّ عَلِّمْ مَعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَ
قِيَّةَ الْعَدَاةِ۔

والا استیعاب جلد سوم ص ۲۰۱ بر حاشیہ الاصابہ
حرف میم قسم اول بیروت

ترجمہ: عراض بن ساریہ صحابی رسول کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کو یہ دعا کہتے سنا۔ اے اللہ! معاویہ کو کتاب و حساب
سکھا۔ اور عذاب سے بچا۔

گویا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے جناب رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ اگر دنیا میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے
کوئی خطا، سرزد ہو گئی ہو تو اے اللہ! اسے معاف فرما دینا۔ اور انہیں عذاب
دوزخ سے رہائی عطا فرما کر جنت میں داخل فرمانا۔ بخاری شریف سے ایک
روایت بھی ملاحظہ فرمائیں۔

بخاری شریف:

عن ابن ابي مليكة قال اَوْشَرُ مَعَاوِيَةَ بَعْدَ
الْيَشَاءِ بِرَكْعَةٍ وَعِشْرَةِ مَوَالٍ لِابْنِ عَبَّاسٍ
فَاتَى ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ دَعَاهُ فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ..... حَدَّثَنَا
ابن ابي مليكة قِيلَ لِبْنِ عَبَّاسٍ هَلْ لَكَ فِي
أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مَعَاوِيَةَ فَإِنَّهُ مَا أَوْشَرَ إِلَّا
بِوَاحِدَةٍ قَالَ أَصَابَ إِنَّهُ حَقِيقَةٌ۔ بخاری شریف
جلد اول ص ۵۳۱ پارہ ۱۱ ذکر معاویہ رضی اللہ عنہ۔

ترجمہ:

ابن ابی لیکہ روایت کرتے ہیں۔ کہ عشاء کے بعد امیر معاویہ نے ایک رکعت وتر پڑھا۔ اس وقت حضرت عبداللہ بن عباس کے ایک آزاد کردہ غلام (ابن کریم) وہاں موجود تھے۔ وہ ابن عباس کے پاس آئے۔ اور واقعہ بیان کیا۔ اس پر ابن عباس نے فرمایا۔ ان پر اعتراض نہ کرو۔ چھوڑ دو۔ کیونکہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا شرف حاصل ہے۔..... ہمیں ابن ابی لیکہ نے کہا۔ کہ حضرت ابن عباس کو کہا گیا۔ کہ امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صرف ایک رکعت وتر ادا کیا ہے۔ کیا تم اس بارے میں کچھ ان کے متعلق کہنا چاہو گے؟ فرمایا۔ انہوں نے جو کیا ٹھیک کیا ہے۔ وہ فقیہ ہیں۔

ان دو عدد وحوالہ بات سے معلوم ہوا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے قرآن کے علم کے حصول کی دعا فرمائی۔ دوزخ سے بچانے کی اللہ سے درخواست کی۔ کیا کسی کا فریاد نافی کے بارے میں اللہ کا رسول ایسی دعا کیا کرتا ہے؟ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر الزام دھرنے والا درحقیقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھانے کی باتیں کرتا ہے۔ جس کا انجام وہ خود سمجھے۔ پھر جبرالامت رأس الفقہاء من الصحابة حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جن کی مصابیت، نقاہت اور اصابت راستے کی دو لوک انداز گواہی دیں۔ ان کے صحابی ہونے کا انکار کرنے والے عبدالرحیم، محدث ہزاروی اینڈ کمپنی ایسے اولی بدبختوں کی کون سننے گا۔ کہاں پڑی اور کہاں پڑی کا شور یہ اسی حکم سے تعلق ہے۔

جمع البحرین کے مصنف کا جسے بڑے طعناق سے ”محقق اسلام“ لکھا گیا۔ یہ سب لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے تلمیذ کی ہم سری بھی نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی اس قابل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان گمراہوں کی گمراہی اور مائدوں کے حمد سے ہم سب مسلمانوں کو محفوظ رکھے آمین۔

سوال نمبر (۹)

وہ کون ہے جسے محمدی پریس میں بھی کتاب مرآة المتقین نے لکھا کہ وہ غلیفہ صحابی اور نہ مہاجر ہے؟

جواب:

اولی بدبختی کا اندازہ کریں۔ کہ وہ محمدی پریس، میں کسی کتاب کا چھپ جانے کا کتاب کی صداقت کی دلیل ہے۔ اور پھر مرآة المتقین کتاب کا نام لکھا۔ نہ معلوم اس کا مصنف کون ہے۔ کس مکتبہ فکر سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا مضمر نمبر کیا ہے جس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے صحابی، غلیفہ اور مہاجر ہونے کی نفی موجود ہے؟ چروں کی طرح بے نام و نشان بات کر کے اُسے اُن حضرات کے مقابلہ میں پیش کرنا جن کی شہیت مسلم اور جن کی علمیت پر دنیا کے اسلام متفق ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وہی ہیں۔ جنہوں نے اپنی بخاری شریف میں ہر حدیث درج کرنے سے قبل روئے رسول پر استخارہ کیا۔ اور پھر اس سے جو ایک حدیث ہم کو مشہور ہوئی۔ پیش کر چکے ہیں۔ اُن کی طرف سے مروی ہے۔ جو صحابی رسول، فقیہ اور مجتہد ہیں۔ اب غور طلب امر یہ ہے۔ کہ ایک طرف بخاری شریف اور دوسری طرف ”مرآة المتقین“ ایک طرف حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دوسری طرف ”ابراہیم الحنات قدسی غاروقی“ اس تقابل سے ہر ذی شعور یہی فیصلہ کرے گا۔ کہ بخاری شریف اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول

ہی معتبر ہے۔ لیکن کیا کیا جانے۔ کہ عبدالرحیم دیوبندی رافضی کو بخاری شریف کا نام کب گوارا ہے۔ اُسے اپنے جیسے دجال اور کذاب اچھے لگتے ہیں۔

کند ہم جنس باہم جنس پر داز

کبوتر با کبوتر راز با راز

سوال فیروز (۱۰)

وہ کون ہے جو سورہ فتح کی صحابہ کی تین تعریفوں میں نہیں آئے؟

جواب اول،

صحابی کی تعریف اجماع امت کے مطابق یہ ہے، جس نے ایمان کو حالت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہو اور اسلام پر ہی اس کا حال ہوا ہو، اس تعریف کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کامل صحابی ہیں۔ کیونکہ آپ نے ایمان بھی قبول کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی نصیب ہوئی۔ اور ایمان پر ہی انتقال فرمایا۔ ان اوصاف پر کتب احادیث اور کتب سیرت بھری پڑی ہیں۔ ایمان لانے کے ساتھ آپ کو وحی کی کتابت کی ذمہ داری بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سپرد کی تھی۔ بلکہ علامہ ابن جریر کی ”تہذیب الجنان“ میں ص ۱۲ پر لکھا ہے ”وہ صاحب ستر معاویہ بن سفیان۔“

فَمَنْ أَحْبَبَهُمْ فَقَدْ نَجَى وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَقَدْ هَلَكَ یعنی حدیث پاک میں آیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں میں سے گیارہ آدمی یہ بھی ہیں۔ عبدالرحمن بن عوف، ابو عبیدہ بن جراح، طلحہ، زبیر و سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید، چاروں خلفاء راشدین اور آخر میں فرمایا۔ میرا زادان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بنی سفیان۔ جس نے ان سے محبت کی وہ نجات پا گیا۔ اور جس نے ان سے نفرت رکھا وہ ہلاک ہوا۔ ابن جریر کی رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ کو اپنا راز دان کیوں بنایا؟ کہ کون کون سے احکام کے راز دان تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترنے والے احکام کے راز دان تھے۔

اب جبکہ صحابی کی تعریف اس سے زیادہ فضیلت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بارگاہ رسالت سے حاصل ہے۔ تو پھر عبدالرحیم دینور کا سرے سے ان کی صحابیت کا انکار کرنا۔ اور صحابی کی تعریف سے انہیں خالی قرار دینا کون تسلیم کرے گا۔ ہم نے صحابی کی جو تعریف ذکر کی ہے۔ وہ امت کے علماء کی متفقہ ہے۔ لیکن اس کے مقابل میں عبدالرحیم دیوبندی رافضی نے صحابی کی اپنی طرف تین تعریفات وضع کیں۔ اور پھر ان کی وجہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو وہ صحابیت سے لٹکانے کے لیے بہت بڑا دھوکا دینے کی کوشش کی۔ یہ اس کی یا تو انتہائی حماقت و جہالت ہے۔ یا پھر بہت بڑی ہکاری حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ صحابی کی تین تعریفیں کسی نے نہیں کیں۔ اور نہ ہی سورہ فتح میں صحابی کی تعریفوں کا ذکر ہے۔ ان سورہ فتح کے آخری کتب میں صحابہ کرام کی تین صفات اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمائیں۔

۱۔ اَشِدَّ اَمْرًا عَلٰی الْكَفَّارِ ۲۔ رَحِمًا مَّاءً بَيْنَهُمْ ۳۔ تَزَكَّاهُمْ یعنی کفار کے لیے بڑے سخت آپس میں نہایت نرم دل اور بکثرت نماز سے اللہ تعالیٰ کا فضل و رضا پانے والے ہیں۔ ان تین صفات کو صحابی کی تین تعریفیں قرار دینا کوئی جاہل بھی اسے نہ کرے گا۔ اگر عبدالرحیم رافضی ان صفات کو تعریفات سمجھتا ہے۔ تو پھر اس جاہل کو جب صفت اور تعریف کا فرق ہی معلوم نہیں تو

اس کے الزامات و سوالات کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ وہ کیا وقت رکھتے ہوں گے۔ اگر بغیر حق مجال ان صفات کو تعریفیات ہی سمجھ لیا جائے تو پھر اسی سورت میں اور بھی صحابہ کرام کی صفات آئی ہیں بِشَلَا لِرَبِّكَ الْذِّمِّنَ یُنَبِّئُكَ اَتَمَّ مَا یَحْضُرُونَ اللہ الخ بے شک جن لوگوں نے آپ سے بیعت کی۔ انہوں نے یقیناً اللہ تعالیٰ سے بیعت کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کا شرف جو اللہ نے اپنی بیعت سے تعبیر فرمایا۔ صحابہ کرام کو یہ صفت صلح حدیبیہ کے موقع پر عطا ہوئی۔ اور جو اس واقعہ میں شریک نہ تھے یا بعد میں مشرف یا سلام ہوئے۔ وہ اس صفت سے محروم رہے۔ لہذا ان میں سے کسی کو اس صفت سے محرومی کی بنا پر دو صحابی.. کہنا درست نہ ہوگا۔ حالانکہ ہزاروں صحابہ کرام اس صفت کے بغیر بھی صحابی ہوئے۔ جن پر قرآن گواہ ہے۔ فتح مکہ کے دن اتنا ہجوم تھا۔ جو مشرف باسلام ہونا چاہتے تھے جن کے بارے میں قرآن کریم نے فرمایا۔ اِذْ اَجَابَهُمْ فَاسَرَّ اللہُ وَ الْفَتْحُ وَ لَکَ الْاِثْمُ مَنِ یَدْعُ لِحُلُوْنِیْ فِیْ دِیْنِ اللہِ اَحْوَا اِجَابَ اللہُ تَعَالٰی کی طرف سے فتح و نصرت آگئی تو ایسے لوگوں کو فوج در فوج دین میں داخل ہوتے دیکھا۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ یہودیوں نے لوگوں کو کہہ رکھا تھا۔ کہ اگر یہ قرآن پڑھے پھر ہارے۔ تو یہ حکم سے مدینہ کی طرف ہجرت کریں گے۔ پھر حکم کو فتح کریں گے یہ سب باتیں ہماری کتابوں میں درج ہیں۔ لوگوں نے ان کی پیش گوئی یاد رکھی ہوئی تھی۔ اور آپ کی صداقت کے بارے میں اس کے پورا ہونے کے منتظر تھے جو انہی مکہ فتح ہوا۔ تو لوگوں کا ٹٹا ٹھٹھ مارنا سمندر حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ وہ سب صحابی بن گئے۔ اگر سورہ فتح میں مذکور صفات کو صحابی کی تعریف قرار دیا جائے۔ تو اتنی بڑی تعداد صحابیت سے محروم ہو جائے گی۔ اس سے آپ حضرات

کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ عبدالرحیم دیوبندی کا امیر معاویہ سے بغض و حسد نے کہیں کا نہ رہنے دیا۔ ان کی صحابیت کی انکار کے طریقہ سے ہزاروں لاکھوں صحابہ کرام کو صحابیت سے نکال دیا۔ یہ نتیجہ بغض و حسد کے علاوہ صفت اور تعریف میں فرق و امتیاز نہ کرنے کی بنا پر ہوا۔ گویا جہالت و حسد و بغض نے بے ایمان کو دیا۔ (والعیاذ باللہ)

دوم جواب:

جو کچھ اور لکھا گیا۔ وہ دراصل عبدالرحیم کی جہالت کی تصویر تھی۔ اب ہم اس طرف آتے ہیں۔ کہ کیا مذکورہ تین صفات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں موجود تھیں۔؟ ایسے واقعات و حقائق سے اس کی تحقیق پیش کریں۔

۱۔ کفار کے لیے نہایت سخت۔ جب ہم فتح قسطنطنیہ پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس صفت کے اعلیٰ موصوف نظر آتے ہیں۔ ورنہ یہ فتح حاصل نہ ہوتی۔ میری کتاب تحفہ جعفریہ جلد ۵ ص ۲۹۱ تا ۲۰۰۔

میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بہت زیادہ اصرار کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اس جنگ کی اجازت لی۔ ۲۸ھ میں یہ جنگ لڑنے کے لیے خود بنفس نفیس امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس میں شریک ہوئے۔ بخاری شریف میں آیا ہے۔ وجبت لہم

یعنی جنگ قسطنطنیہ میں شریک ہونے والے مسلمانوں کے لیے جنت واجب ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اَشَدُّ اُمَّ عَلٰی الْکُفَّارِ کی صفت بدرجہ اتم موجود تھی اور یہ کہ آپ جنتی مسلمانوں کے سپہ سالار تھے۔ علاوہ ازیں امام شعرائی نے لکھا۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگ اور دوسری جنگوں میں فتح کی

بدولت ہزاروں غیر مسلم مشرف باسلام ہوئے۔ ان کا اسلام پھر ان کی آنے والی نسلوں کا اسلام یہ سب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نامہ اعمال میں جاتا ہے۔ بہر حال اس کثیر تعداد فتوحات کے حامل شخص کو اگر کوئی بد بخت کہے۔ کہ وہ کافروں کے لیے سخت گیر نہ تھا۔ تو اس سے بڑا حق کوں ہو سکتا ہے۔

۲۔ آپس میں نہایت مہربان۔ رافضی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں اس صفت کے پائے جانے کا انکار کیا۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ تمام صحابہ کرام تو معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیار و محبت سے پیش آتے تھے۔ لیکن یہ اُن کے ساتھ سخت رویہ رکھتے تھے۔ کیا حقیقت یہی ہے گذشتہ اوراق میں آپ نے جو کچھ پڑھا۔ اُس کے پیش نظر اگر یہ بد بخت رافضی، قرآن کریم، اقوال و ارشادات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات صحابہ کرام سے تعلقات اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حسین کا امیر معاویہ کے ساتھ تعلق پر ایک نظر ڈالتا۔ تو اسے سب کچھ واضح ہو جاتا۔ رسول اللہ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ! معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہادی و مہدی بنا۔ اے اللہ! امیر معاویہ کو کتاب کا علم فرمایا۔ جہنم کی آگ سے اسے محفوظ رکھ۔ اور کتابت و وحی کی ذمہ داری کو بھی سامنے رکھا جاتا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو اپنا راز دان بنانا بھی پیش نظر رہتا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بوقت انتقال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن شریعت آنکھوں پر رکھنے کی وصیت کرتا اور چادر مبارک میں کفن اپنے کی وصیت یہ سب باتیں اس رافضی کے پیش نظر ہوتیں۔ تو ”رجاء بینہم“ کا قطعاً انکار نہ کرنا۔ یہ باتیں اور یہ وصیتیں دو دشمن باہم نہیں کیا کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ میرے سسرال کو برا مت کہو۔ کیا امیر معاویہ سسرال رسول سے باہر ہیں؟ کیا آپ کی زوجہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

امیر معاویہ کی حقیقی بہن نہیں؟ ادھر اس رافضی کی بکواس اور ادھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہذا معلوم ہوا کہ امیر معاویہ میں ”رجاء بینہم“ کی صفت کامل اور کم فوریہ بھی موجود تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ اجتہادی خطا کی وجہ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگ فرور ہوئی۔ لیکن یہ جنگ ”رجاء بینہم“ کے خلاف نہیں ہے۔ اگر واقعی یہ جنگ بغاوت تھی۔ تو دونوں طرف کے مقتولین کو حضرت علی المرتضیٰ شہید کیوں فرماتے؟ شیعہ سنی دونوں مکتبہ فکر کی کتب میں موجود ہے۔ کہ علی المرتضیٰ کی شہادت کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر سن کر انسو بہا یا کرتے تھے اور اوصاف بیان کرنے والوں کو انعام دیا کرتے تھے۔ اور پوچھتے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایسے ہی تھے جیسا کہ تم نے ان کی صفات بیان کیں۔ جیسا کہ امامی مدوق ص ۳۷۱۔ المجلس الحادی والتسعون وغیرہ کتب اہل سنت میں بھی موجود ہے۔ باقی رہی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد کو تحفہ جعفریہ جلد پنجم ص ۲۰۰ میں اس کی وضاحت تفصیل مذکور ہے۔ کہ حسین کریمین نے فرمایا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہم سے جتنے وعدے کیے۔ ان کو ایفا فرمایا اور خود انصیوں کی کتابوں میں مذکور ہے۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سونے کے ہر سال دس ہزار دینار بطور نذرانہ امام حسین کو پیش کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ہر قسم کے میوہ جات اور اجناس خوردنی بھی دیا کرتے تھے۔ مقتل ابی مخنف ص ۵ پر یہ مذکور ہے۔ ان تمام باتوں سے قطع نظر صرف یہ ایک بات ہی دیکھی جائے۔ کہ حسین کریمین نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بے حد رغبت بیعت کی۔ اور تادم آخراں پر قائم رہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ حسین کریمین ایسے شخص کی بیعت کریں۔ جو فاسق و فاجر نہیں بلکہ سرے سے مسلمان ہی نہیں؟ یہی امام حسین رضی اللہ عنہ کے کربلا کے میدان میں سب کچھ قربان کر دیا۔ لیکن یزید کی بیعت پر رافضی نہ ہوئے

کیونکہ انہیں اپنے والد ماجد کی یہ آخری وصیت یاد تھی۔ وَأَمْرُوا بِالْمَعْرُوفِ
وَأَنْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ کو باقی سے مت چھوڑنا۔ اگر تم نے اس پر عمل نہ کیا۔
تو تم پر ایسے ظالم حاکم مسلط ہو جائیں گے۔ کہ تم دعا کرو گے۔ مگر وہ قبول نہ ہوگی۔
بخاری ابلاغہ

قارئین کرام! حسنین کریمین نے امیر بالمعروف پر عمل کرتے ہوئے حضرت
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امت کا خیر خواہ حقیقی مسلمان سمجھا تھا۔ تو بیعت کی تھی۔ غلامِ کلام
یہ کہ عبدالرحیم رافضی بے چارے کو صحابی کی تعریف ہی سمجھ نہ آئی۔ اور صفت
کو تعریف سمجھ بیٹھا۔ علاوہ انہیں اس نے جن صفات کو صحابی کی تعریف
قرار دے کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مصیبت سے نکالنے کے لیے قہر
کیا۔ اس میں بھی اس نے بددیانتی کا خوب مظاہرہ کیا۔ اور اسے واضح نہ کیا۔ بلکہ
گول بول کر گیا۔ یہ اس لیے تاکہ اہل عقل و فرداس پر غرور نہ کر سکیں۔ اور اس کی حقیقت
کو نہ پہچان سکیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جن صفات کا اس رافضی نے امیر معاویہ
میں موجود ہونے کا انکار کیا۔ وہ اُن میں کامل طور پر موجود تھیں۔ رہا رضی اللہ عنہ
کا معاملہ تو قرآن کریم نے ارشاد فرمایا۔ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ
رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ۔ چل رکوع ۲۱) وہ لوگ جن کا نام اولین
مہاجر و انصار میں نہیں آتا۔ لیکن انہوں نے ان کی اتباع کی۔ تو ان سب سے
اللہ راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حضرت
علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اقوال حسنین کریمین کی بیعت وغیرہ یہ وہ امور ہیں۔ جن سے
ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں مذکورہ تینوں صفات
موجود ہیں۔ آخری صفت یعنی رکوع و سجود میں رہنا اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی
حاصل کرنا اس کی تفصیل میری کتاب تحفہ جعفریہ جلد ۵ ص ۲۱۸ میں گزر چکی ہے جس سے

واضح طور پر پتہ چلتا ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے شب و روز کس طرح بسر
ہوتے تھے۔ شیعہ مؤرخ نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ
کی ایک ساعت بھی ایسی نہ تھی۔ جو ضائع الہی کے بغیر گزری ہو۔ آپ اللہ تعالیٰ
کی مخلوق پر نہایت رحم دل تھے۔ اور خوف خدا سے آپ کا دل لبریز تھا۔

(فاحتار وایا اولی البصائر)

سوال نمبر (۱۱)

وہ کون ہے جسے اپنے والد کے زنا پر پچاس گواہیاں ملے کر باپ کے
والد الزنا (حرامی) زیاد کو قرآن و سنت سے منکر ہو کر بھائی اور وارث بنایا؟

جواب:

اس اعتراض کی مفصل بحث ہماری اسی کتاب میں موجود ہے۔ جو ردی
کے پہلے اعتراض کے جواب میں وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ انشاء اللہ تسلی ہو
جائے گی۔ اور میرا سب سے بڑا بیٹا علامہ مولانا قاری محمد طیب
میری کتاب مذہب شیعہ میں لکھی تیرہ جلدوں کی تفصیل فہرست لکھ رہا ہے۔ بہت جلد
مارکیٹ میں آ رہی ہے۔ جس سے قارئین کرام کو کسی مسئلہ کی تلاش میں بہت
آسانی ہو جائے گی۔ یہ کام حضرت پیر طہر لقیٹ سید باقر علی شاہ صاحب حضرت کیلیا زالی کار
کے حکم کے مطابق ہو رہا ہے۔

اعتراض کا مختصر جواب یہ ہے۔ کہ اگر زیاد ویسا ہی تھا جیسا عبدالرحیم وغیرہ

نے بتایا۔ تو پھر کوئی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں فارس کا اسے گورنر بنائے رکھا؟ فارس کا گورنر ہونا ایک حقیقت ہے۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قابل اعتماد آدمی تھا۔ اور اگر وہ ویسا ہی ہوتا جیسا ان ظالموں نے پیش کیا۔ تو آپ اسے فارس کا مرکز ہرگز گورنر نہ بناتے۔ اس الزام کی حقیقت صرف اتنی ہے۔ کہ دور جاہلیت کے نکاح کے مطابق شیخ شخص حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا روکا بنا۔ شریعت نے اگر اگرچہ سابقہ نکاحوں کو ختم کر دیا۔ لیکن ان سے جو کچھ ہو چکا اُسے ممانع کر دیا تھا۔ اس کی مفصل بحث ہم نے مقدمہ ابن خلدون کے حوالے سے مذکورہ مقالہ پر درج کر دی ہے کتاب عنقریب بازار میں آ رہی ہے۔ وہاں سیر حاصل بحث ہو چکی ہے۔

سوال نمبر (۱۲)

وہ کون ہے جس نے مجرب عدی اور ان کے بارہ صحابیوں کو ظلم سے قتل کیا؟ جن کے حق میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان پر اللہ اور آسمان و اسے غضب ناک ہوں گے۔

جواب:

قارمین کرام! غور فرمائیں۔ کہ عبدالرحیم علیہ السلام کا اعلان تو یہ ہے۔ کہ میکہ کوئی حوالہ غلط ثابت ہو جائے تو دس ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ اس سوال نمبر ۱۲ کا

کون سا حوالہ دیا؟ اس حوالہ کی کیا حقیقت ہے؟ یہ تو کذاب لوگوں کا طریقہ ہے۔ ضابطہ یہ ہے۔ کہ فضائل میں ضعیف روایت بھی تسلیم لیکن احکام اور جرح کے معاملہ میں روایات صحیحہ کا ہونا ضروری ہے۔ اس سوال کو ہم نے تحفہ جعفریہ جلد پنجم کے ص ۳۷ تا ۳۹ پر بسط و تفصیل سے لکھا ہے۔ اس اعتراض کا جواب ہاں سے آپ کو دستیاب ہو جائے گا۔

سوال نمبر (۱۳)

وہ کون ہے؟ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنی۔ جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔ اور جس نے مجھے گالی دی اس نے اللہ کو گالی دی۔ اسم علی و دیگر صحابہ کے منع کرنے پر باز نہ آیا بدستور گالی اور لعن طعن کرتا رہا؟

سوال نمبر (۱۴)

وہ کون ہے؟ جس سے علی کی گالیوں لعن طعن پر اسم علی اور صحابہ نے کہا تم علی اور ان سے محبت کرنے والوں پر لعن طعن کرتے ہو اس میں تو اللہ و رسول بھی آتے ہیں۔ پھر بھی باز نہ آیا۔

جواب:

اس مشہور اعتراض کا بھی تفصیلی جواب تحفہ جعفریہ جلد سوم ص ۳۶۴ تا ۳۷۲۔ اور پھر جلد پنجم کے ص ۴۹ تا ۵۱ دیکھا جاسکتا ہے۔ ان میں صفحات کا مضمون دوبارہ لکھنا طوالت اور تکرار کے سوا کچھ نہ ہو گا۔ مختصر یہ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو روایات ایسی ملتی ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں۔ لعن طعن کیا۔ ان تمام روایات کے راوی رافضی شیعہ ہیں۔ اس لیے وہ محبت نہیں۔ کیونکہ یہ بات سمجھی جانتے ہیں۔ کہ شیعہوں رافضیوں سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف نہیں

ہو سکتی۔ اور نہ ہی ان کے فضائل و مناقب ان کے قلم سے باہر آ سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ آپ کے خطبات میں جہاں لعن طعن کا ذکر ہے۔ وہ قاتلان عثمان کے بارے میں ہیں۔ لیکن ظالم رافضیوں نے انہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی بجائے ان کی نسبت علی المرتضیٰ کی طرف کر کے دھوکا دیا۔ ان کا عقیدہ یہی ہے کہ حضرت عثمان غنی کی شہادت میں علی المرتضیٰ کا بھی ہاتھ تھا۔ حالانکہ تاریخ یعقوبی اور فقیر کی کتب میں واقع طور پر موجود ہے کہ علی المرتضیٰ نے فرمایا۔ میں خاندکبہ اور حجر اسود کے درمیان قسم اٹھانے کو تیار ہوں کہ عثمان غنی کے قتل میں میرا قطعاً ہاتھ نہیں۔ اور یہ ہر وہی کیسے سکتا تھا۔ جبکہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں صاحبزادوں حسن و حسین کو حضرت عثمان کے محاصرہ کیے جانے کے دنوں میں ان کا پرہ دار مقرر فرمایا تھا۔

علاوہ ازیں بیچ البلاغہ کا حوالہ ابھی چند سطور قبل گزر چکا۔ کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنا دین، اپنا نبی وغیرہ ایمانیات اور معاویہ کے دین، و نبی کو ایک ہی فرمایا۔ اور نہ وہ ہم پر اور نہ ہم ان پر فضیلت کے خواہاں ہیں۔ مگر خون عثمان رضی اللہ عنہ سے مجھ پر شبہ کیا جانے لگا۔ حالانکہ ان کے قتل میں میرا قطعاً کوئی دخل نہ تھا۔ ان چند سطور سے آپ عبد الرحیم دیوبندی رافضی کی ہرزہ سرائی کی حقیقت معلوم ہو چکے ہوں گے تفصیل کے لیے ہمارے مذکورہ حوالہ کتب کا مطالعہ فرمائیے۔

سوال نمبر (۱۵)

وہ کون ہے جسے ابوالکلام آزاد نے قتل کے چار حرام زادے باغیوں کا سرغنہ قرار دیا۔؟

جواب:

حضور علی اللہ علیہ وسلم کے صحابی، کاتب وحی اور رازدان احکام الہیہ کو

بلال حبش حرام زادہ وہی کہتا ہے۔ جو خود حرام زادہ ہو۔ جیسا کہ ولید بن مغیرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں زبان درازی کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی حقیقت لوگوں پر عیاں کر دی۔ بَعْدَ ذَلِكَ سَنَیْمَ۔ وہ حرام زادہ ہے۔ اب ابوالکلام یاعبد الرحیم یا محدث ہزاروی کے لیے قرآن تو نہیں اترے گا۔ لیکن قرآنی ضابطہ تو ان پر فٹا آ سکتا ہے۔ ان ظالموں کو خوف خدا اور آخرت میں جوابدہی بالکل یاد نہیں۔ وہ جس کے بارے میں اللہ کا رسول ہادی اور مہدی ہونے کی دعائیں کرے اس کے لیے اور دعائیں ارشاد فرمائیں۔ وہ کہ جس کو ابن عباس ایسے بزرگ صحابہ فقیہ و مجتہد کہیں۔ اس شخصیت کو یہ بد باطن اس قسم کے گھٹیا الفاظ سے یاد کریں۔ ہر قاری یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ اللہ، اللہ کا رسول اور اس کے صحابہ کے ارشاد سچے اور حقیقت پر مبنی ہیں۔ ان گالی دینے والوں کو گالیاں خود ان کے منہ پر ہی لٹ رہی ہیں۔ انہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ میں اپنی شکل، اپنے کرتوت اور اپنی حقیقت ہی نظر آ رہی ہے۔

سوال نمبر (۱۶)

وہ کون ہے جس نے اپنے کافر و مرتد بیٹے کو مرتے وقت وصیت کی کہ فتح مکہ، بدر و احزاب و حدیبیہ کا بدلہ لینا مکہ و مدینہ تباہ کرنا تو اس نے ایسا ہی کیا۔

جواب:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مرتے وقت یزید کو مذکورہ وصیت کی۔ اس کا ثبوت کسی معتبر حوالہ سے با سند مجمع دیا جاتا۔ تب تو اس کا کچھ وزن بنتا۔ جس کا نہ حوالہ کوئی ثبوت ایسی ہے پر بات کا جواب کیا ہو سکتا ہے عبد الرحیم دیوبندی رافضی کے پاس اگر اس بارے میں کوئی واضح اور سند صحیح کے ساتھ حوالہ ہے۔ تو پیش کر کے مرنے مانگا انعام حاصل کرے۔ ورنہ ایسے خرافات سے

بہر حال اس کا نفاذ اور بددینی تو بالکل ظاہر ہو چکی ہے۔ رافضی کتب میں بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی انتقال کے وقت وصیتوں کا ذکر ملتا ہے۔ جو انہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارہ میں یزید کو کیے۔ اُسے ایک ادھر حوالہ اس بارے میں دیکھیں۔

مقتل ابی مخنف:

وَكَانَ يَبْعَثُ إِلَيْكَ فِي كُلِّ سَكَنَةٍ أَلْفَ أَلْفٍ
دِينَارٍ سِوَى الْفَدَايَةِ مِنْ كُلِّ صِنْفٍ -

(مقتل ابی مخنف ص ۷)

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہر سال امام حسین رضی اللہ عنہ کو ایک لاکھ دینار بھیج کر تے تھے۔ اور یہ رقم ہر قسم کے ہرایا اور تحفہ جات کے علاوہ ہوا کرتی تھی۔

اسی کتاب کے ص ۸ پر موجود ہے۔ آپ نے یزید کو وصیت کی کہ تیرے دور خلافت میں شیعہ لوگ امام حسین کو تیرے مقابل لاکھڑا کریں گے۔ اگر تو مقابلہ میں کامیاب بھی ہو جائے۔ تو بھی قرابت رسول کا لحاظ رکھنا۔ (امام حسین رضی اللہ عنہ کی تکلیف نہ دینا) کیونکہ اس کا باپ تیرے باپ سے اس کا نانا تیرے نانا سے اور اس کی ماں تیری ماں سے بہت اچھے اور بلند مرتبہ حضرات ہیں۔ اس قسم کی اور دعائیں قول ہیں جنہیں ہم نے اسی کتاب دشمنانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی محاسبہ میں لکھا ہے۔ ان تمام وصیتوں کو دیکھ کر عبدالرحیم رافضی کے اعتراض سے خود اس کی کور باطنی سامنے آتی ہے۔

سوال نمبر (۱۷)

وہ کون ہے جس کی ماں نے امیر حمزہ کا بعد شہادت سینہ چیرا اور کلیجہ چھپایا اور خود اس نے علی اور رسول اللہ کو گالی دیں اور لعن و لعن کیا؟

جواب:

عبدالرحیم رافضی وغیرہ کا یہ الزام ایسا ہے جس سے ہر ایماندار کا دل لرز اٹھتا ہے۔ جس کے دل پر بدبختی کی مہر لگ چکی ہو اس کا راہ راست پر آنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ (ہندہ) نے قبل اسلام واقعی ہی امیر حمزہ کے ساتھ مذکورہ سلوک کیا تھا۔ لیکن اسلام لانے کے بعد انہیں وہی الزام دینا یا ان کے فعل سے ان کے بیٹے پر الزام دھرننا از روئے شرع درست نہیں۔ علامہ ابن حجر مکیؒ دو ظہیر الجنان میں لکھتے ہیں کہ ہندہ نے جب ایمان قبول کر لیا۔ تو ان کا ایمان بہت اچھا تھا۔ زمانہ کفر میں اسے بن قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نفرت تھی۔ اسلام لانے کے بعد اس قدر آپ کی محبت موجزن ہو گئی۔ پھر حدیث پاک میں آتا ہے۔ اَنْزَلَ سَلَامٌ يَجِبُ مَا قَبْلَهُ۔ اسلام پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اس ارشاد نبوی کے پیش نظر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کے دور کفر کے فعل پر اعتراض کرنا زری حماقت اور خبیث باطنی ہے۔ اسی ارشاد نبوی کے تحت مجدد الف ثانی نے لکھا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ صحابی وحشی کے مقام و مرتبہ کو اولیں قرنی بھی نہیں پہنچ سکے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وحشی نے اگرچہ دور جاہلیت میں اور اسلام لانے سے قبل حضرت امیر حمزہ کو شہید کیا۔ جو شہید ہونے کے بعد کلیجہ چبانے اور سینہ چیرنے کا قبل بہر حال تھوڑا جرم ہے۔ اس وحشی نے جب اسلام قبول کیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف کر دیا۔ جب ان کا مقام اولیں قرنی نہ پاسکے۔ حالانکہ اولیں قرنی کا مقام و مرتبہ کتب حدیث میں موجود ہے۔ تو ہندہ کے اسلام لانے کے بعد ان کا کتاہ ابھی تک عبدالرحیم دیوبندی رافضی کو کھٹک رہا ہے۔ اسلام اور باقی اسلام ان سے راضی لیکن یہ نام نہاد مسلمان بد باطن رافضی اب بھی ان باتوں کو

اچھا لکرا اپنے نامہ اعمال میں گندگیوں کا اضافہ کیسے جا رہے ہیں
سوال نمبر ۱۸)

وہ کون ہے جس نے آل واصحاب سے باغیانہ جنگ کی ہے اور مرتے
وقت کپڑوں کے تیز کرکافریب کیا۔ اور بناوت پر مرا؟
جواب:

اگر بقول عبدالرحیم رافضی یہ تسلیم کریں جائے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آل واصحاب
کے ساتھ باغیانہ جنگیں لڑیں لیکن اس سے یہ پوچھا جاسکتا ہے کہ جب جنگیں ختم ہو
گئیں۔ تو پھر آل واصحاب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کیوں کی۔ بیعت کرتے
والوں میں سے امام حسن حسین بھی تھے۔ یہ بیعت خوشی خوشی سے ہوئی۔ اور دونوں
کو بھی بیعت کا حکم دیا۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

رجال کشی

قَالَ يَا حَسَنُ هُمْ قَبَائِعُ فَتَأْمَقُ قَبَائِعُ خُمَرًا قَالَ لِلْحَسَنِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ هُمْ قَبَائِعُ فَتَأْمَقُ قَبَائِعُ خُمَرًا قَالَ يَا
حَسَنُ هُمْ قَبَائِعُ فَتَأْمَقُ قَبَائِعُ إِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
يَنْظُرُ مَا يَأْمُرُ خَقَالَ يَا قَتِينِ أَنْتَ إِمَامِي يَعْنِي
الْحَسَنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

(رجال کشی ص ۱۱۲ تذکرہ قیس بن سعدہ
مطبوعہ مکر بلا)

ترجمہ: امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن حسین رضی اللہ عنہما کو بعد ان کے ساتھیوں کے
شام میں بلایا۔ جب برسب اگئے۔ تو گفتگو کے اختتام پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

فرمایا۔ امام حسن! اٹھئے اور میری بیعت کیجئے۔ آپ اٹھے اور بیعت کی پھر امام حسین کو
اٹھ کر بیعت کرنے کا کہنا۔ انہوں نے بھی بیعت کی۔ پھر غلام قیس کو فرمایا۔ اٹھ کر
بیعت کرو۔ اس نے امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف نظر کی تاکہ آپ کی مرضی معلوم
کر سکے۔ آپ نے فرمایا۔ اسے قیس! وہ یعنی امام حسن رضی اللہ عنہ تھے میرے
امام ہیں۔

یہاں بلا جبر و اکراہ دونوں امام بعد مقتدرین کے بیعت کرتے ہیں۔ اور
ادھر جب یزید کی بیعت کا معاملہ آیا۔ تو سارا کنبہ شہید کروادیا۔ حتیٰ کہ خود بھی جام شہادت
وشش فرمایا۔ لیکن بیعت نہ کی۔ اگر ان اماموں کے دل میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
سے نفرت ہوتی۔ اور انہیں اس منصب کے قابل نہ سمجھتے۔ تو ہرگز ہرگز بیعت نہ
کرتے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آل رسول اور آل رسول کے ساتھ حضرت
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا سلوک آپ نے ان رافضیوں کی کتب سے ملاحظہ فرمایا۔ ان
واقعات کے بعد بھی اگر کوئی شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ادھر ادھر کے
الزامات تھوپنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو وہ بقول اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی جہنمی
کتا ہے۔

اعتراض کا دوسرا حصہ تبرکات سے تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ نے زندگی میں بڑی محنت اور کوشش سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے نامن شریف اور کپڑے حاصل کیے۔ پھر فروقت میں وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد
آپ کے نامن شریف میری آنکھوں پر رکھے جائے۔ اور کپڑوں میں کفن دیا
جائے۔ اسے فریب کہنا ظلم عظیم ہے۔ انسان زندگی میں تو فریب کرتا ہے۔
لیکن مرتے وقت فریب اور دھوکے سب بھول جاتے ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
از روئے فریب نہیں بلکہ از روئے عقیدت ایسا کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔

آخر میں عبدالرحیم رافضی کا یہ کہنا کہ ان کی بغاوت پر موت ہوئی۔ بغاوت کسی غیظ یا امیر برحق کے غلات ہوتی ہے۔ جب موجود تمام صحابہ کرام اور سنیین کو یمن نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تھی۔ انہیں غلیفہ تسلیم کر لیتا تھا۔ تو پھر کسی کے غلات بغاوت کیسے ہوئی؟ اس لیے یہ اعتراض بھی بغض و عداوت کی تصویر پیش کر رہا ہے۔

سوال نمبر (۱۹)

وہ کون ہے جس نے پچیس لاکھ کی رشوت دے کر امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیکر قتل کروایا۔ اور اس کا الزام اس کی بیوی جعدہ پر لگایا؟

جواب:

اس کا تفصیلی جواب ”تحفہ شیعہ جلد ۵ ص ۲۱۸۲۲ میں مذکور ہے مختصر یہ کہ امام حسن نے برادر بزرگ امام حسن رضی اللہ عنہ سے بار بار پوچھا کہ بتلائیے آپ کو کس نے زہر دیا؟ آپ نے فرمایا مجھے علم نہیں۔ یہی بات کتب شیعہ میں بھی موجود ہے۔ اور کامل ابن اثیر وغیرہ میں مذکور ہے۔ جب زہر دے گئے تو انہیں بتایا۔ اور گئے بھائی کو معلوم نہیں۔ تو عبدالرحیم ابن ابی بکر نے بتایا کہ زہر دینے والے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ حقیقت یہ ہے کہ کچھ دوا ہی تیار ہی کیے والوں نے اس قسم کی روایات لکھی ہیں۔ جن کی اصلیت کچھ بھی نہیں۔

سوال نمبر (۲۰)

وہ کون ہے جس نے علی سے تنازوں جنگیں کر کے ان کی شہادت کا بندوبست مغیرہ ابن شعبہ کے ذریعہ کر کے کیا؟ اور رویا اور بیوی نے فرزند کیا؟

جواب: رافضی کے اس الزام کا جواب پہلے گزر چکا ہے۔ جو بجز کتب

یہ بھی موجود ہے۔ وہ یہ کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ درمیان دومند البندل پر صلح ہوئی۔ دونوں طرف سے ایک ایک حکم مقرر ہوا۔ ابو موسیٰ اشعری حضرت علی المرتضیٰ کی طرف سے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے عمرو بن العاص تھے۔ اس صلح کو دیکھتے ہوئے علی المرتضیٰ کے لشکر کے خارجیوں نے ”ان الالح کوا لا للہ“ یعنی حکم صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ کانفرہ بلند کیا۔ ان خارجیوں نے امیر معاویہ علی المرتضیٰ اور عمرو ابن العاص کو حکم خدا کا منکر بنا کر کافر قرار دے کر ان سے علیحدگی اختیار کر لی۔ بعد میں حضرت علی المرتضیٰ نے ان خارجیوں سے مشہور جنگ ”جنگ جہراں“ لڑی۔ پھر ان خارجیوں نے مذکورہ تینوں حضرات کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ ایک ہی تاریخ مقرر کی۔ اس مقررہ تاریخ پر وہ علی المرتضیٰ کو نبید کرنے میں تو کامیاب ہو گئے۔ لیکن دوسرے دونوں حضرات پر ان کا داؤد نہ چل سکا۔ اس تاریخی حقیقت کے پیش نظر حضرت علی المرتضیٰ کی شہادت کا انتظام ان خارجیوں نے کیا تھا جنہیں علی المرتضیٰ نے اپنی فوج سے نکالا تھا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اس میں قطعاً دخل نہ تھا۔ بلکہ وہ تو خود ان خارجیوں کا نشانہ تھے۔

سوال نمبر (۲۱)

وہ کون ہے جس نے آل رسول سے تنازے باغیانہ جنگ کر کے ایک لاکھ ستر ہزار صحابی قتل کیے اور خدا کا خوف نہ کیا؟

جواب:

اس بد باطن رافضی کو بار بار نانا تو سے جنگیں یاد آتی ہیں۔ اور ان کی آڑ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کر کے اپنا دل ٹھنڈا کرتا ہے۔ ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگیں اجتہادی غلطی کی

بنا پر ہوئیں۔ اس لیے دونوں طرف سے کام آنے والے حضرات شہید ہیں۔ یہ لڑائیاں کسی بغض و عناد کی وجہ سے نہ تھیں۔ ورنہ ایک لاکھ ستر ہزار صحابیوں کا قاتل جنتی نہ ہو سکتا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خود دونوں طرف سے مرے والوں کو شہید کہا ہے۔

مجمع الزوائد

عن یزید بن اصمر قال قال علیؑ رضی اللہ عنہ
قَتَلَا نِیَّ وَ قَتَلَ مُعَاوِیَہُ فِی الْجَنَّةِ - رواہ الطبرانی
درجالہ وثقوا

مجمع الزوائد مصنف حافظ ابوبکر حدادی جلد ۵
جزء ۵ ص ۳۵۷ باب ماجاء فی معاویہ ابن سفیان
مطبوعہ مصر

ترجمہ: یزید بن اصم کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے
فرمایا میری طرف اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف کے مقتولین جنتی ہیں
اس کو طبرانی نے روایت کیا۔ اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

قارئین کرام! حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے صاف صاف اعلان
فرمایا کہ میرے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہونے والی جنگوں کے تمام
مقتولین جنتی ہیں۔ یہ اعلان بتا رہا ہے کہ ان دونوں کے دونوں کے درمیان
بہادری اختلاف ہوا۔ اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بغض و عناد کی وجہ سے لڑتے
تو ان کی طرف کے مرنے والوں کو حضرت علی المرتضیٰ جنتی نہ فرماتے۔ اس
اعتراض و جواب کی مزید وضاحت تحفہ جعفریہ جلد سوم ص ۵۳۱ تا ۵۳۲ پر ملاحظہ
فرمائیں۔

سوال نمبر (۲۲)

وہ کون ہے جس نے حرم کعبہ حرم مدینہ کو جنگل گاہ بنا کر لاتعداد مسلمان صحابی قتل
کیے۔ منبر رسول لے جا کر گم کرنے لگا تو سورج کو گرہن لگا دن کو تارے نظر آنے
لگے؟

جواب: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حرم کعبہ اور
حرم مدینہ کو جنگل بنانے کا اہتمام اس رافضی کا من گھڑت شوشہ ہے۔ اگر ثابت
کر دے کہ ان کے دور میں ایسا ہوا۔ جس کی وجہ سے لاتعداد صحابہ کرام شہید ہوئے
تو ہم اسے منہ انکا انعام دیں گے۔ رہا منبر رسول کا واقعہ تو وہ اگرچہ ضعیف روایت
میں آتا ہے۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے منتقل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن اس ارادے
کے پیچھے نیک نیتی تھی۔ وہ یہ کہ اس بابرکت منبر سے اہل شام برکت حاصل کریں۔
لیکن ایسا نہ کیا۔ رافضی عبد الرحیم کا یہ کہنا کہ سورج کو گرہن لگ گیا۔ اور دن کے وقت تارے
نظر آنے لگے۔ یہ بھی اصل واقعہ کی طرح من گھڑت فتنہ ہے۔

سوال نمبر (۲۳)

وہ کون ہے جس نے ایک بدی صحابی عمار کو صفین میں قتل کیا۔ جس کے حق
حضور علیہ السلام نے متواتر حدیث میں فرمایا۔ عمار کو باغی جہنمی گروہ قتل کرے گا؟

جواب:

عبد الرحیم رافضی دیوبندی کا دغا ہے کہ واقعہ مذکورہ حدیث متواتر میں آیا ہے
اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حدیث متواتر سے یہ جہنمی ثابت کر دکھائے۔ اور
بخاری وغیرہ کسی حدیث کی کتاب سے ثابت کر دے۔ تو میں اس کو ایک کھڑوے
نقد انعام دوں گا۔ حقیقت یہ ہے کہ بخاری شریف کے شارحین علامہ بدر الدین
ابن حجر عسقلانی اور قسطلانی وغیرہ سب نے لکھا ہے۔ کہ جہنم والا جملہ امام بخاری

کہہ نہیں سکتے تھے۔ یہی اس رافضی ویرہندی کا اصل مقصود تھا۔ جو اس کے دغا سے قطعاً مطابقت نہیں۔ اس الزام کا تفصیلی جواب فقیر کی تصنیف تحفہ جعفریہ جلد سوم ص ۵۴ تا ۵۵ پر دیکھا جاسکتا ہے۔

سوال نمبر (۲۲)

وہ کون ہے جس نے خیراتِ بعین اویس قرنی کو صفین میں قتل کیا؟ جس نے امت کے لیے دعا کرانے کو حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

جواب:

پچھلے ایک سوال کے جواب میں گزر چکا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین جنگ دراصل ایک اجتہادی خطا پر مبنی تھی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی کی شہادت کے بعد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ قاتلانِ عثمان سے قصاص لینے میں جلد بازی کی بجائے ذرا تاخیر حالات کے مطابق بہتر ہے۔ جب حکومت مضبوط ہو جائے گی تو پھر ان کو گرفت میں لیا جائے گا۔ کیونکہ ابھی قاتلانِ عثمان کا قصاص نئی نئی حکومت کے لیے عدم استحکام پیدا کر سکتا ہے۔ لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ حضرت طلحہ و زبیر ایسے جلیل القدر صحابہ کی رائے یہ تھی کہ قاتلانِ عثمان سے فوری قصاص لیا جانا چاہیے۔ اسی اجتہادی اور اختلاف رائے کی بنا پر جنگ صفین اور جنگ جمل ہوئی۔ جب ہم اہل وجہ کو دیکھتے ہیں تو یہی نظر آتا ہے کہ فریقین کی رائے نیک نیتی پر مبنی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان جنگوں میں دونوں طرف سے مرنے والے صحابہ کرام وغیرہ کو شہید کیا جاتا ہے۔ خود علی المرتضیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ میری طرف اور امیر معاویہ کی طرف سے تمام قتل ہونے والے شہید ہیں۔ اس کا بخلاہ گزر چکا ہے جنگ صفین کے فائز کے بعد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اطراف و اکناف کے صوبوں

کے والیوں کو خطوط لکھے کہ میری اور امیر معاویہ کی لڑائی حضرت عثمان کے قاتلوں سے قصاص لینے میں اختلاف کی وجہ سے ہوئی۔ لوگوں کو میرے متعلق گمان ہے کہ شہادتِ عثمان رخ میں میرا کوئی دخل ہے۔ یہ غلط ہے۔ میں اس سے بالکل بری ہوں۔

قارئین کرام! ان حقائق اور تاریخی شواہد کی روشنی میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت اویس قرنی کا قاتل قرار دینا کہاں تک درست ہے؟ آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ یہ بات تو رافضی عبدالرحیم بھی مانتا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے حضرت اویس قرنی کو قتل نہیں بلکہ یہی جلالِ تمام مقتولین میں سے ایک ہیں۔ جو جنگ صفین میں دونوں طرف سے مارے گئے۔ اور جیسا کہ گزر چکا ہے کہ اس جنگ کی اصل وجہ اجتہادی خطا تھی جس کی وجہ سے علی المرتضیٰ نے دونوں اطراف کے مقتولین کو شہید فرمایا۔ قابلِ غور یہ بات ہے کہ علی المرتضیٰ نے دونوں طرف سے قتل ہونے والوں کو شہید فرمائیں اور عبدالرحیم رافضی اب اپنا راگ الگ راپ رہا ہیں۔

سوال نمبر (۲۵)

وہ کون ہے جس نے عمرو علی اور حسن اور عمار عائشہ صدیقہ اور اوسین کو شہید کیا؟

جواب:

اس الزام کا اگرچہ جواب وہی ہے جو اس سے قبل سوال ۲۲ میں دیا جا چکا ہے لیکن یہاں حضرت اویس قرنی کے ساتھ اور بھی نام ذکر کیے ہیں۔ اس لیے کچھ باتیں ان پر لگائے گئے الزامات کی نظر میں حضرت امیر معاویہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مابین جیسے تعلقات تھے۔ کتب تاریخ اور سیرت اس کی گواہ ہیں جب ہم ان تاریخی حقائق کو دیکھتے ہیں تو پھر اس الزام کا جھوٹا ہونا روز روشن کی طرح

داغ ہو جاتا ہے۔ لیکن دشمنان امیر معاویہ رض کو دن کی روشنی میں بھی اندھیرا دکھائے دے۔ تو اس میں سورج کا کیا قصور، خود ان میں آ تو پین ہے۔ حضرت عمرؓ بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شام کا گورنر یزید کو مقرر کیا جو رشتہ میں امیر معاویہ کے بھائی تھے جب ان کا انتقال ہوا۔ تو ان کی جگہ امیر معاویہ کو شام کا گورنر حضرت عمرؓ نے مقرر فرمایا تاریخ بتاتی ہے۔ کہ حضرت عمرؓ کے غیر لچک دار رویے اور سخت گیری کی بنا پر بہت سے گورنروں کو معزول بھی کیا گیا۔ لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کی شہادت تک شام کے گورنر رہے۔ ان کے بعد جب حضرت عثمانؓ عقیلی ملافہ کی باگ دوڑ سنبھالی تو بھی امیر معاویہ اسی منصب پر رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمرؓ بن خطاب اور امیر معاویہ رض کے مابین ہم آہنگی اور اعتماد کی فضا موجود رہی۔ بلکہ بعض روایات میں آیا ہے۔ "امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نے تعزیت کی، ان واقعات کو سامنے رکھ کر عبدالرحیم رافضی علیہ السلام دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس شخص نے قسم اٹھا رکھی ہے۔ کہ وہ ہر جیلہ بہاد سے حضرت امیر معاویہ رض کے حضور بغض و عداوت کا ہی ہمارا لے گا۔ باقی رہا الزام یہ کہ امیر معاویہؓ نے علی المرتضیٰ اور امام حسن کو قتل کیا۔ اس کا جواب گزر چکا ہے۔ حضرت عمارؓ کے قتل کے الزام کے متعلق بھی جواب پیش کیا جا چکا ہے۔ حضرت عمارؓ کے قتل کے الزام کے متعلق بھی جواب پیش کیا جا چکا ہے۔ اور امام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قتل کا الزام بقیہ الزامات کی طرح رافضیوں نے اسے کھڑا ہے۔ اسی لیے اس کی کوئی حقیقت ہوتی۔ تو اہل سنت کی کتب اور کتب تاریخ میں اس کا جود ہوتا لیکن اس کا جود صرف تاریخ حبیب میں ہے کہ جس کا مصنف رافضی ہے۔

سوال نمبر (۲۶)

وہ کون ہے؟ جسے علی بہادر خان بنی۔ ایس۔ سی علیگ نے ملت تباہ

تخریب کاروں کا قائمہ قرار دیا؟

جواب:

بد باطن کو بد باطن مل جاتا ہے۔ اسو رافضی عبدالرحیم کو اپنے جیسا ایک اور ضبط میں لکھا۔ ان فتنا کی باتوں اور تحریروں سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ یہ تو ایسے ہی ہو گا۔ کہ کسی شریعت آدمی پر کتنا بھونکا۔ اور علی بہادر خان علی گڑھی شور مچا دیا۔ کہ فلاں آدمی ہے ہی بڑا۔ دلیل کیا ہے؟ یہ کہ اس پر کتنا بھونک رہا ہے۔ اس مردود اور شرم و حیا سے عاری کا حوالہ ایک طرف اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد و گرامی اے اللہ! معاویہ کو ہادی و مہدی کر دے۔ اور ابن عباس کا قول کہ امیر معاویہ صحابی رسول اور فقیہ ہیں۔ ان دونوں اقوال میں سے علی بہادر خان کے قول کو ترجیح دینا اور پسند کرنا دیوبندیت نہیں بلکہ رافضیت کی عمدہ دلیل ہے۔ اور امیر معاویہ کے بارہ میں بغض و عداوت کی جتنی جاگتی تصویر ہے۔

سوال نمبر (۲۷)

وہ کون ہے جس نے حافظ قرآن و سنت عبدالرحمن بن ابوبکر کو زہر دیا اور امام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مہمانی کے پرانے باکر گم نام قتل کر دیا۔ اور محمد بن ابی بکر کو قتل کر کے گدھے کی کھالی میں ان کا قیمہ رکھ کر تیل ڈال کر جلا دیا؟

جواب:

اس الزام کا تفصیلی جواب ہماری تصنیف (دشمنان امیر معاویہ جلد ۱ کے انام نمبر ۱۵ کے جواب میں لکھا جا چکا ہے۔ بطور اختصار یہاں درج کر دیا جاتا ہے۔ عبدالرحمن بن ابی بکر کو حضرت امیر معاویہ کے زہر دینے کا واقعہ اگر عبدالرحیم دیوبندی رافضی کسی صحیح روایت سے ثابت کر دے۔ تو ہم اسے منہ بانگ انعام دیں گے۔ ورنہ وہ ان لافوں سے

فَلَمَّا تَفْعَلُوا خَافُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ بَشَرًا
نظر رہے۔

بیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قتل کا الزام جو رافضی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر دھرتے ہیں۔ اس کا تفصیلی جواب ”دشمنان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی محاسبہ“ جلد دوم میں الزام نمبر ۵ کے تحت تحریر کیا جا چکا ہے۔ مختصر یہ کہ اس الزام کا اصل ناقص تاریخ حبیب اللہ کا مصنف ہے۔ جو خود شیعوں سے۔ اس کی شیعیت پر ہم نے اپنی ایک اور تصنیف ”میزان الکتب“ میں دلائل اور حوالہ جات ذکر کیے ہیں۔ جو زیر تحریر کتاب کے بعد انشاء اللہ پریس میں آجائے گی۔ اس الزام کے جواب کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کافی عرصہ بیمار رہنے کے بعد رمضان شریف میں فوت ہوئیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی غار جنازہ پڑھائی۔ آپ کے بھانجوں اور بھتیجیوں نے انہیں لحد میں اتار کر تفصیلی واقعہ طبقات ابن سعد جلد نمبر ۸ ص ۶۸ ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ آپ کو ان کی وصیت کے مطابق جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ طبقات ابن سعد میں مذکور صفحہ پر یہ بھی مذکور ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی غار جنازہ میں اس قدر لوگ جمع ہوئے کہ آج تک اتنا بڑا اجتماع دیکھنے میں نہ آیا۔ اس کا مفصل ذکر ہماری کتاب ”تحفہ جعفریہ جلد پنجم ص ۲۹ تا ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱،

ہیں۔ اتنی بڑی جماعت پر اللہ کی تائید و نصرت اترتی ہے۔ اور اس سے کٹ کر الگ ہونے والی جہنمی ہے۔ اب یہ کٹ کر الگ ہونے والا عبدالرحیم دیوبندی خود سمجھ جائے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے مطابق ”مَنْ شَكَّ شَكَّ فِي النَّارِ“ وہ آخرت میں کس جگہ جانے کی تیاری کر چکا ہے۔

سوال نمبر (۲۹)

وہ کون ہے؟ جو اسلام اور پیغمبر اسلام اور آل و اصحاب رسول کا جہدی دشمن ہو کر بھی اصحاب رسول میں شمار کیا جاتا ہے؟

جواب:

اس کا جواب سوال نمبر ۲ کے جواب میں آچکا ہے۔ لہذا دوبارہ لکھنا باطل تکرار ہو گا۔ ہاں جو اس بد بخت رافضی اور عبداللہ بن سبام کی نسل نے یہ کہا ”اسلام پیغمبر اسلام آل و اصحاب کا جہدی دشمن“ یہ ایک بہت بڑا الزام اور ہیست ان ہے کہ جس کی سزا اس بد بخت بد باطن کو ضرور ملے گی۔ امیر معاویہ کا اسلام دشمن ہونا؟ اس بارے میں علامہ نہمانی رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت بھری تحریر کافی ہے۔ آپ اپنے دور کے عظیم فقہاء اور اکابر صوفیاء کرام میں شمار ہوتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

شواہد الحق:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہونے کے ساتھ ساتھ اس قدر مزید حسنات کے حامل ہیں۔ جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ انہوں نے صرف ایک عمل ہی جو خود یا اپنے ائمہ الشکر کے ذریعہ سرانجام دیا۔ یعنی جہاد کر کے بہت سے شہروں کو دارالاسلام بنایا۔ جبکہ وہ پہلے دارالکفر تھے۔

وَيَسْبِيهِ دَخَلَ إِلَى الْإِسْلَامِ اثْنَتَا اثْنَتَا
كَثِيرَةً مِّنْ أَهْلِ مَدْيَنَ عَلَيْهِ سَلَامٌ

وَمِنْ ذَرَارِئِهِمْ رَاحِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَعَلُهُمْ تَكْفِيرًا
اجْمَعِينَ۔ ان کی وجہ سے لاکھوں لوگ مشرف باسلام ہوئے۔ جویاتو۔
خود ان کے ہاتھ یا ان کے لشکر کے ہاتھوں ایمان لائے۔ اور پھر ان کی
ماتریت اور لاد جو مسلمان ہو گئی۔ ان تمام کی مجموعی نیکیوں کی مثل حضرت
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی۔۔۔۔۔ حضرت امیر معاویہ رضی
اللہ عنہ کو مشرف باسلام کیا۔ کیا یہ اسلام دشمنی یا پیغمبر اسلام کی دشمنی کہلائے
گی؟ اگر ذرا بھی غیرت ایمانی اس دیوبندی رافضی میں ہوتی۔ تو کبھی بھی
ایسی بات نہ کہتا ”شراہد الحق“ ص ۳۱ فصل فی شؤن رؤساء الاصحاب۔

سوال نمبر ۳۰۔

وہ کون ہے؟ جس کے جادو سے امت مسلمہ کے علماء و مشائخ ایسے نخل
میں ہیں کہ سورہ نسا کی آیت نمبر ۹۲ میں ہے۔ ایک مومن کے عداوت قتل میں ہمیشہ جہنم
ہے۔ اس پر اللہ کا غضب اور لعنت ہے۔ اس کے لیے عذاب عظیم تیار ہے۔
مگر اس کے ایک لاکھ ستر ہزار مومنوں کے قتل پر اس پر رضی اللہ عنہ پڑھائی
بارہی ہے۔

جواب:

الزام میں قرآنی جس آیت کا حوالہ دیا گیا اسے اس رافضی نے حضرت امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ کو جہنمی منصوب اور لعنتی کے الفاظ دیئے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ
کے تمام مشائخ و علماء کو بھی معاف نہ کیا۔ اس سے قاری خود اندازہ کر سکتا ہے۔
کہ امت مسلمہ کے علماء و مشائخ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہ کوہ آیت کا
مصدق قرار نہیں دیتے۔ صرف عبدالرحیم رافضی اور اس کے ساتھی ہی آیت کا صحیح
مفہوم سمجھ سکے ہیں۔ گویا یہ چند فریبیوں، مکاروں، کذابوں، دجالوں اور

بعض وعداوت سے بھرے لوگوں کو صحیح عالم اور شیخ کا منصب دے رہا ہے۔ جن میں وہ خود بھی شامل ہے۔ اور ان کے مشرب کے خلافت امت کے تمام علم، معاذا اللہ مکر قرآن بلکہ مخالف قرآن ہیں۔ بہر حال حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ماسیکون کی صداقت اس سے نظر آ جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا: "و قرب قیامت ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو بنیہ علم کے فتویٰ دیں گے۔ ان کا خیال یہ ہو گا کہ وہی حق پر ہیں، اس پیش گوئی اور عبدالرحیم کا بھوکا اس دونوں میں غور کیجئے۔ بات سمجھیں آجائے گی۔"

سوال نمبر ۱۳۱

وہ کون ہے جس نے خدائی منصوبہ خلافت جو مکر کو تکتا ہے؟ کہ کیا یہ ساری امت کی بدخواہی ہے۔ جس کا ارتکاب کیا؟

جواب:

۱۔ "خدائی منصوبہ کو تباہ کر کے ساری امت کی بدخواہی کا ارتکاب کیا، اس الزام میں اور بہت بڑے بہتان میں وہ حضرات بھی داخل ہو جائیں گے جن پر امت کو ناز ہے۔ ہم پوچھ سکتے ہیں کہ بقول رافضی اس بدخواہ (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کی حضرت امام حسن حسین نے بیعت کیوں کی؟ حالانکہ حسین کریمین کی عادت کو میر یہ تھی کہ اللہ اور اس کے رسول کے خلافت کسی بھی طاقت کے سامنے نہ جھکے۔ سرکٹا دیئے۔ لیکن بیعت یزید نہ کی۔ ان حضرات نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے خدائی منصوبہ کو غارت کرنے والے کی مدد کی۔ یوں ان دونوں حضرات کے بارے میں کیا کہو گے؟ ان دونوں کا بیعت کر لینا اس امر کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امارت و خلافت کے اہل تھے۔ امام حسن نے جب خلافت سے دستبرداری کی۔ تو تمام امت مسلمہ نے امیر معاویہ

کو خلیفہ تسلیم کر کے ان کی بیعت کر لی تھی۔ جس میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ یہ پاکیزہ حضرات تو نہ خود گمراہ کی حمایت کرنے والے تھے۔ اس لیے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہیں گمراہ اور اللہ تعالیٰ کے غضب کے حقدار کہنے والا خود سب سے بڑا گمراہ اور مغضوب علیہ ہے۔

سوال نمبر ۱۳۲

وہ کون ہے جس نے اللہ رسول کی نافرمانی اور بناوٹ کی؟ انی جاعل فی الارض خلیفہ، اس سے پہلے باطنی کون ہے؟

جواب:

۱۰۔ اس بات کو سمجھی اہل علم جانتے ہیں۔ کہ آیت "انی جاعل فی الارض خلیفہ" حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت کے لیے مخصوص ہے اور حضرت علی المرتضیٰ اور دیگر ائمہ حضرات کی امامت و خلافت کو مخصوص من اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور صرف رافضیوں کا عقیدہ ہے۔ ان کی ایک مشہور کتاب "مناقب آل ابی طالب" میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول یوں نقل کیا گیا ہے: "وَوَكُنْ كَوَيْلِ ابْنِ رَافِعِ الْخَلْفَاءُ كَحَكِيمٍ لَعَنَهُ اللَّهُ" (مناقب آل ابی طالب جلد سوم ص ۶۳) جو مجھے چوتھا خلیفہ نہ کہے۔ اس پر اللہ کی لعنت۔ صاحب کتاب اس کی تشریح یوں کرتا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ اس طرح ہیں۔ اول حضرت آدم علیہ السلام، دوم داؤد علیہ السلام، سوم داؤد علیہ السلام اور چہارم علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یہ تم مخصوص من اللہ ہیں، اس مسئلہ کی تفصیل ہماری کتاب میں کئی ایک مقامات پر موجود ہے۔ جس کے یہاں لکھنے کی ضرورت نہیں۔ خلیفہ کا مخصوص من اللہ ہونا ہم اہل سنت کا عقیدہ نہیں: "إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً" آیت کریمہ کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دلیل کے طور پر پیش کرنا دراصل اسے

منصوص من اللہ ثابت کرنا ہے۔ یہی طریقہ عبد الرحیم دیوبندی نے اپنایا۔ اسی لیے بار بار ہم اسے رافضی کہہ رہے ہیں۔ اگرچہ وہ آپ نے آپ کو خفی اور دیوبندی کہلاتا ہے مگر یکے دیوبندیوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ چند دن ہوئے گو جرنالہ کے ایک دیوبندی مسکت تعلق رکھنے والے عالم فاضل نور حسن عارف کے بروہب عبد الرحیم مذکور کا ذکر چھڑا۔ کہ اس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سنت مخالفت کی ہے۔ تو اس نے حیرانی میں ڈوب کر کہا۔ میں دیوبندی علماء کو کافی حد تک جانتا ہوں۔ مگر عبد الرحیم نام کا کوئی مولوی ہم میں متعارف نہیں۔ اور یہ دیوبندی رافضی اپنے آپ کو مفتی، مبلغ مناظر اسلام اور خطیب لاہور ایسے القاب سے شہرت دیتا ہے۔ یہ سن کر وہ اور بھی حیران ہوا اور کہا کہ وہ کون سا اور کیسا دیوبندی ہے جس نے امیر معاویہ کی مخالفت کی ہے؟ اس لیے عبد الرحیم کو رافضی ہی سمجھنا چاہیے۔

سوال نمبر ۳۳:

وہ کون ہے جسے ایڈورڈ گین سید امیر علی پریری کونسل کے جج نے اہل کیا؟

جواب:

ایڈورڈ گین سے تو عبد الرحیم کا تعلق دکھائی دیتا ہے۔ لیکن یہ سید امیر علی کون ہے؟ اگر بقول عبد الرحیم رافضی اس امیر علی نے ایسے کہا۔ تو وہ بھی اس کا ہم نوا ہوا۔ اس کے شجرہ علی کو کبیر نے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس لیے بقول اعلیٰ حضرت بریلوی ”جس نے امیر معاویہ کی گستاخی کی وہ جہنمی لکھا ہے“ حضرت امیر معاویہ کے گستاخ خواہ کسی بھی گروہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ وہ دوزخ کے مستحق ہیں۔

سوال نمبر ۳۴:

وہ کون ہے جس نے رسول اللہ کے فرمان ”و علیکم منہم یستثنیٰ“

وَسْتَنَفِ خَلْقًا وَلَا تَشْدُ یُنِ الْمُهْدِ بِحَیْ؟ سے بناوت کی؟

جواب:

یہ گستاخ امیر معاویہ کے بارہ میں پوچھ رہا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ فرمان سے کس نے بناوت کی؟ دو حرفی جواب کر تھنے کی۔ وہ اس طرح کہ خلفاء الراشدین میں امام حسن بھی شامل ہیں۔ کیونکہ متفق علیہ حدیث میں آیا۔ وہ میرے بعد بیس سال خلافت ہوگی پھر امارت، تیسواں سال امام حسن کی خلافت پر مکمل ہوتا ہے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہو کر ان کی بیعت کی۔ اور تادم آخر اس بیعت پر قائم رہے۔ تو جسے امام حسن اپنا قائد اور خلیفہ سمجھیں۔ انہیں یہ عبد الرحیم رافضی بڑا بھلا کہے۔ کیا یہ خلیفہ راشد سے بناوت نہیں ہے؟ ملت اسلامیہ کے عظیم روحانی پیشوا قطب الاقطاب، عفت اعظم حضرت سید عبدالقادر بغدادی حسینی حسینی رضی اللہ عنہ کا قول علامہ نہانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرماتے ہوئے لکھا۔

شواہد الحق:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بن سفیان کی خلافت، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے وصال اور امام حسن کی دستبرداری کے بعد صحیح طریقے سے ثابت ہے کیونکہ امام حسن رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام کا یہ قول یاد آیا۔ ”میرا یہ بیٹا مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں مصالحت کرائے گا“ امام حسن کی دستبرداری کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت تابداری واجب ہو گئی۔ اسی لیے امام حسن رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی کسی نے مخالفت نہیں کی۔ لہذا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اختلاوت پوری امت مسلمہ کے خلیفہ قرار پائے۔ اسی لیے اس سال کو عام الجماعۃ کہا گیا ہے۔ کیونکہ اس سال تمام اختلافات ختم ہو گئے۔ اور سب مسلمانوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ کوئی تیسرا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تنازع کرنے والا نکلا۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی نہیں بلکہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف لڑائی لڑی تھی۔ اور انہیں یہ رافضی بھی کئی مرتبہ وام المؤمنین" لکھ چکا ہے۔ اور قرآن کریم نے الطیبات للطیبین الخ سے ان کو طیب و طاهر عورت کی سند عطا فرمائی۔ کیونکہ مفسرین کرام نے اس آیت کے تحت لکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ طیب کوئی مرد نہیں۔ اور عورتوں میں سے زیادہ طیبہ طاہرہ کوئی دوسری نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بخشش کا بھی اعلان فرمادیا۔ یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ اسی طرح حضرت طلحہ اور زبیر جو مشرہ مشرہ میں سے ہیں۔ جن کی زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نام لے کر جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی۔ ارشاد نبوی ہے۔ **طَلْحَةُ بْنُ الْيَسْتَنَةِ وَ الزُّبَيْرُ بْنُ الْيَسْتَنَةِ**۔ اس لیے اگر عبدالرحیم دیوبندی رافضی کی بات تسلیم کر لی جائے۔ تو پھر اس کے فتوے کی دو میں وہ صحابہ کرام میں آجائیں گے۔ جو قطعی جنتی ہیں۔ پھر اس کو رباطن اور بصیرت سے بے بہرے کو آیت مذکورہ کے ابتدائی الفاظ بھی نہ نظر آئے۔ کہ جن میں ان دونوں کے ناموں کو مومن کہا جا رہا ہے۔ **وَمَنْ كَانَ يُكَفِّرُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَهْتَلُوا**۔ اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں۔ تفسیر نیشاپوری میں اس آیت کے تحت یہ الفاظ لکھے گئے ہیں۔

تفسیر نیشاپوری :

فِي تَقْدِيمِ الْفَاعِلِ عَلَى الْفِعْلِ إِشَارَةٌ أَيْضًا إِلَى
هَذَا الْمَعْنَى لِأَنَّهُ كَوْنُهُمَا طَائِفَتَيْنِ مُؤَمِّنَتَيْنِ.

تفسیر نیشاپوری بر حاشیہ ابن جریر طبری جز ۲۶

ص ۸۳ مطبوعہ بیروت).

ترجیہ : مذکورہ آیت کریمہ میں فعل سے پہلے اس کے فاعل کو ذکر کرنا

یہی اس طرف اشارہ کرتا ہے۔ کودہ دونوں گروہ مومن تھے۔

قارئین کرام! آیت مذکورہ کے بارے میں مفسرین کرام کی تفسیر اور خود الفاظ آیت یہ بتا رہے ہیں کہ اس کے مصداق دونوں گروہ مومن ہیں۔ اور اہل سنت من جملہ ان آیات میں سے جو کبیرہ کے مرتکب کو مومن ثابت کرتی ہیں۔ ایک آیت یہ بھی کتب عقائد میں ذکر فرمائی۔ اب دیکھئے! کس بے حیائی اور ڈھٹائی کے ساتھ عبدالرحیم دیوبندی، حضرت امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو معاذا اللہ مرتدا و کافر قرار دے کر واجب القتل ہونے کا فتوے صادر کر رہا ہے۔

بے حیا بائش ہرچہ خواہی کن

سوال نمبر ۳۹:

وہ کون ہے جو رسول اللہ علیہ السلام کے فرمانِ خلیفہ برحق سے باغی ہو کر
 ”قَاضِرٌ لِّجُذْءِ الْيَاسْتِيفِ كَاثِبًا مِّنْ حَنَانٍ“ میں شمار ہوتا ہے؟ ۱۹ سے
 تمھارے قتل کرو یا جائے۔

جواب:

خلیفہ برحق کے خلاف بغاوت کرنے والا واجب القتل ہے۔ خارجی لوگ پہلے سوال میں مذکورہ آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ خلیفہ برحق سے مراد یزید اور باغی سے مراد امام حسین اور ان کے ساتھی ہیں۔ جیسا کہ ایک اور دیوبندی محمد دین بٹ نے ”رشید ابن رشید“ میں لکھا ہے۔ اور عبدالرحیم دیوبندی اسی آیت سے امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کو باغی قرار دے رہا ہے۔ خلیفہ کی مخالفت، بغاوت کب ہوتی ہے؟ اس بارے میں حقیقت یہ ہے کہ جب کسی خلیفہ کی بیعت پرامت کا اجماع ہو جائے۔ اور اختلاف ختم ہو جائیں۔ تو پھر اس خلیفہ کے خلاف سرائیٹھانے والا باغی کہلاتا ہے۔ اس کے

ساتھ قتال کرنے کا حکم ہے۔ جیسا کہ الزام نمبر ۳ میں گزرا ہے۔ کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت اکابر صحابہ نے کر لی۔ لیکن اختلاف اٹھا۔ کہ قاتلانِ عثمان کا قصاص فروری یا ظہر کر لیا جائے۔ اس اختلاف میں ہر ایک اپنے آپ کو حق پر سمجھتا تھا۔ نوبت لڑائی تک پہنچی۔ لیکن اس کو بغاوت کا نام نہیں دیا جاتا۔ بلکہ یہ ایک اجتہاد ہی سمجھا جاتا تھا۔ اس لیے دونوں طرف لڑنے والے باہمی تو کجا گنہگار بھی نہ ہوں گے۔ اور قتل ہونے والے شہید شمار ہوں گے۔ اگر اس اختلاف کی وجہ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا فریاد ترمذ (معاذ اللہ) ہو جاتے۔ تو امام حسن و حسین ان کی ہرگز ہرگز بیعت نہ کرتے۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

سوال نمبر ۱۳۷

وہ کون ہے۔ جو خلیفہ راشد علی رضی اللہ عنہ اور اس سے محبت والوں پر خطبہ حبشہ میں لعن لعن کرتا اور کرتا رہا؟

سوال نمبر ۱۳۸

وہ کون ہے جو اپنی حکومت کے ستر ہزار کس منبروں پر علی اور اللہ اور۔ رسول پر لعن لعن کرتا اور کرتا رہا؟

جواب:

ان دونوں الزامات کا اصل تقریباً ایک ہی ہے۔ اگرچہ اس کا جواب گزرجکا ہے۔ لیکن چند وضاحتیں اس الزام کے الفاظ کے ضمن میں تحریر کر دینا بہت ضروری ہے۔ دو لعن طعن، کا مفہوم اور معنی کیا وہی ہے جو اردو زبان میں ”وگالی گوی“ کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔؟ یا عربی میں اس کے مفہوم میں کچھ فرق ہے؟ اس سلسلہ میں گزارش ہے۔ کہ اس لفظ کو رافضی لوگ اردو کے معانی میں لے کر اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ جس واقعہ میں یہ لفظ آئے ہیں۔ وہاں اردو مفہوم کے اعتبار سے نہیں

بلکہ عربی زبان میں کسی کو غلطی پر ڈانٹ ڈپٹ پلانا بھی لعن طعن سے مراد لی جاتی ہے کہ جس کی شاہد عدیث ہے۔ ملاحظہ ہو۔

مسلم شریف:

جنگِ تبوک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو یہ ہدایت عطا فرمائی تھی۔ کہ کل تم جب تبوک کے چشمہ پر پہنچو تو تم میں سے کوئی شخص میرے پیچھے سے قبل اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے۔ اتفاق سے دو صحابہ یوں تھے قافلہ سے آگے نکل کر اس چشمہ پر پہنچے کہ اس کا پانی پی لیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی گئی۔ تو قبل راوی ”حَسْبُكَ الْبَنِي“ آپ نے ان دونوں کو سب کیا۔

(مسلم شریف جلد دوم ص ۲۴۶ باب معجزات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطبوعہ کراچی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ”دسب“ کی نسبت کی گئی۔ جس کا عام طور پر معنی ”وگالی دینا“ آتا ہے۔ تو کیا کوئی مسلمان یہ سوچ سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں صحابیوں کو گالی دی۔؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ سے اس معنی کا اظہار بہت بعید ہے۔ اور اس کو ناجائز قرار دینے والا دائرہ اسلام سے بوجہ توہین حضور خارج ہو جائے گا۔ تو جس طرح یہاں ”سب“ کا معنی ڈانٹ ڈپٹ یا سخت سست وغیرہ مراد ہے۔ اسی طرح مقول ہے۔ کہ ایک شخص نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے دو ابواب ”استعمال کرنے کو“ ”دسب“ میں شمار کیا جس پر علی المرتضیٰ نے فرمایا۔ مجھے اس کنیت پر فخر ہے۔ کیونکہ یہ کنیت مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی ہے۔ تو بالکل منطقی ہے کہ طرح لعن طعن سے مراد گالی دینا نہیں۔ بلکہ غم و غصہ کا اظہار۔ اور وجہ اس کی یہ

تھی۔ کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ برحق عثمان کے قاتلوں سے فوری تعاصی کیوں نہ کیا؟ اس کی مکمل بحث دو تحفہ جعفریہ جلد پنجم ص ۳۰۲ تا ۳۰۷ پر دیکھی جاسکتی ہے۔ بلکہ کتب تاریخ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لعن طعن کرنے کے واقعہ کو علی الاطلاق ذکر بھی کیا گیا۔ یعنی کسی کا نام ایسے بغیر توں کہا کرتے تھے۔

دو قاتلان عثمان پر لعنت ہو! اب اس سے اگر کوئی جھوٹا وفادار علیؑ خواہ مخواہ یہ مراد لے لے کہ اس سے حضرت علیؑ پر لعن کیا گیا۔ تو یہ اس نامزد کی مراد تو ہو سکتی ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نہیں۔ یہی مراد عبدالرحیم مردوس نے لی۔ اور کمال بے حیائی سے لکھ دیا۔ کہ ستر ہزار سے زائد منبروں پر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر لعنت ہوتی تھی اس ظالم نے بغض و عناد میں اندھا ہو کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کو بھی ملا دیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان پر بھی لعن طعن کرتے تھے بے حیا اور بے شرم کو ایسے الفاظ لکھتے ہوئے ذرا بھی دل نے ملامت نہ کی؟ ہاں ایمان ہوتا تو اندر سے ملامت ہوتی۔ ایسے غدیر الزامات اور وہ بھی بے سرو پا بلا سند و معج ذکر کرنے سے مسلمان کا دل کانپ جاتا ہے اور جرات نہیں کر سکتا۔

سوال نمبر ۱۳۹

وہ کون ہے جس کے لیے حضور معلم و مقصود کائنات کافران ہے جو میرے صحابی کرام کو گالی دے اس پر لعنت کرو۔ ایسا کس نے کیا؟

جواب:

خود ایسا کر کے پھر لوگوں سے پوچھتے ہو کہ کس نے کیا؟ کاتبِ وحی، امینِ خدا اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کیا تم نے لعن طعن نہیں کیا۔ جبکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ کو معاہدہ ہی نہیں بلکہ فقیہ اور مجتہد بھی قرار دے رہے ہیں۔

سوال نمبر ۱۴۰:

وہ کون ہے جس نے سب سے پہلے انسانوں کو خشتی کرنے کا حکم دیا؟

جواب:

اس قسم کے بے ہودہ الزامات کوئی بے ہودہ آدمی ہی لگاتا ہے۔ ہم صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ مذکورہ الزام کسی ایسی روایت سے جو سند صحیح کے ساتھ مروی ہو ثابت کر دکھاؤ تو میں ہزار نقد انعام پاؤں۔ خِيَانٌ لِّمَنْ تَقَعَّلُوا وَلَٰكِنْ تَقَعَّلُوا خَا تَقَعَّلُوا لَنَّا لَا كَفَىٰ وَخَوَدَهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ الْعِـ

سوال نمبر ۱۴۱:

وہ کون ہے جس نے علی کو مار گٹ بنا کر اللہ رسول اور تمام مومنوں پر سب قہم لعن طعن کیا اور کرایا؟

جواب:

اس الزام کا جواب سوال نمبر ۱۴۰ کے جواب میں آچکا ہے۔ ۱۰ عادی کی ضرورت نہیں ہے سوال نمبر ۱۴۲:

وہ کون ہے جس نے اللہ اور رسول کے کافرانوں سے بدکاری کرنے والے بیٹے یزید کو ولیٰ عہد بنایا؟

جواب:

اس سوال میں دراصل دو سوالات ہیں۔ ایک یہ کہ یزید کو ولیٰ عہد مقرر کیوں کیا؟ دوسرا یہ کہ یزید نے اپنی ماں سے بدکاری کی تھی۔ جہاں تک ولیٰ عہد کا معاملہ ہے یزید کے بارے میں ہمارا نظریہ یہ نہیں کہ وہ بہت اچھا آدمی تھا۔ بلکہ ہم اسے بہت بُرا سمجھتے ہیں۔ اس کے ولیٰ عہد بنائے جانے کے بارے میں تفصیل بحث تحفہ جعفریہ جلد ۵ صفحہ ۲۴۹ تا ۲۵۹ میں کر دی گئی ہے۔ لہذا اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

رہا دوسرا الزام یعنی مال کے ساتھ برکاری کرنا یہ ایسا الزام ہے جس کی گواہی ثابت ہونا تقریباً ناممکن ہے۔ اور عادتہً محال ہے۔ ایسا الزام لگانے کے بعد ثابت نہ کر سکنے والے پر حد قذف جاری ہوتی ہے۔ لہذا عبدالرحیم دیوبندی رافضی اس حد کا مستحق ہے۔ بہر حال اس کے ولی عہد بنانے کے وقت حضرت امیر معاویہؓ نے اس کو خلیفہ بنانے کا پروگرام بنایا۔ لیکن خلافت لے جانے کے بعد اس نے ایسے کام کیے۔ جن کی وجہ سے کوئی بھی اسے ”خلیفہ“ سے کم لفظ کے ساتھ یاد کرنے کو تیار نہیں۔ امیر معاویہؓ نے ولی عہد بنانے وقت اسے کیا سمجھا اور آپ کی کیا نیت تھی؟ اس بارے میں ایک دو حوالہ جات نقل کر دیئے جاتے ہیں۔

البدایہ والنہایہ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن آپ نے دورانِ خطبہ دعا مانگی اسے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے اس کو (یزید کو) اس کی اہلیت کی بنا پر خلیفہ بنانے کا فیصلہ کیا۔ تو میری اس تمنا کو پورا فرما دے۔ اور اگر کوئی اسے اس لیے ولی عہد بنایا کر مجھے اس سے پیار و محبت تھی۔ تو اسے اللہ! عہدہ ولایت پر ناکام بنا دے۔ اور اس کی تکمیل نہ فرما۔ (البدایہ والنہایہ جلد نمبر ۸ ص ۱۰) ثم دخل سنة ست وخمسين مطبوعه بیروت

منہل اس:

حضرت امیر معاویہؓ نے یزید کو اس کی اہلیت و استعداد کے پیش نظر خلیفہ بنایا جیسا کہ خود ان سے مروی ہے۔ اسے اللہ! اگر یزید ایسا ہی ہے۔ جیسا اس کے بارہ میں میرا گمان ہے تو بہتر ہے اگر دلیا نہیں تو تو اسے بہت جلدی موت دے دے۔ اللہ کے حضور حضرت امیر معاویہؓ کا یہ دعا قبول ہوئی۔ اس یزید کو زیادہ دیر خلافت نہ نصیب نہ ہوئی۔ اس کی مزید تفصیل تحفہ جعفریہ جلد ۵ ص ۲۴۸ تا ۲۶۲ پر دیکھیں

سوال نمبر ۴۳

وہ کون ہے جو فتح مکہ کے دن پچھلے کفر کے ساتھ اسلام میں مدخلت کو آیا اور جس کا ایمان بے نفع ہیں؟ قرآن نے ان لوگوں کے لیے کہا کہ کفر کے ساتھ اسلام میں داخل ہوئے اور اسی کفر کے ساتھ اسلام سے نکل گئے۔

جواب:

اس الزام کا تفصیلی جواب ”دشمنان امیر معاویہ کا علیؓ کا جواب“ کی جلد دوم زیر الزام نمبر ۹ دیا گیا ہے۔ جو تقریباً نو صفحات پر مشتمل ہے۔ اختصار کے طور پر یہاں بھی ذکر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ یہ الزام سورہ مائدہ کی آیات ۵۹، ۶۰، ۶۱ سے لیا گیا ہے۔ آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ ”فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کتابہم! تمہیں ہمارا کیا بڑا لگا ہی کہ ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف اترا اور اس پر جو پہلے اترا اور یہ کہ تم میں سے اکثر فاسق ہیں۔ فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں تمہیں نہ بتاؤں جو اس سے بھی زیادہ بُرا ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ٹھکانے کی رُوس سے وہ جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور غضب فرمایا۔ اور ان میں سے کر دیا گیا بعض کو بندہ بعض کو شور اور بعض کو شیطان کے پجاری۔ یہی لوگ بہت بڑے شرابی ہیں اپنے ٹھکانے کے اعتبار سے اور بہت بڑے گمراہ اور بے گھر ہوئے ہیں سیدھے راستے سے اور جب تمہارے پاس آتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں حالانکہ وہ آتے وقت بھی کافر اور جاتے وقت بھی کافر اور اللہ تعالیٰ اسے غیب جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں۔“

تفسیر طبری، قرطبی اور دیگر بکثرت تفاسیر میں ہے کہ آیات مذکورہ اہل کتاب میں سے منافقین کے بارے میں نازل ہوئیں۔ ”یا اهل الكتاب“ کے الفاظ صاف صاف صاف صاف اس کی تائید کر رہے ہیں۔ لیکن عبدالرحیم دیوبندی رافضی نے بد باطنی اور بے دینی کے پیش نظر قسم انکار رکھی ہے۔ کہ قرآن کریم میں جو آیات کئی منافقین

کے بارے میں نازل ہوئیں۔ انہیں کسی نہ کسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں پر چسپاں کی جائیں۔ بھلا اس سے بڑھ کر خدا کے غضب کا حقدار کون ہوگا؟ اور پھر وہ چوری پھر سینہ زوری، کے مصداق بڑے مطراق سے پتھپتا ہے۔ وہ کون ہے جس نے؟ اگر عدل و انصاف کے شیشہ میں دیکھتا۔ تو ان تمام گونہ کا جواب اسے اپنی شکل میں نظر آ جاتا

سوال نمبر ۴۴:

وہ کون ہے جس کے متعلق عبداللہ بن بریدہ دو مہابیوں نے گواہی دی کہ اس نے شراب پی اور ہمیں بھی دی؟ (مسند احمد طبع مصر جلد ۵ ص ۲۴۷)

سوال نمبر ۴۵:

وہ کون ہے جس کے متعلق عبداللہ بن ماریہ نے مسجد میں اعلان کیا۔ اس نے ٹوڈ لیا اور کھایا۔ اور وہ دوزخ میں گئے تک ہے؟

جواب:

ان الزامات کا تفصیلی جواب بھی دشمنان امیر معاویہ کا علمی محاسبہ جلد دوم میں تقریباً چودہ صفحات پر مشتمل دیا جا چکا ہے۔ جو الزام ۳۱ کے تحت مذکور ہے۔ یہی الزامات عبدالرحیم دیوبندی کے گرو محدث ہزاروی نے بھی لگائے ہیں۔ مختلف جواب یہ ہے کہ اس طرح کی روایات سخت مجروح ہیں۔ جن میں یہ الزامات آئے ہیں۔ اور اسامہ الرضی و علم الحدیث کے ماہر بخوبی جانتے ہیں۔ کہ مجروح روایت سے کسی پر الزام ثابت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ امام احمد بن حنبل نے کتاب المہمل اور ابوبکر رازی نے الجرح والتعديل میں لکھا ہے کہ اگر کسی راوی میں جرح اور تعدیل دونوں ملتی ہوں۔ تو ترجیح جرح کو ہوگی۔ ان دونوں الزامات کی روایات کے راویوں پر جرح موجود ہے۔ اس لیے ان کا کوئی وزن نہیں۔

سوال نمبر ۴۶:

وہ کون ہے جس بدخبت ازلی اہدیٰ نے مغیرہ بن شعبہ کا غلام نوؤ کو خرید کر اس سے حضرت عمر کو قتل کرایا۔ (مجمع البحرین طبع محمدی پریس دیوبند)

جواب:

قرآن کریم کا ارشاد ہے: "وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ" غبیثت کو اپنا ہم مسلک اور خبیث سے بھرا کہیں سے مل ہی جاتا ہے۔ کچھ اسی طرح عبدالرحیم رافضی کو اپنی قماش کو کذاب اور دشمنان امیر معاویہ مجمع البحرین کے مصنف کی شکل میں مل گیا۔ حضرت امیر معاویہ رحمہ اللہ کو آخر کیا ضرورت پڑی تھی۔ کہ وہ مغیرہ بن شعبہ کو خرید کر اس سے حضرت عمر کو مروا دے۔ کونسا دکھ دیا تھا۔ انہیں حضرت عمرؓ نے؟ آئیے "الاستیعاب" کے ایک دو حوالے ملاحظہ کریں۔ یہ وہی کتاب ہے کہ جس پر خود عبدالرحیم رافضی کو بھی اعتماد ہے۔ تاکہ ان حوالہ جات سے معلوم ہو جائے۔ کہ ان دونوں (امیر معاویہ، عمر بن خطاب) کا باہم کیا تعلق تھا؟

الاستیعاب:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حضور کسی نے حضرت امیر معاویہ رحمہ اللہ کے بارے میں توہین آمیز کلمات کہے۔ تو انہوں نے فرمایا۔ ایسے قریشی نوجوان پر اعتراض کرنے سے بچو وہ ایسا شخص ہے جو عفتہ کے وقت ہنستا رہتا ہے اور کوئی چیز اس سے اس کی رضا کے بغیر نہیں لی جاسکتی۔ اور جو کچھ اس سے کوئی لیتا ہے۔ وہ زبردستی سے ہیں بلکہ اس کے قدموں میں پڑ کر لیتا ہے۔ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امیر معاویہ رحمہ اللہ میں سرداری سے زیادہ قابل کسی اور کو نہیں پایا۔ ابن عمر سے پوچھا گیا۔ کیا، ابوبکر

عمر عثمان اور علی المرتضیٰ میں بھی نہ تھی؟ ابن عمر نے فرمایا۔ خدا کی قسم یہ چاروں حضرات بے شک امیر معاویہ رض سے افضل تھے لیکن سرداری میں وہ بڑھ کر تھے۔ ابن عمر کے غلام جناب نافع سے پوچھا گیا۔ کیا وجہ ہے کہ ابن عمر نے امیر معاویہ رض کی بیعت کر لی۔ اور علی المرتضیٰ رض نہ کی؟ جواب دیا۔ کہ میرے آقا رسولی کسی اختلاف کے وقت اپنا ہاتھ کسی کو نہ دیتے (یعنی جب امیر معاویہ اور علی المرتضیٰ رکھ کے درمیان ملائی ہوئی۔ تو ابن عمر نے دونوں کو چھوڑ کر علی کی اختیار کر لی۔ کیونکہ انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد تھا۔ کہ جب مسلمانوں کے دو گروہ لڑ پڑیں تو تم اپنی تلوار احد پہاڑ پر مار کر توڑ دینا۔ اس لیے ابن عمر نے ان میں سے کسی سے بیعت نہ کی (۱) امام حسن رض کی دست برداری پر اختلاف ختم ہو جائے بعد امیر معاویہ رض کی بیعت کر لی۔ اور امیر معاویہ بیس سال امیر اور بیس سال خلیفہ رہے۔ (الاستیعاب جلد سوم بر ص ۱۱۸)

الاصابة فی تمیز الصحابة حرف میم قسم اول ص ۳۹۸

قاریم ج کرام! حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اگر امیر معاویہ نے شہید کر دیا ہوتا۔ تو ان کی شہادت کے بعد ان کا صاحبزادہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہرگز نہ اپنے باپ کے قاتل کی بیعت نہ کرتے۔ اس سے صاف ظاہر کہ حضرت عمر اور امیر معاویہ میں کوئی دشمنی نہ تھی۔ بخاری شریف میں بھی مذکور ہے۔ کہ ابن عمر نے امیر معاویہ کی بیعت کی تھی۔ علاوہ انہیں الاستیعاب جلد دوم ص ۲۶۹ البدایہ والنہایہ جلد ۱ ص ۱۳۷، اور اسد الغابہ جلد ۲ ص ۷۲، اور طبری وغیرہ میں یہ واقعہ مذکور ہے۔ کہ ابو لؤلو غلام نے اس لیے حضرت عمر بن خطاب کو شہید کیا۔ کہ میرا ملک مغیرہ بن شعبہ جو مجھ سے خراج لیتا ہے۔ وہ کم کرادیں آپ نے

فرمایا۔ وہ جس قدر لیتا ہے۔ وہ ٹھیک ہے۔ کیونکہ تو اچھا کارکن ہے۔ اور مقررہ خراج دینا تجھے کوئی مشکل نہیں ہے۔ ایک روایت میں یوں بھی ہے۔ کہ عرض کی گئی حضرت ابو لؤلو خراج کم دیتا ہے۔ لہذا زیادہ کر دیا گیا۔ بہر حال خراج کی کمی بیشی اصل وجہ بنی۔ اسی سلسلہ میں یہ بھی مذکور ہے۔ کہ حضرت عمر نے ہی ابو لؤلو کو کہا۔ کہ تم ایک چکنی مجھے بھی بنا دو۔ کہنے لگا۔ ایسی چکنی بنا کر دوں گا۔ کہ لوگ مشرق و مغرب میں اس کی باتیں کیا کریں گے۔ جس سے اس کی مراد آپ کو شہید کرنا تھا۔ باوجود علم ہونے کے حضرت عمر نے اس کا کھٹا سہلہ نہ کیا۔

یہ ہیں وہ تاریخی واقعات جن کی وجہ سے حضرت عمر رض کو شہید کیا گیا عبد الرحیم اور محدث ہزاروی ایسے کتاب ان تاریخی حقائق کو مسخ کر کے پھر بڑی ڈھٹائی سے لکھتے ہیں۔ کہ میرے سوالوں کا جو جواب ہے گا۔ اس کو دس ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ جب سوال کا سراؤں ہی کوئی نہیں۔ تو بجز اس کا جواب پھر اس پر انعام کی پیش کش عجیب بے ایمانی ہے۔ اور عوام کو بڑے مکارتہ انداز میں دھوکہ دینا ہے۔

سوال نمبر ۱۲۷

وہ کون ہے جس کے ممتد شیوا عقبہ بن سہری اور اس کے اپنے فرزند یزید نے کہا۔ سب جھوٹ ہے نہ فرشتہ آیا نہ وحی؟

جواب:

میں اس سے قبل یزید کے بارے میں اپنا نظریہ درج کر چکا ہوں۔ اُسے ولی یا قطب نہیں سمجھتا ہوں۔ کہ اس پر لگائے گئے الزامات کا جواب دوں۔ عبد الرحیم رافضی کا یزید کے بارے میں یہ کہنا کہ اس نے وحی کا انکار کیا، تمام احکام کو جھوٹ کہا وغیرہ۔ میرا خیال ہے۔ کہ یزید کا یہ قول کسی صحیح روایت میں

نہیں ہے۔ ورنہ اس کا عام چرچا ہوتا۔ اس لیے اگر رافضی عبدالرحیم خود اپنا یہ الزام روایت صحیحہ سے ثابت کر دے۔ تو تیس ہزار کا انعام پائے۔

سوال نمبر ۴۸:

وہ کون ہے بے نفع ایمان والا جس کے ازلی کافر باپ نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا یزیدی بادشاہیت ہے میں نہیں مانتا جنت و دوزخ کو؟ الاستیعاب جلد ۶ ص ۸۷

سوال نمبر ۴۹:

وہ کون ہے جس کے مشہور و معروف ذاتی منافق باپ کو جب اسلام میں آیا منافقین کا ماری و لمبا اور جاہلیت میں زندقہ تھا؟ (الاستیعاب جلد ۶ ص ۱۹) جواب:

دونوں الزامات کے لیے حوالہ الاستیعاب جلد ۶ کا درج ہے۔ حالانکہ الاستیعاب آج تک چھ جلدوں میں نہیں چھپی معلوم ہوتا ہے کہ مجمع البحرین جیسی واہی تباہی کسی کتاب سے عبدالرحیم نے یہ پڑھا ہو گا۔ اور پھر بے سمجھے سوچے اپنی کتاب میں درج کر دیا۔ دونوں اعتراضات صفحہ کے اعتبار سے قریب قریب ہیں۔ حقیقت حال کچھ یوں ہے۔

الاستیعاب:

حضرت ابوسفیان کے اسلام کے بہتر اور اچھا ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ جب یہ اسلام لائے۔ تو بہت اچھا اسلام لائے۔ جناب سعید بن مسیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جنگ یرموک کے میدان میں ابوسفیان کو اپنے بیٹے یزید کے جھنڈے کے نیچے دیکھا وہ رڑ رہے تھے اور دعا کر رہے تھے۔ اسے اللہ! اپنی مدد قریب کر دے یہ بھی مری ہے

کہ یرموک کی جنگ میں ابوسفیان ایک اونچی جگہ کھڑے یہ کہہ رہے تھے۔ اللہ! اللہ! بے شک تم عرب کا نادر راہ ہو اور اسلام کا مددگار ہو۔ اور آپ کے مقابل روم کے نادر راہ اور انصار مددگار۔ بشرکین ایک۔ اے اللہ! یہ دن تیرے دنوں میں سے ایک دن ہے۔ اے اللہ! اپنے بندوں پر اپنا مدد اتار۔ دوسرے گروہ کا خیال ہے۔

کہ وہ منافقین کے سر غلط تھے جب سے اسلام لائے۔ اور جاہلیت میں زندقہ کی طرف منسوب تھے۔ حسن سے روایت ہے۔ حضرت عثمان کے غلیفہ بن جانے کے بعد ابوسفیان ان کے پاس آیا۔ اور کہا۔ اے عثمان! تیم اور عدی کے بعد ابو بکر قبیلہ تیم اور عمر بن خطاب قبیلہ عدی سے تھے (خلافت کو ادھر ادھر پھیرا۔ اور اس میں بڑا میہ کی میٹیں لگا۔ کیونکہ بادشاہیت اس میں جنت و دوزخ کو میں نہیں مانتا۔ عثمان غنی سن کر غضب ناک ہوئے۔ اور بلند آواز سے کہا۔ آٹھ کروڑ ہو جا۔ اللہ تیرے ساتھ جو چاہے کرے۔ (الاستیعاب جلد ۶ ص ۸۷) بر حاشیہ الاما بہ فی تیز المصابہ ص ۸۷ حرف سین قسم اول

الاستیعاب کے دونوں الزامات کی عبارت آپ نے پڑھی۔ جس کا ہمارے لے کر عبدالرحیم رافضی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنے دل کا غبار نکالا۔ صاحب الاستیعاب نے مذکورہ عبارت کے اختتام پر۔ اس کا جو رد لکھا۔ وہ اس عقل و خرد کے اندھے کو نظر نہ آیا۔ علامہ نے لکھا۔

الاستیعاب:

وَلَدُ أَخْبَارٍ مِنْ نَحْوِ هَذَا رَدِيَّةٌ ذَكَرَهَا أَهْلُ الْأَخْبَارِ لَمْ آذِ كُزُّهَا وَفِي بَعْضِهَا مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّكَ لَمْ يَكُنْ إِسْلَامًا سَالِمًا وَالْحَقُّ حَدِيثُ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ نَسَدٌ

عَلَى صِدْقِهِ إِسْلَامِيَّةً (۱) اسنادِ جلیلہ برعاشدہ اصحابِ نبوت سے منقول
تَرْجِمَہ اَبوسُفیان کے بارے میں اس قسم کی پُر اور بھی خبریں ہیں جنہیں
اہل اخبار نے ذکر کیا۔ اور میں نے انہیں ذکر نہیں کیا۔ ان میں سے کچھ ایسی
بھی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اَبوسُفیان کا اسلام سالم نہ تھا لیکن
حضرت سعید بن مسیب کی حدیث ان کے اسلام کے صحیح ہونے پر دلالت
کرتی ہے۔

قارئین کرام! صاحب الاستیعاب نے عبدالرحیم رافضی کے پیش کردہ مضمون الی
روایات کو ملاحظہ فرمادیں کیا۔ اور حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی روایت
کو صحیح کہا۔ جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اسلام کو صحیح اور درست کہا گیا
ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ جنگ یرموک کے موقع پر سب کی آوازیں بند ہو گئیں صرف
ایک آدمی تھا جو کہہ رہا تھا۔ اللہ کی مدد قریب ہو جاوے جب اس آواز والے کو دیکھا
تو وہ اَبوسُفیان تھے جو اپنے بیٹے کی کمان میں لڑ رہے تھے۔ حضرت اَبوسُفیان کی
دوسری کیفیت ابوحنظلہ ہے۔ جو ان کے ایک اور بیٹے کی نسبت سے ہے
جو غزوہ بدر میں کفر پر اٹھا۔ اَبوسُفیان مسلمان ہو کر غزوہ حنین میں شریک ہوئے
ان کی ایک آنکھ طائف میں ختم ہوئی۔ ایک آنکھ سے ہی کام لیتے رہے۔ حتیٰ کہ
جنگ یرموک میں ان کی دوسری آنکھ بھی ضائع ہو گئی۔ ایک روایت میں ہے
کہ جب ان کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں
حاضر ہوئے۔ اور آنکھ کے ضائع ہونے کی بات عرض کی۔ آپ نے فرمایا۔ اگر
تو چاہے تو تیری آنکھ اچھی ہو جائے اور اگر اس کی بجائے جنت چاہے
تو وہ دل جائے گی۔ اَبوسُفیان نے عرض کی۔ حضور! مجھے آنکھ نہیں جنت چاہیے
(بحوالہ الاصابۃ فی تمیز الصحابہ جلد دوم ص ۱۶۹ بحوالہ الاستیعاب - حجب

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اَبوسُفیان سے جنت کا وعدہ فرمایا۔ تو معلوم ہوا کہ
آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے بچے شیدائی تھے۔ اور وعدہ حضورِ حقیقی ہیں۔
لیکن عبدالرحیم رافضی اندھے کو یہ باتیں کب نظر آسکتی ہیں۔ اس کی آنکھوں پر بغض و
عداوت کی دینیز پر دسے پڑے ہوئے ہیں۔

والاصابہ، کے مذکورہ صفحہ پر اَبوسُفیان کے بارے میں مزید لکھا ہے ان
کا نام صخر تھا۔ ان کے مناقب میں ابن حجر لکھتے ہیں۔ وَ ذَكَرَ ابْنُ
إِسْحَاقَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَّهَهُ إِلَى
مَنَاتٍ فَلَمَّا مَكَاهَا. حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اَبوسُفیان کو منات بت کی
طرف روانہ فرمایا۔ تو انہوں نے جا کر اُسے منہدم کر دیا۔ اسی صفحہ پر سند صحیح سے
مروی ہے۔ وَ رَوَى ابْنُ سَعْدٍ أَيْضًا وَاسْتَدَاهُ صَاحِبُ رِجَالٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ
النُّعْمَانِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ إِذْ أُقْبِلَ سُفْيَانُ بْنُ الْحَرْبِ تَمَرًا
عَجْوَةً فَكَتَبَ إِلَيْهِ يَسْتَهْدِيهِ أَدَمًا مَعَ عُمَرَ وَبْنِ أُمَيَّةَ
فَكَرَّكَ عُمَرُ وَعَلَى إِسْحَاقَ إِمْرَأَتِي أَيْ سُفْيَانَ فَقَامَتْ دُونَهُ
وَ قَبِلَ الْبُؤْسُفْيَانُ الْهُدْيَةَ وَ أَهْدَى إِلَيْهِ أَدَمًا.

تَرْجِمَہ اَبوسُفیان کے بارے میں بھی یہ روایت ہے۔ اور اس کی اسناد صحیح ہیں
وہ یہ کہ جناب عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے اَبوسُفیان کی طرف عجوہ کھجوروں کا ہدیہ بھیجا۔ اور کچھ بھیجا کہ تم میری
طرف عمرو بن امیہ کے ہاتھ چڑھے گا دسترخوان بطور ہدیہ بھیجو۔ ایلچی عمر و جناب
اَبوسُفیان کی ایک بیوی کے پاس گئے۔ وہ ذرا ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ اور اس کی
اُڑ بھگت کی۔ اَبوسُفیان نے ہدیہ کو بوسہ دیا۔ (اور رکھ لیا) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضور چہرے کے دسترخوان کا ہدیہ روانہ کیا۔..... اسی صفحہ پر ایک اور روایت

الفاطر سے منقول ہے۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَن دَخَلَ دَارَ ابْنِ سُلَيْمَانَ فَلَمْ يَأْمِنْ لِبَنِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أُوذِيَ يَمْكُتُ دَخَلَ دَارَ ابْنِ سُلَيْمَانَ تَرْجُمًا

جناب ثابت نبائی سے جعفر بن سلیمان ضعیفی روایت کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو بھی ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گیا۔ وہ امن والا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ شریف میں قیام پذیر ہوتے تو آپ ابوسفیان کے گھر میں تشریف فرما ہوتے

خازن کرام، علامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری شریف نے الاصابہ جلد ۱ ص ۱۷۹ حروف صا د قسم اول میں ابوسفیان کے بارے میں تین روایات نقل کیں ہیں جو آپ نے ملاحظہ فرمائیں۔ ان سے جناب ابوسفیان اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین کیسے تعلقات نظر آتے ہیں؟ ان میں سے پہلی روایت کو دیکھیے۔ ابوسفیان اسلام لانے سے قبل اسی منات کے پجاری تھے۔ جس کو اب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر توڑ رہے ہیں۔ اگر ان کے دل میں سابقہ شرک باقی ہوتا۔ تو اپنے ہاتھوں سے اپنے محبوب کو کبھی نہ توڑے۔ دوسری روایت یہ بتاتی ہے کہ اسلام لانے سے قبل ان دونوں کے مابین ایسے تعلقات تھے۔ جو کسی دوسرے کافر و مشرک کے ساتھ حضور علیہ السلام کے نہ تھے۔ اسلام لانے سے قبل ایسا معتد تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آتے تو قیام کے لیے ابوسفیان کا ہی گھر پسند فرماتے۔ اس سے دونوں کے مابین نسبی تعلق معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ابوسفیان رشتہ میں آپ کے لہجہ بھی زاد لگتے ہیں۔ اسی خوشگوار رشتہ کے پیش نظر تحفہ بات ایک دوسرے کو بھیجا کرتے۔ جب اسلام لانے سے قبل تعلقات کی خوشگوری

کا یہ عالم تھا۔ تو اسلام لانے کے بعد اس میں کوئی کمی رہ گئی ہوگی۔ اس کی دلیل امت کی مذکورہ روایت ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوسفیان جنت کا سردار ہے۔ آنکھ کے بدلہ میں حضور سے جنت طلب کی۔ جو انہیں بموجب عہد دے دی گئی۔ ان باتوں کو سامنے رکھ کر ہر ذی شعور فیصلہ کر سکتا ہے کہ ابوسفیان واقعی صحیح معنوں میں مسلمان ہوئے۔ یا عبد الرحیم رافضی وغیرہ کے بقول ان کا ایمان منافقانہ تھا (معاذ اللہ) علاوہ ازیں ان حقائق سے عبد الرحیم دیوبندی رافضی کے اگلے سوالات کا جواب بھی آپ کو ملے گا۔ بوقتِ غزوۂ اجماع ان کا جواب لکھا جائے گا۔

سوال نمبر ۵:

وہ کون ہے جس کی بنا پر ظلم و بدعت مبتدع کے دور حکومت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے هُنَا هُنَا هُنَا مَصَابِ فَنَزَفَ فرمایا۔

سوال نمبر ۵:

وہ کون ہے جس کی باطنی باطل ظالم سربراہ فتنہ و فساد حکومت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَلِكًا حَضْرًا وَنَدَةً فرمایا۔

(خصائص کبزی جلد دوم ص ۱۱۲ مطبوعہ بیروت)

جواب:

دونوں روایات خصائص کبریٰ سے منقل ہیں۔ جو امام السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ ان روایات کا کوئی سند مذکور نہیں۔ میرا وجدان یہ کہتا ہے۔ اگر ان کی اسناد مذکور ہوتی۔ تو پھر یہ روایات یقیناً ردی شمار ہوتیں۔ بہر حال اگر ان کی صحت مان لی جائے۔ تو اصل مقام ان روایات کا طرانی ہے۔ جہاں یہ روایت کچھ اس طرح مذکور ہے۔ دمام المؤمنین سیدہ عائشہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ کو فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ تجھے خلافت کی قمیص پہنائے گا؟ تو تیرا کیا حال ہوگا؟ اس پر ام حبیبہ (امیر معاویہ کی ہمیشہ) نے عرض کی

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو خلافت کی قمیص پہنا سکے گا۔ فرمایا۔ ہاں۔ لیکن اس میں فساد ہوگا، اس روایت کا مفہوم زیادہ سے زیادہ یہی نکلتا ہے۔ کہ امیر معاویہ کے قلیفہ بننے کا وقت فساد کا زمانہ ہوگا۔ اور ہوا بھی یہی۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے معاملہ میں قصاص کے مسئلہ پر مسلمانوں میں شدید اختلاف ہوا۔ بہت سے شہید ہوئے پھر امیر معاویہ کی خلافت کا زمانہ آیا۔ اور اس کے ابتدائی ایام میں بہت بڑا فساد چھوٹا ہوا۔ اس کا ہم کافی دشمنی جواب دے چکے ہیں۔ وہ یہ کہ دونوں طرف کے مقتولین "دشمناء" میں شامل ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لیے حضرت امیر معاویہ کی خلافت کے متعلق فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے خلافت کی قمیص پہنا سکے گا۔ یہ نہیں فرمایا۔ کہ امیر معاویہ کا دور خلافت جاہلانہ اور ظالمانہ ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے صاف صاف معلوم ہوا کہ خلافتِ امیر معاویہ اللہ کی طرف سے ہوگی۔ مگر انہیں بڑی بڑی آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جب خلافت سنبھل جائے گی۔ تو نہایت مضبوط ہوگی۔ تاریخ شاہد ہے۔ کہ آپ کی بیس سالہ خلافت کے دور میں ایک بار بھی فتنہ و فساد نہ ہوا۔ اور تمام حضرات بڑے جان آپ کی بیعت کر لی۔ عبدالرحیم بن ابی بکر رافضی نے وہ درندہ شاہی، جس لفظ کا معنی کیا ہے۔ وہ "عفوض" ہے۔ یہ اس لفظ کا یہاں معنی نہیں ہے۔ میراث مکمل ملاحظہ ہو۔ وہ حضرت معاذ بن جبل جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ یہ حکومت نبوت اور رحمت کے ساتھ شروع ہوئی۔ پھر یہ رحمت و خلافت بن جائے گی۔ اس کے بعد ایک بادشاہ عفوض آئے گا۔ اس کے بعد امت میں فتنہ اور جبریت ہوگی۔ جب شراب، شرم گاہیں اور ریشم کو حلال جائیں گے۔ اور اس پر مدد حاصل کریں گے۔ اور انہیں ایسا ہی

برتنے کو دیا جائے گا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے ان کی ملاقات ہوگی، اور انھیں انھیں کبریٰ جلد دوم ص ۱۱۶

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکومت اسلامی کے تین دور ذکر فرمائے۔ پہلا دور نبوت و رحمت کا دور جو خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دور تھا۔ دوسرا دور خلافت اور رحمت کا دور جو خلفائے راشدین کا دور ہے۔ اور اس میں امام حسن اور امیر معاویہ کی فتنہ کا کچھ حصہ بھی شامل ہے۔ مگر اگرگزشتہ اوراق میں ہم با دلائل بیان کر چکے ہیں (تیسرا دور عیسیٰ بادشاہ کا ہے۔ اس سے مراد اگر حضرت امیر معاویہ کا دور خلافت لیا جائے تو عیسیٰ کا معنی وہ نہیں جو عبدالرحیم نے خبیث باطنی سے کیا۔ بلکہ بحوالہ المنجد ص ۸۱ حرف مین کی بحث دیکھیں۔ وہاں اس کا معنی مضبوطی بھی کیا گیا ہے۔ کہتے ہیں۔ فلاں نے دانتوں سے گڑھ لگائی۔ تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت کو مضبوط دور سے تعبیر فرمایا۔ اور واقعی ان کا دور نہایت مضبوط دور تھا۔ ہزاروں لاکھوں لوگ حلقہ بگوشن اسلام ہوئے۔ اور مملکت اسلامیہ کی حدود میں اضافہ ہوا۔ روایت مذکورہ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کو عمدہ اور اچھا بتا رہی ہے۔ لیکن عبدالرحیم رافضی نے عیسیٰ سے اسے مورو الزام بنالیا۔ ہم پوچھ سکتے ہیں۔ کہ تم نے جس کتاب سے یہ روایت ذکر کی۔ کیا اس کے مصنف کا بھی یہی عقیدہ ہے؟ علامہ السیوطی صاحب خصائص کبریٰ ص ۱۱۶ پر رقمطراز ہیں۔ ابن عساکر سے مروی ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تو میرے بعد میری امت کا والی بنے۔ حَا قَبِيلٍ مِنْ مُحْسِنِينَ هُمْ قَرَنَ جَا وَ قَرَنَتْ مَسِيئَتُهُمْ قَمَارٍ لَتُ أَرْجُو هَا حَتَّى قُمْتُ مَقَامِي هَذَا تَوَانِ لَوْ كُنْتُ مِنْ نِيكُو كُ سَا تَهْ رَكْنًا أَوْ رُبُو كُ سَا تَهْ دَرَكْرَكَ نَابِسِ

میں اس اخلافت و ولایت کا امیدوار رہا جتنی کہ میں اب وقت کا غلیفہ ہوں۔ اس کے بعد کیا کسی کمزور روایت جس کے راوی اہم سن ہیں۔ اپنے والد علی المرتضیٰ سے روایت کرتے ہیں سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَذْهَبِ الْيَاكُمُ وَاللَّيَالِي حَتَّى يَمْلِكَ مُعَاوِيَةُ يَلَهُ فِي مَنَاسِكِ الْمَرْتَضِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَوَيْهَ سَنَاءٍ وَهُوَ فَرَاتِي تَحْتِ كَرِيمِ نَبِيِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَيْهَ ارشاد فرماتے سنا یہ زمانہ اس وقت تک ختم نہ ہوگا جب تک معاویہ بادشاہ نہ بنے گا۔ اسی جگہ طبقات ابن سعد، ابن عساکر و دونوں سلمہ بن عکلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگ رہے تھے اَللّٰهُمَّ عَلِّمْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَهَيِّئْ لَهُ فِي الْبَلَادِ وَقِيعَةَ الْعَذَابِ اسے اللہ! معاویہ کو کتاب کا علم عطا فرما۔ اور اس کو حکومت میں مضبوطی عطا فرما۔ اور عذاب سے اسے بچائے رکھ۔

قارئین کرام! ارفضی عبدالرحیم کے لکھے گئے الزامات آپ کے دیکھ لیے۔ کہ ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ اگر بالفرض وہ تسلیم بھی کر لیے جائیں۔ تو زیادہ سے زیادہ یہی کہ حضرت امیر معاویہ کے گناہوں میں یہ باتیں شامل ہوں گی۔ تو کیا گناہ مرزومہ ہونے کے بعد توبہ قبول نہیں ہوتی؟ پہلو اپنی مانگی ہوئی توبہ نہ قبول بھی اللہ تعالیٰ کے حبیب و محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگی گئی اس کے لیے توبہ بھی قبول نہ ہوگی؟ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ توبہ کرنے والے کی باتوں کو شیعوں میں تبدیل کر دیتا ہوں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا اسے اللہ! اسے جہنم سے بچا دینے صرف دعا نہیں وعدہ ہے کیونکہ آپ کی دعا رد نہیں کی جاتی کہ آپ مستجاب الدعوات ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ امیر معاویہ نے اگر غلطیاں بھی کیں۔ تو بھی ان کی

نہ فی جوہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معافی کا معاویہ بہت سی جگہ مذکور ہے۔ آپ نے بہت سے لوگوں کو معاف کیا اور خصائص کبریٰ جلد دوم ص ۱۱۷ پر ایک واقعہ مذکور ہے۔ ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ عروہ ابن رومی نے بیان کیا۔ ایک اعرابی آیا۔ اور کہنے لگا یا رسول اللہ! مجھ سے کشتی کر کے اگر آپ مجھے بچھاڑیں تو آپ کو نبی مان لوں گا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ہو گئے۔ اور کہا میں اسے بچھاڑتا ہوں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا۔

لَنْ يُغْلِبَ مُعَاوِيَةُ أَبَدًا قَسْرِعَ الْأَعْرَابِيَّ فَكَلَّمَا كَانَ يَوْمَ صَفَيْنَ قَالَ عَلِيٌّ نَوَيْتُ هَذِهِ الْحَدِيثَ مَا حَاسَلَتْ مُعَاوِيَةُ

معاویہ کو کوئی بھی ہرگز نہیں بچھاڑ سکے گا۔ وہ اعرابی شکست کھا گیا۔ پھر جب جنگ صفین ہوئی۔ تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اگر مجھے یہ حدیث پاک یاد ہوئی۔ تو میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے کبھی قتال نہ کرتا۔

مختصر یہ کہ عبدالرحیم ارفضی ایسے ہزاروں اُتو جمع ہو کر سورج کی روشنی کو مٹانا چاہیں۔ تو انہیں سوائے ناکامی و نامرادی کے کچھ بھی نہ ملے گا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مناقب کا وہ سورج ہیں جنہیں روشنی خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی۔ لہذا ان پر الزامات لگانے والا اپنا منہ کالا کرنے کے سوا اور کچھ بھی نہیں کر پاتا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی آخرت بھی برباد کر بیٹھتا ہے۔

سوال نمبر ۵۲

وہ کون ہے جس نے مرتے دم پمپیر اسلام کے سب معرکوں کے بدلے اپنے کئی برس کردی مسلم بن عقبہ سب حراموں کو حلال جاننے والے مرتد کا فریضے یزید کو حرم مدینہ کو غارت و تباہ کرنے کی وصیت کی۔ (بدر الباقی صفحہ ۲۶۷)

سوال نمبر ۵۲

وہ کون ہے جس نے اپنے کافر بیٹے کافر زید کو حرمین شریفین کی تباہ مشورہ بطور نصیحت دیا پھر اس میں اس منافق مسلم بن عقبہ کو اپنا سب سے بڑا معتد و مڑی کہا؟

جواب:

پہلی بات تو یہ ہے کہ جذبِ القلوب کی مذکورہ روایت چونکہ مبہول ہے لہذا ایسی روایات کسی پر تنقید یا جرح کے قابل نہیں ہوتیں۔ اس کی جہالت ماننا۔ جذبِ القلوب ص ۶۱، ابن ابی شیبہ سند صحیح سے روایت کرتے ہیں۔ ”دریہ منورہ کے بڑے لوگ بتائیں کرتے ہیں۔“ ”دریہ کے بڑے جو باتیں کرنے والے ہیں وہ سنی سنائی تھیں۔ یا آنکھوں دیکھی تھی۔ یا یوہی قصہ کہانی کے طور پر سنا کرتے تھے۔ تو جب کہ ان سے بیان کرنا خردان کا آنکھوں دیکھا حتیٰ کہ برواقعہ ہیں۔ تو ان کی روایت کی کیا حیثیت ہوگی؟ پھر شیخ عبدالحق مصنف جذبِ القلوب کا اس بارے میں اسی روایت کے مطابق نظر یہ ہوتا۔ تو اسے توثیق کرتے۔ حالانکہ شیخ موصوف نے اپنی تصنیفات میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بیان فرمائے ہیں۔ ایک دو حوالہ جات دیے ہوں۔

اشعة اللمعات

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں نہ لڑیں گے۔ حالانکہ ان کا دعویٰ ایک ہوگا۔ یعنی دونوں ہی دین اسلام کا دعویٰ کریں گے۔ اور اپنی حقانیت

کا دعویٰ کریں گے۔ اور ہر ایک اپنے اعتقاد میں حق پر ہوگا۔ ان زور و زور سے مراد حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ان کے متبعین کی جنگ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اخواننا بخوا علینا۔ وہ ہمارے بھائی ہیں۔ اور انہوں نے ہم پر بغاوت کی ہے یعنی ہم دین اسلام میں دونوں بھائی ہیں۔ اس کے باوجود انہوں نے ہم سے بغاوت کی ہے۔ (اشعة اللمعات جلد چہارم ص ۲۱۶ تا ۲۱۷ باب الملاحم)

اشعة اللمعات

ابن عباس سے سوال کیا گیا۔ کیا تجھے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ میلان و محبت ہے۔ باوجود اس بات کے کہ وہ ترکی ایک رکعت پڑھتے ہیں ابن عباس نے جواب دیا۔ کہ وہ اپنے اعتقاد میں صداقت پر ہیں۔ کیونکہ وہ نعتیہ ہیں۔ دوسرا کسی نے اعتراض کیا تو اپنے فرمایا۔ دور دور جا وہ صحابی رسول ہیں اس پر اعتراض جائز نہیں۔ شیخ کے الفاظ یہ ہیں۔ ”اعتراض ممکن اور ازیرانکہ دے صحبت داشتہ است با پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم“ ان پر اعتراض نہ کر۔ اس لیے کہ یہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔

افسوس صد افسوس اس اندھے دیوبندی رافضی پر کہ ایسی واضح اور مرید احادیث فضائل و مناقب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مبہول اور بے سند روایات کی طرف کیوں دوڑتا ہے۔ اس سے بڑھ کر ناانصافی کیا ہوگی۔

سوال نمبر ۵۲

وہ کون ہے جس میں ہزار وجوہ و اسباب و کفر پائے جانے کے

باوجود اس کے نمک حلال مانے اور رسول اللہ سے بیگانے اسے صحابی بنانے اس پر رضی اللہ عنہ پڑھتے پڑھانے پر لبدا ہیں۔

سوال نمبر ۵۵

وہ کون ہے۔ جسے بغاوت پرست قاتلوں نے محض باطل پر مجتہد بنا رکھا ہے؟ محقق علماء مشائخ نے تصریح کی ہے۔ کہ وہ درجۂ اجتہاد تک نہ پہنچے تھے۔

جواب:

اس کا جواب وہی ہے جو ہم سوال نمبر ۵۴ کے جواب میں لکھ چکے ہیں۔ بحوالہ بخاری ^{بین} امیر معاویہ رحمہ کو مجتہد اور فقیہ اور صحابی کہنے والے کون ہیں؟ وہ عظیم صحابی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو جرات، فقیہانہ امت اور مجتہد ہیں۔ اس نمک حرام رافضی سے پوچھا جاسکتا ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا نظریہ ہے۔؟ لیکن کوئی بعید نہیں۔ بلکہ شاخ ابن عباس رحمہ کو بھی اہی الفاظ کا مستحق قرار دے دے جو اس کے دیگر علماء امت امیر معاویہ کے بارے میں کہتے ہیں۔ اگر اس کے الزام میں کوئی غلطی سی صداقت ہوتی۔ تو چند علماء و مشائخ کے نام لیتا۔ ہم عرض کر چکے ہیں۔ کہ امیر معاویہؓ کو صحابی کہنے والوں میں سرکارِ غوثِ پاک، امام غزالی، شعرائی وغیرہ شامل ہیں۔ نہ جانے یہ کن علماء و مشائخ کی بات کرتا ہے۔ جن کی نہ خبر اور نہ اتہ پتہ معلوم۔؟ اللہ اسے شرم و حیا عطا کرے۔

سوال نمبر ۵۶

وہ کون ہے جس کے اجتہاد کی ٹکڑیاں راست خلیفہ راشد سے ہوئی۔؟ مالائکہ ایسا اجتہاد قطعاً بناوٹ اور کفر تک پہنچانے والا ہے۔ جیسا کہ ابلیس کا جہاد و خلیفہ سے ہوا

جواب: دراصل عبدالرحیم رافضی کہنا یہ چاہتا ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہؓ

نے اجتہاد کیا۔ اور اس کے نتیجے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی۔ علی المرتضیٰ خلیفہ راشد تھے۔ اس لیے امیر معاویہؓ کا اجتہاد دراصل کفر اور بغاوت بتاتا ہے لہذا اس اجتہاد کی وجہ سے حضرت امیر معاویہؓ کا معاذ اللہ کفر و باغی، ہونے ہم پر چھتے ہیں۔ کہ اگر اس رافضی بد باطن کی یہ بات تسلیم کر لی جائے۔ تو صرف امیر معاویہ ہی نہیں ان کے سبھی ساتھی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے لڑنے والے تمام صحابی اسی حکم میں شامل ہوں گے۔ جن میں سے حضرت طلحہ، زبیر اور سیدہ عائشہ صدیقہ کے نام سرفہرست ہیں۔ حالانکہ طلحہ اور زبیر عشرہ مبشرہ میں سے ہونے کی وجہ سے قطعی یقینی ہیں۔ اور عائشہ صدیقہ کے بارے میں خود قرآن کریم نے فرمایا۔ لَقَدْ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُ كَيْفٍ جِئُوا ان کے لیے بخشش اور باعزت اجر ہے۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ محال کہ جن سے مقابلہ کرنے کی پاداش میں یہ رافضی، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ کفر و باغی کہہ رہا ہے۔ وہ خود (یعنی علی المرتضیٰ) انہیں اپنا ہم دین، ایک قرآن کے ماننے والا اور ایک خدا و رسول پر ایمان لانے والے فرما رہے ہیں۔ کیا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اس رافضی کو لڑائی کی تکلیف پہنچی ہے؟

سوال نمبر ۵۷

وہ کون ہے جس نے بھونڈے اجتہاد سے وتر کی تین رکعت کو ایک بنا لیا اور عبادت و اطاعت کے دو حصے برباد کر دیئے (بخاری شریف)

سوال نمبر ۵۸

وہ کون ہے جس کے ایک وتر کے مقابلہ میں اجتہاد کو ملاحظہ کر کے ان عباس نے اسے گدھا کہا۔

(طحاوی فیض الباری)

جواب:

جہاں تک تین رکعت کی بجائے ایک رکعت وتر پڑھنے کی بات ہے اس کا ثبوت ہے۔ لیکن عبادات و طاعات کے دو حصہ کر دینا، بخاری شریف یا کسی اور حدیث کی کتاب کے الفاظ نہیں۔ یہ عبدالرحیم رافضی کی پیمبر سے وتر کے متعلق روایات مختلف آئی ہیں۔ ایک، یمن، پانچ اور نو تک مذکور ہے وتر کی تین رکعت احناف کے نزدیک جیسا کہ نماز مغرب کی تین رکعتیں ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک رکعت وتر پڑھنے پر مدغم دیکھا۔ یہ کہاں تک درست ہے۔ آپ ابن عباس سے مروی کہ جب ان سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک رکعت وتر کے متعلق پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ وہ صحابی رسول ہیں۔ اور دوسرے کو ڈانٹ پلاتے ہوئے فرمایا۔ وہ فقیہ ہیں۔ یہ دونوں بخاری کی ہی روایات ہیں۔ ان کو چھوڑ کر بخاری روایت ہی کو مطیع نظر بنالینا کہاں کی عقلندی ہے۔ مذکورہ روایت عمران بن حصیر کی ہے۔ امام طحاوی نے گدھے والی روایت کے بعد لکھا۔ حدثنا عمران و ذکرنا مسنداً مشہلاً الا انه لم یقتل الخمار عمران نے ہی ہم سے روایت کی۔ اور اسی اسناد کے ساتھ لیکن اس میں وہ گدھے کا لفظ نہ کہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام طحاوی کی تحقیق یہ ہے کہ جس روایت میں وہ گدھا کا لفظ آیا ہے۔ وہ صحیح نہیں ہے۔ اس رافضی کو چونکہ شرم و حیا سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ ورنہ گدھے والی روایت دیکھی ہوتی۔ تو اس کے آگے پیچھے والی روایات بھی دیکھ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی نظریہ قائم کرتا۔ طحاوی شریف میں یہ روایت جلد اول ص ۲۸۹ باب الزواجر آئی ہے۔ جس کا مطیع بیروت ہے۔ تارخین کرم

فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ امام طحاوی کی نسبت گدھے والی روایت کہاں تک درست ہے؟ سوال نمبر ۵۹:

وہ کون ہے جس نے اجتہاد کر کے بغاوت کی اور خلیفہ راشد سے خانہ سے جنگ باغیانہ کیے اور ایک لاکھ ستر ہزار حافظ قرآن و سنت قتل کیے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گدھے کی کھال میں رکھ کر جلادیا؟

جواب:

اس کا جواب بارہا دیا جا چکا ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اس گدھے کی جہالت دیکھئے۔ کہ خود تسلیم کر رہا ہے۔ کہ امیر معاویہ سے اجتہادی خطا ہوئی اور مجتہد کی خطا پر کیا حکم لگتا ہے؟ سب امت متفق ہے۔ کہ مجتہد اجتہادی غلطی پر بھی ایک نیکی کا ثواب حاصل کر لیتا ہے۔ کچھ نیکی کا ثواب اور کچھ عبدالرحیم رافضی کا اجتہادی خطا تسلیم کر لینے کے بعد اسے بغاوت و کفر قرار دینا؟ اسی اجتہادی غلطی کی وجہ سے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ تَتَلَاوْ وَ قَتَلُوْا مَعَاوِیَہَ فِی الْجَنَّةِ۔ میری اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف کے مقتول جنتی ہیں۔ مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۲۵۷ جز ۹ باب ما جاء فی معاویہ و ابی سنیان حضرت علی المرتضیٰ ان حضرات کو شہید فرمائیں جو امیر معاویہ کی طرفداری میں لڑتے لڑتے مارے گئے۔ اور عبدالرحیم رافضی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کافر قرار دے کہ ان کے ساتھیوں کے جہنمی کہنے پر مصر ہے۔ درحقیقت یہ شخص علی المرتضیٰ کی تردید کر کے انہیں تکلیف دے رہا ہے۔

سوال نمبر ۶۰:

وہ کون ہے جسے حنفی تفسیر احکام القرآن نے ائمہ الکفر سے لکھا۔ اس کے باپ اور اس کے گروہ کو کہا۔ یَمَقِّنْ کَرْمِیْنَ نَقِیْ قَتْلَہُم مِّنَ الْکُفْرِ

وہ کہ جن کے دلوں کو اللہ نے کفر سے پاک نہ کیا؟

جواب:

عبدالرحیم رافضی نے اس الزام کو بھی نامکمل اور مہمل طریقہ سے پیش کیا۔ تاکہ اپنا مطلب پورا کر سکے۔ اسے بھی امام طحاوی کی طرف سے نقل کیا اس اعتراض کی حقیقت کیا ہے؟ آئیے پہلے یہ دیکھ لیں سورہ برآۃ کے دوسرے رکوع میں: "فَمَا تَلُوا مِنَ الْكُفْرِ" کفر کے اماموں کو مارو" کے الفاظ مذکور ہیں۔ اس آیت کے تحت ابو بکر رازی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد سردارانِ قریش نہیں ہو سکتے۔ بلکہ مکہ۔

احکام القرآن:

هَذَا آيَةٌ لِّعَلَىٰ أَن رَّوَايَةٍ مِّن رَّوَايَةِ ذِي الْكِرْفَةِ رَوَوْهَا قُرَيْشٌ وَهُمْ بِاللَّهِمْ لَا أَن يَكُونُوا الْكُرَادَ قَوْمًا مِّن قُرَيْشٍ قَدْ كَانُوا أَظْهَرُوا الْإِسْلَامَ وَهُمْ أَطْلَقُوا مَن نَحْنُ فِي سُنِّيَاتٍ وَاحِدَةٍ أَسِيهِ مِمَّن لَّمْ يَنْقِ قَلْبُهُ مِنَ الْكُفْرِ..... وَجَاءَ أَن يَكُونُوا مَرَادُهُ لِهَرَاءِ الَّذِينَ ذَكَرْنَا وَمَا رَوَوْا مِنَ الْعَرَبِ الَّذِينَ كَانُوا مَعَاوِيَةَ قُرَيْشٍ..... وَقَدْ قِيلَ إِنَّ هَذَا الْآيَةُ نَزَلَتْ فِي الْيَهُودِ الَّذِينَ كَانُوا عِنْدَ رُؤَايَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَثَرُوا مَا كَانُوا أَعْطَوْا مِنَ الْعَهْدِ (احکام القرآن جلد سوم ص ۸۶)

زیر آیت فَمَا تَلُوا مِنَ الْكُفْرِ (الخ)

تاریخ:

یہ بات اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جس آدمی نے یہ روایت کی ہے اس آیت سے مراد قریشی سردار ہیں۔ وہ ہم ہیں۔ ہاں یہ معنی ممکن ہے۔ مگر قریش میں سے کچھ لوگ ہوں۔ جو اسلام کو ظاہر کرنے والے اور فتح مکہ کے روز اسلام قبول کرنے والے تھے۔ جیسا کہ ابوسفیان وغیرہ۔ اور کچھ اور لوگ کہ جن کے دل کفر سے پاک نہ ہوئے تھے۔ (لیکن اللہ تعالیٰ کا لفظ بتا رہا ہے کہ یہ تاویل بہت مشکل سے درست ہو سکتی ہے۔ لہذا یہ انتہائی ضعیف تاویل ہو گی۔) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں۔ وہ جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیے گئے عہد و پیمان توڑ دیئے۔ اور اپنے ہر وعدے پر قائم نہ رہے۔

تاریخ کرام: "احکام القرآن" نے صاف صاف لکھ دیا کہ وہ ائمہ کفر سے مراد قریش لینا وہم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے لفظ سے اس تاویل کو ذکر کر کے اس کے نہایت ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا کہ اگر مراد قریشی رئیس ہی ہوں۔ تو سبھی نہیں بلکہ ابوسفیان وغیرہ اور روضہ عرب جو قریش کے معاونین تھے۔ کیونکہ یہ آیت فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی۔ اور بقیہ قریشی سردار جنگ بدر میں ختم کر دیئے مگر یہ تاویل بالکل غلط ہے۔ اور باطل ہے۔ کیونکہ اسے ایک تو "اللہ تعالیٰ" سے ذکر کیا گیا۔ دوسرا ایسے ائمہ کفر کو قتل کرنے کا قرآن نے حکم دیا۔ جنہوں نے عہد توڑا۔ اور وہ تو اس آیت کے نزول سے پہلے ہی قتل کر دیئے گئے۔ اور اگر ابوسفیان ہی مراد ہو جاتا جو باقی رہ گیا تھا تو ابوسفیان ہی مراد ہو جاتا جو باقی رہ گیا تھا۔ تو ابوسفیان کو قتل کر دیا جاتا۔ لیکن ہوا اس کے خلاف

کہ ابوسفیان کو قتل کرنے کی بجائے رسول اللہ سے اس نے عہد لے لیا۔ کہ حضور! میں جس طرح پہلے کفار کی طرف سے سپہ سالار بن کر مسلمانوں کے خلاف روانہ تھا اب مجھے اسی طرح مسلمانوں کا سپہ سالار بنایا جائے۔ اس کی شہادت بخاری شریف سے بھی ملتی ہے۔ ابوسفیان نے اس کے بعد کئی ایک جنگیں لڑیں مگر جن میں وغیرہ۔ جنگ حنین میں انہوں نے ایسی پامردی سے کفار کا مقابلہ کیا۔ کہ حضرت عباسؓ مازندگ ان کی توفیق کرتے رہے۔ جنگ حنین میں تقریباً مارے ہی صحابہ کرام پشت دیکر بھاگ گئے تھے کیونکہ انہوں نے اپنی کثرت پر ناز کیا۔ جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا تھا۔ قرآن کریم میں ہے۔ اِذَا غَابَ عَنْكُمْ كُفْرُكُمْ فَكُلُّكُمْ نَاصِبٌ نَّحْنُ لَكُمْ عُنْتُ كُفْرُكُمْ۔ جب تم نے اپنی کثرت تعداد پر فخر کیا۔ پھر وہ تمہارے کسی کام نہ آ سکی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ”ائمۃ الکفر“ سے مراد ابوسفیان لینا غلط بلکہ باطل ہے۔ غرور ابوبکرؓ خاص اس کی تردید کرتا ہے۔ کیونکہ اس نے لکھا۔ کہ کہا گیا ہے۔ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ کیونکہ ائمۃ الکفر کو قتل کرنے کی وجہ بد عہدی بد شکنتی تھی۔ اور یہ یہودیوں سے وقوع پذیر ہوئی تھی۔ تفسیر جمل اور صاوی نے اس آیت کی تفسیر میں یہ اختیار کیا۔ کہ یہ آیت فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی۔ لہذا اس سے مراد قریش کے علاوہ دوسرے قبائل عرب ہیں۔ کیونکہ قریش نے جو عہد شکنی کی تھی۔ اس کا معاملہ فتح مکہ پر ختم ہو گیا تھا۔ اس لیے ختم شدہ معاملہ کے متعلق قرآن کریم یوں کہے۔ ”اگر وہ عہد توڑ دیں دیں تو ان سے قتال کرو“ تاہم یہ معنی رہ جاتا ہے۔

تفسیر جمل:

وَ اِنَّمَا كَانَ تَوَابٍ هَذَا الْقَوْلِ لَاَنَّ
هَذِهِ الْآيَاتُ نَزَلَتْ بَعْدَ تَقْصِصِ قُرَيْشٍ الْعَهْدِ

وَ اِلَيْنَا قَبْلُ فَتُحِجَّ مَكَّةَ لَا مَكَّةَ بَعْدَ الْفَتْحِ
كَثِيفٌ يُقَالُ لَيْسَ بِي فَتَدْ قَصَصِي۔ (تفسیر جمل
جلد دوم ص ۳۶۷)

ترجمہ: ”یہ قول درست، اس لیے ہے۔ کیونکہ یہ آیات اس وقت نازل ہوئیں جب قریش عہد توڑ چکے تھے۔ اور یہ فتح مکہ سے قبل کا واقعہ ہے۔ کیونکہ فتح مکہ کے بعد یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ ایک شئی جو ہو چکی اب جب پھر ہو تو قتال کرو۔“

یہ آیات امام نے تفسیر صاوی جلد دوم ص ۱۳۰ پر لکھی ہیں۔

خلاصہ کلام:

یہ کہ عبدالرحیم رافضی نے اپنا آئو سیدھا کرنے کے لیے اور صحابی رسول کی شان میں گستاخی کرنے کے لیے اس الزام کو ظاہر کر کے دراصل اپنے آپ کو ظاہر کر دیا۔ اور کمال پالاک کی اسے صاحب احکام القرآن کی طرف منسوب کر دیا۔ حالانکہ صاحب احکام القرآن نے اسے ہرگز نہ قبول کیا۔ اور نہ ہی اس کی تصحیح کی۔ بلکہ اس کے خلاف کی تائید اور وہ بھی دلائل کے ساتھ کی۔

سوال نمبر ۶۱:

وہ کون صاحب ہے۔ جو اللہ رسول کے حکم دین ایمان سے بغاوت کی بنا پر دین ایمان سے خارج ہوا۔ اور ملت میں کفر کا موجب بنا؟

سوال نمبر ۶۲:

وہ کون صاحب ہیں جو ملت کے پہلے باغی ہیں؟ اگر مسلمان ان کے متعلق غلط فہمی رفع کر کے انہیں ملت سے پہلا باغی جانیں تو تفرقہ نہ رہے۔ علماء مشائخ اور دانشور اور حکام متعلقہ کا فرض ہے۔ کہ اس تحریک بغاوت و فساد

کو بلا تاخیر ختم کرنے کا بندوبست کریں ورنہ کوئی نہ کہے خبر نہ ہوئی۔

جواب:

ان دونوں سوالوں کا جواب بارہا گزر چکا ہے۔ اس رافضی کا طریقہ واردات یہ ہے۔ کہ ایک ہی سوال کو کئی طریقوں سے پیش کر کے بتانا یہ چاہتا ہے کہ میں نے امیر معاویہؓ پر جس قدر الزامات تراشے کسی دوسرے کی قسمت نے اتنی مدد اس کی نہ کی۔ حضرت امیر معاویہؓ کو ”پہلا باغی“ کہنا عبدالرحیم رافضی کے پیرومرشد محدث ہزاروی نے بھی ایسا کہا ہے۔ ہم نے اس کی تفصیل بحث محدث ہزاروی کے الزام غیرا کے تحت ”دشمنان امیر معاویہ جلد دوم“ میں مذکور ہے۔ اس الزام کے بعد جو عبدالرحیم رافضی نے یہ لکھا کہ اگر امیر معاویہؓ کو تمام امت باغی تسلیم کر لے۔ تو تمام تفرقہ بازی ختم ہو جائے۔ اس کا جواب اتنا ہی کافی ہے کہ امیر معاویہؓ کی اجتہاد کی بغاوت پر سب متفق ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان پر لعن طعن کر دے۔ ان کے متعلق علماء و مشائخ اہل سنت کا مسلک ہے کہ آپ صحابی رسول ہیں۔ کاتب وحی خدا ہیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سائلے ہیں۔ لہذا ان کے بارے میں نازیبا لفظ کہنے کی اجازت نہیں۔ لعن طعن تو بہت دور کی بات ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے کہا کہ گستاخ امیر معاویہؓ رض جنہم کی وادی ناویہ کا مستحق ہے اور دوزخی کتوں میں سے ایک کتا ہے۔ اور جو کچھ یہ رافضی یکے جا رہا ہے وہ حقیقت کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ پوری امت کا اجماع ہے کہ امیر معاویہؓ رض کے خلافت پر اس وقت کے تمام مسلمانوں نے بیعت کر لی تھی۔ جن میں حسنین کریمین بھی تھے حسنین کریمین نے جس کی بیعت کی اُسے مرتد و کافر کہنے والا خود کافر اور مرتد ہے۔ حضرت امیر معاویہؓ کی مصابیت اور صحت اسلام پر تمام امت کا اتفاق ہے۔ صرف چند بدو مانخ اور بد باطن عبدالرحیم دیوبندی رافضی اور محدث ہزاروی

ایسے لوگ ہیں۔ جن کے دلوں میں ایمان کی بجائے حسد و بغض امیر معاویہؓ رض رہا ہوا ہے۔ اس لیے ان چند نام نہاد و متنفذوں کو علماء و مشائخ کی صفت میں کھڑا کرنا علماء اور مشائخ کی توہین کے مترادف ہے۔ یہ چند کھوٹے سکے اور پھلجڑیاں پھوڑنے والے پٹاخے اگر اپنی کھوٹ پہچان جائیں اور پھلجڑیاں گرانے سے باز آجائیں۔ تو تفرقہ ختم ہو سکتے ہیں۔

قال سبیل کلام: یہ تھے وہ الزامات کہ جو عبدالرحیم دیوبندی رافضی نے بڑے طعناً سے پیش کیے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ان پر ندامت کے آنسو بہانا اور ختم کے مارے ڈوب مرنے کیلئے کمال بے حیائی اور بد باطنی اور بے شرمی سے آخر میں ان الفاظ سے چیلنج لکھا۔

اعلان عام:

ان علماء و مفتیان کی طرف سے دس سال تک جو عالم عرب و عجم سے ان لائل کا حوالہ بحوالہ رد و جواب کرے مبلغ دس ہزار روپیہ پاکستانی انعام کا مستحق ہے جو روز کر کے نہ جواب دے سکے پھر بھی بغاوت ظالموں بدکاروں غداروں کو صحابہ کرام میں رکھ کر ان پر رضی اللہ عنہ پڑھنے سے نہ شرائے نہ باز آئے تو اسے ہر مذہبی جاہل گمراہ اور اس کے ارباب من دون اللہ ہر دس ہزار برس تک روزانہ بیع و شام وہ جراثیم نے اس سے پہلے باغی پر خود مقررہ کر رکھی ہے۔ الحی یوم الدین۔

جواب اعلان عام:

”اعلان عام“ میں حوالہ بحوالہ رد و جواب کا مطالبہ کیا گیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اعلان کرنے والے نے ہر سوال کا حوالہ بمعہ قید و جزو دیا ہوگا۔ لیکن ہم نے اس کے تمام سوالات آپ کے سامنے رکھ دیئے۔ ان میں سے اکثر ایسے ہیں۔ جو من گھڑت ہیں۔ کسی کتاب سے ان کا کوئی تعلق نہیں اور وجود نہیں

ابوسفیان نے اس لڑائی سے زنا کا ارتکاب کیا تھا۔ اور اسی سے وہ حاملہ تھی۔ حضرت ابوسفیان نے خود بھی ایک مرتبہ اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا۔ کوزیادہ انہی کے نطفہ سے ہے۔ یہ ان ہجوک شیعہ اعلیٰ درجہ کا مدبر مشہور فرجی لیدر اور غیر معمولی قابلیتوں کا مالک ثابت ہوا۔ حضرت علی کے زمانہ خلافت میں وہ آپ کا زبردست حامی تھا۔ اور اس نے بڑی اہم خدمات انجام دی تھیں۔ ان کے بعد حضرت معاویہ نے اس کو حامی و مددگار بنانے کے لیے اپنے والد ماجد کی زنا کاری پر شہادتیں لیں۔ اور اس کا ثبوت بہم پہنچایا۔ کوزیادہ انہیں کا والد الحرام ہے۔ پھر اسی بنیاد پر اسے اپنا بھائی اور اپنے خاندان کا فرد قرار دے دیا۔ یہ فعل اخلاقی حیثیت سے جیسا کچھ مکروہ ہے۔ وہ تو ظاہر ہی ہے۔ مگر قانونی حیثیت سے بھی یہ ایک صریح ناجائز فعل تھا۔ کیونکہ شریعت میں کوئی نسب زنا سے ثابت نہیں ہوتا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا صاف حکم موجود ہے۔ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا۔ اور زانی کے لیے کٹھن پتھر ہیں۔ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ نے اسی وجہ سے اس کو اپنا بھائی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور اس سے پردہ .

دخلافت و ملکیت میں ۱۷۵

فرمایا۔

جواب اول:

استلحاق زیاد کی روایت کسی سند صحیح کے ساتھ مذکور نہیں

”استلحاق زیاد“ یعنی زیاد کو امیر معاویہ نے اپنا بھائی بنا کر اپنی وراثت میں شامل کیا۔ ایک ایسا واقعہ ہے۔ جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہر مخالف نے ذکر کیا

لیکن اس واقعہ کے جہاں تک قابل اعتبار ہونے کا معاملہ ہے۔ تو کسی شخص نے اس کی تذکر نہیں کی۔ پھر ایسی بے سند اور غیر معیاری باتوں سے حضرات صحابہ کرام کے شخصیات کو داغدار کرنا نہایت بے عقل ہے۔ واقعہ آپ نے مورود علی کے قلم سے پڑھا۔ ذرا عقل کو دستک دو۔ اور اس سے پوچھو۔ کہ کیا وہ وجوہات جو زیاد کو اپنے ساتھ لائے اور خلافت کے امور میں شرکت کرنے پر بیان کی گئی ہیں۔ وہ تسلیم ہیں؟ کہا گیا ہے۔ کہ چونکہ زیاد بڑا قابل اور مدبر تھا۔ اور امیر معاویہ اس کو امارت میں شریک کرنا چاہتے تھے اس پر آپ نے یہ طریقہ نکالا۔ کہ اس کو پہلے اپنا بھائی ثابت کیا جائے۔ اور پھر شریک امارت کر دیا جائے۔ یہ کسی کو شریک امارت کرنے کے لیے اور کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا تھا؟ کیا امیر معاویہ جو نائب رسول تھے۔ انہیں ایسا کرتے خود مجذباتی؟ اگر کسی کو حامی اور مددگار بنانے کے لیے فوضی رشتہ کی ضرورت ہوتی۔ تو حقیقی رشتہ دار یا مکمل معاون اور مددگار ہونے چاہئیں۔ کیا آپ کو یہ معلوم نہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ کے بھائی جناب عقیل نے اپنے بھائی کی بجائے امیر معاویہ کی طرف داری کی تھی؟ اور محمد بن حنفیہ نے باوجود اس کے کہ امام حسین کے حقیقی بھائی تھے۔ ان کا ساتھ نہ دیا۔ لہذا عقل یہی کہتی ہے۔ کہ جو شخص کسی کا مخالف ہو۔ اسے اپنا بھائی یا اپنے نسب میں شامل کر لینا یہ ثابت نہیں کر سکتا۔ کہ وہ اس کی مخالفت ترک کر کے اس کا حامی ناصر ہو گیا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جب خلیفہ تھے۔ تو صرف یہی نہیں بلکہ ہزاروں کے تعداد میں حضرات صحابہ کرام موجود تھے۔ آپ خود کاتب وحی اور صلیب القدر معانی ہیں۔ پھر اس منصب پر متمکن کہ جہاں قدم چھونکے رکھنا پڑتا ہے۔ ایسے میں یہ کیسے ہاور کیا جاسکتا ہے۔ کہ آپ نے یہ کام کیا۔ اور پھر اس پر موجود تمام صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔ اور مورود علی والی حدیث ان میں سے کسی کی یاد نہ تھی۔ ایسا الحاق عام مسلمان کرنے کے لیے تیار نہیں۔ کیونکہ یہ واقعہ قرآن کریم کی تکمیل اور شریعت مطہرہ

کی تہشیر کے بعد کا ہے۔ لہذا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما ایسا بزرگ صحابی یہ کب برداشت کر سکتا ہے کہ وہ محض اپنے فائدے کی خاطر ایک شرعی حکم کو پس پشت ڈال دیں گے۔ مختصر یہ کہ اگر زیاد واقعی ولایتنا ہوتا تو پھر اس کو اپنے خاندان میں شامل کرنے پر اس وقت کے تمام مسلمان اور امیر معاویہ کے مخالف ہو جاتے، اور یہ ایک بہت بڑی غلطی ہوتی، اور باعث نقصان ہوتی۔

جواب دوم:

امیر معاویہ کا اپنے بازو مضبوط کرنے کے لیے زیاد کو بھائی بنانے کا التزام بے بنیاد ہے۔

زیاد کو بھائی بنانے کا واقعہ ۳۰ھ میں بتلایا گیا ہے۔ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو غلبہ بنے چار سال کا عمر صبر ہو گیا تھا۔ مان بیٹے ہیں۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے غلبہ بننے وقت کچھ ازبان متروک تھے۔ اور ان میں تلخیاں تھیں لیکن اس ابتدائی دور میں جب تلخیاں اور منافقتیں موجود تھیں۔ آپ نے زیاد کو اپنا شریک تسلیم نہ کیا، اور اس کی مدد و نصرت کی ضرورت محسوس نہ کی، اور جب حالات سازگار ہو گئے۔ اور تلخیاں ختم ہو گئیں۔ تو آپ نے اس کی معاونت کا حصول چاہا۔ جبکہ بالکل ضرورت نہ تھی۔ بلکہ اس کے برخلاف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور خلافت میں جب ایسے لوگوں کی ضرورت تھی۔ آپ نے اپنا ہم نوا بنانے کی بجائے اس پر سختی کی۔ اور اس کی شہادت کامل ابن اثیر ص ۴۱۴ جلد دوم اور طبری جلد پنجم ص ۹۶۱ پر مختصر قائل ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت سے زیادہ علاقہ فاس کا گورنر بن کر تھا۔ امیر معاویہ نے آغاز خلافت میں سلمہ کو بیت المال میں خرید کر دے کے انعام میں زیاد کی جواب طلبی کی۔ لکھا کیا تو صفائی پیش کرو۔ یا مال واپس کرو۔ زیاد نے جواب دیا۔ کہ میرے پاس تنخواہ سی رقمچی ہے۔ جو میں نے اس لیے رکھی ہوئی ہے۔ کہ کوؤں کے بوقت ضرورت کھائے۔ اس کے علاوہ ہدیہ مال میں نے سابق امیر المؤمنین کو دے دیا تھا۔ اس پر جناب معاویہ نے لکھا۔ کہ اگر حقیقت یہی ہے۔ تو پھر تم ہمارے پاس آؤ۔ ہم تمہارے بارے میں عذر کر کے بہتر فیصلہ کریں گے۔ لیکن زیاد نہ آیا۔ امیر معاویہ نے بصرہ کے عامل بشروں ارطاة کو مورت حال لکھی۔ اس نے زیاد سے کہا۔ کہ یا تو تم امیر المؤمنین کے ہاں حاضر ہو جاؤ۔ یا پھر تمہارے اہل و عیال کی غیر نہیں۔ جب اس پر بھی زیاد نہ آیا۔ تو اس کے بچوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بھائی ابو بکر نے حضرت معاویہ کے پاس آکر اس کی صفائی پیش کی۔ اور اس نے بچوں کو آزاد کرنے کی درخواست کی۔ اس پر آپ نے بشروں ارطاة کو حکم دیا کہ زیاد کے بچوں کو رہا کر دیا جائے۔ اور زیاد کی بھی عطا کر دی جائے۔

اب ایسے شخص کو جس کی معاونت کی اشد ضرورت تھی۔ اور امیر معاویہ کی خلافت کے ابتدائی ایام اس بات کے متقاضی تھے۔ تو پھر آپ نے اسے ساتھ ملائے کہ بھائے اس پر سختی کرنے کا کیوں حکم دیا۔ اور اس سے باز پرس کیوں کی؟ اس وقت زیاد کو اپنا ہم نوا بنانا بہت آسان تھا۔ معلوم ہوا کہ زیاد کا چار سال بعد استلحاق سیاسی بنا پر نہ تھا۔ اس لیے مودودی کا اسے سیاسی غلطی کہنا خود غلط ہے۔ بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ استلحاق قرائن و شواہد کے اعتبار سے حضرت امیر معاویہ کی نظر میں درست

ہو گا۔ تب آپ نے موجود صحابہ کرام کی موجودگی میں ایسا کیا۔ اور دواؤ اللہ لفرش، حدیث کوئی پھنسی ہوئی نہ تھی اسے تمام صحابہ کرام جانتے تھے۔ اس کی مخالفت کرتے ہوئے۔ اگر امیر معاویہ زیاد کو اپنے لب میں شامل کرتے۔ تو اس میں کئی قباحتیں ٹپکیں گی۔ خود زیاد کوئی جاہل نہ تھا۔ اسے بھی یہ حدیث یاد تھی۔ پھر اس نے چپ کر کے اپنا نسب تبدیل کر لیا امیر معاویہ نے خلیفہ وقت ہوتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بالکل خلاف کیا۔ اور تمام موجود صحابہ کرام نے اس پر کوئی احتجاج نہ کیا۔ صرف امیر معاویہ پر ہی اعتراض نہیں۔ بلکہ اس کی حدود وائیں بائیں دور دور تک پھیلتی ہیں۔ اور پوری امت مسلمہ کو اپنے دامن میں پھنسی ہیں۔ اس لیے ان مفاسد کے اجابت کی بجائے اپنی محفوظ دامنوں کو استر ہے۔ کہ ایسی روایات محض امیر معاویہ کو بدنام کرنے کے لیے تراشی گئی ہیں۔

ایک طرف حقائق اس واقعہ کے ناممکن الوقوع ہونے کی صورت ہم نے بیان کی۔ اور دوسری طرف یہ بھی دیکھا جائے۔ کہ قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت کیسا ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ اقدس میں ایک صحابی ماعز رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے چار مرتبہ اقارز نہ کیا۔ ہر مرتبہ آپ اس سے منہ پھیر لیا کرتے تھے۔ چار دفعہ اقرار کے بعد آپ نے پوچھا۔ تو دیوانہ تو نہیں، عرض کی نہیں۔ پوچھا شادی شدہ ہو کہاؤں۔ فرمایا۔ اسے رجم کر دو۔ اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی کے زنا کرنے کی نفی یا اس میں شبہ کے وقوع کو تلاش کر کے حد جاری کرنے سے پہلو تہی کرنی چاہی۔ اسی لیے آپ نے ہر دفعہ منہ پھیرا۔ اور دیوانہ کہا اور شادی شدہ ہونے کا دریا مت کیا۔ گویا آپ چاہتے تھے کہ کسی طرح گنجائش نکل آئے۔ اور اللہ کی حد سے بچ جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات تو یہ ہیں۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک پرانے قصہ کو تازہ کر کے اسے (اور وہ بھی زنا کا قصہ) گواہیاں لے رہے ہیں۔ یعنی ڈھونڈ ڈھونڈ کر زنا ثابت کرنے

کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اس دور کی گواہیاں جب اسلام کی روشنی میں بھی پھیلی تھیں امیر معاویہ کو اس کی کیا ضرورت پڑی تھی۔ جبکہ کوالا استیجاب جناب مغیرہ ابن شعبہ پر دورِ فاروقی میں تین آدمیوں نے بدکاری کی گواہی دی۔ زنا کی گواہی نامکمل ہونے کی بنا پر ان تینوں پر حدِ قذف جاری کی گئی۔ تو امیر معاویہ کے سامنے ابو سفیان کے زنا کرنے پر کیا ایسی ہی چار گواہیاں موجود تھیں۔ جو سمیرا اور ابو سفیان کو اس حالت میں دیکھ رہے تھے۔ جیسا سردانی میں سلائی ڈالی جاتی دیکھ رہے ہوں۔ محض ادھر ادھر کی باتوں سے زنا کو ثابت نہیں ہوتا۔ اور واقعہ بیان کر لے والے یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ امیر معاویہ نے ان گواہیوں کی بنا پر زیاد کو اپنا بھائی بنایا۔ کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ زنا کی گواہیوں کی کیفیت سے بھی بے خبر تھے؟

جواب سوم:

ولد الزنا کو اپنا بھائی بنانے کا الزام اہل تشیع

کی ایجاد ہے

تاریخ ابن خلدون۔

وَكَانَ أَكْثَرُ شَيْعَةٍ عَلَيْهِ يَتَكْرَهُونَ ذَٰلِكَ وَيُتَّقُونَ
عَلَىٰ مُعَاوِيَةَ حَتَّىٰ أَخُوهُ أَبُو بَكْرٍ وَكَتَبَ رِيَادُ
إِلَىٰ عَائِشَةَ فِي بَعْضِ الْأَخْيَارِ مِنْ رِيَادِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ
يَسْتَدْعِي حَبِوًا بِهَا بِمِلَّةِ النَّسَبِ لِيَكُونَ لَهُ حُجَّةٌ
فَكَتَبَتْ إِلَيْهِ مِنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ إِلَىٰ ابْنِهَا
رِيَادَ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ يَتَّبِعُ رِيَادَ وَأَوَّلًا

يَوْمًا لَبَّعُضُ أَصْحَابِهِ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ ابْنِ سَمِيَّةٍ يَقْبِضُ
 ۱ قَابِئِي وَيَعْتَذِرُ عَمَّا لِي لَقَدْ هَمَمْتُ لِقَسَامَةِ مِنْ
 قُرَيْشٍ أَنَّ أَبَا سَفْيَانَ لَمْ يَرِ سَمِيَّةٌ فَالْخَيْرُ زِيَادَةٌ
 يَدُ إِلَيْكَ فَالْخَيْرُ بِهِ مُعَاوِيَةَ فَامْرَأَتُ جَبَّةُ أَنْ تَزِيدَهُ
 مِنْ أَقْطَى الْأَنْبَابِ وَشَكَى ذَلِكَ إِلَى يَزِيدَ فَتَرَكَّ حَبَّ
 مَعَهُ فَادْخَلَهُ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَلَمَّا رَأَاهُ قَامَ مِنْ
 مَجْلِسِهِمْ وَدَخَلَ إِلَى بَيْتِهِمْ فَقَالَ يَزِيدُ نَعَقِدُ فِي
 الرِّيَاطِ مَ قُلُوْبِي لَكَ حَتَّى عَدَا ابْنُ عَامِرٍ مَ مَا كَانَ
 مِنْهُ مِنَ الْقَوْلِ وَخَالَ إِلَيَّ لَا تَكْثُرُ زِيَادَتِي قَلْدِي
 وَلَا تُعْزِرُ بِهِ مِنْ ذَلِيلَةٍ وَلَكِنْ عَرَفْتُ حَقَّ اللَّهِ فَوَضَعْتُهُ
 مَوْضِعَهُ -

(ابن خلدون جلد سوم صفحہ نمبر ۱۰۱-۱۰۲ استدقاق زیاد)
 ترجمہ: اہل تشیع کی اکثریت اس بات کا رو کرتی ہے۔ اور امیر معاویہ پر اس سے
 اعتراض پیدا کرتی ہے۔ یہاں تک کہ امیر کا بھائی ابوبکر بھی ایک مرتبہ اسی
 زیادہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس عنوان سے رقعہ لکھا۔ وہ زیاد
 بن ابی سفیان «گویا۔ وہ ان الفاظ کو لکھ کر مائی صاحبہ سے اپنے اس
 نسب کی صداقت چاہتا تھا تاکہ بوقت ضرورت یہ حجت ہو سکے اس کے
 جواب میں مائی صاحبہ نے اُسے یوں لکھا۔ وہ عائشہ ام المومنین اپنے بیٹے
 زیاد کو خط لکھ رہی ہے۔ یعنی اس کے مطلوبہ نسب کی تصدیق نہ کی۔
 عبد اللہ بن عامر کو زیاد سے بغض تھا ایک دن اُس نے اپنے ساتھیوں
 میں سے کسی کو کہا۔ کہن ہے عبد القیس ابن سمیہ جو میرے کاموں کے کٹر

نکالتا ہے۔ اور میرے کارندوں کے اُڑے آتا ہے۔ میں نے قریش سے
 اس بات پر قسمیں لینے کی ٹھانی ہے۔ کہ ابوسفیان نے سمیہ نامی لونڈی کو
 دیکھا انکس نہیں۔ جب زیاد کو اس کی خبر ملی۔ تو اس نے معاویہ کو یہ بتایا۔
 اس پر معاویہ نے حکم دیا۔ کہ آخری دُور کے دروازے سے اسے واپس
 کر دو۔ اس نے یزید کے ہاں اس کی شکایت کی۔ یزید اس کو لے کر
 گھوڑے پر سوار ہو کر حضرت معاویہ کے پاس آیا جب امیر معاویہ نے
 اسے دیکھا۔ تو اُٹھ کر گھر تشریف لے گئے۔ یزید کہنے لگا۔ ہم آپ کے
 باہر تشریف لانے تک انتظار کرتے ہیں۔ دیکھ کر بعد امیر باہر تشریف
 لائے۔ اور ابن عامر نے وہی باتیں کہنا شروع کر دیں۔ جو پہلے کہیں تھیں
 امیر نے اس پر فرمایا۔ میں نے زیاد کو اپنے ساتھ لے کر قلت کو کثرت نہیں
 بخشی۔ اور نہ ہی قلت کو عزت دی۔ لیکن جب میں نے اللہ کا حق جان لیا
 تو اُسے اپنے مقام پر رکھنے کا حکم دیا۔

توضیح:

ابن خلدون نے استدقاق زید کے واقعہ کو درست سمجھا۔ لیکن اہل تشیع کا اس واقعہ
 کو غلط رنگ دینا واضح کیا۔ عبد اللہ بن عامر نے جب اس استدقاق کے خلاف آواز
 اٹھائی۔ اور یہاں تک کہا کہ میں ایسی بیویوں کو اسیاں پیش کر سکتا ہوں کہ ابوسفیان
 نے سمیہ نامی لونڈی کو نہیں دیکھا۔ تو اس پر جناب معاویہ نے کہا۔ بھائی دیکھو
 میں نے کسی طعن اور لالچ کے طور پر استدقاق نہیں کیا۔ بلکہ اللہ کا حق سمجھ کر اسے اپنا مقام
 دیا ہے۔ یعنی ابوسفیان نے سمیہ سے زنا نہیں بلکہ نکاح کیا اور اس سے زیادہ پیدا ہوا
 ہاں یہ ٹھیک ہے۔ کہ قریش میں سے کسی معزز کا ایک لونڈی سے نکاح کرنا معیوب
 سمجھا جاتا تھا۔ لیکن حق، حقیقی ہی ہے۔

کمال ابن اثیرؒ

قَالَ يَا ابْنَ عَامِرٍ اَمْتُ الْقَائِلُ فِي زِيَادٍ مَا قُلْتَ اَمَّا وَ اَللّٰهُ لَقَدْ عَلِمْتَ الْعَرَبُ اَنِّيْ كُنْتُ اُحِبُّ مَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَ اَنْتَ الْاِسْلَامُ لَمْ يَنْزِلْ فِي الْاَجْزَاءِ اِنِّيْ لَمَّا تَكَلَّمْتُ بِزِيَادٍ مِنْ قِلَّةٍ وَ لَمْ اَتَعَرَّوْا بِهِ مِنْ ذَلِكِ وَ لَكِنْ عَرَفْتَ حَقَّ اَللّٰهِ حَوْضُوعُهُ مَوْضِعُهُ فَقَالَ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنْ جِئَ اِلَيَّ مَا يُوْجِبُ زِيَادًا فَقَالَ اِذَا جِئَ اِلَيَّ مَا يُوْجِبُ مَا نَحْنُ بِهٖ اَتَمُّ اَعْلَمُ اِلَى زِيَادٍ فَهَرَضَ صَاحِبُ - (کمال ابن اثیر جلد سوم ص ۴۲۴) مذکور اسلحا ق معاویہؓ زیاد علیہ السلام حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا - اسے ابن عامر اتنے زیاد کہ بارے میں جو کچھ کہا۔ وہ ہم نے سن لیا ہے۔ خدا کی قسم! تمام عرب اس بات کو جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جاہلیت میں بھی عزت عطا فرمائی تھی۔ اور اسلام کے بعد میری عزت میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ میں نے زیاد کو اپنے ساتھ لاکر قلت کو کثرت نہیں بخشی اور نہ ہی ذلت کو عزت بنایا۔ لیکن میں نے اس کا حق بابتے ہوئے اُسے اُس کی جگہ پر مقرر کیا۔ یہ سن کر ابن عامر نے کہا اسے امیر المؤمنین ہم اس بات کی طرف لوٹتے ہیں۔ اور قبول کرتے ہیں۔ جو زیاد کو پسند ہے امیر معاویہؓ نے فرمایا۔ اگر ایسا ہے تو پھر ہم بھی تمہاری پسند کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر عبداللہ بن عامر وہاں سے نکلا۔ اور زیاد کے پاس اگر اُسے راضی کر لیا۔

تبصرہ:

ابن خلدون اور کمال ابن اثیرؒ کی مذکورہ تحریر اس واقعہ کو بالکل صاف صاف بیان

کردی ہے۔ کہ زیاد کے بارے میں لوگوں کے اندر اگرچہ مختلف باتیں تھیں۔ کوئی اسے ابن عیمر کہتا۔ کوئی ابن ابی اور کوئی کسی اور طرح انہیں جانتا ہے۔ ایک طرف امیر اور دوسری طرف یہ حضرت معاویہؓ اپنی سابقہ عزت کا حوالہ دے کر اسلام کی وجہ سے اس میں اضافہ کی بات کرتے ہیں۔ اب ان دونوں باتوں کو ذرا باہم ملا کر دیکھیں۔ اگر زیاد واقعی ولد الزنا تھا تھا تو ایسے شخص کو اپنا بھائی بنانے میں عزت کا جنازہ نکلا کرتا ہے۔ یا اس میں اضافہ ہوتا ہے۔ گویا امیر معاویہؓ یہ کہہ رہے ہیں کہ اگرچہ لوگوں میں زیاد کے بارے میں کئی قسم کی باتیں مشہور ہیں۔ اور ایسے میں اسے اپنا بھائی بنانا نہایت ذلت کا باعث ہوگا۔ لیکن اس عارضی مخالفت کی بنا پر میں حقیقت سے متذکیسے مڑ سکتا ہوں حقیقت یہ ہے کہ زیاد میرے والد کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے۔ اور وہ نطفہ حلال تھا۔ اس لیے حق جب یہ ہے۔ تو اسے اس کا مقام ملنا چاہیے۔ میرے سامنے احتقاقی حق ہے۔ یہ نہیں کہ مجھے اس کو ساتھ لاکر کوئی مفاد حاصل کرنا ہے۔

اس مقام تحقیق پر ذہن دو باتوں کی طرف پٹنا ہے۔ اول یہ کہ اگر زیاد حقیقت میں ابن سفیان کا بیٹا تھا۔ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی توثیق کی بجائے اسے اپنا بیٹا کہہ کر جواب کیوں دیا؟ دوسری یہ کہ سیدہ ام حبیبہ نے اس زیاد سے پردہ کیوں کیا؟

ان دونوں باتوں کا ایک ہی جواب ہے۔ وہ یہ کہ سیدہ عائشہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما دونوں کے پاس اس بات کا ثبوت یقینی نہ تھا۔ کہ زیاد واقعی ابن سفیان کے نطفہ حلال کی پیداوار ہے۔ اس لیے انہوں نے اپنے مبلغ علم کی بنا پر عمل کرتے ہوئے ایسے کیا۔ سیدہ عائشہ نے اسے اپنا بیٹا کہہ کر اس کی دلجوئی کی۔ اور ام حبیبہ نے یقینی محرم نہ ہونے کے علم کی بنا پر پردہ ایسے فریضہ اسلام پر عمل کیا۔ ان دونوں کے برعکس چونکہ امیر معاویہؓ کو حقیقت حال کا علم تھا۔ اس لیے انہوں نے زیاد کے نسب کا اقرار کیا۔ اگرچہ لوگوں میں اس کے

غلاف پر میگزینیاں موجود تھیں۔

فَاخْتَارُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ

جواب چہارم:

زیاد کے ابوسفیان کی جائز اولاء ہونے پر
شہادتیں

الاصابہ فی تمييز الصحابة

وَكَانَ اسْتِخْرَاقُ مَعَاوِيَةَ لَهُ فِي سَنَةِ اَرْبَعٍ
وَ اَرْبَعِينَ وَمِثْلُهُ بِذَلِكَ زِيَادُ بْنُ اَسْمَاءَ الْعُرْمَازِي
وَمَالِكُ بْنُ رَبِيعَةَ السُّلُولِي وَالْمُنْذَرُ بْنُ الزُّبَيْرِ
فِي مَآذِكِرِ الْمَدَائِنِ بِأَسَانِيدِهِ وَزَادَ فِي الشُّهُودِ
جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ أَبِي سَفْيَانَ وَالْمُسَوْرُ بْنُ أَبِي قَدَامَةَ
الْبَاهِلِيَّ وَأَبْنَ أَبِي النَّصْرِ الثَّقَفِيَّ وَزَيْدَ بْنَ نَفِيلٍ
الْأَذْدِيَّ وَشُعْبَةَ بْنَ الْحَلْفِطِ الْمَازِنِيَّ وَرَجُلًا مِنْ
بَنِي عَمْرِو بْنِ شَيْبَانَ وَرَجُلًا مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ
شَيْدٌ وَاحْتَلَمُوا عَلَى أَبِي سَفْيَانَ أَنْ يَزِيَادَ ابْنَهُ إِلَى الْمُنْذَرِ
فَشَهِدَ أَنَّكَ سَمِعَ عَلَيْنَا يَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّ أَبَا سَفْيَانَ
قَالَ ذَلِكَ وَخُطِبَ مَعَاوِيَةُ بِهِ فَاسْتَلْحَقَهُ فَتَكَلَّمُوا
زِيَادٌ فَقَالَ كَانَ مَا شَهِدَ الشُّهُودُ حَقًّا

فَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَ إِنْ يَكُنْ بَاطِلًا فَقَدْ جَعَلَهُ رَبِّي
وَبَيَّنَ اللَّهُ -

الاصابة في تعيين الصحابة جلد اول ص ۵۸ حرف الذ
القسم الثالث

ترجمہ: استخراق کا واقعہ مکہ میں ہوا۔ اس کی گواہی دینے والے یہ لوگ ہیں۔

زیاد ابن اسماء الحر مازنی، مالک بن ربیعہ السلولی،
المنذر ابن الزبیر۔ ان کا نام عائشہؓ نے اپنی سندوں کے ساتھ
ذکر کیا۔ گواہوں میں ان لوگوں کا بھی ذکر کیا۔ جو یہ یہ بنت ابی

سفیان، مسور بن ابی قتادہ امہ الباہلی، ابن ابی النصر
الثقفی زید بن نفیل اذنی، شعبہ بن حلفطہ مازنی
بن شیبان اور بنی عمرو بنی مصطلق کا ایک ایک آدمی۔ ان تمام نے ابوسفیان
کے متعلق گواہی دی کہ زیاد اس کا بیٹا ہے۔ مرنے مندرنے یہ گواہی دی
کہ انہوں نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے سنا ہے۔ وہ کہتے کہ۔ میں اس بات
کی گواہی دیتا ہوں کہ زیاد کو ابوسفیان نے اپنا بیٹا کہا ہے۔ ان گواہوں
کے بعد حضرت معاویہؓ نے خطبہ دیا۔ اور زیاد کو اپنے نسب میں بلا لیا۔
زیاد نے کچھ گفتگو کی۔ اور کہا کہ اگر ان گواہوں کی گواہی حق ہے۔ تو انہوں
کو اور اگر باطل ہے۔ تو میں نے اپنے اور ان کے درمیان اللہ تعالیٰ
کو رکھا۔

تبصرہ:

بیشتر گواہوں کی گواہی کی بنیاد پر حضرت امیر معاویہؓ نے زیاد کو اپنا بیٹا
بنایا۔ اس حوالہ سے ”دولہ الحرام“ کی کہانی ختم ہو جاتی ہے۔ اور ان گواہیوں میں

مالک بن ربیعہ صحابی بھی بن محمد بن ہر سنے کی بنا پر غلط بیانی نہیں کر سکتے۔ اور جناب منذر نے تو حضرت علی المرتضیٰ کی گواہی پیش کی کہ انہوں نے ابوسفیان کی خوزبان سے زیادہ کو بیٹا کہتے سنا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ سرچشمہ ولایت، خدا کی خدائی کے غیب دان ہیں۔ جب شیعہ انہیں ہر خفی و علنی کا عالم کہتے اور ماننے میں۔ تو پھر ان کے اس ارشاد کو تسلیم کیوں نہیں کیا جاتا؟ لہذا یہ کہنے والے کو زیادہ ولد الحرام ہے۔ (جبکہ حضرت علی اسے حلال کہیں) خود اپنی غیر منائی۔ ان حالات میں امیر معاویہ کا ان کو بھائی بنانا کوئی عیب کی بات نہیں۔ اسی لیے زیادہ نے بھی ان شری شہادتوں پر اللہ کا شکرا ادا کیا۔ کیونکہ ان کی وجہ سے ان کے متعلق مختلف لوگوں کی طرف نسبت کا معاملہ ختم ہو رہا جاتا ہے (فاعتبروا یا اولی الابصار)

جواب پنجم :- حضرت علی زیاد کو والد الزنا نہیں سمجھتے تھے

گزشتہ حوالہ میں زیادہ کے فرزند ابوسفیان ہونے کی گواہی دینے والوں میں جناب منذر بھی ہیں جنہوں نے حضرت علی المرتضیٰ کی گواہی نقل کی۔ حضرت علی ذی شہادت کا واقعہ اس دور کا ہے جب فاروق اعظم زندہ تھے۔ اور انہوں نے زیاد کو یمن کے فتنہ کے خاتمہ کے لیے بھیجا تھا۔ جب زیاد کامیاب لوٹا۔ اور واپس آکر خطبہ دیا۔ تو عروا بن العاص نے اس کے خطبہ کو سن کر کہا کہ اگر یہ نوجوان قریشی ہوتا۔ تو عرب کو اپنی لالچی سے ہلکتا۔ اس وقت ابوسفیان نے کہا تھا کہ میں اس لڑکے کے باپ کو جانتا ہوں۔ حضرت علی نے ابوسفیان سے پوچھا وہ کون ہے کہتے لگا۔ وہ میں ہوں۔ (الاستیعاب جلد اول ص ۵۶۹) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ زیاد کو ولد الحرام نہیں سمجھتے تھے۔ اسی بنا پر خلافت فاروقی کے دور عثمانی آیا اور گزر گیا۔ پھر جب حضرت علی المرتضیٰ کا پناہ دور آیا۔ تو آپ نے اسے

فارس کا گورنر مقرر کیا۔ اور شہادت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تک زیاد ان کے ساتھ رہا۔
الاستیعاب :-

فَرَّ صَارَ زِيَادٌ مَعَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاسْتَعْمَلَهُ عَلَى بَعْضِ أَعْمَالِهِ فَلَمْ يَزَلْ مَعَهُ إِلَى أَنْ قُتِلَ عَلِيٌّ رَحِمَهُ اللَّهُ.

الاستیعاب بعد الاصابہ فی تمییز الصحابہ حروف الزیاد بظاہر مشہور ہے۔
تو بعد پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں زیاد حضرت علی کا ہمنوا ہو گیا۔ آپ نے اسے بعض اعمال پر عامل مقرر کر دیا۔ ان دونوں کی رفاقت، شہادت علی تک رہی

خلاصہ کلام :-

حضرت علی المرتضیٰ کو نہیں "ما فی الا رجاس" کا علم پہلے شیعہ ثابت کرتے ہیں۔ وہ زیاد کو ولد الحرام نہیں کہتے۔ بلکہ اسے اپنے دور خلافت میں اہم و مردار یا یوں ہی کہیں۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے دور میں اس کی عزت افزائی کرتے ہوئے گورنری تفویض کرتے ہیں۔ یمن کے فساد پر قابو پانے کے لیے اسے بھیجتے ہیں۔ دور امیر معاویہ میں بہت سی شہادتیں ایسی موجود تھیں۔ جنہوں نے زیادہ کے ابوسفیان کا بیٹا ہونا ثابت کر دیا تھا۔ ان حالات میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو تسلیم کرنا پڑا۔ کہ زیاد ان کا بھائی ہے ورنہ کسی کو اپنے نسب میں شامل کرنے کے لیے سنی سنائی باتوں پر یقین نہیں ہوتا۔ یہی وجہ تھی کہ امیر معاویہ نے ان کے استحقاق کو ایک "حق" کے طور پر تسلیم کیا۔ نہ کوئی دوسری غرض یا مقصد تھا۔ اگے چل کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اسی زیادہ کے بیٹے سے اپنی بیٹی کی شادی کرتے ہیں۔ زَوْجُ مَجَاوِیَّةَ ابْنَتَهُ وَنِیَّہُ مَحَبَّةً دَیْنِ اَیَّ زَیَادَ (الاستیعاب جلد اول ص ۵۷۰)

ان تصریحات کے بعد مودودی دینہ کا کیچڑ اچھان کیس طرح درست ہو سکتا ہے۔ بڑی سبے باکی سے لکھا۔ کہ امیر معاویہ کا ایسا کرنا اخلاقی طور پر مکروہ تھا۔ اور شرعی قانونی حیثیت سے یہ ایک صریح ناجائز فعل ہے۔ لیکن صحابی رسول پر یہ الزام دھرتے وقت خود کس اخلاقی قدر کا اہتمام کیا۔ اور کون سے قانونی و شرعی نقطہ کو سامنے رکھ کر یہ لکھا۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ جو اخلاقی ضابطے اور قانون اصول مودودیت کے ہیں۔ وہ امیر معاویہ نے پورے نہیں کیے۔ اور یہی مودودیت ہے۔ کہ اکابر سلف کو اپنے ضابطوں کے مخالف بنا کر پیش کیا جائے۔ اگے پیٹھے کیا کہ گئے ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

اعتراض نمبر ۲

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قانون کی بالادستی کا خاتمہ کر دیا

مودودی

خلافت و ملکیت

سب سے بڑی مصیبت جو ملکیت کے دور میں مسلمانوں پر آئی وہ یہ تھی کہ اس دور میں قانون کی بالادستی کا اصول توڑ دیا گیا۔ حالانکہ وہ اسلامی ریاست کے اہم ترین بنیادی اصولوں میں سے تھا۔۔۔ یہ پالیسی حضرت امیر معاویہ کے عہد ہی سے شروع ہو گئی تھی۔ امام زہری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چار خلفائے راشدین کے عہد میں سنت پر تھی۔ کہ نہ کافر مسلمان کا وارث ہو سکتا تھا۔ نہ مسلمان کافر کا۔ حضرت معاویہ نے اپنے زمانہ حکومت میں مسلمانوں کو کافر کا وارث قرار دیا۔ اور کافر کو مسلمان کا وارث قرار نہ دیا۔ حضرت عمرو بن عبد العزیز نے اگر اس بدعت کو موقوف کیا مگر ہشام بن عبد الملک نے اپنے خاندان کی روایت کو پھر بحال کر دیا۔

البدایۃ والنہایۃ جلد ۱ ص ۱۳۹ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں۔ کہ دیت کے معاملہ میں بھی حضرت امیر معاویہ نے بدل دیا سنت کو۔ سنت پر تھی کہ معاہدہ کی دیت مسلمان کے برابر ہوگی مگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو نصف کر دیا۔ اور باقی نصف خود یعنی شروع کر دیا۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۱ ص ۱۳۹) (خلافت و ملکیت ص ۱۷۳)

جواب:

ما صاحب تصنیف خلافت و ملکیت نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر دو الزام لگا کر ثابت کرنا چاہا ہے کہ انہوں نے اسلامی قانون کی برتری ختم کر دی تھی۔ الزام اول یہ کہ اسلامی قانون میں کافر و مسلمان ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے۔ لیکن امیر معاویہ نے مسلمان کو کافر کا وارث بنانے کا قانون نافذ کیا۔ دوسرا الزام یہ کہ ذمی کے قتل پر دیت مسلمان کے قتل کے برابر تھی۔ لیکن امیر معاویہ نے ذمی کی دیت نصف کر دی۔

الزام اول کے لیے ثبوت موردی نے امام زہری کی روایت بحوالہ البدایہ والنہایہ ذکر کر کے قارئین کو یہ تاثر دیا۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مذکورہ رویہ کو ابن کثیر اور امام زہری نے خلاف سنت کہا ہے۔ لیکن اس میں کمال چالاکی سے کام لیتے ہوئے حقیقت حال کو بھپانے اور اپنے بغض کو سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ تسلیم کہ ابن کثیر نے امام زہری کی روایت البدایہ والنہایہ میں ذکر کی۔ لیکن یہ واقعہ نقل کر کے وقت ابن کثیر نے امیر معاویہ پر اسے طعن کے طور پر پیش نہیں کیا ہے۔ اور نہ ہی ان کی بدعات میں شمار کیا ہے۔ بلکہ ان پر ذکر کر رہے تھے۔ کہ حضرت امیر معاویہ بھی اجتہادی صلاحیت کے مالک تھے۔ اور یہ واقعہ انہوں نے ان کی اجتہادی بصیرت کے ثبوت کے طور پر ذکر کیا۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے۔

کہ ایک مجتہد کو جب وہ کسی نوپید مسئلہ میں اجتہاد کرتا ہے۔ تو اگر وہ صواب ہو۔ تو مجتہد مستحق اجران ہوتا ہے۔ اور اگر صواب دہی ہو تو اس کی محنت رائے گاہ نہیں جاتی۔ بلکہ ایک اجر کا حقدار ضرور ہوتا ہے۔ لیکن کیا کہیں کہ موردی کو اپنی دشمنی نے سبائے اس کے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اسے بصیرت اجتہادی نظر آتی۔ اسے یہ بات ان کی قانون شکنی کی صورت میں نظر آئی۔ اور اسے بدعات میں سے شمار کر دیا۔ اگر یہ واقعی قانون شکنی اور بدعت کے ذمے میں شامل ہے۔ تو پھر اس کے مؤیدین حضرات کو بھی

انہی دو نقطوں سے یاد کرنا پڑے گا۔ جو ”مکتبہ اسلام“ کی تحفہ و تندرہ ہر کار ہوگی۔ آئیے مسئلہ مذکورہ میں اختلاف کی بات اور اختلاف کرنے والوں کی نشان دہی بحوالہ دیکھیں۔

احکام القرآن:

بَعْضَ ذَٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَبَعْضُهُ مُخْتَلَفٌ فِيهِ فَمَا اِتَّفَقَ عَلَيْهِ اَنَّ الْكَافِرَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمَ وَاَنَّ الْعَبْدَ لَا يَرِثُ وَاَنَّ الْقَاتِلَ الْعَمْدَ لَا يَرِثُ وَقَدْ بَيَّنَّا وَبَيَّنَّا هَلَاكَ فِي سُورَةِ الْبَقَرَةِ مَا اجْتَمَعُوا عَلَيْهِ مِنْهُ وَمَا اِخْتَلَفُوا فِيهِ وَاخْتَلَفَ فِي مِيرَاثِ الْمُسْلِمِ مِنَ الْكَافِرِ وَوَرِثَةِ مِيرَاثِ الْكَافِرِ مِنَ الْمُسْلِمِ وَاَنَّ الْكَافِرَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمَ مِنَ الْمُسْلِمِ مِنَ الْكَافِرِ فَانَّ الْاِيْمَةَ مِنَ الصَّحَابَةِ مُتَّفِقُونَ عَلَى لَفِي التَّوَارِثِ بَيْنَهُمَا وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ التَّابِعِينَ وَفَقَهَا اِلَّا مَصَابِرَ وَرَوَى شُعْبَةُ عَنْ عُمَرَ وَبْنِ ابِي الْحَكِيمِ عَنْ ابِي بَابَا عَنْ يَحْيَى ابْنِ يَعْمَرَ عَنْ ابِي الْاَسود الدَّوْلِيِّ قَالَ قَالَ لِمَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كَانَ مَعَاذُ ابْنِ جَبَلٍ بِالْيَمَنِ قَارًا كَفَعُوا اِلَيْهِ فِي يَهُودِيًا مَاتَ وَقَدْ اَخَاهُ مُسْلِمًا فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْاِسْلَامُ مِثْرَةٌ وَلَا يَنْقُصُ

احکام القرآن جلد دوم ص ۱۰۱ اباب من بحر الامیران مع وجود النسب ترجمہ میراث کی بعض صورتیں ایسی ہیں جن پر تمام کا اتفاق اور کچھ دوسری مختلف فیہ ہیں۔ متفقہ صورتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان فوت ہو جائے۔ تو کافراں کا وارث نہیں ہوگا۔ دوسری صورت یہ کہ

غلام وارث نہیں ہوتا۔ اور تیسری یہ کہ غلام کا قاتل وارث نہیں ہوتا۔ ہم نے ان لوگوں کی میراث کا ذکر سورہ بقرہ یک کر دیا ہے۔ اور وہاں اجماعی اور فقہی باتیں بھی ذکر کر دی ہیں۔ ان صورتوں میں سے کہ جن میں اختلاف ہے ایک یہ ہے کہ کافر مر گیا۔ تو اس کی وارثت مسلمان کو ملے گی؟ اور مرتد کی میراث ہو گی؟ پھر مال کافر کی میراث مسلمان کے لیے تو اس صورت پر اثر صحابہ کرام کا اتفاق ہے کہ دونوں طرف سے وارثت نہیں ہوگی۔ اور یہی امام تابعین اور ہر دور کے فقہاء کا قول ہے بشعیر نے عمرو بن ابی العکیم انہوں نے ابی بابہ انہوں نے یحییٰ ابن یعمر انہوں نے اسود دولی سے روایت کی ہے کہ معاویہ بن جبل رضی اللہ عنہ جب امین کے قاضی و گورنر تھے تو ان کے پاس ایک فیصلہ طلب کیا گیا۔ وہ یہ کہ ایک یہودی مر گیا ہے اور اس کا صرف ایک بھائی باقی ہے۔ اور وہ بھی مسلمان ہے۔ کیا اس یہودی کی میراث اس بھائی مسلمان کو ملے گی؟ حضرت معاویہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اسلام مزید دیتا ہے اور کمی نہیں کرتا۔

یعنی اسلام کی وجہ سے اس کے بھائی کو وارثت ملے گی۔

تفسیر مظہری :-

حُكِيَ عَنْ مُعَاوِةَ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَالْمُنْخِصِ أَكْثَرُ يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا عَكْسَ كَمَا يَكُونُ فِي الْمُسْلِمِ الْكِتَابِيَّةُ مِنْ غَيْرِ عَكْسٍ۔

تفسیر مظہری جلد دوم ص ۲۴ ذیل آیت وَمَنْ يُعِصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

وَيَتَّقِ اللَّهَ حُدُودَهُ شَرَّ مَا رَزَا أَنْ يَحْكُمَ

ترجمہ حضرت معاذ بن جبل، مسید بن السیب اور امام شافعی سے منقول ہے کہ مسلمان کافر کا وارث ہوگا لیکن کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوگا۔ جیسا کہ ایک مسلمان کتابی عورت سے توشادی کر سکتا ہے لیکن کتابی مرد مسلمان عورت سے نکاح نہیں کر سکتا۔

توضیح :-

دونوں حوالہ جات میں میراث کی ایک صورت کا ذکر کیا گیا۔ یعنی یہ کہ اگر کوئی کافر مر جائے تو اس کے حمایت کرنے والوں میں حضرت معاذ بن جبل، مسید بن السیب امام شافعی، امام زین العابدین، مسروق، عبداللہ بن مغفل، امام شافعی، یحییٰ ابن معمر اور امام شافعی کے نام کتب متداولہ میں موجود ہیں۔ حوالہ کے لیے مثنوی جلد ۱ ص ۶۰ تا ۶۶ اور الامام جلد ۱ ص ۷۲ ملاحظہ فرمائیں۔

اس حقیقت حال کے سامنے آنے کے بعد مودودی کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے متعلق یہ کہنا کہ وہ اس دور میں قانون کی بالائے ترقی کا اصول توڑ دیا گیا تھا، ورنہ ان سے یا ان کے قائم مقام ابوالہوسوں سے پوچھا جاسکتا ہے کہ وارثت کا مختلف فیہ مسئلہ، "قانون" کی تعریف میں آتا ہے؟ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ الزام بھی لگایا گیا کہ انہوں نے ایسا اس لیے کیا تاکہ اپنی سیاسی اغراض پوری کر سکیں۔ پوچھا جاسکتا ہے کہ اس اجتہادی مسئلہ میں کون سی سیاسی اغراض تھیں۔ جو اس کے حلال میں فتنے ہونے کا خطرہ تھا۔ امیر معاویہ کے دور مارت میں اس قسم کی باتیں بنانے والے خود "دور اصول اسلامی" کو پامال کر رہے ہیں۔ کیا مختلف فقیر کو مختلف فیہ کی دو قانون بنا کر قارئین کرام کے سامنے پیش کرنا پڑے درجے کی دسبے ایمانی؟ نہیں۔ اپنی اغراض کی خاطر جلیل القدر صحابی کا تب وحی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب و مقبول کے بارے میں یہ افلاک شعل کرتے شرم نہیں آتی۔

اس مسئلہ دینی کا فرکار وارث مسلمان ہو سکتا ہے یا نہیں کی تحقیق میں دونوں طرف کے دلائل موجود ہیں۔ اور دونوں طرف اکابر حضرات ہیں۔ اس معاملہ میں صرف تفسیر کبیر کا ایک حوالہ پیش کر دینا کافی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

تفسیر کبیر

حُجَّةُ الْاَوْلَیِّنَ عَمُّهُمْ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَتَوَارَثُ
اَهْلُ مِلَّتَيْنِ وَحُجَّةُ الْقَوْلِ الثَّانِي مَا رَوَى اَنَّ مَعْلًا
كَهَانَ بِالْيَمَنِ فَكَذَّبُوهُ اَنَّ يَلْمُذِيَّاتٍ وَ
ثَرَكَا اَخًا مُسْلِمًا فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ الْإِسْلَامُ يَزِيدُ وَلَا يَنْقُصُ ثُمَّ أَكْثَرُوا
ذَلِكَ بِأَنَّهُ قَالُوا اِنَّ ظَاهِرَ قَوْلِهِ يُؤَيِّدُكُمْ اللَّهُ فِي
أَوَّلِهِ كَمَا لَدِكُمْ لَدِكُمْ مِثْلُ حِطِّ الْأُنْثَمِينَ يَتَقْتَضِي
تَوْرِيثَ الْكَافِرِينَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمِينَ مِنَ الْكَافِرِينَ
إِلَّا أَنَّا خَصَّصْنَاهُ بِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَتَوَارَثُ اَهْلُ
مِلَّتَيْنِ لِأَنَّ هَذَا الْخَبْرَ اِخْصَاصٌ مِنْ تِلْكَ الْآيَةِ وَالْخَاصُّ
مُقَدِّمٌ عَلَى الْعَامِّ فَكَذَلِكَ اَهْلُ مِلَّتَيْنِ لَا يَتَوَارَثُ
يَزِيدُ وَلَا يَنْقُصُ اِخْصَاصٌ مِنْ قَوْلِهِ لَا يَتَوَارَثُ
اَهْلُ مِلَّتَيْنِ فَوَجَبَ تَشْدِيدُكُمْ عَلَيْهِ بَلْ هَذَا
التَّخْصِصُ اَوَّلِيٌّ لِأَنَّ ظَاهِرَ هَذَا الْخَبَرِ مَا كَذَّبْتُمُ الْاَوَّلِيَّةَ وَالْخَبَرُ الْاَوَّلُ
لَيْنِ كَذَلِكَ وَأَقْصَى مَا قِيلَ فِي جَوَابِهِ اِنَّ قَوْلَهُ
(عَلَيْهِ السَّلَامُ الْإِسْلَامُ يَزِيدُ وَلَا يَنْقُصُ) لَيْسَ
كَمَثَلِيٍّ وَاقْعَدِ الْمِيرَاثَ فَوَجَبَ حَمْلُهُ عَلَى

سایر الاحوال

دقتسیر کبیر جلد نہم ص ۳۹ ذریعہ آیت یُؤَيِّدُكُمْ اللَّهُ...

ترجمہ

وہ حضرات جو مسئلہ میراث میں یہ کہتے ہیں کہ مسلمان کسی کافر کا وارث نہیں ہو سکتا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دونوں والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے۔ اور اللہ کے خلاف کہنے والوں (یعنی مسلمان کافر کا وارث ہو سکتا ہے) کی دلیل یہ ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جب یمن میں گورز تھے۔ تو ان کے سامنے ایک یہودی کے سرے اور اپنے پیچھے ایک مسلمان بھائی چھوڑنے کا ذکر ہوا۔ (اور پوچھا گیا کہ کیا مسلمان بھائی اس کا وارث ہوگا؟) آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اسلام بڑھاتا ہے کم نہیں کرتا۔ پھر اس کی ان حضرات نے تاکید کرتے ہوئے کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد یُؤَيِّدُكُمْ اللَّهُ فِيْ اَوَّلِهِ الخ۔ بظاہر یہ تقاضا کرتا ہے کہ مسلمان اور کافر باہم وارث ہوں۔ مگر ہم نے اس عموم کی تخصیص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کی ہے۔ وہ دونوں والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے، کیونکہ آپ کی یہ حدیث اس آیت سے خاص ہے۔ لہذا اس کی تقدیم بھی ضروری ہے۔ اسی طرح یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ اسلام بڑھاتا ہے کم نہیں کرتا، آپ کے سابقہ قول دونوں والے باہم وارث نہیں ہوتے، سے خاص ہے۔ لہذا اس کی تقدیم ضروری ہے۔ بلکہ یہ دوسری تخصیص پہلی کی نسبت اولیٰ ہے۔ کیونکہ اس حدیث کا ظاہر مذکورہ آیت

وَأَيُّ بَخِيرٍ وَعَمَرَ وَعَثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قُلْنَا
كَفَانَ مَعَاوِيَةَ أَهْلَ الْمُقْتُولِ الْيَقِصَّةَ وَالْفَقِي
الْيَقِصَّةَ فِي بَيْتِ الْمَالِ - (سہیقی شریفین جلد ۱ باب دینہ اہل
الذمہ ص ۲۰۲ مطبوعہ دکن)

ترجمہ: زہری سے روایت ہے کہ یہودی اور نصرانی کی دیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے دور میں مسلمان کی دیت کے برابر تھی۔ یہی طریقہ ابو بکر، عمر اور عثمان غنی
رضی اللہ عنہم کے دور میں رائج رہا۔ پھر جب امیر معاویہ غلیفہ بنے تو آپ
نے اس یہودی دیت کا نصف مقتول کے وارثوں کو دیا۔ اور بقیہ نصف
بیت المال میں رکھا۔

توضیح:

موردی کی عبارت کے آخری حصہ کا رد امام بیہقی کے حوالہ سے آپ نے ملاحظہ
فرمایا۔ یہ کس قدر بددیانتی ہے۔ کہ جس لفظ کا مفہوم و مراد شارحین کرام ثقہ لوگوں سے متعین
کریں۔ موردی اسے تسلیم کرنے سے بھاگتا ہے۔ اور وہ مفہوم بیان کرتا ہے۔
جس سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کیونچہ اچھا لگنے کا بہانہ لگتا ہے۔ یعنی صحابہ
نہیں تو اور کیا ہے۔ ضمانت بھی معلوم ہوگی کہ آپ نے نصف نہیں بلکہ دیت مکمل ہی رکھی
تھی۔ صرف مقتول کے ورثہ کو نصف دیتے تھے۔ بقیہ نصف بیت المال میں جمع کرتے
تھے۔ اسے اگر لوگوں بیان کیا جاتا۔ کہ امیر معاویہ نے معاہدہ کی دیت تو پوری وصول
کرتے تھے۔ لیکن مقتول کے ورثہ کو نصف دیتے تھے۔ تو کسی حد تک بات درست
ہوتی۔ لیکن بغض صحابہ کی وجہ سے بصیرت اندھی ہو گئی تھی۔ اسے یہ کس طرح نظر آ
سکتا تھا۔

علامہ ازیں امام زہری نے جو یہ کہا ہے کہ معاہدہ کی دیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم

اور ابو بکر و عمر و عثمان کے دور میں مسلمان کی دیت کے برابر تھی۔ یہ کوئی نص مزید نہیں پیش کر رہے
ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلہ کے بارے
میں مختلف روایات موجود ہیں۔ بعض روایات سے معاویہ دیت اور بعض سے کم کا
پتہ چلتا ہے۔ اسی اختلاف روایات کی وجہ سے عہدِ صحابہ سے فقہاء کرام اور محدثین کے
دور میں اس بارے میں اختلاف منقول ہے۔ حضرت فاروق اعظم اور عثمان غنی
سے مروی ہے کہ انہوں نے نصف سے بھی کم دیت وصول کی۔ ایک مجوسی کی دیت
آٹھ سو درہم مقرر فرمائی۔ امام مالک نصف دیت کے قائل ابو حنیفہ مکمل کے قائل ہیں
یہ اختلافی مسئلہ ہے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

احکام القرآن:

قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَبُو يُوسُفَ وَمُحَمَّدُ وَزُفَرُ وَعُثْمَانُ
وَسُفْيَانُ ثَوْرِيٌّ وَحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ دِيَّةُ الْكَافِرِ مِثْلُ
دِيَّةِ الْمُسْلِمِ وَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ دِيَّةُ أَهْلِ الْكِتَابِ عَلَى الْيَقِصَّةِ مِنْ دِيَّةِ الْمُسْلِمِ دِيَّةُ
الْمَكْتُوبِ سِتِّي ثَمَانٌ وَمِائَةٌ وَدُرْهَمٌ وَدِيَّاتُ يَسَاءِ هِجَرٍ
عَلَى الْيَقِصَّةِ مِنْ ذَلِكَ وَقَالَ الثَّاقِفِيُّ دِيَّةُ الْيَهُودِ دِيَّةُ
وَالنَّصْرَانِيَّةِ ثَلَاثُ دِيَّاتٍ..... وَقَدْ رَوَى عَنْ سَعِيدِ
بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ دِيَّةُ الْيَهُودِ
وَالنَّصْرَانِيَّةِ أَرْبَعَةُ أَلْفٍ وَدُرْهَمٌ وَدِيَّةُ الْمَجُوسِيَّةِ
ثَمَانٌ وَمِائَةٌ قَالَ السَّعِيدُ وَكَذَا عُثْمَانُ فِي دِيَّةِ
الْمُجَاهِدِ بِأَرْبَعَةِ أَلْفٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَقَدْ رَوَى
عَنْهُ مَا خِلَافَ ذَلِكَ وَكَذَا كَرَّكَهُمَا وَاجْتَنَحَ الْمُخَالِفُ
بَيْنَ وَادِ عُمَرَ وَبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ

البداية والنهاية

قال ابو اليمان عن شعيب عن الزهري مضت السنة
ان لا يرث الكافر المسلم ولا المسلم الكافر
و اول من ورث المسلمون الكافر معاوية
وقضى بذلك بنوا امية بعدة كحاشي كان
عمر بن عبد العزيز قرأ جميع السنة و اعاد
هشام ما قضى به معاوية و بنو امية من
بعد و به قال الزهري مضت السنة ان
دية معاوية كدية المسلم و كان معاوية
اول من قسرها الى التخصيص و اخذ التخصيص لنفسه
و قال ابن وهب عن مالك عن الزهري قال سألت
سعيد بن المسيب عن اصحاب رسول الله فقال
لما استخ يا زهري من مات ميتا لا يكره و عمرو
عثمان و علي و شيعة العشرة بالجنة و ترجم
على معاوية كان حقا على الله ان لا يتاخر في
الحساب و قال سعيد بن يعقوب الطالعي في سميت
عبد الله بن المبارك يقول ثواب في آفة معاوية
افضل من عمرو بن عبد العزيز و قال محمد
بن يحيى بن سعيد سئل ابن المبارك عن معاوية
فقال ما تقول في رجل قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
سمعت الله لمن حمده فقال خلفه ربنا ولك الحمد

فَقِيلَ لَهُ اَيْلَمَّا اَفْضَلُ هُوَ اَوْ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ
فَقَالَ لَسْتُ اَرَاهُ فِي وَثْقَةٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرٌ وَاَفْضَلُ مِنْ عَمْرُو بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَكَانَ
عُمَيْرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ مَعَ اَيَّةِ عِيْدَةٍ تَأْتِي عِيْدَتَهُ
فَمَنْ رَأَى بَيْنَهُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ مِثْلَ رَأْيِهِمْ مَنَاءَ حَسْبِي
الْقَوْلُ يَعْني صَرَخًا بَلَدًا وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ عَمَارٍ الْمَوْصِلِيُّ وَغَيْرُهُ سئل المعافى بن همام
اَيْلَمَّا اَفْضَلُ مَعَ اَيَّةِ اَوْ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ
فَقَضِبَ فَقَالَ لَسْتُ اِلَّا اَقْجَعُ لِمَنْ رَجُلًا مِنَ الصَّحَابَةِ
مِثْلَ رَجُلٍ مِنَ التَّابِعِينَ مَعَ اَيَّةِ صَاحِبِهِ
وَصِغْرُهُ وَكَانَتْ بَيْنَهُ وَابْنِهِ عَلَى وَحْشِي اللَّهِ
وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّا لِي
اَصْحَابِي وَاَصْحَابِي فَمَنْ سَبَّ سَبَّكُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ
وَالْمَلَائِكَةِ وَالتَّابِعِينَ اَجْمَعِينَ وَكَذَلِكَ قَالَ
الْفَضْلُ بْنُ عَتِيْبَةَ وَقَالَ اَبُو قُبَةَ الدَّرْبِيُّ
نَافِعُ الْحَلَبِيِّ مَعَ اَيَّةِ يَسْتُرُ لَا ضَعْفَ مُحَمَّدٍ فَاِذَا
حَشَمَتِ الرَّجُلُ السُّنَّةَ رَجَعَ عَلَى مَا رَوَاهُ
وَقَالَ الْمَيْمُونِيُّ قَالَ لِي اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ يَا اَبَا الْحَسَنِ
اِذَا رَأَيْتَ رَجُلًا يَذْكُرُ اَحَدًا مِنَ الصَّحَابَةِ
يُسَوِّرُ فَاتَّقِ اللَّهَ عَلَى الْوَسْلَامِ وَقَالَ الْفَضْلُ بْنُ رِيَادٍ
سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللَّهِ يُسْأَلُ عَنْ رَجُلٍ يَقْنَصُ مَعَ اَيَّةِ

و حسرو بن العاص أَيْقَالَ لَهُ رَأَيْتُنِي فَقَالَ إِنَّهُ
لَمْ يَجُتْرِفْ غَنِيَّتَهُمَا إِلَّا وَلَهُ نَحْبَةُ السَّوَرِ مَا
إِنْ تَخَصَّ أَحَدٌ أَحَدًا مِنَ الصَّحَابَةِ إِلَّا وَلَهُ
دَاحِلَةٌ سَوْرَةٌ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
الْمُسْلِمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمَيْسَرَةِ قَالَ مَا رَأَيْتُ عَمْرُو
بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ ضَرَبَ إِنْسَانًا قَطُّ إِلَّا إِنْسَانًا شَتَمَ
مُعَاوِيَةَ فَإِنَّهُ ضَرَبَهُ أَسْوَاطًا وَقَالَ بَعْضُ
السَّكَنَةِ بَيْنَمَا أَنَا عَلَى جَبَلٍ بِالشَّامِ إِذْ سَمِعْتُ
هَاتِفًا يَقُولُ مَنْ أَبْغَضَ الصَّدِيقَ فَذَاكَ الْكَذِبُ يُدْفِقُ
وَمَنْ أَبْغَضَ عَمْرُوًّا إِلَى جَهَنَّمَ رُفِعَ أَوْ مَنِ ابْغَضَ عُثْمَانَ
فَذَا ذَلِكَ خَصَمَهُ الرَّحْمَنُ وَمَنْ أَبْغَضَ عَلِيًّا فَذَا ذَلِكَ خَصَمَهُ النَّبِيُّ
وَمَنْ أَبْغَضَ مُعَاوِيَةَ سَجَّتُهُ الرَّبَابِيَّةُ إِلَى جَهَنَّمَ
حَابِيَّةٌ يَرْجِي بِهَا فِيهَا الْعَامِيَّةُ الْهَاضِمَةُ

البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ ص ۱۳۹-۱۴۰

ترجمہ:

زہری سے بواسطہ شعیب، ابوالیمان نے کہا یہ طریقہ اسلام میں چلا آتا رہا۔
کو کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہ ہوتا تھا۔ اور سب سے پہلا
شخص کہ جس نے مسلمان کو کافر کا وارث قرار دیا۔ وہ امیر معاویہ تھے۔
بنو امیر نے پھر یہی طریقہ اپنا سٹے رکھا۔ یہاں تک کہ عمرو بن عبدالعزیز
نے اپنے دور میں پھر وہی پہلی سنت کی طرف رجوع کر لیا۔ ان
کے بعد دمشق نے پھر سے حضرت معاویہ کے عمل کو اپنا لیا۔ پھر

بعد کے خلفاء میں یہی طریقہ معمول رہا۔ امام زہری نے یہ بھی کہا کہ معاویہ
کی دہشت، مسلمان کی دیت کے برابر تھی یہی طریقہ پہلے سے چلا آ رہا تھا۔
اس کو سب سے پہلے نصفت کرنے والے بھی امیر معاویہ تھے انہوں
نے نصفت مقتول کے ورثہ کو دیا۔ اور نصفت اپنے لیے رکھ چھوڑا۔
زہری سے بواسطہ مالک ابن وہب بیان کرتے ہیں کہ میں نے
سعید بن مسیب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے بارے
میں پوچھا۔ کہنے لگے اے زہری! عمرو سے سنو۔ جو شخص ابوبکر، عمر،
عثمان و علی کا محب ہوتے ہوئے فوت ہو گیا۔ اور دسویں منی
صحابہ کے جنتی ہونے کی گواہی پر فوت ہو گیا۔ امیر معاویہ پر رحمت
کی دعائیں مانگنا فوت ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ پرستی ہے کہ ایسے شخص کو
حساب و کتاب میں نہ ڈالے۔ سعید بن یعقوب طالقانی کہتے ہیں۔
میں نے عبداللہ بن مبارک سے سنا۔ جو شخص عمرو بن عبدالعزیز
کو امیر معاویہ سے افضل کہتا ہے۔ وہ سن لے۔ کہ امیر معاویہ کی ناک
کی گرد عمرو بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔ محمد بن یحییٰ بیان کرتے ہیں۔
کہ ابن مبارک سے پوچھا گیا۔ کہ معاویہ کیسے تھے؟ کہنے لگے۔ میں اس
شخص کے بارے کی کہہ سکتا ہوں۔ کہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے سمع اللہ لمن حمدہ کے جواب میں۔ بِنَا لَكَ الْعَمَلُ کہا
پھر ان (عبداللہ بن مبارک) پوچھا گیا۔ کہ امیر معاویہ افضل ہیں یا عمرو
بن عبدالعزیز؟ کہنے لگے کہ امیر معاویہ کی ناک کی مٹی جو حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی میت میں پڑی ہو وہ عمرو بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔
اسی طرح معانی بن عمران نے اسی سوال کے جواب میں سائل پر نصفتے

ہو کر فرمایا۔ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کو سیر صحابی (تالیفی) کی طرح برابر کرتا ہے۔؟ حضرت معاویہ آپ کے صحابی، مالاک، کاتب اور وحی کے امین تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما رکھا تھا کہ میرے صحابہ اور رشتہ دینے والوں کو برا بھلا مت کہو جو انہیں برا کہے گا۔ اس پر اللہ فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اسی طرح فضل بن یحیٰ نے ریح بن نافع سے بیان کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی پردہ پوشی کی ہذا شخص ان کی پردہ دری کرے گا۔ وہ دراصل ان روایات پر اعتراض کرتا ہے۔ جو ان کی پردہ پوشی کے متعلق آئی ہیں۔ سیونی نے امام احمد بن حنبل سے بیان کیا کہ جب تجھے کوئی ایسا شخص نظر آئے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی صحابی کو برائی سے ذکر کرتا ہو تو اس کے اسلام پر قیمت لگا دے فضل بن زیاد کہتے ہیں میں نے اسے ابو عبد اللہ سے پوچھا کہ ایک شخص معاویہ اور عمر بن العاص کی تعقیص کرتا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے۔؟ کیا اسے رضی کہا جائیگا؟ فرماتے گئے ایسی جرات وہی کرے گا۔ جو بد باطن ہوگا۔ کوئی شخص کسی صحابی کی برائی بیان کرتا ہے تو وہ بد باطن ہے۔ ابن مبارک نے ابراہیم سے بیان کیا کہ میں نے عمرو بن عبد العزیز کے ہاتھوں کسی کو مار رکھا ہے نہ دیکھا۔ مگر وہ شخص جس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہا تھا۔ آپ نے اسے ڈنڈے سے مارا۔ بعض سلف کا کہنا ہے کہ ملک شام کے ایک پہاڑ پر تھا کہ ہاتھ کی آواز سنائی دی۔ یہ کہا گیا کہ جو شخص ابو بکر صدیق سے بغض رکھتا ہے۔ وہ زندیق ہے۔ جو عمر بن الخطاب سے بغض رکھتا ہے۔ وہ جہنم اس کا مرجع ہے۔ اور جو عثمان سے بغض رکھتا ہے۔ اس پر خدا نے برزخیت ہے۔ جو علی المرتضیٰ سے بغض رکھتا ہو۔ وہ رسول اللہ کا دشمن ہے۔ اور جو امیر معاویہ سے بغض رکھتا ہو۔ دوزخ کے

دربان اسے ادیر میں ڈالیں گے۔ جو دوزخ میں سب سے نچلے طبقہ ہے۔

ملحد فکریہ:

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجتہادی بصیرت کے ضمن میں چند اجتہادی مسائل کا ذکر کیا ہے۔ ان مسائل کے ذکر کرنے سے ابن کثیر کی ہرگز وہ نیت نہ تھی۔ جو مودودی کی ہے۔ اگر دونوں (ابن کثیر اور مودودی) کے مقاصد کا موازنہ کیا جائے تو مختصر طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔

۱۔ مودودی کے نزدیک سب سے پہلا شخص جس نے شریعت توڑی وہ امیر معاویہ ہیں۔

۲۔ اس ابتداء کے بعد پھر سے شریعت کو نافذ کرنے والے عمرو بن عبد العزیز ہیں۔ اس لیے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ عمرو بن عبد العزیز کا مقام و مرتبہ زیادہ ہے۔

۳۔ ابن کثیر نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اجتہادی بصیرت کو ذکر کرتے ہوئے دو مختلف فیہ مسائل میں ان کی رائے و اجتہاد کا ذکر کیا۔ لیکن مودودی اسے شریعت توڑنا کہتا ہے۔

۴۔ ان دونوں مسئلوں میں حضرات صحابہ کرام اور تابعین و ائمہ کا اختلاف منقول و مروی ہے۔ لیکن مودودی اسے دو اصول اسلام قرار دیتا ہے۔

۵۔ ابن کثیر نے ان مسائل کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عظمت شان پر بہت سے اکابر کے اقوال نقل کیے۔ تاکہ ان کی شخصیت کے بارے میں رہبان کھولنے سے پہلے ان کے تمام مقام و مرتبہ کا خیال کر لیا جائے

ایسا اس لیے کیا کہ اس دور میں بھی کچھ ذہین گندگی سے بھرے ہوئے یہ سوچتے ہوں گے کہ ایسا کر کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسلام کی بیخ کنی کی ہے۔ لیکن مودودی کو اگلی عبارت بہنم کرنا ہی مناسب نظر آئی۔ جمہی گستاخانہ لہجہ اختیار ہو سکتا تھا۔ اگر وہ حوالہ جات اور اکابر کے ارشادات قارئین کی نظر کر دیتا۔ تو قطعاً پورا نہ ہوتا تھا۔ عمرو بن عبدالعزیز کی شخصیت قابل احترام و عقیدت ضرور ہے۔ لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب تک ان کی رسائی نہیں۔ یہی عمرو بن عبدالعزیز ہیں۔ جن کو دُور سے مارتے ہوئے صرف اس حالت میں دیکھا گیا کہ دُور سے کھانے والے نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر الزام تراشی کی ہوئی تھی۔ یہی دابو الامالی، اگر حضرت عمرو بن عبدالعزیز کے دور میں ہوتا۔ اور پھر ایسی باتیں کہتا جو خلافت و ملوکیت میں اس نے امیر معاویہ کے متعلق کہی ہیں۔ اور ان سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے۔ کہ عمرو بن عبدالعزیز افضل ہیں۔ تو یہی عمرو بن عبدالعزیز اس کی لاکھٹیوں اور ٹونڈوں سے ایسی پٹائی کرے۔ کہ وہ تجدید و احیائے دین، کی عمارت و مہر مں سے نیچے آگرتی۔ ہم انشاد اللہ کے ایک پوری فصل میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بیان کریں گے۔ جہاں ابن کثیر کی بقیہ عبارت انشاد اللہ درج ہوگی۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

اعترض سوہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے خلاف (مذہبی)

خلافت و ملوکیت:

ملوکیت کا آغاز اسی قاعدہ کی تبدیلی سے ہوا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت اس نوعیت کی خلافت نہ تھی۔ کہ مسلمانوں کے بنائے سے وہ خلیفہ بنے ہوں۔ اور اگر مسلمان ایسا کر سنے پر راضی نہ ہوتے تو وہ نہ بنتے۔ بہر حال وہ خلیفہ بننا چاہتے تھے۔ انہوں نے لو کہ خلافت حاصل کی مسلمانوں کے راضی ہونے پر ان کی خلافت کا انحصار نہ تھا۔ لوگوں نے ان کو خلیفہ نہیں بنایا۔ وہ خود اپنے زور سے خلیفہ بنے۔ اور جب وہ خلیفہ بن گئے۔ تو لوگوں کے لیے بیعت کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ اُس وقت اگر ان سے بیعت نہ کی جاتی۔ تو اس کا نتیجہ یہ نہ ہوتا کہ وہ اپنے حاصل کردہ منصب سے ہٹ جاتے۔ بلکہ اس کے معنی غرور بڑی اور برتری کے تھے۔ جسے امن و نظم پر ترجیح نہیں دی جاسکتی تھی۔ اس لیے امام حسن رضی اللہ عنہ کی دست برداری ربیع الاول ۴۰ھ کے بعد تمام صحابہ و تابعین اور صلح رامت نے ان کی بیعت پر اتفاق کیا۔ اور اس کو عام الجماعت اس بنا پر قرار دیا۔ کہ کم از کم باہمی غائے جنگی تو ختم ہوئی۔ حضرت معاویہ خود بھی اس پر زلزلہ کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ اپنے زمانہ خلافت کے آغاز میں انہوں نے مدینہ طیبہ

میں تقریر کرتے ہوئے خود طر مایا۔

أَمَّا بَعْدُ يَا قِيَّ وَاللَّهِ مَا وَكَلْتُ أَمْرَكَ مُرَحِّينَ وَلَيْتَهُ
وَأَنَا أَعْلَمُ أَتَكْفُرُ لَا تَسِرُّ وَنَ بَوَّ لَا يَتَّبِعُ وَلَا تَجِبُونَا
وَأَقْبَلْنَا لَعَالِيَّ بِمَا فِي كُفْمُ سِكْرُ مِنْ ذَالِكِ وَلَكِنِّي خَا
لَسْتُ كُمْ بِسَيِّئِي هَذَا أَمَّا خَالَسَةُ سَوَادُ لَسْتُ جِدَّةً فِي
أَقْوَمُ بِحَقِّكُمْ كُلِّهِ فَارْضُوا بِمِثْلِي بِبَعْضِهِ -

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۵ ص ۳۲) و لہذا ترجمہ معاویہ
ترجمہ یعنی بخدا میں تمہاری زمام کار اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے اس بات سے
ناراض نہ تھا کہ تم میرے برسرِ اقتدار آنے سے خوش نہیں ہو۔ اور
اسے پسند نہیں کرتے۔ اس معاملہ میں جو تمہارے دلوں میں تھا
میں خوب جانتا ہوں۔ مگر میں نے اپنی اس تلوار کے زور سے تم
کو مغلوب کر کے اُسے لیا ہے۔ اب اگر تم یہ دیکھو کہ میں تمہارا حق
پورا پورا ادا نہیں کر رہا ہوں تو تھوڑے پر مجھ سے راضی ہو۔

(خلافت و ملکیت ص ۱۵۸ تا ۱۵۹)

+

تردیدِ اوّل

اس اعتراض میں چار امور اور ان کے ترتیب وار

جوابات

مذکورہ حوالہ سے دراصل چار باتیں ایسی ذکر کی گئیں۔ جن کے ذریعہ مودودی نے
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو موردِ طعن ٹھہرایا ہے۔

امراؤں: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلافت لڑ کر حاصل کی تھی۔

امردوم: ان کی بیعت عوام نے اس لیے کی تاکہ خون ریزی سے بچا جاسکے۔

امرسوم: آپ کے دورِ خلافت کو عام الجماعت اس لیے کہا گیا کہ اس میں
فاز جنگی ختم ہوئی تھی۔

امرچہارم: لوگوں کی ناراضگی کا امیر معاویہ کو بھی علم تھا۔

جوابِ امراؤں:

دو خلافت لڑ کر حاصل کرنا، دراصل اس جملہ سے مودودی یہ کہنا چاہتا ہے
کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلافت کے اہل نہ تھے۔ انہوں نے اپنی اہلیت لاطبی
کے زور سے منوائی۔ اہلیت کا جہاں تک تعلق ہے۔ امیر معاویہ خلافت کے
ہر دور میں اس کا لوہا منوا چکے تھے۔ فاروقِ اعظم نے انہیں شام کا گورنر مقرر
کیا۔ دور عثمانی میں بدستور آپ شام کے گورنر رہے۔ گویا میں سال تک یہ گورنری

کے ہمدہ پر فائز رہے۔ اور نہ کہ برطرفی یا معزولی نہ ہوئی۔ نہ ہی ان کے خلاف عوام کی طرف سے کوئی ایسی شکایت سننے میں آئی۔ جب امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت سے دست برداری فرمائی۔ اس کے بعد سے بیس سال تک پوری مملکت اسلامیہ کے امیر و خلیفہ رہے۔ اگر لوگ اپنی اہلیت ثابت کرتے تو اتنا طریق علیہ امن و امان سے نہ گزرتا۔ آپ کے دور خلافت میں امن و انصاف کی حضرات صحابہ کرام نے بھی گواہی دی۔ ابن کثیر کے الفاظ سے سنئے۔

البدایۃ والنہایۃ:

قَالَ الْإِمَامُ: «سَعِدَ دُنْيَا بَكِيرٍ عَنْ بَشَرٍ سَعِيدٍ
أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا بَعْدَ
عُثْمَانَ أَقْضَى بِحَقِّي مِنْ صَاحِبٍ هَذَا الْبَابِ يَعْنِي
مُعَاوِيَةَ»

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۱ ص ۱۳۳)

ترجمہ: حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عثمان غنی کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی فیصلہ کرنے والا نہیں دیکھا۔ خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کرنے کی کیفیت ابن کثیر ص ۱۳۳ پر بیان کی۔

وَاللَّهُ عَلِيمٌ ذَا الْإِلَهِ مَا كُنْتُ لَأُخْبِرَ بَيْنَ اللَّهِ وَخَلِيفَتِهِ
إِلَّا ابْتِغَاءً لِّلَّهِ عَلَى عَالَمٍ وَمَعَا سَوَاءٌ -

خدا کی قسم! جب بھی مجھے اللہ اور اس کے خیر کے درمیان فیصلہ کرنے کے بارے میں اختیار دیا گیا۔ تو میں نے خیر کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حق میں فیصلہ کرنا پسند کیا۔ یعنی کسی کی حق تلفی نہیں کی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات

کے مطابق فیصلہ کرتا رہا۔

مودودی نے خود دعوہ کو کھایا۔ اور عوام قارئین کو دعوہ دینے کی گمشدگی کی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی لڑائی ضرور ہوئی تھی۔ لیکن خلافت کے حصول پر نہیں بلکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کے بدلہ میں تھی۔ (افنی جو مودودی سے کہیں بڑھ کر امیر معاویہ کے دشمن ہیں۔ یہ اعتراض انہیں بھی نہ سوجھا۔ انہوں نے بھی لڑائی کی یہی وجہ بیان کی۔) اب البلاغ وغیرہ کتب میں اس کا ثبوت موجود ہے۔ ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

نیرنگ فصاحت:-

اکثر شہروں کے معززین کو حضرت علی نے یہ خط تحریر فرمایا ہے۔ جس میں اجرائے جنگ صفین کا بیان ہے۔ ہماری اس ملاقات یعنی لڑائی کی ابتدا جہاں شام کے ساتھ واقع ہوئی کیا تھی۔ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خلا ایک ہے۔ رسول ایک ہے۔ دعوت اسلام ایک ہے۔ جیسے وہ اسلام کی طرف لوگوں کو بلا رہے ہیں۔ ویسا ہی ہم بھی خدا پر ایمان لانے اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے میں ان پر کسی فضیلت کے خواہاں نہیں۔ نہ وہ ہم پر فضل زیادتی کے طلب گار ہیں ہماری حالتیں بالکل یکساں ہیں۔ مگر وہ ابتداویہ ہوئی۔ کہ خون عثمان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ حالانکہ ہم اس سے بری تھے۔ (نیرنگ فصاحت ص ۲۶، مبلوہ یوسفی دہلی)

معلوم ہوا۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ کے درمیان جو لڑائی ہوئی۔ وہ حصول خلافت کے لیے نہ تھی۔ بلکہ حضرت عثمان کے خون کے مطالبہ پر ہوئی تھی۔ اس میں حضرت امیر معاویہ کا مطالبہ تھا کہ قاتلان عثمان کو اس ناحق قتل کی سزا فراموشی چاہیے۔ لیکن حضرت علی کچھ مہلت دینے کو بہتر سمجھتے تھے امیر معاویہ کی یہ اجتہاد علی غلطی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ بعض روایات کے مطابق وہ لوگ جو قاتلان عثمان میں سے تھے۔ وہ حضرت علی المرتضیٰ کی فوج

ہیں تھے۔ بلکہ بعض کو بعد میں گورنری بھی دی گئی ہے۔ جیسا کہ مالک بن اشتر اور محمد بن ابی بکر ہیں۔ جو دودی بھی تسلیم کرتا ہے۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ پر دوسرے اعتراضات کے جوابات بن سکتے ہیں۔ لیکن ان دونوں کو گورنری سپرد کرنے کا اعتراض اس کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔ گویا خود تسلیم ہے۔ کہ کچھ امور علی المرتضیٰ کے ایسے تھے جو مجھے سمجھ نہیں آئے۔ بہر صورت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، عمرو بن عاص اور طلحہ و زبیر ایسے حضرات کی رائے یہ تھی۔ کہ قاتلانِ عثمان سے فوراً قصاص لیا جائے اس بات پر لڑائی ہوئی۔ اس کے علاوہ اور کوئی لڑائی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن کے وقت یا ان کے بعد یا ان سے پہلے لڑی ہو۔ تو اس کی نشاندہی خود دودی کے ذمہ ہے۔ ایک لڑائی ہوئی تھی۔ اس کی وجہ شیعہ سنی دونوں کتب میں یہی ہے۔ کہ جو ہم ذکر کر چکے ہیں بعض فرضی باتوں سے ایک جلیل القدر صحابی پر اہتمام ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔

جوابِ امردوم:

”لوگوں نے امیر معاویہ کی بیعت خود سرریزی سے بچنے کے لیے کی نہایت قیح اور گندی ذہنیت کی عبارت ہے۔ امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے جب تک امیر معاویہ کی بیعت نہ کی تھی۔ اس وقت تک کسی نے ان کی بیعت نہ کی۔ جب امام حسن کو واضح ہوا۔ کہ میرے شیعہ غدار ہیں۔ اور انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد پر بھی نظر تھی۔ کہ میرا یہ بیٹا دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔ تو انہوں نے صلح و صفائی سے امیر معاویہ کی بیعت کر لی۔ اور اپنی خلافت سے دست بردار ہو گئے۔ اگر امیر معاویہ کی سیرت اور کردارِ نیک کی طرح ہوتا۔ تو یہ دونوں بھائی اپنے ساتھیوں سمیت کبھی بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار نہ ہوا۔ ان کی بیعت نہ کرتے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ لوگوں کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے

بیعت کرنا کسی خون ریزی سے بچنے کی خاطر نہ تھا۔ بلکہ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ حسین کریم نے ان کی بیعت کر لی تھی۔

بغض و حسد کی وجہ سے خود دودی کا اپنا ذہنی توازن بھی درست نہ رہا۔ اور ایک ہی حلامِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات، حضرت صحابہ کرام کی شخصیات اور امیر معاویہ ایسے جلیل القدر خلیفہ سے اپنا مخفی بیزار نکالا۔ ابتداء میں یہ کہا کہ لوگوں نے خون ریزی سے بچنے کی خاطر بیعت کی یعنی وہ راضی نہ تھے۔ پھر آگے چل کر لکھا ہے کہ۔۔۔ تمام صحابہ و تابعین اور صلحا و امت نے ان کی بیعت پر اتفاق کیا۔ گویا یہ بیعت اجماعِ امت کے طور پر تھی۔ اگر یہ پہلی بات درست مان لی جائے۔ تو لازم آئے گا۔ کہ اس وقت کے موجود تمام صحابہ و تابعین اور صلحا سب امت نے غلط بات پر اتفاق کیا۔ اور ان کا ایسا کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے خلاف ہو گا۔ آپ فرماتے ہیں یہ میری امت گمراہی پر اکٹھی نہ ہوگی، اگر گمراہی پر اتفاق کیا جائے۔ تو صرف امیر معاویہ نہیں بلکہ اس وقت کے تمام اکابر مسلمانوں کو گمراہ کہنے کی جسارت کی جا رہی ہے۔ اور اگر ان کا اتفاق و اجماع صحیح تھا۔ تو پھر حضرت امیر معاویہ کی خلافت کو وہ اجماعی طور پر مسلم خلافت تسلیم کرنا پڑے گا۔ جو خود دودی کے لیے زہرِ قاتل ہے۔ صحابہ کرام کی گستاخی، تابعین سے بے باکی اور احادیثِ رسول کی بے ادبی سب منظور، لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر الزام لگانے سے باز نہیں آئیں گے؟

خاعت بروایا اولیٰ الابصار

جوابِ امردوم:

”عام الجماعت“ نام اس لیے رکھا گیا۔ کہ خانہ جنگی نہ ہوئی، یہ بھی سراسر دھوکہ اور کذب بیانی ہے۔ لوگوں کا ذکر کرنا امیر معاویہ کی بیعت کرنا اس کا

جواب گزر چکا ہے۔ اس کا دوسرا حصہ کہ جب ڈر کے مارے بعیت ہو گئی تو غارتجی نہ ہوئی۔ یہ اس کا نتیجہ ہے۔ جب دلیل ہی بے معنی اور غلط ہے تو پھر اس کا نتیجہ بھی ویسا ہی ہو گا۔ ”عام الجماعت“ کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ جس طرح پہلے غلغلا کے دور میں مسلمان متفق اور متحد ہو کر فتوحات کے دروازے کھول چکے تھے۔ درمیان میں کچھ روکاؤں میں آنے کی وجہ سے یہ سلسلہ رک گیا۔ اب جبکہ تمام مسلمانوں نے بالاتفاق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ تسلیم کر کے ان کی بعیت کر لی تھی تو اس اتفاق کی وجہ سے نظریہ ارباب تھا کہ فتوحات کا دور پھر شروع ہو گا۔ تو عام الجماعت اس لیے ہوا کہ اب تمام مسلمانوں کا اتفاق و اتحاد ہو گیا تھا۔ یہی بات ابن کثیر نے لکھی ہے۔

البدایۃ والنہایۃ:

قَالَ أَبُو ذُرْعَةَ عَنْ دَحْيِ بْنِ عَمْرِو بْنِ لُؤْلُي عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ لَمَّا قُتِلَ عَثْمَانُ لَمْ يَكُنْ لِلثَّوَالِيقِ خَازِنٌ يَكْفُرُ وَاحِدًا حَتَّى كَانَ عَامَ الْجَمَاعَةِ فَاعْتَرَا مَعَاوِيَةَ أَرْضُ الرُّومِ سِتَّةَ عَشَرَ مَقَرَّةً.

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۱ ص ۱۳۳)

ترجمہ: جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے۔ تو لوگوں میں جہاد کا سلسلہ بند ہو گیا۔ اور کوئی لڑائی نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ جب عام الجماعت آیا۔ تو حضرت امیر معاویہ نے ارضِ روم پر سولہ مرتبہ جہاد کیا۔

اسی بات کو بطریقہ احسن و اکمل علامہ زہبی نے بیان کیا ہے۔

شواہد الحق:

وَمَعَاوِيَةَ مَعَ فَضْلِ الصَّغْبَةِ لَهُ حَسَنَاتٌ كَثِيرَةٌ لَا تُعَدُّ وَلَا تُحَدُّ مِنْ أَخْيَدِهَا جِهَادُهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِتْمَانًا بِنَفْسِهِ قَامًا بِجَبِيئَتِهِ حَتَّى فُتِحَتْ بِلَادُ كَثِيرَةٍ وَصَارَتِ الدَّارُ إِسْلَامًا بَعْدَ أَنْ كَانَتْ دَارَ كُفْرٍ وَسَبَّحَهُ دَخَلَ إِلَى الْإِسْلَامِ أَكْثَرُ أَكْثَرِ كَثِيرَةٍ وَمَنْ أَسْلَمُوا عَلَى يَدِهِ وَجَبَتْ جَبِيئَتُهُ مِنْ دَارِ بَيْتِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَهُ وَمِثْلُ حَسَنَاتِهِمْ أَجْمَعِينَ.

دشواہد الحق صفحہ نمبر ۱۲۱ فعل ۱۲۱ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے (ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی ہونے کے علاوہ اور بہت سے فضائل حاصل تھے۔ ان تمام میں سے عظیم نیکی جہاد تھا۔ آپ نے بنفسہ ہی اور اپنے لشکر کے ساتھ دونوں طرح جہاد کیا۔ جس کی وجہ سے بہت سے علاقہ جات فتح ہوئے۔ اور اب وہ دارالکفر کی بجائے دارالاسلام کہلائے گئے۔ اور ان کی وجہ سے لاکھوں کروڑوں افراد ملحقہ بغوش اسلام ہوئے۔ کچھ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ اور کچھ ان کے لشکریوں کے ہاتھوں پر۔ پھر ان کی اولاد و اولاد قیامت تک مسلمان چلے آ رہے ہیں۔ ان تمام کی مجموعی نیکیاں حضرت امیر معاویہ کے نامہ اعمال میں ہوں گی۔

جواب امر چہارم:

”لوگ امیر معاویہ کی بہت پرغوش نہیں تھے: ”مردودی نے البدایہ والنہایہ کی عبارت درج کرتے وقت چالاکی کی۔ کہ درمیان سے کچھ عبارت جان بوجھ کر چھوڑ دی۔ تاکہ جو مقصد اس کے سامنے تھا۔ اسے ثابت کرنے میں آسانی ہے اگر یہ بددیانتی اور چالاکی نہ کی جاتی۔ تو وہ مفکر اسلام کے لیے امیر معاویہ کی ذات پر لازم تراشی کرنے میں وقت محسوس ہوتی۔ آئیے اس ڈھول کا پول کھولیں۔ مکمل عبارت ملاحظہ ہو۔

البدایۃ والنہایۃ:

قال محمد بن سعد حدثنا خالد ابن مخلد المبحلی حدثنا سليمان بن بلال حدثني علقمة ابن ابی علقمة عن امة قالت قدیم معاویۃ ابن ابی سفیان المدینۃ قال سل الی عائشۃ عن ان سئل یا فیمجا نیتۃ رسولی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وشعرہم قال سلک یہ مبعی اخیلہ حتی دخلت بہ علیہ حتی فلأخذ الایہجانیۃ فکسہا وأخذ شعرہ فآخذہا بما فحسکۃ وشربہ وأقار الی جلدہ وقال الاصمعی عن الہزلی عن الشعبي قال لما قدیم معاویۃ المدینۃ عام الجساعۃ تلقتہ رجال من وجو وقریش فمأذوا الحمد لله الذی

أخذ فصار دة علیہم حقا بآ حتی دخل المدینۃ فقصص المسجید وکلا المبرکۃ صمد اللہ فآخذ علیہ شعر قال اعاہد الی الآخر

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۵ ص ۱۳۲)

ترجمہ: علقمہ اپنی والدہ سے روایت کرتا ہے کہ میری والدہ نے بیان کیا۔ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے تو انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ کے پاس پیغام بھیجا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر شریف اور آپ کے بال مبارک دیئے جائیں تو مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے میرے ہاتھ پر دونوں امیر معاویہ کے پاس بھیجیں۔ جب میں ان کی پاس پہنچی۔ تو انہوں نے چادر شریف لے کر تبرکاً اوڑھ لیا۔ اور بال شریف ہاتھ میں لیا۔ اور پانی منگو کر اسے بال شریف سے متبرک کر کے غسل کیا اور کچھ پی لیا۔ اور بقیہ ہسم پر کل لیا۔ مسمی نے ہزلی سے اور انہوں نے شعبی سے بیان کیا ہے کہ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے۔ وہ سال عام الحجۃ کا تھا۔ تو انہیں قریش کے جانے پہچانے افراد ملے۔

انہوں نے انہیں کہا۔ اس اللہ پاک کے لیے تمام تعریفیں جس نے تمہاری مدد کی اور تمہارا معاملہ بلند کر دیا۔ یہ سن کر امیر معاویہ نے ان کا کوئی جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے بعد مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ یہاں منبر پر چڑھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد کہا۔ قارئین کرام! یہ ہے پوری عبارت ہندزیر

البدایۃ والنہایۃ کی پوری عبارت اس عبارت کے ساتھ ملا کر پڑھی جائے۔ جو مودودی نے ذکر کی ہے۔ تو ایک عام آدمی بھی اس سے یہی نتیجہ اخذ کرے گا کہ اس عبارت سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عوام کے نہ چاہتے ہوئے زبردستی ان کے خلیفہ بن گئے۔ بلکہ اس کے خلاف یہ بات سامنے آتی ہے۔ کہ آپ کا منصب خلافت سنبھالنے کے بعد پہلی مرتبہ مدینہ منورہ تشریف لانا، اس پر اہل مدینہ کے مشاہیر نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی۔ اور آپ کی تعریف کی۔ اور آپ کی کامیابی یا خلافت ملنے پر کس کا شکریہ ادا کیا۔ بھلا زبردستی خلیفہ بننے والا ان تعریفی کلمات کا مستحق ہوتا ہے؟ ہاں اگر یہ کہا جائے کہ یہ تعریفی کلمات کہنے والے امیر معاویہ کے زرخیز دماغ سے منافی تھے۔ اور موقع پرست تھے۔ تو مودودی کی بات ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن ان قریشی مشاہیر کو پھر اسلام سے خارج کرنا پڑے گا۔ اور ان پر منافقت کا ٹیٹل چسپاں کرنا پڑے گا۔ اور مصابیت و تباہیت کے اوصاف سے بیکھر محروم کرنا پڑے گا۔ کیا بعید کہ مودودی اپنے مذموم مقاصد کی خاطر یہ سب کچھ مانتا ہو لیکن کہنے سے ڈرتا ہو۔ جب امیر معاویہ ایسے بزرگ صحابی کو اپنی علمی طاقت سے لٹا ڈیا۔ تو پھر اس سے کیا بعید کہ ان سردارانِ قریش کے بارے میں وہ سب کچھ مان لے جو ہم نے اوٹا بھی بیان کیا۔ و سیمعلمو الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

رہی یہ بات کہ اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ زبردستی خلیفہ نہ بنے تھے۔ تو آپ نے دورانِ خطبہ یہ الفاظ کیوں کہے؟ میں جانتا ہوں۔ کہ تم میرے خلیفہ بننے پر خوش نہیں ہوئے، تو اس کا جواب تو خود اسی عبارت کے اندر موجود ہے۔ وہ یہ کہ اگر ناخوش تھے۔ تو انہوں نے امیر معاویہ کے خلیفہ بننے پر اللہ کی حمد ثنا کی صورت میں خوشی کا اظہار کیوں کیا؟ کیونکہ یہ دونوں باتیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ

دونوں کا مطلب جو بات جتنا نکل سکتا ہے۔ وہ یہ کہ آپ نے ان کی تعریفی باتیں سن کر فوراً اس کے بدلے میں کوئی کلمہ نہ کہا۔ بلکہ مسجد نبوی میں منبر پر تشریف لا کر پھر ان کے تعریفی کلمات کا جواب دیا۔ اس انداز کی تعبیر یہ ہے۔ کہ آپ نے ان کے ادا شدہ کلمات پر اعتماد اور استغداد کا موقعہ بہم کیا۔ کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو کیا واقعی تم اس پر قائم ہو۔ اور میں واقعی ویسا ہوں۔ جیسا کہ تم سمجھتے ہو۔ جب اس کی تسلی ہو چکی۔ تو آپ نے مذکورہ کلمات کہے۔ ایسے حالات میں ایسے کلمات کہنا دراصل انکاری اور تواضع کا مظہر ہوتے ہیں۔ نہ کہ حقیقت مراد ہوتی ہے۔ اس کے کئی ایک شواہد قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔ مودودی وغیرہ کو اس بارے میں وہ حدیث یاد کرنی چاہیے تھی جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری کی وجہ سے فرمایا۔ جاؤ ابو بکر کو کہو کہ وہ نماز پڑھائے۔ اس پر سیدہ عائشہ صدیقہ نے عرض کیا۔ حضور جب وہ مصلیٰ کو آپ سے خالی پائیں گے۔ تو برداشت نہ کر سکیں گے۔ اس لیے آپ امامت کا حکم فاروقِ اعظمؓ کو دیں۔ تو اس سے اگر کوئی یہ معنی نکالے۔ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خود ان کی عاجزائی اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہہ رہی ہیں۔ کہ وہ امامت نہیں کر سکتے۔ یعنی وہ اس منصب کے اہل نہیں ہیں۔ تو اس سے بڑا بے وقوف اور نابالغ کون ہو گا۔ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کا ایک مقصد یہ بھی تھا۔ کہ شاید کسی کے دل و دماغ میں یہ بات آئے۔ کہ ابو بکر کو امامت کا حکم خواہ مخواہ دیا گیا۔ کوئی التزام اور تکرار نہیں تھا۔ اس لیے آپ نے دوبارہ عرض کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ جاؤ امیرِ حکم یہی ہے کہ ابو بکر نماز پڑھائے۔ اسی طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انکاری اور تواضع بجا لاتے ہوئے مذکورہ الفاظ کہے تھے۔ لیکن مودودی ان الفاظ کو ان پر الزام کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ اس خطبہ کے مخاطب جب ان الفاظ سے امیر معاویہ کا کسر نفسی سمجھ رہے ہیں۔ اور ان کی بعد میں بھی تعریفیں کر رہے ہیں۔ تو پھر کسی امیر سے غیر سے

کو اپنی طرف سے مطلب نکالنے کی کیا تکلیف تھی۔ حضرت سعد بن وقاص نے جو جیتے جی بنتی تھے۔ ان کے متعلق فرمایا کہ حضرت عثمان کے بعد صحیح حق وارفیصلہ کرنے والا امیر معاویہ سے بڑھ کر اور کوئی نہیں دیکھا۔ قارئین کرام یہ بھی حقیقت اس خطبہ کی جسے مودودی نے باعث الزام بنایا۔ اور ادھر ادھر کی لالچینی باتیں بنائیں۔

تو دیدوم

ابن حجر مکی کے قلم سے

صواعق محرقہ،

وَتَأْمَلْ أَنَّ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ مُعَاوِيَةُ
يَا أَهْلَ كَيْمَلِكُ وَأَمْرُهُ بِالْإِحْسَانِ تَحِيدُ فِي الْحَدِيثِ
إِشَارَةً إِلَى صِدْقِهِ خِلَافَتِهِمْ وَأَنَّ الْحَقَّ بَعْدَ أَتَمَّا
وَمَهْلِكُهُ بَيْنُكُمْ وَالْإِنْسَانِ لَهُ عَدُوٌّ فَإِنَّ أَمْرَهُ
بِالْإِحْسَانِ الْمُرْتَبِعُ عَلَى الْمَلِكِ يَدُلُّ عَلَى حَقِيقَةِ
مَلِكِيَّةٍ وَخِلَافَتِهِمْ وَصِدْقِهِ تَصَرُّفِهِمْ وَلِقَوْدِ
أَقْعَالِهِ مِنْ حَيْثُ صِدْقُهُ الْخِلَافَةُ لَا مِنْ حَيْثُ
الْمُتَغَلَّبِ لِأَنَّ الْمُتَغَلَّبَ قَاسِيٌّ مُعَاذٌ لَا يَسْتَحِقُّ
أَنْ يُدْفَرَ وَلَا أَنْ يُؤْمَرَ بِالْإِحْسَانِ فِي مَا تَغَلَّبَ
عَلَيْهِ بَلْ إِنَّمَا يَسْتَحِقُّ الْبِرَّ جُزْءًا أَلَمَقَّتْ
وَلَا عِلَامَ بِقَبِيحِ أَعْقَالِهِ فَكَادَ أَخُوهُ فَلَوْ كَا

مُعَاوِيَةُ مَتَّعَ لِبَنَاتِ لَهْ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِلَى ذَٰلِكَ أَوْضَحَ لَهْ بِهِ قَوْلَهُ لَمْ يُسَيِّرْ لَهْ قَضَا
عَنْ أَنْ يَصْبِرَ إِلَّا بِمَا يَدُلُّ عَلَى حَقِيقَةِ مَا هُوَ
عَلَيْهِ عَلِمْنَا أَنَّهُ بَعْدَ تَرْوِيلِ الْحَسَنِ لَخَلِيفَتُهُ
حَقٌّ وَإِمَامٌ صِدْقٌ وَيُسَيِّرُ إِلَى ذَٰلِكَ كَلَامُ أَحْمَدَ
فَقَدْ أَخْرَجَ السَّيْهَتِيُّ وَابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ
سُوَيْدٍ الْأَرْمَنِ قَاتِلٍ قُلْتُ لِأَحْمَدَ ابْنِ حَنْبَلٍ
مِنْ الْخُلَفَاءِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ
قُلْتُ فَمُعَاوِيَةُ قَالَ لَمْ يَكُنْ أَحَدًا أَخَقُّ بِالْخِلَافَةِ
فِي نَعَاوِيٍّ مِنْ عَلِيٍّ فَاهْتَمَرَكُمُ لَدَمَهُ إِنَّ مُعَاوِيَةَ بَعْدَ
زَمَانٍ عَلِيٍّ أَتَى وَبَعْدَ تَرْوِيلِ الْحَسَنِ لَهْ أَخَقُّ النَّاسِ
بِالْخِلَافَةِ - (صواعق محرقہ ص ۲۱۹ مطبوعہ

مصر ۱۳۸۵ھ) ومن اعتقاد اهل السنة والجماعة

ترجمہ: اور انہوں نے جو یہ خبر دی کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
حاکم نہیں گئے۔ اور آپ نے انہیں احسان کا بھی حکم دیا۔ یہ حدیث
پاک تجھے یہ بتلاتی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت
"خلافت حقہ" تھی۔ اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے دست بردار ہو
جانے کے بعد ان سے بڑھ کر امارت و خلافت کا اور کوئی حق دار
نہ تھا۔ کیونکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں احسان کا حکم دینا
اور وہ بھی جو حکومت کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس امر پر دلالت
کرتا ہے۔ کہ ان کی حکومت و خلافت حق تھی۔ اور ان کے تصرفات

بھی تھی تھے۔ اور ان کے احکامات بھی خلافت کے صحیح ہونے کی وجہ سے صحیح تھے۔ یہ نہیں کہ آپ نے ان کی تعریف اس لیے فرمائی کہ وہ بزرگ خلیفہ بن گئے۔ کیونکہ زبردستی خلیفہ و امیر بننے والا فاسق اور قابلِ سزا ہوتا ہے۔ نہ یہ کہ اسے خوش خبری کا حق دار سمجھا چلا ہے۔ اور نہ ہی ایسے کو احسان کا حکم دیا جاتا ہے۔ بلکہ وہ تو زجر اور سزا کا حق دار ہوتا ہے۔ اور بُرے کاموں اور کرتوتوں کی بنا پر اس کی تہذیب زداری ہوتی ہے۔ لہذا اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ زبردستی خلیفہ بنے ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف ضرور اشارہ فرماتے یا اس کی تہذیب فرمادیتے۔ اور جبکہ آپ نے اس طرف اشارہ نہ فرمایا۔ چہ جائیکہ تہذیب لے بلکہ آپ نے ان کی خلافت کی ہر طرف اشارہ فرمایا۔ تو اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے دست بردار ہونے کے بعد وہی خلیفہ برحق اور امامِ صدق تھے۔ امام احمد کا کلام بھی اس طرف اشارہ کرتا ہے بہت ہی اور ابنِ مساکر نے ابراہیم بن سوید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں نے احمد بن حنبل سے پوچھا خلیفہ کون کون تھے؟ کہنے لگے۔ ابو بکر، عمر، عثمان اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم میں نے پوچھا معاویہ؟ کہنے لگے۔ حضرت علی المرتضیٰ کے زمانہ میں علی المرتضیٰ سے بڑھ کر کوئی دوسرا خلیفہ بننے کا حق دار نہ تھا۔ تم احمد بن حنبل کی یہ بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ ان کے کلام کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کے زمانہ یعنی امام حسن کی دست برداری کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہی امامت و خلافت کے زیادہ حق دار تھے۔

فقیر کو ابو جہر کی رحمت اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متذکرہ کے حوالہ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت و امارت کو مدح و صدق ثابت کیا۔

حضور نے ان کے بارے میں ہادی اور مہدی بنائے جانے کی اللہ سے وعاد کی تھی۔ اور آپ نے انہیں حاکم ہونے کی بشارت دی اور تاکید کی کہ احسان کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی وعاد منظور قبول فرما کر امیر معاویہ کو ہادی اور مہدی بنایا۔ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعائے خیر بھی فرمائی۔ ان اور ان جیسی دیگر احادیث سے امیر معاویہ کی خلافت و راصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی اور دعاؤں کا نتیجہ تھی۔ اب مودودی وغیرہ سے کوئی پوچھے کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فاسق اور ظالم کے لیے بشارت دی۔ اور اس کے لیے ہادی اور مہدی ہونے کی دعائیں فرمائیں؟ ابنِ حجر مکی نے ان تمام باتوں کی تردید فرماتے ہوئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو احادیث مصطفوی کا علمی نمونہ ثابت کیا۔ اور مودودی یہ کہہ رہا ہے کہ زبردستی خلیفہ بن گئے تھے۔ لوگ ان کی خلافت پر ہرگز راضی نہ تھے وغیرہ وغیرہ۔ گویا مودودی نے سلف صالحین کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو بھی کوئی اہمیت نہ دی۔ اور محض اپنے مذموم مقصد کے اثبات کے لیے ان تمام منکرات کا ارتکاب کیا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

اعتراض چہارم

امیر معاویہ نے آزادی رائے کا خاتمہ کر دیا
(مودودی)

خلافت و ملکیت:

اس دور کے تغیرات میں سے ایک اور اہم تغیر یہ تھا کہ مسلمانوں سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی آزادی سلب کر لی گئی۔ حالانکہ اسلام نے اسے مسلمانوں کا صرف حق نہیں بلکہ فرض قرار دیا تھا۔ اور اسلامی معاشرہ و ریاست کا صحیح راستہ پر چلنا اس پر منحصر تھا۔ کہ قوم کا ضمیر زندہ اور اس کے افراد کی زبانیں آزاد ہوں۔ ہر غلط کام پر بڑے بڑے آدمی کو ٹوک سکیں۔ اور حق بات بر ملا کہہ سکیں۔ خلافت راشدہ میں لوگوں کی یہ آزادی پوری طرح محفوظ تھی۔ خلفائے راشدین اس کی نہ صرف اجازت دیتے تھے۔ بلکہ اس پر لوگوں کی ہمت افزائی کرتے تھے ان کے زمانے میں حق بات کہنے والے بے ڈانٹ اور دھمکی سے نہیں تعزیت و تحسین سے نوازے جاتے تھے۔ اور تنقید کرنے والوں کو دبا یا نہیں جاتا تھا۔ بلکہ ان کو معقول جواب دے کر مطمئن کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ لیکن دور ملکیت میں ضمیروں پر قفل چڑھا دیئے گئے۔ اور زبانیں بند کر دی گئیں۔ اب قاعدہ یہ ہو گیا کہ مونہ کھولو تو تعزین

کے لیے در نہ چپ رہو۔ اور اگر تمہارا ضمیر ایسا ہی زوردار ہے کہ تم حق گوئی سے باز نہیں رہ سکتے تو قید اور قتل اور کوڑوں کے لیے تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ جو لوگ بھی اس دور میں حق بولنے اور غلط کاریوں پر ٹوکنے سے باز آئے ان کو بدترین سزائیں دی گئیں۔ تاکہ پوری قوم درہشت زدہ ہو جائے۔ اس نئی پالیسی کی ابتداء حضرت معاویہ کھانا میں حضرت حجر بن عدی کے قتل سن ہجری ۱۵ سے ہوئی۔

(خلافت و ملکیت ص ۱۶۳)

جواب :-

گزشتہ الزام کے تحت ہم ان احادیث کا اجمالاً ذکر کر چکے ہیں جن سے حضرات ائمہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت و امارت کو مدحت و ثناء ثابت کیا ہے۔ ان میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امیر معاویہ کے بارے میں ایک حدیث بھی تھی۔ اسے اللہ! اسے ہادی اور مہدی بنا۔ حسب بات مودودی وغیرہ کو بھی تسلیم ہے۔ کہ آپ کی ذات مستجاب الدعوات تھی۔ اور یہ کہ مذکورہ دعا آپ کی اللہ نے قبول فرمائی۔ تو پھر خدا جانے انہیں کیا سانپ سونگھ گیا ہے۔ کہ جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہادی و مہدی، فرمائیں۔ یہ انہیں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا مخالف ثابت کریں۔ کیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے روکنے والا ہادی و مہدی ہوتا ہے۔؟ لہذا معلوم ہوا کہ مودودی کا یہ الزام احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتا ہے۔ اس لیے مودودی نامقبول ہے۔ اب دوسری طرف آئیے۔ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے امیر معاویہ صحیح خلیفہ ہوئے۔ تو کیا ان کی زندگی وہ ہادی اور مہدی، کی نمونہ تھی؟ یعنی کیا انہوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنا یا۔ یا بقول مودودی اس پر

بندش لگا دی؟ اور یہ کہ کیا اپنے حق میں موقوف کر دیا۔ اور کسی کو حق بات کہنے کی اجازت نہ دی؟ دو تین حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

تطہیر الجنان:

تَمْنُوا مَا جَاءَ بِسَيِّدِ رَجَالِهِ ذُنُوبًا أَنْتُمْ خَطِيئَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
فَقَالَ إِنَّمَا أَنْتَ لِمَا لَنَا وَالْغَيْبِيُّ فَيُنَادِي فَمَنْ شِئْنَا
مَعْنَاهُ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ ثُمَّ خُطِبَ يَوْمَ جُمُعَةٍ
الثَّانِيَةِ فَقَالَ ذَاكَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ أَيْضًا فَقَالَ
فِي لُشَا لَيْتَ كَذَلِكَ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ
كَلَّا إِنَّمَا الْمَالُ مَا لَنَا وَالْغَيْبِيُّ فَيُنَادِي فَمَنْ شِئْنَا
بَيِّنَا وَبَيِّنَا حَاطَمَانَا إِلَى اللَّهِ تَعَالَى يَا سَيِّفَانَا
خَمَضِي فِي خُطْبَتِهِمْ ثُمَّ لَمَّا وَصَلَ مَنَزِلُهُ أَرْسَلَ
إِلَى رَجُلٍ فَقَالُوا هَلْكَ ثُمَّ مَكَتُوا أَفْوَحِبْدُوهُ جَالِسًا
مَعَهُ عَلَى سَرِيرٍ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّ هَذَا الْغَيَابِيُّ أَجَابَهُ
اللَّهُ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ سَيَكُونُ مِنْ بَعْدِي أَمْرٌ يَقُولُونَ فَلَا يَرُدُّ
عَلَيْهِمْ يَتَقَالَحُمُونَ فِي النَّارِ كَمَا تَقَالَحُمُ الْقُرَى
وَإِنِّي تَكَلَّمْتُ أَوَّلَ جُمُعَةٍ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ أَحَدٌ
فَخَشِيتُ أَنْ أَكُونَ مِنْهُمْ ثُمَّ فِي الْجُمُعَةِ الثَّانِيَةِ
فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ أَحَدٌ فَقُلْتُ إِنِّي مِنْهُمْ ثُمَّ
تَكَلَّمْتُ فِي الْجُمُعَةِ الثَّالِثَةِ فَقَامَ هَذَا الرَّجُلُ
فَرَدَّ عَلَيَّ مَا حَيَا فِي أَحْيَاءِ اللَّهِ تَعَالَى فَنَادَى

هَذَا الْمُنْقَبَةُ الْجَبِيلَةَ السَّيِّئَةَ فَقَرَّبَهَا عَاوِيَةُ إِذْ لَمْ
يَرُدَّ عَنْ أَحَدٍ مِثْلَهَا هَذَا تِلْكَ إِنْ أَخْلَصْتَ فَصَدَقَ
وَتَحَقَّقَ تَوَفِيقُكَ حَمَلَكَ عَلَى أَنْ تَكُونَ تَعْتَقِدُ كَمَا
لَهُ وَتَرْضَى عَنْهُ وَتَعْلَمُ أَنَّكَ كَانَ حَرِيصًا عَلَى الْعَمَلِ
لَمَّا سَمِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا أَمَرَكَ بِهِ وَأَنَّكَ كَانَ مِنَ الْحَاذِلِينَ عَلَى
نَفْسِهِ أَنْ تَرْجِعَ مِنْهُ أَذَى فَرُطْنَا فَحَمَاهُ اللَّهُ
وَأَمَنَهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۔

(تطہیر الجنان ص ۲۷ مطبوعہ مصر ۱۲۸۵ھ)

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل میں سے ایک یہ
روایت جو ایسے راویوں کی سند کے ساتھ مروی ہے جو تمام ثقہ ہیں
واقعیہ ہے۔ کراہوں نے ایک جمعہ کو خطبہ دیتے ہوئے یہ کہا کہ یہ
مال ہمارا مال اور یہ مال غنیمت ہمارا مال غنیمت ہے۔ لہذا جسے ہم چاہیں
اس سے منع کر دیں (ہمیں حق پہنچتا ہے) یہ سن کر کوئی اس کے فساد
نہ بولا۔ پھر دوسرے جمعہ کو بھی آپ نے یہی کہا۔ اس واقعہ بھی باضرین
میں سے کوئی نہ بولا۔ تیسرے جمعہ کو جب یہی آپ نے کہا تو ایک آدمی
کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا۔ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ یہ مال ہمارا سب کا
مال ہے۔ اور یہ مال غنیمت ہم تمام کا مشترک ہے۔ لہذا جو شخص ہمارے
ان حقوق کے درمیان غفلت اندازی کرے گا۔ ہم اس کے خلاف
اللہ کے لیے تلواریں بے کرا لٹھ کھڑے ہوں گے۔ آپ نے خطبہ کل
کیا۔ پھر جب گھر تشریف لے گئے۔ تو اس آدمی کو بٹوا بھیجا اور

نے کہا۔ اب اس کی خیر نہیں۔ پھر جب لوگ امیر معاویہ کے پاس گئے تو دیکھا کہ آپ نے اُسے اپنے ساتھ تخت خلافت پر بٹھایا ہوا ہے آپ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اس شخص نے مجھے زندگی عطا دی۔ اللہ اسے زندگی دے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا تھا۔ میرے بعد کچھ حکمران ایسے آئیں گے جن کی باتوں کو ڈسنے والا کوئی نہ ہوگا۔ وہ آگ میں ٹلے جائیں گے جیسے چھڑی آگ میں ال جاتی ہیں نے پہلے جمعہ کو گشت گوئی اس کا کسی نے جواب نہ دیا۔ تو مجھے خوف ہوا۔ کہ کہیں میں بھی ان حکمرانوں میں سے تو نہیں ہوں؟ جب دوسرے جمعہ پھر وہی کچھ کہا۔ اور کوئی بھی نہ یو لا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ میں انہی میں سے ہوں۔ پھر تیسرے جمعہ جب میں نے وہی کچھ کیا۔ تو یہ شخص اٹھ کھڑا ہوا۔ اور میری بات کی تردید کر دی۔ سو اس نے مجھے زندگی دی۔ اللہ اسے بھی زندگی عطا کرے۔ اسے پڑھنے والے! تو امیر معاویہ کی اس بیکتا منقبت جلیلہ کو دیکھ کر۔ اور اس میں غور کر تجھے معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنے میں کس قدر حریص تھے۔ اور وہ اپنی فائز کے بارے میں کس قدر خوف زدہ تھے۔ کہ کہیں اس سے کوئی معمولی سی زیادتی بھی سرزد نہ ہو جائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی۔ اور انہیں امن میں رکھا۔

توضیح:

یہ نام امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں آزادی رائے اور اظہار حق کی یہ مثال بھی قدر عظیم ہے۔ آپ ایسے دور میں اس بات کے لیے کوشاں تھے۔

کہ کہیں آزادی رائے کا سلب میرے دور میں نہ ہونے پائے۔ اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کا مصداق نہ بن جاؤں۔ خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آزادی رائے کا اہتمام کرتے نظر آتے ہیں۔ اور لوگوں کو آزماتے ہیں۔ کہ کیا وہ اپنی رائے دینے میں ہچکچاہٹ تو محسوس نہیں کرتے۔ جب آپ کو اس بات کا علم ہوا۔ کہ کچھ مردانِ خدا اب اعلانِ حق سے باز نہیں آتے۔ کہ وہ اپنی رائے دینے میں آزاد ہیں تو اسے اپنی زندگی قرار دیا۔ یہ واقعہ مودودی کی کچھ فہمی اور گستاخی کا منہ چڑا رہا ہے۔ امیر معاویہ ڈریں۔ اور مودودی ان پر وہی الزام دھرے۔ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کے مطابق کہ آزادی رائے سلب کرنے والے حکمران دوزخی ہیں کہ یوحنا جب (معاذ اللہ) مودودی کا عقیدہ یہ ہوا۔ کہ حضرت امیر معاویہ نے اس کی ابتداء کر کے خود دوزخ کی راہ ہموار کی۔ اور بعد میں آئے والے تمام حکمرانوں نے جنہوں نے اس آزادی کو سلب کیے رکھا اس کے لیے ایک بُری مثال چھوڑنے کی وجہ سے ان تمام کا مجموعی گناہ بھی ان کے دمر ہے۔ آزادی رائے اور اظہار حق کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو۔

حلیۃ الاولیاء:

حدثنا احمد بن محمد بن الفضل قال حدثنا
الوالعباس السراج قال حدثنا الزبید بن یحیى
قال حدثنا عبد العزيز عن یسین بن
عبد الله بن عروہ عن ابی مسلم الخولانی
عن معاویة بن ابی سفیان انہ تَخَطَّبَ النَّاسُ
فَقَدْ حَسِبَ الْأَعْظَمَاءُ شَقَرَبْنَ أَوْ قَلَابَةً
فَقَالَ لَهُ أَتَوُا مُسْلِمًا مَعَاوِيَةَ إِنَّ هَذَا الْمَلَأَ لَيْسَ بِمَالِكٍ وَلَا خَالٍ

أَيْتُكَ وَلَا مَالُ أَيْتُكَ خَاشَاتُ مَعَاوِيَةَ إِلَى النَّاسِ إِنِّي
أَمْكُنُّوْا وَتَزَلْ فَخَاشَاتُ شَعْرٍ رَجَعَ فَقَالَ يَا
أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ أَبَا مُسْلِمٍ ذَكَرَ أَنَّ هَذَا الْمَالُ لَيْسَ بِمَالِي
وَلَا بِمَالِ أَبِي وَلَا أُخِيَّ وَصَدَّقَ أَبُو مُسْلِمٍ إِنْ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَوْفِقْتُ لَ (الْغَضَبِ
وَبِالْشَّيْطَانِ وَالشَّيْطَانِ مِنَ النَّارِ وَالْمَاءُ يُطْفِئُ
النَّارَ خَبَاذَةُ الْغَضَبِ أَحَدُكُمْ فَلْيَغْتَسِلْ) أَفْعَدُوا
عَلَى عَرَضًا يَا كُفْرًا عَلَى بَرَكَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ -

(حلیۃ الاولیاء جلد دوم ص ۳۰-۱۶۸ ابو مسلم الخولانی)
ابو مسلم خولانی بیان کرتے ہیں کہ امیر معاویہؓ نے دو تین ماہ تک لوگوں کے
وظیفہ جات بند رکھے۔ ایک مرتبہ دورانِ خطبہ میں (ابو مسلم خولانی) کھڑا
ہو گیا۔ اور کہا۔ اے معاویہ! یہ مال نہ میرا نہ تیرا۔ باپ اور ماں کا
ہے۔ یہ سن کر امیر معاویہؓ نے لوگوں سے کہا۔ اسے فرار روک رکھو۔
اور تم خود خاموش ہو جاؤ غصہ نہ کرو۔ پھر خود منبر سے اتر کر غسل کیا اور واپس
اگر کہنے لگے۔ ابو مسلم خولانی نے کہا ہے کہ یہ مال نہ میرا نہ میرے باپ
کا اور نہ میری ماں کا ہے۔ سنا اس نے سچ کہا ہے۔ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرمایا کہ غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے
اور شیطان آگ سے ہوتا ہے۔ اور پانی آگ کو بجھاتا ہے۔ لہذا جب
تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے غسل کرنا چاہیے۔ جاؤ اپنے اپنے
دلیفے لے لو۔ اللہ کی برکت تمہارے شامل حال ہو۔

توضیح: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امیر وعلیفہ تھے۔ ان کی موجودگی میں

بھرے مجمع میں ابو مسلم خولانی نے جو کچھ کہا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ایسے الفاظ اگر مروودی
و کوئی کہتا۔ کہ امیر صاحب! لوگوں کی قربانیوں کی کالوں کا پیسہ چندہ، سعودی حکومت
کی مالی امداد اور دوسری مددات سے حاصل ہونے والا پیسہ تمہارے باپ تمہاری
ماں اور خود تمہارا نہیں بلکہ یہ وہ ہمارا ہے۔ تو اتنی جرأت کرنے پر کسی کو معافی نہ ملتی اگر
نہیں یقین آتا۔ تو ڈاکٹر اسرار امین آسن اصلاحی اور کوثر نیازی دینورہ مخزومین کے اخراج
کی وجوہات پرچھئے۔

البداية والنهاية:

قال عبد الملك بن مروان يَقُ مَا ذَكَرَ مَعَاوِيَةَ فَقَالَ
مَا رَأَيْتُ مِثْلَهُ فِي حِلْمِهِ وَكَرَمِهِ وَقَالَ قَبِيصَةُ
بْنِ جَابِرٍ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَعْظَمَ حِلْمًا وَلَا أَكْثَرَ سَوَادَ
وَلَا أَبْعَدَ هَيْئًا وَلَا أَلْيَنَ مَخْرَجًا وَلَا أَزْهَبَ عَنْ
مَعَاوِيَةَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ أَسْمَعَ رَجُلٌ مَعَاوِيَةَ كَلَامًا
مَسِيئًا شَدِيدًا أَفْقِيلَ لَهُ تَوَّ سَطَوَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ
إِنِّي لَا سَتِي مِنْ اللَّهِ أَنْ يَفْضِيحَ حِلْمِي عَنْ ذَنْبِ أَحَدٍ
وَمِنْ رَحِيْقِي وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ لَهُ تَجَلَّ يَا
أَعْيُنُ السُّوءِ بَيْنِي مَا أَعْلَمَكَ فَقَالَ إِنِّي لَا سَتِي مِنْ اللَّهِ
أَنْ يَكُونُ جَوْمٌ أَحَدٍ أَعْظَمَ مِنْ حِلْمِي وَقَالَ
الْإِسْمَاعِيلِيُّ عَنْ الثَّوْرِيِّ قَالَ قَالَ مَعَاوِيَةُ إِنِّي لَا
لَا سَتِي أَنْ يَكُونَ ذَنْبٌ أَعْظَمَ مِنْ هَقْوِي أَوْ جَهْلٍ
أَكْثَرَ مِنْ حِلْمِي -

دالبدایۃ والنهاية جلد ۱ ص ۱۳۵

تو چھلہ ایک دن معاویہ رضی اللہ عنہ کے ذکر کے وقت عبدالملک بن مروان نے کہا۔ میں نے اُن جیسا بڑو بار اور کرم شخص نہیں دیکھا قیسہ بن جابر نے کہا کہ میں نے امیر معاویہ ایسا آدمی حلیم اور تکبر سے دور نہیں دیکھا۔ وہ بہت بار عیب اور خداتر آدمی تھے بعض بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ امیر معاویہ نے ایک شخص کے بارے میں سخت قسم کی باتیں کیں۔ پھر کہا گیا۔ کہ اگر وہ آدمی تمہارے قبضہ میں آجائے؟ فرمایا مجھے اللہ سے شرم آتی ہے۔ کہ کہیں میری برو باری اور علم پر کسی کا گناہ غالب نہ آجائے ایک روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا۔ اسے امیر المؤمنین! آپ کتنے حلیم ہیں۔ یہ سن کر آپ نے کہا۔ میں اللہ سے شرماتا ہوں کہ کسی کا جرم میرے علم پر غالب نہ آجائے۔ سفیان ثوری بیان کرتے ہیں۔ کہ امیر معاویہ کہا کرتے تھے۔ میں شرم کرتا ہوں کہ کہیں کسی کی غلطی میری معافی سے اور کسی کی نادانی میرے علم سے بڑھ نہ جائے۔

لمحد قكره:

بار بار خوفِ خدا کا اظہار اور اپنی رعایا کی غلطیوں کی وجہ سے غصۂ کو پی جانا۔ اور لوگوں کو بھی اس کی تلقین کرنا ان باتوں کے ہوتے ہوئے آپ پر یہ الامم کا آزادگی رائے سلب کر لی تھی۔ کس قدر بھیاں تک الزام ہے۔ جس کا دل خوفِ خدا سے لبریز ہو۔ اور جو غلطیوں کو بھی معاف کر دینے والا ہو۔ بھلا وہ شخص اظہارِ حق پر ناراض ہو گا۔ اور خدا کے خوف کو موصفت کر دے گا۔ مقل کو ہاتھ مارو۔ بغض کی بھی حد ہوتی ہے۔

فاعتبروا يا اولى الابصار

اعتراضینجہ

امیر معاویہ نے خلفائے راشدین کی طرز زندگی

کو تبدیل کر دیا تھا۔ مودودی

خلافت و مملوکیّت؛

دوسری نمایاں تبدیلی یہ تھی کہ دور ملکیت کے آغاز ہی سے بادشاہ قسم کے خلفاء نے قیصر و کسری کا طرز زندگی اختیار کر لیا۔ اور اس طریقہ کو پھیل دیا۔ جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور چاروں خلفائے راشدین زندگی بسر کرتے رہے۔ انہوں نے شاہی محلات میں رہنا شروع کر دیا۔ بادشاہی عرصہ (دربان) ان کے محلوں کی حفاظت کرنے اور ان کے جلو میں چلنے لگے۔ حاجب اور دربان ان کے اور عوام کے درمیان حائل ہو گئے۔ رعیت کا براہ راست ان تک پہنچنا اور ان کا خود رعیت کے درمیان رہنا سہنا اور چلنا پھرنا بند ہو گیا۔ اپنے رعیت کے حالات معلوم کرنے کے لیے وہ اپنے ماتحت کلبہ پروازوں کے محتاج ہو گئے۔ جن کے ذریعہ کبھی کسی حکومت کو بھی صحیح صورت حال کا علم نہیں ہو سکا ہے۔ اور رعیت کے لیے بھی یہ ممکن نہ رہا۔ کہ بلا توسط ان تک اپنی حاجات اور شکایات لے کر جاسکیں۔ یہ طرز حکومت اس طرز

کے بالکل برعکس تھا۔ جس پر خلفائے راشدین حکومت کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ عوام کے درمیان رہتے۔ جہاں ہر شخص اُن سے آزادی کے ساتھ مل سکتا تھا۔ وہ بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔ ہر شخص ان کا دامن پکڑ سکتا تھا۔ وہ پانچویں وقت عوام کے سامنے اپنی کی صفوں میں نمازیں پڑھتے تھے اور جمعہ کے خطبوں میں ذکرِ اللہ اور تعلیمِ دین کے ساتھ ساتھ اپنی حکومت کی پالیسی سے بھی عوام کو آگاہ کرتے تھے۔ اور اپنی ذات اور اپنی حکومت کے خلاف عوام کے ہر طرح کے اعتراضات کی جواب دہی بھی کرتے تھے۔ اس طرح کہ حضرت علیؑ نے کوفہ میں اپنی جان کا خطرہ مول لے کر بھی آخر وقت تک نبھایا۔ لیکن ملوکیت کا دور شروع ہوتے ہی اس نمونہ کو چھوڑ کر ایران و روم کے بادشاہوں کا نمونہ اختیار کر لیا گیا۔ اس تبدیلی کی ابتداء حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں ہو چکی تھی۔ بعد میں براہِ برہمیت ہی چلی گئی۔ (خلافت و ملوکیت ص ۱۶۰)

مفصل جواب ۱

مودودی نے ان سطور میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو بیک وقت کئی امور کا مزج بنادیا۔ یعنی یہ کہ وہ خلفائے اربعہ کی بجائے قیصر و کسریٰ کی زندگی اپنائے ہوئے تھے۔ وہ شاہی محلات میں رہتے تھے۔ ان کے محل کے باہر پہرہ دار کھڑے ہوتے تھے۔ اور عوام سے ان سے رابطہ منقطع ہو چکا تھا۔ لیکن ان امور میں سے کوئی ایک بھی امیر معاویہ کی سیرت میں نظر نہیں آتا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ روزِ محرمانی اور طریقہ نامے خلافت میں اپنی مثل آپ تھے اور فوجی مظاہرہ میں قیصر و کسریٰ اور مسجد و محراب میں عابدوں زادوں کو بھیچے پھوڑنے والے تھے۔

قیصر و کسریٰ کا فرد زندگی کیا باس میں پونہ لکھا نا ہے۔؟

لیدکوں و درہم کی بجائے چند درہم سے خریدے گئے کپڑے قیصر و کسریٰ کی شاہت تھے؟ خدا گواہ ہے۔ تاریک ہمیں ان کی سیرت اور زندگی کچھ اس طرح دکھائی ہے۔ ان کے ذریعہ تن کپڑوں میں پونہ لگے ہوتے تھے۔ اس پونہ لگے لباس کو ان کے گورنر اور وزرا بطور تبرک حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ انہی کتب کے والرجات سے حضرت امیر معاویہ کی زندگی، ساودہ اور بے تکلف نظر آتی ہے۔ ان کا نام لے کر مودودی نے ان پر الزامات کی بوجھا کر دی۔ ایک دو حراجات پیش خدمت ہیں۔

البدایۃ والنہایۃ:

حدثنا عمرو بن واقد حدثنا يونس بن
حلب قال سمعت معاوية على منبر دمشق
يوم جمعة يقول ايها الناس اغضقوا افواهكم
فلن تجدوا اعلم بامور الدنيا والاخرة
منني اقيمتا فوجوكم و صفوكم في الصلاة
او ليحيا ليقن الله بابين قلوا بكم خذوا على
ايدي ستماءكم او ليسلطن الله عليكم عدوكم
فليسو منكم سوء العذاب تصدقوا ولا
يقولوا الرجل اتي مقل فبان صدقة
المقل افضل من صدقة الغني اياكم
وقد ات المتصنان و ان يقول الرجل سمعت
و بكني قلوا قد ات احدكم امرأة
على عهد فوج لسيل عنها يوم القيمة وقال

ابوداؤد الطیالسی حدثنایزید ابن طہمان الرقاشی
حدثننا محمد ابن سہل بن قال کان معاویہ
إذا أخذت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
لم يكتم رده ابوا القاسم البغوي عن سويد
بن سعيد . . . عن حمام بن اسماعيل عن ابي
قبيص قال كان معاویہ یبعث رجلاً یقال
له أبوا الجیش فی كل یوم فیدور علی المجاہدین
یسئل هل ولید لاحد مؤمنون أو قدیم
أحد من المؤمنین فإذا أخبر بذلك أفتت
فی الدیون ان یتعین لیجرى علیه الرزق وقال
غیرہ كان معاویہ متراضعا لیس له مجالد
الاکمجالید الصبیان الستی یسمونہا المتغاریق
فیصننہما الناس وقال هشام بن عمار عن عمرو
بن واقد عن یونس بن میسرہ بن حلبس قال
رأیت معاویہ فی سوق دمشق وهو مردود
قدارہ وصہیفاً علیہ قعیص مرفوع الجیب
وهو یسیر فی أسواق دمشق وقال الامش
عن مجاہد قال لدرأیت معاویہ لقلتم هذا
المہدی وقال شحیم عن العوام عن جبیلہ
ابن شحیم عن ابن عمر وقال ما رأیت أحداً
أسود من معاویہ قال قلت ولا عمر قال

كان عمر غیراً منه وكان معاویہ أسوداً ومنه رواه
ابو سفیان البخیری عن العوام بن حوشب به وقال
ما رأیت أحداً بعد رسول الله أسوداً من
معاویہ قیل ولا أبوبکر قال أبوبکر وعمر
عثمان غیراً ومنه وهذا أسود وروی عن طریق
عن ابن عمر مثله وقال عبد الرزاق عن معمر
عن حمام . . . سمعت ابن عباس یقول ما
رأیت رجلاً كان أخلق بالملک من معاویہ
البدایہ والنہایہ جلد ۱ ص ۱۳۲ (۱۲۵۱)

ترجمہ: یونس بن حلبس کہتے ہیں کہ میں نے مجھ کے دن دمشق کی جامع مسجد میں
منبر پر خطبہ دیتے ہوئے امیر معاویہ سے یہ سنا، لوگو! میری بات
سمجھو تمہیں دنیا و آخرت کے امور کا مجھ سے زیادہ ماہر کوئی نہ
ملے گا۔ اپنے آپ کو درست کرو۔ اور نماز میں صفیں سیدھی
رکھو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو ایک دوسرے کا مخالف
کر دے گا۔ اپنے میں سے بے وقوفوں کے ہاتھ پکڑو۔ ورنہ
اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو تم پر مسلط کر دے گا۔ پھر وہ تمہیں سخت
سزا دے گا۔ میری باتوں کی تصدیق کرو۔ کوئی آدمی اپنے آپ کو
قلیل مال والا ہرگز نہ کہے۔ یقین رکھو کہ غریب اور نادار کا صدقہ ہنسی کے
صدقہ سے بہتر ہے۔ خبردار، پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت
لگانے سے بچو۔ یہ نہ کہو۔ کہ مجھے یہ بات پہنچی۔ یا میں نے ایسے ایسے
سنا۔ اگر تم میں سے کسی نے حضرت نوح کے زمانہ کی کسی عورت پر
تہمت لگائی۔ تو کل قنات کو اس سے اس بارے میں باز پرس ہوگی۔

ابو داؤد طیالسی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن سیرین نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی بات بیان کرتے تو ان پر اس بارے میں کوئی جہت نہ لگتی۔ اسی طرح ابو القاسم بغوی نے نقل کیا ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابو الجیس نامی شخص کی یہ ڈیوٹی لگا رکھی تھی کہ مختلف محافل و مجالس میں جا کر یہ معلوم کرے کہ کسی گھر کوئی بچہ پیدا ہوا ہے یا کوئی نیا وفد آیا ہے۔ جب اس قسم کی کوئی خبر ملتی تو اس کا ایک جریٹر ایک اندراج کر لیتے۔ تاکہ ان کی غوراک کا بند و بست کیا جائے۔ ایک اور راوی بیان کرتا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بہت متواضع تھے۔ ان کے پاس معمولی سا گڑا ہوتا۔ جیسا بچوں کے پاس کھیلنے کے لیے ہوتا ہے۔ آپ اس سے کسی کو سزا دینا چاہتے تو دیتے تھے۔ ہشام بن عمار نے بیان کیا ہے کہ یونس بن مبرہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت امیر معاویہؓ کو دمشق کے بازار میں دیکھا۔ ان کے پیچھے ایک غلام ہوتا تھا۔ ان کی قمیص پوندگی ہوتی تھی۔ اور وہ وہی قمیص اپنے دمشق کے بازاروں میں گھومتے پھرتے تھے۔ امام الشافعیؒ سے بیان کرتے ہیں کہ اگر تم امیر معاویہؓ کو دیکھ پاتے تو کہتے کہ یہ تو امام ہدی ہے۔ ہشیم بن عوام نے ابن عمرؓ سے بیان کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ امیر معاویہؓ سے بڑھ کر حکمرانی کے معاملات میں باہر میں نے کوئی دوسرا نہ دیکھا۔ راوی کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا عمر بن خطابؓ بھی بڑھ کر باہر تھے؟ کہنے لگے کہ عمر بن خطابؓ ان سے بہتر تھے۔ اور معاویہؓ ان سے سرداری کے رموز زیادہ جانتے تھے۔ عوام بن حوشب کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امیر معاویہؓ سے بڑھ کر رموز شاہی کو جاننے والا اور کوئی نہ دیکھا۔ کہا گیا کہ ابو بکرؓ سے بھی بڑھ کر؟ کہنے لگے۔ ابو بکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ ان سے بہتر تھے۔ اور وہ بہر حال اعلیٰ حکمران تھے۔ ابن عمرؓ سے بھی اسی طرح کی روایت آئی ہے۔

عبدالرزاق نے مہر عن حمام کے واسطے سے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے کوئی مرد امیر معاویہؓ سے بڑھ کر حکومت کے معاملات کا ماہر نہ دیکھا۔ میں نے ان سے بہتر کوئی شخص رائی حکمرانی نہیں دیکھا۔

العواصم من القواصم

أَنَا أَكَلُ الْمَلُوكَ وَالْخَيْرُ خَلِيفَةُ عَنِ الزُّهْرَى أَنَّ
مُعَاوِيَةَ عَمَلًا سَتَتَيْنِ عَمَلًا حَمَرًا مَا يَخْرُمُ
فِيهِ وَقَدْ أَشْرَفْنَا هُنَاكَ إِلَى اخْتِلَافِ الْبَيْتِ فِي
أَنْظَمَةِ الْحُكْمِ بَلْ أَنَّهُ مُعَاوِيَةُ فَتَمَسَّهُ ذَكَرُ
ذَلِكَ لِعَمَرٍ لَمَّا قَدِمَ حَمَرُ الشَّامِ وَ تَلَقَّاهُ مُعَاوِيَةُ
فِي مَوْكِبٍ عَظِيمٍ فَأَسْتَنْكَرَهُ عَمَرٌ ذَلِكَ
وَاعْتَذَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِقَوْلِهِ إِنْكَ يَا رَضِ بْنِ جَعْفَرٍ
الْعَدُوُّ فِيهَا كَثِيرَةٌ فَيَجِبُ أَنْ تَقْطَعُوا مِنْ عِزِّ السُّلْطَانِ
مَا يَكُونُ فِيهِ عِزٌّ أَوْ سَلَامٌ قَآئِلُهُ وَ تَرْهَبُهُ
فَقَالَ حَبْلُ الرَّحْمَنِ بَنِ حَوْفٍ لِعَمَرٍ مَا أَحْسَنَ مَا أَفَعَدَ
عَمَّا أَوْ رَدَّ لَهُ فِيهِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ عَمَرُ
مِنْ أَحْبَلِ ذَلِكَ جَسَمَتَاهُ مَا جَسَمَتَاهُ وَ سَيَرُهُ
عَمَرُ أَلَيْسَ مَا قَالَ مُعَاوِيَةُ أَنْ يَسِيرَ عَلَيْهِمَا
سَلَتَيْنِ كَأَنَّهُمَا مَلَكٌ أَلَا عَلَى قِيَّ بَيْتِهِ وَكَانَ
يُرِيدُ يُحَدِّثُ نَفْسَهُ بِالْإِزَامِ قَارِئِي ابْنِ أَبِي الدُّنْيَا
عَنْ أَبِي كَرِيمٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْهَمْدَانِيِّ الْحَافِظِ
عَنْ رَشَدِ بْنِ الْمَصْرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَارِفِ

الانصارى المصرى عن بكير بن الاشجع المخزومى
المدنى ثم المصرى ان معاوية قال ليس يد كيف
تراك فاعلدا ان وكنت قال كنت والله يا ابة عاملا
في يوم حمله عمن بن الخطاب فقال معاوية سبحان الله
يا بنى والله لقد جهدتك على سيرة عثمان فما
اطلقتهما فكيف بك وسيرة عمن.

ابن كثير جلد ۱ ص ۲۲۹ والذين لا يعرفون
سيرة معاوية يستغربون اذ اقلت لهم
انه كان من الزاهدين والصفوة الصالحين
روى الامام احمد في كتاب الزهد ص ۸۲ طبع
مكة عن ابى شبيب محمد بن هارون عن حسن
بن واقع عن صفرة بن ربيع الترسى عن على ابن ابى
حملة عن ابى قال رايت معاوية على المنبر يشق
يخطب الناس وعليه كروب مرقوع واخرج ابن
كثير جلد ۱ ص ۱۲۲ عن يونس بن ميسرة الحميرى
الزاهدى وهو من شيوخ الامام الاوزاعى قال
رايت معاوية في سوق الدمشق وهو مزود
وراءه وصيفتا وعليه قميص مرقوع الجيب يبر
في اسواق دمشق وكان قراة معاوية وكتابان
اصحابه يستنهون ملايسة للتبكر بوقا وكان
اذا حضر احد هجر الى المدينة وعليه هذه الملايس

يعرفون فلما يتعالتون في اختصارها روى الدارقطنى
عن محمد بن يحيى بن غسان ان القائد الشهير الهما
بن اتمين الفيرى قدم المدينة واقى المسجدة
فصلى بين القنبر والمنبر وعليه من كمر فتح
قد ان تدى يده من كسوة معاوية فسر اه ابو الحسن
البراد فصرف انك بركة معاوية.

(العواصم من التواصم ص ۲۰۸-۲۰۹)

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں پہلا بادشاہ اور آخری ظالم
ہوں۔ زمہری کہتے ہیں۔ کہ امیر معاویہ نے دو سال تک بعینہ حضرت عمر
کی فرزند حکومت کی۔ اس میں کوئی کمی دہانے دی۔ ہم نے اس
اختلاف کی طرف اشارہ کیا۔ ہوا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتظام حکومت کی تاثیر
میں ہے بلکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اسے ذکر کیا ہے۔ کہ جب حضرت فاروق اعظم
رضی اللہ عنہ شام آئے۔ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک بہت بڑی
جماعت لے کر ان سے ملاقات کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اچھا
نہ جانا۔ لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کا یہ عذر پیش کیا۔ کہ ہم ان لوگوں
کی سر زمین میں رہتے ہیں۔ جہاں دشمن کے پاس بکثرت ہیں۔ اس
لیے ہمارے لیے ضروری ہے۔ کہ ہم شام اور شامیوں کو نظر کریں تاکہ
اسلام اور اہل اسلام کی عزت میں اضافہ ہو۔ اور دشمنوں کو ڈرائیں۔ یہ
سن کر عبدالرحمن بن عوف نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
کا طرز حکومت اور نظام کتنا درست ہے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا
کہ ہم نے اسی لیے دبدر بنایا ہے۔ والہادیر والہادیر جلد ۱ ص ۱۲۲ تا ۱۲۵

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت جو دو سال تک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنا لئے رکھی۔ وہ ان کے دور کی اعلیٰ مثال ہے۔ یزید بھی اس کے التزام کا ارادہ رکھتا تھا۔ ابن دنیا سے مروی ہے کہ امیر معاویہ نے ایک مرتبہ یزید سے پوچھا کہ اگر تجھے امیر بنایا جائے تو کس طرح نظام حکومت چلائے گا۔ کہنے لگا اس طرح جس طرح کفار و قاطعین نے کیا تھا۔ یہ سن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہنسے۔ سبحان اللہ! میں نے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سیرت اپنانے کی انتہائی کوشش کی لیکن اس پر بھی پورا ناکام رہا۔ اور تو اور سیرت عمر بن الخطابؓ؟ ابن کثیر نے انھیں جلد میں ص ۲۱۹ پر تحریر کیا ہے کہ جو لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سیرت کو نہیں سمجھتے جب تو ان کے سامنے یہ کہے کہ امیر معاویہ بڑے زاہد اور صالح تھے۔ تو انہیں یہ سن کر عجیب سا لگتا ہے۔ امام احمد بن حنبل نے کتاب الامم ص ۴۲ پر تحریر کیا کہ علی بن ابی حمزہ کہتے ہیں کہ میں نے ذوالجناح مسجد میں امیر معاویہ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ اس وقت انہوں نے پیوند گے کپڑے پہن رکھے تھے۔ ابن کثیر نے بھی جلد منبر ص ۱۳۴ میں امام اوزاعی کے شیخ یونس بن میسر سے یہ بات نقل کی ہے کہ میں نے امیر معاویہ کو دمشق کے بازاروں میں دیکھا کہ ان کے پیچھے ایک غلام ہے۔ اور آپ نے پیوند والی قمیص پہن رکھی تھی۔ آپ کے وزیر اور اور دیگر معززین حکومت آپ کے پیوند گے کپڑے حاصل کرنا چاہتے تھے۔ جب کبھی آپ کا وزیر مدینہ منورہ آتا۔ اور اس نے پیوند گے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ تو لوگ فوراً انہیں پہچان لیتے۔ اور منہ مانگے پیسے دے کر انہیں خریدنے پر تیار ہو جاتے۔ دارقطنی

نے محمد بن یحییٰ سے بیان کیا کہ خضاک بن قیس ایک مرتبہ مدینہ منورہ آیا۔ اور مسجد نبوی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور قبر خضایت کے درمیان فاصلہ پر بھی اس پر ایک چادر تھی۔ جو یہ بوجھ لگی تھی۔ اور وہ حضرت امیر معاویہ سے لی ہوئی تھی۔ جب ابوالحسن براد نے دیکھا۔ تو فوراً پہچان لیا۔ کہ یہ چادر امیر معاویہ کی ہے۔

البدایۃ والنہایۃ اور العوام من القوام کے دونوں

حوالہ جات سے درج ذیل امور ثابت ہوئے

- ۱۔ لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملوم دنیا و آخرت کا سب سے بڑا عالم مانتے تھے۔ اسی لیے کسی نے آپ کے اعلان پر اعتراض نہ کیا۔
- ۲۔ لوگوں تک احکام الہیہ پہنچانے میں آپ ہر ممکن کوشش کرتے۔ اور ان کی مخالفت سے ڈراتے تھے۔
- ۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی بات کے ذکر کرنے پر کبھی ان پر ہمت نہ لگتی۔
- ۴۔ ہماروں کی آمد اور نمود کی خبر معلوم کرنے کے لیے آپ نے مستقل آدمی مقرر کر رکھے تھے۔
- ۵۔ آپ کے پاس سزا کے لیے کوڑا نہایت ہلکا پھلکا تھا۔ جیسا بچوں کے پاس کھیلنے کے لیے ہوتا ہے۔
- ۶۔ دمشق کے بازاروں میں ایک غلام کے ساتھ کھلم کھلا پھرا کرتے تھے۔
- ۷۔ آپ کی قمیص پیوند زدہ ہوتی تھی۔

۸۔ کوئی انہی دیکھتا۔ تو گمان کرتا۔ کہ یہ مہدی ہیں۔

۹۔ سیاسی بصیرت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ اپنی مثل آپ تھے۔

۱۰۔ محکمانوں میں سے آپ سببِ اخلاق کوئی نہ تھا۔

۱۱۔ اگر شان و شوکت تھی تو وہ غیر مسلم بادشاہوں کو مرعوب کرنے اور مسلمانوں کی عزت افزائی کے لیے تھی۔

۱۲۔ فاروق اعظم کی سیرت آپ کے لیے ایک اعلیٰ نمونہ تھی۔

۱۳۔ آپ کے زہد و تقویٰ کو سنی نظر والے ایک عجیب سی بات سمجھتے تھے
۱۴۔ آپ کے زہد و تقویٰ اور انکاری کی وجہ سے آپ کے پیوند لگے کپڑے لوگوں کے لیے متبرک تھے۔

۱۵۔ آپ کے پیوند لگے کپڑے آپ کے وزراء، بطور تبرک حاصل کرتے۔
لوگ انہیں دیکھ کر پہچان جایا کرتے تھے۔ کہ یہ امیر معاویہ کے استعمالِ شو کپڑے ہیں۔

لحدِ فکریہ:

مذکورہ امور کو پیشِ نظر رکھیں۔ اور مودودی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو کچھ کہا۔ اُسے بھی دیکھیں۔ پھر مزاد نہ کریں۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیصر و کسری کا طرزِ زندگی اختیار کر کے خلفائے اربعہ اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو چھوڑ دیا تھا؟ کیا بازاروں میں آتے جاتے ان کے ساتھ حفاظتی دستے سوتے تھے یا صرف ایک آدمہ غلام؟ کیا ان کے لباس میں وہی شان و شوکت تھی۔ جو قیصر و کسری کے لباس میں تھی۔ یا وہ پیوند زدہ ہوتا تھا۔؟

کیا ان کے لڑکنے والا سزا کا مستحق ہوتا تھا۔ یا اس کے ٹوکنے

پر آپ اس کا شکریہ اور اللہ کی حمد و ثناء بیان کیا کرتے تھے؟ کیا آپ کے ہاتھ میں خلائق کے لیے بھاری بھر کم ڈرہ تھا یا معمولی سا ایک کوڑا جو بچوں کے پاس ہوتا ہے؟ کیا آپ کے زہد و تقویٰ اور سنت پیغمبر پر عمل کرنے کی وجہ سے لوگ ان کے زیب تن کئے ہوئے پیوند لگے کپڑوں کو بطور تبرک حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ یا اس سے نفرت کا اظہار ہوتا تھا؟ لیکن مودودی کی آنکھوں پر نہیں بلکہ بصیرت پر بغض کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ اور اضللہ اللہ علی علمہ و ختم علی قلبہ انہی کے مصداق وہ علم کی گمراہیوں میں اس قدر دور چلا گیا۔ کہ جہاں سے واپس نہ آ سکا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر قیصر و کسری کی نقالی کا الزام دھرنے والے کو ان کی یہ عادت نظر نہ آئی۔ کہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت پر انہیں کس قدر غصہ آتا تھا۔

الْبَدَايَةُ وَالنَّهَايَةُ۔

قال احمد بن محمد ثنا مروان ابن معاوية الفزاري
حدثنا حبيب بن الشهيد عن ابي مجاهد قال
خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلَى النَّاسِ فَقَامُوا إِلَيْهِ فَقَالَ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَتَمَثَّلَهُ الرَّجَالُ قِيَامًا فَلْيَبْسُؤْهُ
مَقْعَدًا مِنْ النَّارِ كَانَ مُعَاوِيَةُ نَبِيَّةَ الْمَيْتَةِ
حَسَنَ الرَّجَاءِ وَرَجِيئًا الْعَدُوِّ كَثِيرًا الْمَيْتَةِ رَحِمَهُ اللَّهُ
تَعَالَى۔

(البدایة والنہایة جلد ۱ ص ۱۲۵)

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ باہر تشریف لائے تو لوگوں

نے دیکھتے ہی ان کے لیے قیام کیا۔ اس پر آپؐ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ فرماتے ہیں جو آدمی یہ کہتا ہو کہ لوگ اس کا کھڑے ہو کر استقبال کریں۔ اسے اپنا ٹھکانا و وزخ کی آگ میں بنالینا چاہیے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بہترین سیرت، غریب و رزق کرنے والے، اچھے انداز سے معاف کر دینے والے اور بڑے باجیا تھے۔ اللہ ان پر رحم کرے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

اعتراض ششم

امیر معاویہؓ نے بیت المال کی حیثیت تبدیل کر دی (مودودی)

خلافت مملوکیت:

بیت المال کا اسلامی تصور یہ تھا کہ وہ خلیفہ اور اس کی حکومت کے پاس خدا اور خلق کی امانت ہے۔ جس میں کسی کو من مانے طریقے پر تصرف کرنے کا حق نہیں ہے۔ خلیفہ نہ اس کے اندر قانون کے خلاف کوئی چیز داخل کر سکتا ہے۔ اور نہ قانون کے خلاف اس میں سے کچھ خرچ کر سکتا ہے وہ ایک ایک پائی کی آمد اور خرچ کے لیے جواہر ہے۔ اور اپنی ذات کے لیے وہ صرف اتنی تنخواہ لینے کا حقدار ہے کہ جتنی ایک اوسط درجے کی زندگی بسر کرنے والے کے لیے کافی ہو۔ دور مملوکیت میں بیت المال کا یہ تصور اس تصور سے بدل گیا کہ خزانہ بادشاہ اور شاہی خاندان کی ملکیت ہے۔ رعیت بادشاہ کی محض باجگزار ہے۔ اور کسی کو حکومت سے حساب پرچھنے کا حق نہیں۔ اس دور میں بادشاہ اور شہزادوں کی بلکان کی ان کے گلوں اور سپہ سالاروں تک کی زندگی جس شان سے بسر ہوتی تھی۔ وہ بیت المال میں بے جا تصرف کے بغیر کسی طرح ممکن نہ تھی۔ (خلافت مملوکیت ص ۱۷۱ مصنفہ مودودی)

مردودی کا بھارت مذکور سے مقصد یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیت المال سے من مانے طریقے سے تعریف کرتے تھے۔ اور خلافتِ قانونِ اسلام عمل کرنے والے تھے۔ اس بارے میں وہ بیت المال کو اپنی ملکیت جانتے۔ اور خود اپنی اپنے وز راہ وغیرہ کی زندگی اسی مال سے عیش و عشرت کی بسر کرتے تھے۔ گویا مردودی اس سے ثابت یہ کرتا ہے کہ امیر معاویہ ایک ظالم حکمران اور عیش پسند امیر تھے لیکن ان تمام خرافات کے ثبوت میں مردودی نے کوئی ایک مثال ایسی پیش نہ کی جس سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت ایسی نظر آئے جو اس کے ذہن میں ہے۔ یہ زیادہ روایت کی مثالیں ہو سکتی ہیں۔ اگرچہ ان پر یہی قیل وقال کی گنجائش ہے لیکن زیر بحث حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت ہے۔ مردودی کی تصویر کشی کے مقابل میں کتبِ تاریخ میں ایسی بہت سے مثالیں اور شہادتیں موجود ہیں جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدا ترسی اور بیت المال کے بارے میں شریعت کے کامل پیروی ثابت کرتی ہیں۔ اور آپ نے صاف صاف الفاظ میں بیت المال کو اپنا ذاتی نہیں بلکہ عوام کا مال فرمایا۔ جس پر دو عبارتیں پیش کی باقی میں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ابن تیمیہ کی عبارت

ابن تیمیہ نے منہاج السنہ جلد سوم ص ۱۸۵ پر لکھا ہے۔ ایک مرتبہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا! لوگو! بیت المال سے تمہیں جو عطیات دیئے گئے۔ ان کی تقسیم کے بعد اب بھی وہاں بہت سا مال باقی وہ بھی عنقریب تم میں تقسیم کر دوں گا۔ اگر کوئی شخص وقت پر نہ آئے۔ اور اسے معمولی کا سامنا کرنا پڑے۔ تو اس کی شستی ہے۔ اس کا الزام مجھ پر نہیں۔ اس عام خطاب میں آپ نے فرمایا۔ بَيِّتُ مَا لِكُمُ لِمَنْ يَمَالِي أَتَمَّا هُوَ مَا لَ اللَّهِ۔

یعنی تمہارے لیے قائم کردہ بیت المال کا پیسہ تمہارے لیے ہی ہے۔ وہ میرا مال نہیں۔ حقیقت میں اللہ تعالیٰ اس کا مالک ہے۔ گویا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیت المال

کی اشیاء کو اللہ کی ملکیت کے اعتبار سے خود کو اس کا نگران یا محافظ سمجھتے تھے۔ اور اس امانت کو مستحقین کے سپرد کرنے کا ذمہ دار سمجھتے تھے۔ ایک واقعہ بطور شہادت پیش خدمت ہے۔

امیر معاویہ بیت المال کی ایک ایک پائی

کا حساب لیا کرتے تھے

تاریخ طبری:

كَانَ اَوَّلَ مَنِ اتَّخَذَ دِيْوَانَ الْعَاقِرِ قَالَ وَكَانَ سَبَبَ ذَالِكَ اَنَّ مَعَاوِيَةَ اَمَرَ لِعَمْرٍو بْنِ زُبَيْرٍ فِي مَعْمُورَتِهِمْ وَقَضَاءِ دَيْنِهِمْ بِمِائَةِ اَلْفٍ دِرْهَمٍ وَكَتَبَ بِذَالِكَ اِلَى زِيَادِ بْنِ سَمِيَةَ وَهُوَ عَلَى الْعِرَاقِ فَفَضَّلَ عَمْرٍو الْكِتَابَ وَصَنِيَ الْمِائَةَ وَمِائَتَيْنِ فَكَمَاتَ قَحَّ زِيَادٌ حِسَابَهُ اَتَكَرَّهَا مَعَاوِيَةَ فَاتَّخَذَ عَمْرٍو بَنَ دِهَاسًا وَحَسِبَهُ فَاَدَّاهَا عَمْرٍو لِقَوْمِهِ فَقَبِلَ اللَّهُ ابْنَ الزُّبَيْرِ فَاحْدَثَ مَعَاوِيَةَ عِنْدَ ذَالِكَ دِيْوَانَ الْعَاقِرِ۔

دثار بیخ طبری جلد ۷ ص ۸۴ مذکور بیض ما حاضرنا

ترجمہ: اب سے پہلے دیوان الحاقم شروع کرنے والے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ آپ نے جناب عمر بن زبیر کی معاونت اور ادائے قرض کے لیے ایک لاکھ دہم دینے کو کہا۔ اس بارے میں زیاد بن سمیہ کی طرف خط لکھا۔ جبکہ یہ عراق

کے گورز تھے۔ جب زیاد بن سمیرہ نے رقم کھولا۔ تو ایک لاکھ کی جگہ دو لاکھ کر دیا۔ پھر جب زیاد نے حساب دیا۔ تو میر معاویہ نے اس پر ناخوشی کا اظہار کیا۔ آپ نے ایک لاکھ واپس لیا۔ اور زیاد کو قید میں ڈال دیا۔ یہ ایک لاکھ عوف بن زبیر کی طرف جناب عبداللہ بن زبیر نے ادا کیا تھا تو اس واقعہ کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دو لیوان الحاتم کا سلسلہ شروع فرمایا۔

اگر امیر معاویہ بیٹ المال میں غیر اسلامی تصرف کرتے تھے تو ائمہ اہل بیت اور کبار صحابہ ان کے عطیات کیوں وصول کیا کرتے تھے۔

ان دونوں حوالہ جات کے بعد مودودی کی الزام تراشی کا معادلہ کھل کر سامنے آجاتا ہے۔ کہاں یہ کہتا کہ بیت المال کا کوئی حساب و کتاب نہ تھا۔ جو جی میں آیا کیا جاتا۔ اور کہاں اس کی پائی پائی کے لیے ایک علیحدہ محکمہ قائم کرنا معلوم فرمائیے اگر بالفرض تسلیم کر لیا جائے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیت المال میں سیرفانوئی بلکہ غیر اسلامی تصرف کرتے تھے۔ تو یہ تصرف اہل بیت کے معزترین افراد پر بھی ہوتا تھا البدایہ والنہایہ کے علاوہ مفضل ابی عنفت وغیرہ کتب میں بالتفصیل موجود ہے کہ آپ حسین کریمین کو ہر سال دس لاکھ سونے کے دینار دیا کرتے تھے۔ اور اس خطیر رقم کے علاوہ ستمائت و ہایا بھی پیش خدمت فرمایا کرتے تھے۔ اب کہنا پڑے گا۔

کہ اہل بیت کے یہ حضرات وہ مال قبول کیا کرتے تھے۔ جو ناجائز طور پر خرچ کیا جا رہا ہے اور اسلامی شریعت کے مطابق اسے تصرف میں نہیں لایا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ شریعت کے ایسے متون اس قسم کے مال کو قبول کرنے کی کبھی ہمت نہیں کرتے۔ کیونکہ ان کے اعمال لوگوں کے لیے باعث تقلید ہوتے ہیں اس سلسلہ میں صرف ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔

امام احمد بن حنبل نے مشکوک مال وصول کرنے

اور اسے تصرف میں لانے سے انکار کر دیا۔

الْبَدَايَةُ وَالنَّهَايَةُ:

وَكَانَ الْخَلِيفَةُ يَبْعَثُ إِلَيْهِ كُلَّ يَوْمٍ مَا يَدَّ فِيهَا النَّوَانُ أَلْطَحْمَةَ وَالْفَاكِهَةَ وَالشَّلَاحَ مِمَّا يَوْمَ مِائَةِ وَعَشْرِينَ دِرْهَمًا فِي كُلِّ يَوْمٍ وَالْخَلِيفَةُ يَحْسِبُ أَنَّهُ يَأْكُلُ مِنْ ذَلِكَ وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ يَأْكُلُ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ بِالنَّكْلَةِ بَلْ كَانَ صَائِمًا يَطْوِي قَمِيصَهُ ثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ لَمْ يَسْتَطِعْ طَعْمَ بَطْعَامٍ وَمَا ذَاكَ إِلَّا كَمَرٍ مَرِيضٍ ثُمَّ أَهْتَمَّ عَلَيْهِ وَلَدَهُ حَتَّى شَرِبَ قَلِيلًا مِنَ التَّوَيَّقِ بَعْدَ ثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ وَجَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى بْنِ خَفَافٍ بِمَالٍ جَدِيدٍ مِنَ الْخَلِيفَةِ فَجَاوَزَهُ لَهُ فَمَتْنَعُ مِنْ قَبُولِهِ فَاتَّخَذَ إِلَيْهِ أَدْوِيًّا فَلَمَرُ

يَقْبُلُ فَاتَّخَذَهُ الْأَمِيرُ حَقَرًا فَلَمَّا عَلِيَ بَيْنَهُمَا خَلَّدَهُ
وَقَالَ إِنَّكَ لَا يَمُوتُكَ رَدُّكَ عَلَيَّ الْخَلِيفَةَ وَكَتَبَ الْخَلِيفَةُ
لَهُ وَلَدَهُ وَأَوَّلَهُ مِنْ كُلِّ شَعْبٍ بِأَرْبَعَةِ أَلْفٍ وَرَمَى
فَمَا نَعِ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَلِيفَةَ فَقَالَ الْخَلِيفَةُ لَا بُدَّ
مِنْ ذَلِكَ وَمَا هَذَا إِلَّا لِيُؤْتِيَ لَكَ فَمَا مَسَكَ أَتَبُو
عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مُسَارَعَتِهِ ثُمَّ اتَّخَذَ يَلُومَ أَهْلَهُ
وَعَقَبَهُ وَقَالَ لِكَيْمَ إِنَّمَا بَقِيَ لَنَا أَيَّامٌ قَلِيلَةٌ وَ
كَأَنَّا قَدْ نَزَلْنَا بِالْمَوْتِ فَمَا تَجَنَّبُهُ وَأَمَّا إِلَى نَارٍ فَخُذْ
مِنْ الدُّنْيَا وَبُنُوْنَا قَدْ اتَّخَذَتْ مِنْ مَالٍ مُتَوَلَّاهُ
فِي كَلَامٍ طَوِيلٍ يَنْفُلُهُمْ بِهِ فَاحْتَجُّوا عَلَيْهِ
بِالْحَدِيثِ الصَّحِيحِ مَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ
خَيْرُ سَائِلٍ وَلَا مُسْتَفِيدٍ فَقُلْتُ إِنَّ ابْنَ عَمَرَ وَابْنَ حَبَّاسٍ
قَبِلَ ابْنُ عَزْظِ السُّلْطَانِ فَقَالَ وَمَا هَذَا أَفَ ذَاكَ سَوَاءٌ
وَلَوْ أَهْلَمْتُ أَنَّ هَذَا الْمَالَ اخُذَ مِنْ حَقِّهِمْ وَلَيْسَ يُظْلَمُ
وَلَا يَجُوزُ لَكُمْ أَيْبَالُ - (البداية والنهاية جلد ثامن ۳۳۸ تا ۳۳۹)

ما كان من امر الامام احمد

ترجمہ: خلیفہ متوکل روزانہ امام احمد بن حنبل کے ہاں مختلف قسم کے پھل، کھانے اور
بروت وغیرہ بھیجتا تھا۔ جن کی قیمت تقریباً ایک سو بیس درہم کے برابر
ہوتی تھی۔ اور خلیفہ کا یہ خیال تھا کہ وہ اسے کھا لیتے ہوں گے۔
حالانکہ امام احمد نے بالکل اسے ہاتھ تک نہ لگایا ہوتا۔ بلکہ وہ روزہ
سے ہوتے۔ اسی حالت میں وہ اکثر دن متواتر کھائے پیتے بیٹھے

آپ بیمار بھی نہ تھے۔ پھر اسے دن گزرنے پر آپ کے بیٹے نے آپ کو
قسم دی کہ کھائیں نہیں تو آپ نے آٹھ دنوں کے بعد تھوڑے سے ستر
استعمال کیے۔ ایک مرتبہ عید الشہد کیجئے خلیفہ متوکل کی طرف سے مزید مال
بطور انعام کے کرام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اسے قبول کرنے
سے انکار کر دیا۔ پھر امیر نے اسے قبول کر لینے کے لیے منت سماجت
کی لیکن آپ نے قبول کرنے سے معذرت کر دی۔ امیر نے وہ مال
لے کر آپ کے اہل و عیال پر تقسیم کر دیا۔ اور کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ
مال واپس خلیفہ کے پاس لوٹا یا جائے۔ خلیفہ نے امام کے اہل و عیال کے
لیے چار ہزار درہم ہر ماہ دینے کا حکم کر دیا۔ ابو عبد اللہ نے خلیفہ کو ایسے
کرنے سے روکا۔ لیکن خلیفہ نے کہا کہ یہ ضرور ہو گا۔ کیونکہ یہ امام صاحب
کی اولاد کے لیے ہے۔ اس پر ابو عبد اللہ چپ ہو گیا اس کے روکنے سے پھر امام صاحب
نے اپنے اہل و عیال کو ملامت کرتے ہوئے فرمایا۔ ہماری زندگی چند
دن کی ہے۔ ہم پر گریح موت آنا ہی چاہتی ہے۔ پھر یا تو جنت اٹھکا نا ہو گا
یا دوزخ۔ ہم دنیا سے جائیں گے اور حالت یہ ہوگی کہ ہمارے
بیٹے ان لوگوں کے مال سے بھرے ہوئے ہوں گے۔ اس طرح ایک
طویل کلام کے ذریعہ آپ نے انہیں نصیحت فرمائی۔ انہوں نے یہ مال
قبول کرنے پر ایک حدیث سے استدلال کیا۔ وہ یہ کہ تمہارے پاس
اگر کہیں سے مال آتا ہے۔ اور تم محتاج ہو۔ لیکن اس کی طرف امید لگانے
والے نہیں ہو۔ تو اسے لے لیا کرو۔ اور ابن عمر اور ابن عباس نے بھی حکم
وقت کا وظیفہ قبول کیا تھا۔ امام احمد نے فرمایا۔ یہ اور وہ برابر نہیں۔ اگر مجھے
علم ہو جائے کہ یہ مال حق ہے اور ظلم سے بچا ہوا ہے تو میں اسے لے لیتا۔

لمحہ فکریہ:

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا تقویٰ اور اتباعِ شریعت کچھ حسین کریمین سے بڑھ کر نہیں۔ جب مشکوک مال کو اپنے تصرف میں لانے اور قبول کرنے سے امام احمد ایسے حضرات انکار کر رہے ہیں۔ تو قیاس کیسے کیجئے۔ کہ ایسے مال کو حسن و حسین رضی اللہ عنہما اپنی پاکیزہ شخصیات کس طرح قبول کر لے پر آمادہ ہوں گی؟ لیکن یہاں تر حسین کریمین نے بار بار امیر معاویہؓ سے تحفہ و ہدایا قبول کیے۔ خود خرچ کیے۔ تو اس سے معلوم ہوا۔ کہ یہ حضرات اس مال کو ناجائز یا حرام نہیں سمجھتے تھے۔ مختصر یہ کہ اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بقول مودودی بیت المال کو بے جا تصرف کرنے والے اور اسلامی طریقہ کے خلاف استعمال کر لے والے تھے۔ تو پھر اس طریقہ کی حمایت کر کے امام حسن و حسین، عبداللہ بن عباس، جعفر بن عبداللہ، محمد بن حنفیہ اور عقیل بن ابی طالب ایسے حضرات کے بارے میں کیا کہو گے؟ لہذا یہ کہنا پڑے گا۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیت المال میں تصرف شرعی اصول کے مطابق تھا۔ اور اسی وجہ سے یہ جلیل القدر حضرات اسے قبول کر لے میں کوئی باک محسوس نہ کرتے تھے۔

فاعتبروا لیا اولی الابصار

اعتراضِ مفہم

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مسئلہ دیت کو تبدیل کر دیا (مودودی)

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے جہاں اپنی اجتہادی صلاحیت کے زعم میں بہت سے اکابر صحابہ کرام خصوصاً خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ذواتِ عالیہ پر تنقید کی۔ اور بے سرو پا اختراعی باتوں کو ان کی طرف منسوب کر لے میں ذرا بھر جھجک محسوس نہ کی۔ وہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مختلف پہلوؤں سے ان کی کمزوریوں بلکہ شریعتِ مطہرہ کی خلاف ورزیوں کو بھی بیان کیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر وہ دیت، کے مسئلہ میں مودودی صاحب رقم طراز ہیں۔

وہ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں۔ کہ دیت کے معاملہ میں بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنت کو بدل دیا۔ سنت یہ تھی۔ کہ معاہدہ کی دیت مسلمان کے برابر ہوگی مگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو نصف کر دیا۔ اور باقی نصف خود یعنی شروع کر دی (خلافت و ملوکیت ص ۱۶۳ تا ۱۶۴)

جواب یہ اس حوالہ میں مودودی صاحب نے کمال اجتہادی چالاک سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ اور قول سے ثابت کر دکھایا۔ کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی "سنت کے مخالفت" تھے۔ مولانا مودودی کا اکثر طریقہ یہی ہے۔ کہ وہ دوسروں کے کندھوں پر رکھ کر بندوقی چلاتے ہیں۔ اور قارئین کو یہ بار کراتے ہیں۔ کہ مجھ سے بڑھ کر لازم تراشی بلکہ اتہام میں کوئی بھی محتاط نہیں ہے۔ خدا اپنی برادری اور پاکدامنی بلکہ بھولے پن کو خود ان کی ایک تحریر سے دیکھیں۔ وہ تمام بزرگانِ دین کے معاملہ میں عموماً، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معاملہ میں خصوصاً

میرا طرز عمل یہ ہے کہ جہاں تک کسی معقول تاویل سے یا کسی معتبر روایت کی مدد سے ان کے کسی قول یا عمل کی صحیح تعبیر ممکن ہو۔ اسی کو اختیار کیا جائے۔ اور اس کو غلط قرار دینے کی جسارت اس وقت تک نہ کی جائے جب تک کہ اس کے سوا چارہ نہ رہے۔ (خلافت و ولوکیت ص ۳۰۸)

اس موخر اندازِ اقتباس کی روشنی میں ہم موروثی صاحب کی اس عبارت یا الزام کے بارے میں کچھ باتیں کہنا چاہتے ہیں تاکہ واضح ہو سکے کہ موروثی صاحب کا طرز عمل خود ان کے بیان کے مطابق کہاں تک درست ہے؟

”حافظ ابن کثیر کہتے ہیں، ”یہ الفاظ ملاحظہ بتا رہے ہیں کہ اگلی عبارت کے قائل حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ہیں جس کو اردو کے جامہ میں موروثی صاحب نے خلافت و ولوکیت میں پیش کیا ہے۔ ابن کثیر نے کیا کہا؟ ان کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

البدایۃ والنہایۃ؛

وَقَالَ ابُو الْيَمَانِ هَنَّ شُعَيْبٌ عَنِ الرَّهْزِيِّ مَضَتْ
السَّنَةُ اَنْ لَا يَرِثَ الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ وَلَا الْمُسْلِمُ
الْكَافِرَ وَاَوَّلُ مَنْ دَرَسَ الْمُسْلِمَ مِنَ الْكَافِرِ
مَعَاوِيَةُ وَقَضَى بِذَلِكَ بَنُو الْأُمَيَّةِ بَعْدَهُ
حَتَّى كَانَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَصَرَ اجْعَ
السَّنَةَ وَاعَادَ هَشَامٌ مَا قَضَى بِهِ مَعَاوِيَةُ
وَبَنُو الْأُمَيَّةِ مِنْ بَعْدِهِ قَالَ الرَّهْزِيُّ وَمَضَتْ
السَّنَةُ اِنْ دِيَّةَ الْمُعَاهِدِ كَدِيَّةِ الْمُسْلِمِ
وَكَانَ مَعَاوِيَةُ اَوَّلَ مَنْ قَصَرَ هَذَا إِلَى التَّصْعِ وَخَذَ
التَّصْعَ لِنَقْصِهِ (البدایۃ والنہایۃ جلد ۱ ص ۱۲۹) وھذہ ترجمہ معاویہ

قرجہ ص ۱۰۰ ابوالیمان نے شعیب سے اور انہوں نے امام زہری سے بیان کیا۔ کہ سنت (طریقہ دینی) یہ چلا آ رہا تھا کہ کوئی کافر کسی مسلمان کا اور کوئی مسلمان کسی کافر کا وارث نہیں ہوگا۔ اور سب سے پہلے جن شخص نے مسلمان کو کافر کا وارث قرار دیا۔ اور وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کے موافق بعد میں بنو امیہ بھی یہی فیصلہ کرتے رہے۔ حتیٰ کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا دور خلافت آیا۔ تو انہوں نے پھر سے سنت کی طرف رجوع کر کے اُسے اپنا لیلہ اور ان کے بعد ہشام آیا۔ تو اس نے دوبارہ اسی طریقہ کو جاری کر دیا۔ جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور بنو امیہ کا رہا تھا۔ اور امام زہری نے اسی سند کے ساتھ یہ قول بھی کیا ہے کہ سنت یہ چلی آ رہی تھی کہ معاہد کی دیت ایک مسلمان کی دیت کے برابر ہے۔ اور اس کو نصف تک کم کرنے والے سب سے پہلے جن شخص امیر معاویہ تھے۔ اور بقیہ نصف وہ خود لیا کرتے تھے۔

اصل عبارت اور اس کا ترجمہ ہم نے پیش کیا ہے۔ کیا اس عبارت میں ”دیت کے معاملہ میں بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنت کو بدل دیا؟ یہ جملہ حافظ ابن کثیر نے کہیں کہا ہے؟ یا امام زہری نے اسے کہا ہے؟ ضیانت یا دھوکہ و فریب کا یہ عالم کہ جو بات مصنف نے کہی ہی نہیں۔ وہ کمال ڈھٹائی کے ساتھ ان کی طرف دو ٹوک انداز میں منسوب کی جا رہی ہے۔ موروثی صاحب پر کئے گئے اعتراضات کے جوابات کا ٹھیکہ ”ملک غلام علی“ نے اٹھا رکھا ہے۔ وہ بھی اس بات کو گول مول کر گئے۔ بلکہ اس سے صاف کئی کترا گئے۔

علاوہ ازیں حوالہ مذکورہ ازاول تا آخر آپ ملاحظہ فرمائیں۔ صاحب البدایہ اس کے ناقل ہیں۔ یعنی اصل قول وہ امام زہری کا ہے۔ جو ابواسطہ شعیب اور ان سے

ابو الیمان کے ذریعہ حافظ ابن کثیر تک پہنچا۔ حافظ ابن کثیر کا یہ اپنا قول نہیں ہے۔ جب امام ابن کثیر محض قاتل اور اصل قاتل امام زہری ہیں۔ تو پھر اس تمام مقولہ عبارت کو اصل قاتل یعنی امام زہری کی بجائے حافظ ابن کثیر کا قول قرار دینا کہاں کا انصاف اور کہاں کی دیانت ہے۔؟ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اتنے بڑے دانش ور کو مقولہ اور نقل کا فرق معلوم نہیں ہوگا۔ لیکن مخالفہ ہو جاتا ہے۔ آخر انسان ہے۔ اس لیے اس کو تسلیم کر لینے میں کوئی خفت نہیں ہوتی چاہیے۔ لیکن ترجمان مودودی "ملک غلام علی صاحب" بھی چپ سا دھ گئے۔ نہیں نہیں وہ بولے بلکہ خوب بولے۔ لکھتے ہیں کہ "اس سے نفس مسئلہ پر کچھ اثر نہیں پڑتا" یعنی چلو حافظ ابن کثیر کا قول نہ یہی امام زہری کا ہی ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ اصل مسئلہ پھر ثابت ہی رہے گا۔ وہ یہ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ معنی الف سنت تھے "ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔ کہ یہ ان کی خوش نہیں بلکہ کج نہیں ہے۔ کہ اس سے نفس مسئلہ پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ ملک صاحب دراصل ایک معاصر کی دمولانا مودودی کی) مذکورہ عبارت پر تنقید کا جواب دے رہے ہیں۔ اور جواب میں وہ مصر ہیں۔ کہ البدایہ کی مذکورہ عبارت کے قاتل امام زہری نہیں بلکہ حافظ ابن کثیر ہیں۔ یوں وہ مودودی صاحب کی تحریر دو حافظ ابن کثیر کہتے ہیں۔ "کو درست ثابت کرنے پر تامل ہوئے ہیں۔ ملک صاحب "وہ قال الزہری" کا معنی و مفہوم یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ کافر و مسلمان کا باہم وارث نہ بننا ہی سنت چل آ رہی ہے۔ اور کافر کا مسلمان کو وارث بنانے کا معاملہ سب سے پہلے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جاری کیا۔ اور ان کے بعد بنو امیر بھی فیصلہ کرتے رہے۔ پھر عمر بن عبد العزیز نے دوبارہ سنت پر عمل شروع کر دیا۔ لیکن ہشام نے اگر سنت لگی بجائے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد آنے والے بنو امیر کے فیصلہ کو ہی اپنایا۔ اور یہی امام زہری کا قول ہے گریہ ملک صاحب کے نزدیک امام زہری کا قول وہی ہے جو ہشام وغیرہ فیصلہ کرتے

رہے۔ یعنی مسلمان کافر کا وارث بن جائے۔ جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شروع کیا تھا۔ یہ وارثت درست ہے۔ اور میرا بھی یہی قول ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ اگر اسی فیصلہ کے قاتل امام زہری ہیں۔ تو یہ فیصلہ ان کے نزدیک درست ہوا لیکن طرفہ تماشا یہ کہ ملک صاحب بھی یہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ بلکہ وہ تو یہاں تک کہتے ہیں۔ کہ امام زہری کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کا توریت مسلم کے بارے میں فیصلہ و بدعت "ہے۔ یہ خرابی اس وقت لازم آئی۔ جب ملک صاحب "وہ قال الزہری" کے الفاظ سے قبل کہ عبارت کو ابن کثیر کا مقولہ کہنے پر اصرار کیا۔ اور پھر اس عبارت میں درج مسئلہ کو امام زہری کا قول قرار دیا۔

بہر حال حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے امام زہری کا قول نقل فرمایا ہے مسئلہ زیر بحث چونکہ نصف دیت، کا ہے۔ اور البدایہ کی منقولہ عبارت کے آخر میں اسے بیان کیا گیا۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام زہری نے جو یہ الفاظ کہے۔ "و اخذ النصف لنفسه" دیت کا نصف وہ خود لیتے تھے۔ یعنی مقتول کے ورثہ کو نصف دیت دیتے۔ اور بقیہ نصف خود لیتے "و خود لینے" سے مراد کیا ہے؟ کیا آپ اس نصف دیت کو اپنے ذاتی یا گھریلو مصارف پر خرچ فرماتے یا اس کا کوئی اور طریقہ تھا؟ البدایہ میں یہ روایت اجمالاً مذکور ہے۔ اس کی تفصیل امام بیہقی نے ان الفاظ سے بیان فرمائی۔

بیہقی:

كان معاوية اعطى اهل المقتول النصف والقی

النصف في بيت المال۔ بیہقی جلد ۷ ص ۱۰۲

باب دية اهل الذمہ

ترجمہ ۱۰ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ویت کا نصف مقتول کے ورثہ کو دیتے تھے۔ اور دوسرا نصف بیت المال میں جمع کر لیتے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بقیہ نصف ویت کو خریدنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ سرکاری بیت المال میں جمع کرتے تھے۔ جو بہر حال خلیفہ وقت کے زیر نگرانی ہوتا ہے۔ آپ اسے ذاتی مصارف پر استعمال نہیں فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ بیت المال کے مصارف پر خرچ فرمایا کرتے تھے۔

ملک غلام علی کی مودودی کی طرف سے عجیب وکالت

”واقعہ یہ ہے کہ مؤرخین نے دوسرے مقامات پر بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے بنو امیہ کے عائد کردہ غنائم و محاصل کے لیے دونوں طرف کے الفاظ استعمال کیے ہیں ایک ہی واقعہ میں کہیں ”و لنفسہم“ کا لفظ ہے اور کہیں ”بیت المال“ کا لفظ اب اگر بیت المال کی پوزیشن فی الواقع امیر معاویہ اور آپ کے جانشینوں کے زمانے میں وہی ہوتی جو بعد نبوی اور خلافت راشدہ میں تھی۔ تب تو یہ کہا جاسکتا تھا کہ ہر جگہ ”لنفسہم“ سے مراد ”بیت مال المسلمین“ ہے۔ لیکن بیت المال اگر ذاتی اور سیاسی مقاصد و اغراض کے لیے بلا تامل اور بے دریغ استعمال ہونے لگے فرمانروا کے صرف خاص اور قوم کے بیت المال میں عملاً کوئی فرق نہ رہے اور مسلمانوں کا امیر بیت المال کے آمد و خرچ اور حساب و کتاب کے معاملہ میں مسلمانوں کے سامنے جوابدہ نہ رہے۔ تو پھر صورت حال الٹ جاتی ہے۔ اس صورت میں ”اخذ لبیت المال“ بھی ”و اخذ لنفسہم“ بن کر رہ جاتا ہے۔

(ترجمان القرآن ص ۱۰۴ تا ۱۰۵ جون ۱۹۶۹ء)

ملک صاحب نے ”وکالت“ کا حق ادا کر دیا۔ جو بیٹرا ہی اس بات کا اٹھا دیا گیا۔ کہ مجھے بہر صورت تحریکات مودودی کو درست کر کے دکھانا ہے۔ تو پھر پیچھے ہٹنے کا کیا امکان؟ مودودی صاحب کی تحریک کی روشنی میں ان پر حرف نہ اُٹے۔ نہ ان کی کوئی غلطی ثابت ہو سکتی۔ اگر ان کی عبارت کی تصحیح کی خاطر کسی صحابی پر الزام آتا ہو کسی تابعی کی تو ہین نکلتی ہو کسی صالح پر حرف آتا ہو تو اس کی پروا نہیں، عبارت کو صحیح اور درست قرار دینا لازم ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ”بیت المال“ کو اپنے ذاتی مصارف اور سیاسی اغراض و مقاصد پر استعمال کرنے کا لازم ٹھہرانا اگر بموجب حوالہ درست ہے۔ تو روافض کی کتب ان الزامات اور جرائم کے فہرست پیش کرنے میں کبھی نرم رویہ اختیار نہ کرتا۔ کیا ملک صاحب تاریخ میں یہ اضافہ کریں گے۔ کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسی تاریکیاں اور شواہد جمع کریں جن سے یہ ثابت ہو جائے کہ ان کے دور میں دو بیت المال، دراصل خلیفہ کے اپنے مقاصد اور اپنی اغراض کے پورا کرنے کا ایک بینک ہوا کرتا تھا۔ غریبوں کے صرف نام ہی تھا۔ جس طرح ان کی جماعت قرآنی کی کھالیں اور دیگر عطیات نادار اور غریب طلباء کی ضروریات پورا کرنے کی غرض سے اکٹھا کر کے طلباء کو کتابوں کی بجائے کلاشکوف اور دیگر مہلک اسلحہ خریدنے کے لیے دیتی ہے۔ شاید اسی پر قیاس کیا ہوگا۔

حاصل کلام: مودودی کے مذکورہ الزامات کا انداز بتلانا ہے کہ اس کے عقائد میں شیعیت کا خیر ہے۔ اس کی تائید بیت سے علماء نے کی ہے۔ بالخصوص ان علماء نے اس بارے میں کھل کر اظہار خیال کیا۔ جنہوں نے اس کی تصنیف ”خلافت و ملوکیت“ کا رد کیا۔ ان میں سے ایک حافظ صلاح الدین یوسف بھی ہیں۔ جو فاقی شرعی عدالت حکومت پاکستان کے مشیر بھی ہیں۔ ان کے الفاظ یہ ہیں۔

حَافِظُ یُسُفَ صَلَاحُ الدِّینِ

اہل حدیث کا مودودی کی کتاب خلافتِ ملوکیت کے متعلق نظریہ

خلافت و ملوکیت کی شرعی و تاریخی حیثیت

مودودی صاحب نے کونسا طرزِ عمل اختیار کیا ہے۔ اس کا اندازہ کچھ مشکل نہیں۔ ہر صاحبِ علم و فکر خلافت و ملوکیت کا غیر جانبدارانہ نقطہ نظر سے مطالبہ کر کے ہماری اس رائے سے اتفاق کرے گا۔ کہ اس کتاب کا منطقی نتیجہ دوسرے طرزِ عمل کا ہے۔ جس پر بڑی سے بڑی وکالت بھی پردہ نہیں ڈال سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اگر ایک طرف اس کتاب کے خلاف شدید اور ہمہ گیر کلافہ کی لہر اٹھی۔ اور دوسری طرف فکر کے لوگوں نے اس کتاب کے خلاف شدید کراہت اور بیزاری کے جذبات کا اظہار کیا۔ اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس پر علمی انداز میں تنقید کی۔ تو دوسری طرف شیعہ حضرات کے ہاں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ انہوں نے اس کتاب کو صحابہ کے خلاف سب وشم قرار دیا۔ جیسا کہ مولانا کے مضمون کی اشاعت شیعہ ہفت روزہ "رضا کار" میں اس کا اظہار کیا گیا تھا۔

(خلافت و ملوکیت کی تاریخی و شرعی حیثیت ص ۵۵۹ مصنفہ حافظ یوسف صلاح الدین اہلحدیث)

خلافت و ملوکیت کی شرعی و تاریخی حیثیت

اس کتاب میں صحابہ کرام کے متعلق جو رویہ اختیار کیا گیا۔ حضرت عثمان غنی ہجرت امیر معاویہ حضرت عمرو بن العاص وغیرہم رضی اللہ عنہم مجسین کے متعلق جو جو ناگفتی نہیں کہی گئیں۔ وہ خالص شیعہ مکتبہ فکر کی ترجمانی کرتی ہیں۔ جو اعتراض آج تک حضرت شیعہ جلیل القدر صحابہ پر کرتے آتے ہیں۔ وہی اعتراضات اس کتاب میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ چاندی کا غول چڑھا کر پیش کیے گئے ہیں۔ بنا براین شیعہ حضرات کے لیے نہ صرف اس میں کافی دلچسپی پیدا ہو گئی۔ بلکہ صحابہ کرام کو نشانہ سب وشم بنانے کے لیے ان کے مؤثر اختیار بھی ان کے ہاتھ آ گئے۔

(خلافت و ملوکیت کی تاریخی و شرعی حیثیت ص ۵۷۳)

توضیح: حافظ صلاح الدین صاحب غیر مقلد مشیر شرعی عدالت پاکستان کی مذکورہ تحریر کا خلاصہ یہ ہوا کہ۔

۱۔ مودودی صاحب کی تحریرات نہ تو تاریخی اعتبار سے درست اور نہ ہی شرعی حیثیت سے صحیح ہیں۔ بلکہ بھولوں کا پلندہ ہیں۔

۲۔ اس کتاب میں مودودی صاحب نے حضرات صحابہ کرام پر وہی اعتراض اٹھائے جو عرصہ سے اہل تشیعہ کا معمول ہے۔

۳۔ صحابہ کرام پر لگائے گئے اعتراضات پر اہل تشیعہ خوش ہیں۔ کیونکہ مودودی نے ان کے دل کی بات لکھ دی۔

اس لیے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مودودی صاحب کے عقائد میں شیعیت موجود ہے بایں وجہ علماء اہل سنت میں ان کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔

فَاخْتَارُوا لِأَوَّلِي الْأَبْصَارِ

گستاخِ سوم

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں ایک

دیوبندی مولوی عبدالقیوم کی گستاخانہ تحریر

تاریخِ فواصیل

(عبدالقیوم مولوی فاضل وفاق المدارس و دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی کی تصنیف دو جلدوں پر مشتمل ہے)

مندرجہ بالا کلام کی روشنی میں یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ بغضِ ملی خلافتِ ملی کا انکار اور ملی علیہ السلام پر سب و شتم کرنا شعارِ نواصب میں سے ہے۔ رہی یہ بات کہ اس کا بتدی اور بانی کون ہے۔ اس کا تفصیلی جواب ترجمہ دوم میں ہی آگئے گا۔ درست اتنا بتا دیتا ہوں کہ سب افعالِ شنیعہ اور عقائدِ قبیحہ کا بانی معاویہ بن ابی سفیان ہے جسے اہل سنت غیر شعوری طور پر جلیل القدر صحابی سمجھے بیٹھے ہیں۔ (تاریخ فواصیل جلد اول)

جواب:

گزشتہ اوراق میں ہم نے مودودی کی گستاخانہ تحریرات اور ان کے جوابات ذکر کیے۔ ان کے بعد اس نئے فاضل دشمنِ امیر معاویہ کی ہذیانوں کا جواب دینے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ مودودی اور علوی کا ایک ہی نظریہ ہے۔ ہر دستِ یہاں اتنا بتانا ضروری ہے کہ کچھ دیوبندی قائل بھی ایسے ہیں جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے کو اہل سنت کا غیر شعوری عقیدہ قرار دیتے ہیں۔

دشمنانِ امیر معاویہ کا علمی محاسبہ ۳۷۵ جلد اول

اور یہ کتنے ظلم کی بات ہے کہ جمہور اہل سنت کا یہ عقیدہ یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں۔ کتنا واضح اور روشن ہے۔ اس کا صاف صاف انکار کیا جا رہا ہے۔ اور اس جمہوری اور اجتماعی عقیدہ کو وہ اہل سنت کا غیر شعوری، عقیدہ کہا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایمان قبول کیا، آپ کے حکم سے وحی کی کتابت پر مامور ہوئے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں یہ دعا فرمائی۔ "اے اللہ! معاویہ کو کتاب و حساب کا علم عطا فرما اور عذاب سے بچا" (یہ روایت امام احمد ابن حنبل میں عرواض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کی۔ مکتبہ دارالانوار امیر مولفہ صاحب نمبر اس ص ۱۶) صحیح بخاری میں دعائیہ الفاظ تو ہیں۔

اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادٍ يَّامُتُّدٌ يَّا وَ اَللّٰهُ يٰ بَدِئُ النَّاسِ۔ اے اللہ! اسے ہادی اور مہدی بنا۔ اور لوگوں کو اس کے ذریعہ ہدایت عطا فرما۔ مذکورہ دونوں احادیث پیش نظر رکھ کر غور کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب و محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مستجاب الدعوات ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے ہادی مہدی و وزیع سے بچنے اور لوگوں کے پیشوا ہونے کی دعا فرمائی۔ اور کتاب و حساب کی ہمارت مانگی۔ ایک طرف یہ دعا اور دوسری طرف "وعلوی" کا انہیں سر سے مسلمان ہی نہ سمجھنا ان دونوں میں سے کس کی بات وزنی ہے۔ یقیناً سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے نکلنے والے کلماتِ تکریم ہی وزنی ہیں۔ لہذا علوی، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا منکر ہوا اور امیر معاویہ کی گستاخی کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا کا مرتکب ہوا۔ اور

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ اللہ الخ کے مطابق ملعون قرار پایا۔ قارئینِ کرام اس قسم کے گستاخوں سے باخبر نہیں۔ آخر میں علوی و حیرہ کو ہمارا چیلنج ہے کہ جس طرح ہم نے شانِ امیر معاویہ پر احادیث صحیحہ پیش کی ہیں۔ اسی طرح

علوی ان کے نفاق، دوزخی ہونے پر کوئی ایک آدمی صحیح حدیث پیش کر کے
میں ہزار انعام وصول کرے۔ مذکورہ دو احادیث کے علاوہ اور بھی بہت سی
روایات ہم درج کر چکے ہیں۔ جن میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا صحابی رسول ہونا
مذکور ہے۔ انہیں دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

فَاَعْتَبِرُوا يَا اُولِيَ الْاَبْصَارِ

گستاخ چکارم

طاہر القادری کی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں
دو عدد تنقیصی عبارات

۱۔ شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کا وقت جب قریب آ گیا
تو انہوں نے اس خواہش کے پیش نظر کہ یہ حکومت اور خلافت میرے ہی خاندان
میں رہے۔ اپنی زندگی میں یزید کو ولی عہد نامزد کر دیا اور اس کی تخت نشینی کے لیے
لاہ ہوار کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔

میں سمجھتا ہوں اور بیان نال اس بات کا اقرار اور اعلان کرتا ہوں کہ سیدنا حضرت
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ دوسری زبردست نفرت اور ہوناک سیاسی غلط فہمی جس
میں تاریخ اسلام پر بڑے دور رس نتائج مرتب کیے اور امت مسلمہ کے سیاسی
تشخص کو خلافت سے الٹا کر لوگویت کی گود میں دھکیل دیا۔ ہم ان دونوں غلطیوں
کو شرف مصابیت کے حوالے سے اجتہادی غلطیاں تسلیم کرتے ہیں۔

(۱) شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ اول مصنفہ طاہر القادری ص ۱۲

(۲) محبت امام حسین رضی اللہ عنہ

حضرت امیر معاویہ ان کے دور حکومت کی نسبت ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
صحابی ہونے کی وجہ سے حیا کو اور خاموشی کو فرض جانتے ہیں اور زبان کھولنے کو پسند
نہیں کرتے ہیں۔ اور گناہ سمجھتے ہیں لیکن آگے جب یزید کا باپ آجاتا ہے تو یزید پر ہزار بار
لعنت بھیجتے ہیں جو کچھ میدان نے عرض کیا۔ اہل سنت کی عقائد کی تمام کتابوں میں (اور
ائمہ تاریخ ہمیشہ بیان کرتے چلے آئے ہیں۔ سیاست معاویہ کا قتلہ آج پیدا ہوا ہے

نقطہ اہل بیت پاک اور حسین کو عین اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے خلاف بغض رکھنے کے لیے اس فتنے کو اُٹھا کر کیا گیا ہے

(۱) محبت حسین اور شہادت امام حسین رحمہ اللہ طاہر القادری ص ۱۵ تا ۱۶

طاہر القادری کی مذکورہ دو عدد عبارات کا تنقیدی جائزہ

طاہر القادری کی مذکورہ دو عدد عبارات سے واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اگر طاہر القادری کو یہ خوف نہ ہو کہ مجھے علماء اہل سنت و جماعت کی طرف منسوب کریں گے تو وہ مکمل کراہی معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں تنقیص کرتا جیسا کہ اس کی دو عدد مذکورہ عبارات اس کی شاہد ہیں کہ وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارہ میں وہی اپنے اخی الضمیر کو ظاہر کر رہا ہے کہ جو مودودی نے اپنی کتاب سیاست و ملکیت میں ظاہر کیا ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امت مسلمہ کے سیاسی تشخص کو خلافت سے الٹا کر ملکیت کی گود میں دھکیل دیا ہے۔ جس کی تردید ہم بالتفصیل کر چکے ہیں۔ اور طاہر القادری تو مودودی سے بھی بڑھ کر زبان کھول رہا ہے۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیاست ایک فتنہ تھی۔ جس کا واضح معنی یہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیاست اگر فتنہ ہے تو پھر امیر معاویہ اس کے ساتھ مصروف تھے کیونکہ مصفت مصروف کے بغیر وجود نہیں رکھتی۔ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات کو فتنہ کہنا یہ انتہائی جرأت ہے۔ اور جو یہ بار بار کہہ رہا ہے کہ امیر معاویہ کے خلاف زبان کھولنے سے صرف اس لیے حیا آتی ہے کہ انہیں صحابی کہا جاتا ہے۔ تو یہ اس کا کہنا بھی بے معنی ہے۔ جبکہ وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات کو فتنہ کہہ رہے ہیں۔ تو پھر کون سی حیا باقی رہ گئی ہے۔ اور پھر واضح الفاظ میں کہہ رہا ہے کہ میں بلا تامل اس بات کا اقرار اور اعلان کرتا ہوں۔ کہ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہوناک سیاسی غلطیاں کی ہیں لیکن مجھے انتہائے افسوس ہے کہ کاش طاہر القادری سلف صالحین اور اپنے اکابر شیخ عبدالمعتز محدث دہلوی اور مجدد الوفا ثانی وغیرہ کی تحریرات جو کہ انہوں نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں تحریر کی ہیں۔ ان کو سامنے رکھتے ہوئے ان کی اتباع کرتے۔ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان و مناقب تحریر کرتے مگر ان کی شان میں طعن و تنقیص کرتے اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب احکام شریعت حصہ اول ص ۵۵ کو اگر طاہر القادری صاحب پڑھ لیتے اور پھر اعلیٰ حضرت سے جو وہ اپنی عقیدت کا اظہار اور دعویٰ کرتے ہیں۔ پھر یہ سیدنا امیر معاویہ کی ذات میں طعن و تنقیص ذکر کرتے۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت نے اس جگہ یوں لکھا ہے۔

وَمَنْ يَكُونُ يَخْطِئُ فِي مَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَذَلِكَ
كَلَامُ الْمَلَأِ وَكَيفَ جَوَّامِيرُ مَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِطعن کو کہ وہ جہمی کتوں میں سے ایک کتاب ہے۔ اور فقیر کے شیخ کامل پیر طریقت رہبر شریعت حضرت قبلہ پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب زریب نشین سجادہ عالیہ حضرت کیلیا نوال شریف کی زبان اقدس سے میں نے کئی مرتبہ سنا ہے۔ کہ جو آدمی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں تنقیص کرنے والا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ ولایت عطا نہیں کرتا۔ یہ بات وہ سنی ہوئی نہیں فرماتے بلکہ وہ اپنی خواب کا واقعہ ذکر فرماتے ہیں۔ کہ جس کو میں پہلے تحفہ جعفریہ جلد اول میں نقل کر چکا ہوں۔ لیکن اس جگہ پھر بار بار نقل کر دیتا ہوں کیونکہ وہ واقعہ انتہائی نصیحت آمیز اور صراط مستقیم کے لیے رہنما ہے۔ ملاحظہ ہو۔

غوث وقت قبلہ سیدی و سیدی و مرشدی

سَيِّدُ مُحَمَّدٌ بِأَقْرَعٍ عَلَى شَاةٍ صَاحِبُ

سجادہ بین ایشاء عالیہ حضرت کی کیا نوالہ شریف مسلح کو جب لڑا لڑا

روحانی اور سچا خواب

ایک دن بندہ صنف حضرت کی کیا نوالہ شریف میں حاضر تھا۔ رات گئے تک صرف چند علماء کرام حضرت قبلہ صاحب کے پاس حاضر تھے۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں گفتگو کے دوران ایک عالم صاحب کہنے لگے کہ اس بات میں سے عوام تو کیا بعض پیران عظام بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف ہیں۔ اس پر قبلہ حضرت صاحب نے فرمایا۔ آپ لوگ ہمارے امیر معاویہ کتب سے بیان کرتے ہیں۔ اور اس پر دلائل قائم کرتے ہیں لیکن میں اپنی تفسیر میں اور خود پروردگار کی بات بتلانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ ایک دن دس بجے دن ایک آدمی سے میں نے دوران گفتگو کہا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مقابلہ کیا۔ اس میں انہوں نے بڑی زیادتی کی۔ اتنا کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی میرے دل میں خیال آیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں میں نے غلط الفاظ کہے ہیں۔ اور مٹا اس کے ساتھ میرا روحانی فیض بند ہو گیا۔ سارا دن پریشانی میں گزارا جب رات پڑی اور میں سو گیا خواب میں پرانی بیٹھک شریف دیکھی۔ قبلہ والدی ماجدی حضرت خواجہ نور الحسن شاہ صاحب علیہ السلام حضرت شیر ربانی قبلہ میاں شیعہ محمد شہر قہوری رحمۃ اللہ علیہ نے تمام زندگی اسی بیٹھک شریف میں روحانی سلسلہ جاری رکھا۔ اور یہیں وصال فرمایا۔ اچانک خواب میں ہی کسی نے بیٹھک شریف کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ دروازہ کو دھکا دے کر کھولا۔ تو اچانک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے۔ آپ کے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور

ان کے پیچھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ تینوں حضرات اس طرح کھڑے تھے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خاموش کھڑے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ناراضگی میں مجھے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا۔ بیٹھک امیر اور امیر معاویہ کا تھا۔ اس میں تمہیں دخل دینے کا کیا حق حاصل ہے؟ آپ نے یہی جملہ مرتبہ فرمایا میں نے معافی مانگی۔ لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ پھر تینوں حضرات تشریف لے گئے۔ اس واقعہ کے چھ ماہ بعد تک نہ تو حضرت قبلہ میاں صاحب شہر قہوری رحمۃ اللہ علیہ کی اور نہ ہی قبلہ والدی و مرشدی سرکار حضرت کی کیا نوالہ شریف کی زیارت نصیب ہوئی۔ اور وہ قسم کا روحانی فیض بند رہا۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ اور فیض کا سلسلہ جاری ہو گیا۔

مذکورہ واقعہ سے ان سید زادوں پیروں اور علماء کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو اہل سنت کے مقتدا کہلانے کے باوجود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تہقیر کرتے ہیں۔ ایسوں کو روحانی فیض کیا مل سکتا ہے۔ اور پھر مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ اللہ تعالیٰ کو جو روحانی مقتدا کہلاتے ہیں ان کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات نقہ اور خوش نکلاؤں سے طوط تو نظر آئی ہے مگر جو دشمن صحابہ عظمیٰ ہیں۔ اس میں ظاہر القادری کو کوئی نقص نظر نہیں آیا۔ اور اس کی تعریف میں لو اسے وقت بروز جمعرات ۳ ذی القعدہ ۱۴۰۹ھ ۸ جون ۱۹۸۸ء میں اس عنوان کے ساتھ خمینی کی تعریف کی دوا خمینی کا جینا علی کی طرح اور مزائیس کی طرح ہے۔

قارئین کرام ظاہر القادری کے مذکورہ عنوان کو پڑھ کر سمجھنے والا یہ ہی سمجھتا ہے کہ جس طرح اسلام میں حضرت علی المرتضیٰ کے ارنامے ہیں۔ جو نصوص سے ثابت ہیں۔ اور ان کی تائید بکثرت احادیث و آثار سے ہوتی ہے۔ اس طرح خمینی کے بھی

اسلام میں عظیم کارنامے ہیں۔ لہذا وہ بھی اچھی فضائل و مناقب کا حق دار ہے۔ اور جس طرح امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسلام کی خاطر عام شہادت نوش فرمائی اسی طرح خیمینی بھی اسلام زندہ رکھنے کے لیے شہادت سے سرفراز ہوا۔ تو جس طرح حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اعلیٰ درجہ کے شہید تھے اسی طرح خیمینی بھی عظیم شہید ہے جسے طاہر القادری دو امام کہہ رہا ہے۔ اور جس کی شان میں مذکورہ الفاظ کہے۔ یہی وہ خیمینی ہے کہ جس نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین کرتے ہوئے یوں کہا ہے۔ وہ خیمینی قربانیاں میرے ماننے والوں نے دی ہیں۔ یہ تو بنیاں صحابہ رسول بھی ہیں کرکے، بلکہ اس نے اپنی مشہور کتاب کشف الاستار ص ۲۱ میں ہر قادی کو یہ مشورہ دیا ہے۔ کہ حق و باطل کے امتیاز کے لیے بلا تقریبی کی کتب کا مطالعہ ضروری ہے۔ اس نے اسی صفحہ پر حق یقین، کا باب بارو کر کیا۔ کہ حق و باطل کے امتیاز کے لیے بلا تقریبی کی کتاب بحق یقین، کا مطالعہ ضروری ہے۔ حالانکہ اسی کتاب میں حق یقین کا بار بار حوالہ دیا گیا۔ ان میں سے ایک جگہ لکھا کہ امام قائم (امام مہدی) جب دنیا میں آئیں گے۔ عائشہ رازنہ کو کندناؤں اور اذیتوں سے بھرپور ملے گی۔ یعنی حضرت عائشہ کو دوبارہ زندہ کر کے ان پر صدمہ جاری کریں گے۔ (ص ۲۱۹ باب پنجم در بیان اثبات رجعت)۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا۔ ابو بکر و عمر اس امت کے سفیر و ہامان ہیں۔ جنہوں نے آل محمد کا حق غصب کیا۔ ان کو بھی امام مہدی زندہ کریں گے۔ اور قتل کریں گے۔ اور عذاب دیں گے۔ (باب پنجم ص ۲۱۹)

قارئین کرام! خود فیصلہ کریں۔ کہ یہی وہ خیمینی ہے۔ جو شیعہ عقیدہ رجعت کا معتقد ہے۔ اور اس کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ امام مہدی دوبارہ آئیں گے۔ اور اکرام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ کو زندہ کر کے ان پر صدمہ لگائیں گے۔ اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اس امت کے فرعون و ہامان ہیں۔ اس خیمینی کے طاہر القادری

امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ولایت کا وارث کہہ رہا ہے۔ طاہر القادری نے خیمینی کی مذکورہ تکلیف کر کے کیا ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دل نہ دکھایا۔ اور ان کی ناراضگی مول نہ لی۔ میں کہتا ہوں۔ کہ ان حضرات کو اذیت و دکھ پہنچانا اصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانا اللہ تعالیٰ کو تکلیف دینا ہے۔ تو جس نے اللہ اور اس کے رسول کو دکھ دیا۔ اس کا سحر کیسا ہو گا؟ تو معلوم ہوا کہ طاہر القادری کا جو عنوان (امام خیمینی کا جینا علیٰ آؤر دنیا حسین کی طرح ہے) وہ اس قدر گستاخی پر مبنی ہے۔ کہ جس کی وجہ سے اس کے سارے اچھے اعمال اکارت گئے۔ اور آخرت بھی برباد کر بیٹھا۔ اور بارگاہ صدیقی، فاروقی اور نبوی سے مرود ہو گیا۔

یہ نہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی محبت اور وقار و عظمت سے درحقیقت طاہر القادری کا سینہ بالکل خالی ہے۔ بلکہ اس کی جگہ عداوت و کدورت اور بغض سے اس کا دل بھر چکا ہے۔ محض علماء اہل سنت کی گرفت کا خوف اسے زبان کھولنے سے روک رہا ہے۔ ورنہ وہ دبے لفظوں دل کی بات کہہ گیا ہے۔ جیسا کہ اس کی کتاب در شہادت حسین، گواہی دے رہی ہے۔ اور ہمارے خیال کی تائید کرتی ہے۔

شہادت حسین

جب ہم واقعہ کربلا کا تصور کرتے ہیں تو ہمیں معاویہ یاد آ جاتا ہے۔ (در شہادت حسین

ص ۵۲ مصنفہ طاہر القادری)

اب رہی یہ بات کہ واقعہ کربلا کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یاد آ جانا کس نوعیت کا ہے۔ انداز تحریر بتا رہا ہے۔ کہ ان کی یاد ایک مجرم اور شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کا اصلی سبب کے طور پر آتی ہے۔ لہذا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ

کر بلا کے ساتھ تصور کسی عزت و احترام اور عظمت کے طور پر نہیں بلکہ ایک سازشی دشمن اپنی بیعت اور فاسق و فاجر کے طور پر آتا ہے۔ ظاہر القادری کی یہ تحریر یہ اس بات کی واضح نشاندہی کرتی ہے کہ اس کے دل میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قطعاً ادب و احترام نہیں۔ اسی لیے اس کا یہ کہنا کہ شرف صحابیت ہمیں مانع ہے، یہ بھی ایک غدر رنگ سے کم نہیں۔ اگر شرف صحابیت واقعی ان کی توہین سے مانع ہوتا تو وہ شہادت حسینؑ نامی کتاب کی مذکورہ عبارت لکھتے وقت اس شرف کا لحاظ و خیال کدھر گیا۔

قارئین کرام! حضرت عمرو بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ ایسی شخصیت جو عظیم الشان ہے۔ انہوں نے بھی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کوئی گستاخی یا زیادتی کی نشاندہی نہ کی۔ بلکہ گستاخان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کوڑے لگوائے۔ ان کا یہ طرز عمل بتاتا ہے۔ اور واضح شہادت دیتا ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دامن قریب ہونے کے باوجود انہیں تو کوئی عیب یا گستاخی نظر نہ آئی۔ اور چوداں سو سال کے ملک چنگ گزرنے کے بعد جن لوگوں کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گستاخیاں نظر آنے لگیں۔ اور تحریر و تقریر میں ان کی شان میں نازیبا اور گستاخانہ انداز اپنایا۔ کیا ان لوگوں کی بات کا کوئی وزن ہو سکتا ہے؟ اور کیا ان کے بغض و عداوت سے بھرے الفاظ اس کی دلیل بن سکتے ہیں۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کیا جانا درست ہے؟ ہر ذی عقل اور ہر ذی علم اس کے خلاف فیصلہ ہی کرے گا۔ اور قرآن و حدیث کی روش سے وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اعلیٰ جنتی قرار دے گا۔ جبکہ اس سے پہلے اگلی تفصیل سے ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس پر ایسی شخصیت کے خلاف نازیبا الفاظ اور گستاخانہ طرز اختیار کرنا اپنی قیمتی بلکہ ازل و بخت کی ملامت ہی ہو سکتا ہے۔

خلاصہ کلام:

ظاہر القادری اہل سنت اور اسی طرح وحید الزمان اہل حدیث اگرچہ اپنے آپ کو محب صحابہ رضی اللہ عنہ کہلاتے ہیں۔ مگر ان کے دلوں میں احقریت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغض و عداوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ جس کا واضح ثبوت خود ان کی تحریرات سے ملتا ہے لکھتے ہیں۔ "ان کا صحابی ہونا مانع ہے کہ ہم ان کے حق میں کچھ کہیں" مطلب یہ کہ آپ کا صحابی ہونا ہمیں زبان کھولنے سے روک رہا ہے۔ اور لعن طعن کرنے سے صرف صحابیت آڑے آرہی ہے۔ ورنہ ہم وہی کچھ کہتے۔ جو دشمن کہا کرتے ہیں گوہر ان کے سینوں میں عداوت کی آگ جل رہی ہے۔ بعد ازاں ظاہر القادری نے شہادت حسینؑ ص ۵۲ پر لکھا ہے کہ جب ہم واقعہ کربلا کا تصور کرتے ہیں تو ہمیں معاویہؓ یاد آ جاتا ہے۔ یعنی ہمیں اس قدر غصہ آ جاتا ہے کہ گویا قاتل معاویہ ہی میں یاد ہے کہ امام السنت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گستاخوں کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کا دشمن اور گستاخ و وزنی کتا ہے۔ یہ فتوے خاص کر ظاہر القادری کو پڑھنا چاہیے حقیقت یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرنے والا اور آپ کی تنقیص کرنے والا اہل سنت کا فرد ہرگز ہو نہیں سکتا۔ یہ فیصلہ مجدد الف ثانی کا بھی ہے۔ اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرات صحابہ کرام سے عداوت اور بغض سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔ آمین۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

گستاخ پنجم

وَحِيدُ الزَّمَانِ

الحدیث کی امیر معاویہؓ کی شان میں تنقیص
تفسیر الباری:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام مغربین حرب بن امیر بن عبد شمس بن عبد مناف
الن کے والد ابوسفیان تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر جنگ
کو تے رہے۔ آخر میں مجبور ہو کر مسلمان ہو گئے۔ وہ اویسؓ آنحضرت کے فتنی
بھی تھے۔ رسول اللہؐ میں دشمنی میں مرے۔ بیاضی رال کا عمر پائی امام بخاری
نے اور بابوں کی طرح یوں نہ کہا کہ معاویہ کی فضیلت۔ کیونکہ ان کی فضیلت
میں کوئی حدیث صحیح نہیں آئی۔ امام نسائی اور اسحاق بن راہوی نے ایسا
نہی کیا۔ مترجم کہتا ہے صحابیت کو اس سے منع ہے کہ ہم
معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں کچھ کہیں۔ سنن ترمذی بات یہ ہے کہ ان کے دل
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی الفت اور محبت نہ تھی۔
جب امام حسن رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو کیا کہنے لگا۔ ایک انگارہ تھا

جس کو اللہ نے بجا دیا۔ ان کا باپ ابوسفیان ساری عمر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے لڑتا رہا یہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑے۔

(تفسیر الباری شرح ابن عریضہ مصنفہ وحید الزمان غیر منقولہ جلد سوم
ص ۵۸۷ پارہ چودھواں کتاب المناقب باب ذکر معاویہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

تقرید:

وحید الزمان کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں
یہ کہنا کہ ان کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث نہیں یہ اصول حدیث کے اعتبار سے
بالکل بے معنی اور فضول کلام ہے۔ کیونکہ فضائل کے لیے صحیح حدیث کا ہونا
کس نے ضروری قرار دیا ہے؟ ہم اسی کتاب میں یہ امر واضح کر چکے ہیں کہ فضائل
میں "ضعیف حدیث" بالاتفاق معتبر ہوتی ہے۔ اس کے خلاف تنقیص اور
جرح کے لیے صحیح حدیث کا ہونا ضروری ہے۔ اب اس قاعدہ کو پیش نظر
رکھا جائے۔ تو وحید الزمان کی یہ عبارت دو سچی بات یہ ہے کہ ان کے دل
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی الفت اور محبت نہ تھی۔ جب
امام حسن رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو کیا کہنے لگا کہ ایک انگارہ تھا جس کو اللہ نے
بجا دیا۔ کون سی صحیح روایت سے ثابت ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
کی فضیلت کے لیے صحیح حدیث نہ ہونے کا بہانہ ذکر کیا اور آپ کی اہل بیت
سے الفت و محبت کی فتنی پر جو جرح کے ضمن میں لایا ہے۔ کوئی صحیح حدیث
پیش نہ کرنا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دل میں حضرت امیر معاویہؓ

کا بغض اور آپ کی دشمنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے جس کی وجہ سے اسے فضائل میں تو کوئی صحیح حدیث نظر نہ آئی مگر تنقیص میں ایک بے اصل روایت بطور حجت و دلیل پیش کر دی۔ اس روایت سے یہی ثابت کیا گیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک کی محبت والفت بالکل نہ تھی۔ بلکہ ان کے آپ دشمن تھے۔ خود و حید الزمان کا اندازِ علم ملاحظہ ہو۔ وہ ان کا باپ ابوسفیان ساری عمر حضرت سے دوستا رہا، کاش اس نام نہاد دسنی اور بغیر مقلد کے ذہن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نکلنے الفاظ کا پاس ہوتا۔ تو کبھی بھی یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں یوں ہرزہ سرائی نہ کرتا۔ سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ وہ اسلام ان تمام گناہ سابقہ کو مٹا دیتا ہے۔ جو اسلام لانے سے قبل سرزد ہوئے ہوں؟ اس ارشاد گرامی کے ہوتے ہوئے پھر حضرت ابوسفیان اور ان کے فرزند جلیل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے پچھلے افعال کو کریدنے کی کیا ضرورت تھی؟ اگر اسلام لانے سے قبل کے حالات کو دیکھا جائے۔ تو بہت سے جلیل القدر صحابہ کرام ایسے ہیں جنہوں نے اپنے زمانہ کفر میں دل بھر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی۔ حضرت خالد بن ولید ایسے نامور سپہ سالار کا مافی کتبوں میں محفوظ ہے۔ غزوہٴ احد میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل تھے۔ حتیٰ کہ آپ کے دندانِ مبارک کے ٹکڑے ہونے کا سبب بھی یہی بنے تھے۔ بلکہ شتر کے قریب محاصرہ کرام کی شہادت ان کے حملہ کی وجہ سے ہوئی تھی۔ تو کیا ان کی ان سابقہ باتوں کو تیر نظر رکھ کر و حید الزمان ان کے متعلق بھی یہ کہے گا۔ کہ یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن تھے۔ اسی طرح حضرت وحشی نے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ پھر شہرت باسلام ہوئے۔ ان کے بارے میں حضرت مجددِ اہل ثانی رحمہ اللہ علیہ

فرماتے ہیں۔ کہ ان اوسنے صحابی کے درجہ کو حضرت اوس قرنی نہ پہنچ سکے۔ لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جب ہم کتب احادیث و سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے ان کے لیے یہ دعا مانگی ہوئی ملتی ہے۔ **اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا وَ مُهْدِيًا۔ اے اللہ!** امیر معاویہ کو ہادی اور مہدی بنا۔ علاوہ ان کی کثیر روایات آپ پڑھ چکے ہیں۔ جن میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو اہل "قرار" دیا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ امیر معاویہ کو وحی کی کتابت پر امور کرو۔ کیونکہ وہ امین ہیں۔ ان تمام فضائل کو الگ رکھیں۔ اور صرف نتائجِ قرین اور قسطنطنیہ ہونا ہی سامنے رکھیں۔ اور پھر حدیث نبوی میں اس معرکہ اور جہاد کے متعلق جو شان بیان ہوئی اسے سامنے رکھا جائے۔ تو بالکل عیاں ہو جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ اقدس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا کیا مقام و مرتبہ تھا۔

فتح قبرص کے متعلق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی پیش گوئی

فتح قبرص کو فتح قسطنطنیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ وہی معرکہ ہے جس کے متعلق سرکارِ دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی ہے۔ کہ جو اس معرکہ میں شامل ہو گا۔ اس ہر غازی کے لیے جنت واجب ہے۔ اس کو فتح کرنے والے لشکر کے سپہ سالار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اس لیے ان کے جنتی ہونے کا فیصلہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صحیح بخاری میں اسنادِ صحیحہ کے ساتھ اس کو امام بخاری نے یوں ذکر

کیا ہے۔

بخاری شریف:

حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ
أَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الْأَسْوَدِ الْعَنْبَسِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ
الْحَيَّ عِبَادَةَ بَنِي الصَّامِتِ وَهُوَ نَزِيلُ
فِجَاسَاحِلِ حَمُصٍ وَهُوَ فِي بَنَاءِ لَهُ وَ
مَعَهُ أُمُّ حَرَامٍ قَالَ عُمَيْرٌ فَتَحَدَّثْنَا
أُمُّ حَرَامٍ أَنَّهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَقْرُونَ
الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ أَنَا فِيهِمْ قَالَ أَنْتَ فِيهِمْ۔

(بخاری شریف جلد اول ص ۲۴۹/۲۵۰)

باب ما قيل في قتال الروم باربعة

ملفوظات امیر المومنین (کراچی)

ترجمہ:

بخدمت اسناد امیر بن اسود مثنی بیان کرنے میں کہ وہ حضرت عبادہ
بن الصامت رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت
عبادہ ساحل حمص پر واقع اپنے مکان میں قیام پذیر تھے۔ ان کے ساتھ
ام حرام رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ امیر کہتے ہیں۔ ہمیں جناب ام حرام نے
حدیث سنائی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہتے

سنا۔ کہ میری اہمیت کا سب سے پہلا شکر جو دریا کی لٹائی لڑے گا۔ ان سب
کے لیے جنت واجب ہو چکی ہے۔ ام حرام کہتی ہیں۔ میں نے عرض
کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں بھی اس لشکر میں ہوں گی فرمایا
ہاں تو بھی اس میں ہوگی۔

ذکر حدیث کی تشریح و تفسیر کرتے ہوئے علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں:

عمدة القاری:

قَوْلُهُ (أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَقْرُونَ الْبَحْرَ) أَرَادَ
بِهِ جَيْشَ مُعَاوِيَةَ وَقَالَ الْمُهَلَّبُ مُعَاوِيَةُ
أَوَّلُ مَنْ عَزَا الْبَحْرَ وَقَالَ ابْنُ جَرِيرٍ
قَالَ بَعْضُهُمْ كَانَ ذَلِكَ فِي سَنَةِ
سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَهِيَ عَزْوَةٌ قَبُولُ
فِي رَمَضَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ وَقَالَ الْوَاقِدِيُّ كَانَ
ذَلِكَ فِي سَنَةِ ثَمَانٍ وَعِشْرِينَ وَ
قَالَ أَبُو مَعْشَرَ عَزَاهَا فِي سَنَةِ
ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ
مَعَهُمْ وَقَالَ ابْنُ الْبُخَّارِيِّ فِي جَمَاعِ
الْمَسَانِيدِ أَنَّهَا عَزَتْ مَعَ عِبَادَةَ بْنِ
الصَّامِتِ فَتَوَقَّصَتْهَا بَعْلُهُ شَهْبَاءُ
فَتَوَقَّعَتْ فَمَاتَتْ وَقَالَ هَشَامُ بْنُ

عَمَّارٍ رَأَيْتُ قَبْرَهَا وَكَفَّتُ عَلَيْهِ
بِالسَّاحِلِ يَفْقَاهِ قَيْسُ
قَوْلُهُ (هَذَا أَجَبُوا) قَالَ بَعْضُهُمْ أَيْ وَجَبَتْ
لَهُمُ الْجَنَّةُ قُلْتُ هَذَا الْكَلَامُ لَا يَقْتَضِي
هَذَا النَّمْعَ وَانْتَمَا مَعْنَاهُ أَوْ جَبُّوا اسْتَحَقَّاقِ
الْجَنَّةِ

(عمدة القاری شرح معجم البخاری)

جزء ۱۲ صفحہ نمبر ۱۹۸ مطبوعہ بیروت

طبع جدید

ترجمہ :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد فرمانا کہ "سب سے پہلا لشکر جو
دریا کی لڑائی لڑے گا، آپ کی مراد اس سے حضرت معاویہ کا لشکر ہے
مطلب یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہی وہ پہلے شخص ہیں۔
جنہوں نے دریا کی لڑائی لڑی۔ ابن جریر کہتے ہیں۔ بعض حضرات کا کہنا
ہے کہ لڑائی ۲۷ ہجری میں ہوئی۔ اور یہی غزوہ قبرم ہے۔ جو حضرت
عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں واقع ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ
یہ جنگ ۲۸ ہجری میں ہوئی۔ ابو مشر کے قول کے مطابق یہ سن ۳۲ ہجری
میں لڑی گئی۔ ام حرام رضی اللہ عنہا اس لشکر کے ساتھ تھیں۔ ابن
الجوزی نے جامع المسند میں کہا کہ ام حرام رضی اللہ عنہا نے حضرت
عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی میمت میں جنگ لڑی۔ چنانچہ
انہیں نیچے گرا دیا۔ اور وہ گرتے ہی انتقال کر گئیں۔ بشام ابن عامر
کہتے ہیں۔ میں نے ام حرام رضی اللہ عنہا کی قبر کی زیارت کی۔ وہاں

کچھ دیر کھڑا بھی رہا۔ وہ فاقیس کے ساحل پر واقع ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ "ان کے لیے واجب ہو گیا۔"
بعض حضرات نے اس کی تشریح میں کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ ان کے لیے جنت واجب ہو گئی ہے۔
میں (علامہ عینی) کہتے ہوں کہ یہ کلام اس معنی کا تقاضا نہیں کرتا۔
بلکہ معنی یہ ہے کہ وہ لوگ لازمی جنت کے حق دار ہو گئے۔

تذخیر کلام:

جنگ قبرم یا فلسطین میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک عام فوجی
کی حیثیت سے شریک نہ ہوئے۔ بلکہ اس جنگ کے شرکا مد کی کمان حضرت
حضرت امیر معاویہ کے ہاتھ میں تھی۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی اور بچے بھی تھے۔ کیونکہ قبرم
پر حملہ کرنے کے لیے سب انہیں مشروط اجازت دی گئی تھی۔ تو اس شرط کے مطابق ہاں بچے بھی
آپ کے ہمراہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دریائی اور سمندری لڑائی کی ابتداء کے لیے جس شخصیت کو
منتخب کیا۔ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ اس فتح سے کثیر تعداد میں مال غنیمت
اور بہت سے غلام و نیزہ ہاتھ آئے۔ اور بہت سا جزیہ ملک اسلامیہ کو وصول ہوا۔
حدیث مذکور میں جب جنگ قبرم میں ہر شریک کے لیے جنت کا وجوب یا استحقاق
وجوب کا مژدہ سنایا گیا۔ اور وہ بھی اس زبان اقدس سے کہ جن کی زبان سے وحی براتی
ہے۔ تو اس جنگ کے فوجیوں کے سپہ سالار کے لیے کون سی کسر رہ جائے گی۔ کہ انہیں ان
سب سے علیحدہ کر کے جنتی ہونے سے محروم کیا جاسکے۔ تو سب حضرات امیر معاویہ رضی
اللہ عنہ کے بموجب جنتی ٹھہرے۔ اور انہی کی بدولت وہ علاقہ زیر نگین آیا۔ ایسے شخص کے
ایمان اور عقیدہ پر جو اہل کفر کے متعلق شک ہو سکتا ہے۔
اس واقعہ کی تفصیل شیعہ مؤرخ سان الملک مرزوقی کی کتاب تاریخ التواریخ کا ملاحظہ فرمائیں۔
ناسخ التواریخ: معاویہ بن ابی سفیان بسورۃ عثمان نامہ کو کہ ولایت روم بادشاہ

چنان نزدیک است کہ بامداد اول از دوسو سٹے ہانگ خروسان و آواز
مرغان شنودہ شود و ایک آب دریا از موج ہمناک باز نشسته و از جنبش
ہاں ساکن گشتہ اگر نصرت رود بجای تب جزیرہ قبرس کفنی کم و اں محال
کہ از مال و مویشی آگندہ است و فرگیر عثمان در پاسخ نوشت کہ میں
الخطاب ہرگز اجازت نیکو کہ مسلمانان آب دریا عبرہ کنند مرا نیز کہ امت
می آید اگر تو را این کار موافق افتادہ و سلامت این سفر را شای می باشی زن
و فرزند خود را نیز با خویشی در کشتی حمل میدہ تا صدق عقیدت تو را مکتشوت افتد
چون معاویہ را یکی پاسخ بشنید فتح قبرس را تصیم عزم داد و عبداللہ بن
قیس را با گردہی

بفرمود کشتی بہادر و کوفرا ہم آوردند و لشکر را وجیبہ بلاد و باندن و فرزند بعد آمد
دو روز در آنجا بود و روز سیم بعد از نماز جمعہ کشتی در رفتند اما عبداللہ بن قیس
کہ ترمیش در آب رانندہ بود از کشتی بساحل دریا بیرون شد تا گرازا را شمی روم
خبری بازو اندر زنی را نگریست کہ با در یوزگی روگردار و اورا در می چند عطار
کرد اں زن برفت بمیان وہ مردم را آگہی برو کہ ایں مرد کو با لشکر و دیامی نمود
و اینک بکن ر سحر ایستادہ و گروہی بشتاب متعین کردند عبداللہ را بحال
بدست نشند کہ کشتی بگریز و اورا بگرفتند و یکشتند۔

ایں خبر را بمسلمان بردند معاویہ بدان نگر نیست ہم چنان باندن
و فرزند و تمامت سپاہ با دو لیست و بست کشتی و زور قی طے طریق میکرد
تا گادیادی مخالفت جنبش کرد و دریا مضطرب شد و زور قہا و کشتیہا از
یکہ بگرد و رانت و زن معاویہ تسخت بر سید و کلیانی علاج را بخواند
و گفت اسے کلیا کشتی را نجاتی نگاہار کہ مراتب و طاقت رفته است

کلیا بخندید و گفت اسے زن دریا فرمان کس نہر و جزر خداے دادیں
کار دست تہا شد۔ صبر میکن کہ جزول بر مصوری نہادن چارہ نیست۔
بالجود باو بایستاد و موج نخست و مسلمانان سلامت شدند و ایں
جنگام زور قی چند پدیدار شد۔ کہ فرہنگ از جزیرہ قبرس قبضہ بنطین ہریم فرستاد
معاویہ فرمود تا جملہ را بگرفتند و در اں زور قہا کینز کان پری چہرہ و ہامہ اسے
و با و نفاس اشیاء فراوان یافتند و از آنجا بجزیرہ قبرس در آمدند۔
و بے توانی دست نہیب و غارت گشودند و بسیار از قریہ با آبا و اہل قہار
بندیر پل پیہرند و غلامان و کینز کان فراوان اسیر گرفتند و اموال و ائصال از نفاس
اشیاء بر ہم نہادند۔ و ایں جملہ را بکنار بحر آورده کشتیہا را بیا کنندند۔

فرہنگ از جزیرہ را چنان ہول و ہراسی فرود گرفتہ بود کہ خیال مدافعت در
خاطرش عہد نہداشت یعنی کشیدہ و خدائی گشت و کس بنزدیک معاویہ فرستاد
و خواست ر مصالحت گشت۔ بشرطیکہ ہر سال ہفت ہزار و دو لیست تینار
زرمیفرستد معاویہ مسئول اورا با جاست مقرون داشت و برای جملہ و متقی
نوشت و مرا جعت نمود چوں از مدیا بیرون شد بفرمود تا غنائم را فراہم آوردند
و طریقت و عید ہز بر ہم نہادند۔ کینز اں و غلامان را بحساب گرفتند و اندہ
ہزار افزون بشمار امدان جملہ ہفصد تن دختران و شیرہ بود معاویہ خمس غنائم
را بیرون کرد و با نامہ فتح و با نامہ فتح بسوسے عثمان فرستاد و دیگر را بر لشکر

بخش نمود۔ و نسخ التواریخ تاریخ خلفاء جلد ۱ ص ۱۲۹ تا ۱۴۱ و قائل سال بیست و ششم مطہر ترین ہدیہ
ترجمہ ا حدیث امیر معاویہ بن ابی سفیان نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک خط
تحریر کیا۔ کہ رومی کی سلطنت ملک شام سے اس قدر نزدیک ہے کہ صبح
کے وقت دونوں طرف سے مرغ کی آواز اں اور دیگر پرندوں کے چہیہانے

لی آوازیں سننا دیتی ہیں۔ اور اس وقت دریا کا پانی غلط ہوا کہ موجوں اور تباہ کن حرکات سے بالکل خاموش ہے۔ اگر اجازت عطا فرمائیں۔ تو قبرص جزیرہ کی طرف بڑھوں۔ اور ان مقامات کو جو کہ مال و مولیٰ سے پُر ہیں۔ ان پر قبضہ کروں۔ حضرت عثمان نے جواب دیا۔ کہ حضرت مر بن انصاف رضی اللہ عنہ ان امر کی ہرگز اجازت نہ دیتے تھے۔ کہ دریا کو عبور کیا جائے اس لیے مجھے بھی ایسا کرنا چاہیہ نہیں تھا۔ اگر تم اس کام کو بہتر سمجھتے ہو۔ اور اس سفر میں سلامتی کا یقین ہے۔ تو پھر اپنی بیوی و بچوں کو بھی اپنے ساتھ کشتی میں سوار کرو۔ تاکہ تمہاری نیت کے برخلاف نہ ہو سچا ہونے کا مجھے علم ہو جائے۔

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ جواب سنا۔ تو قبرص کی فتح کا پختہ ارادہ کر لیا۔ عبداللہ بن قیس کو ایک گروہ کے ساتھ دریا میں کشتی کے ذریعہ ابتدائی طور پر بھیجا۔ اور حکم دیا۔ کہ دریا کو عبور کر کے مکہ نامی جگہ پر کشتیوں کو جمع کر دیا جائے۔ اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس لشکر کو مناسب سامان دیا۔ بعد میں خود اپنے بیوی بچوں سمیت عکہ پہنچے۔ دو دن قیام کرنے کے بعد تیسرے دن جمعہ کی نماز کے بعد کشتی میں سوار ہوئے۔ اور عبداللہ بن قیس جو پہلے ہی روانہ ہو چکا تھا۔ کشتی سے نکل کر پہلے ساحل پر نزہی تاکہ رومی طاقت کی کوئی خبر وغیرہ دستیاب کرے۔ اس دوران ایک بھکارن دیکھی۔ اسے چند درہم دیئے۔ وہ عورت چلی گئی۔ اور گاؤں میں جا کر یہ بات پھیلا دی۔ کہ یہ آدمی ایک لشکر لے کر دریا کے ساحل پر اترا ہے۔ یہ سن کر اس گاؤں والے جلد حملہ آور ہوئے۔ عبداللہ کو کوئی ہمت نہ دی۔ کہ وہ کشتی میں سوار ہو کر بھاگ سکے

لوگوں نے پُرکار سے قتل کر ڈالا۔ یہ خبر مسلمانوں تک پہنچی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے غور و فکر کے بعد فیصلہ کیا۔ اپنے بال بچوں اور پوری فوج کو لے کر بیس بائیس چھوٹی بڑی کشتیوں کو لے کر اس طرف روانہ ہوئے اچانک مخالفت ہو ایل پڑی۔ دریا میں طغیانی آگئی۔ کشتیاں ایک دوسرے سے دُور دُور ہو گئیں۔ حضرت معاویہ کی بیوی سخت گھبرا گئی۔ کشتی کے طاع کو بلانے لگا۔ کہ چند لمحوں کے لیے کشتی کو روک دو۔ کیونکہ میری طاقت جواب دے گئی ہے۔ تاج نے تنس کر جواب دیا۔ اسے عورت! دریا کسی کا حکم نہیں مانتا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے۔ تم صبر کرو۔ کیونکہ دل کو صبر کی تلقین کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔

منتظر یہ کہ مخالفت ہو ایل ہو گئی۔ اور میں ختم ہو گئیں۔ مسلمان امن میں ہو گئے۔ اس دوران چند کشتیاں دُور سے دکھائی دیں۔ جن میں قبرص جزیرہ کے فرمانروائے تسلطین کی طرف تحفہ جات بھیجے تھے حضرت امیر معاویہ نے فرمایا۔ ان تمام کشتیوں کو پکڑ لیا جائے۔ ان کشتیوں میں خوبصورت کینزیں، ریشمی کپڑے اور بہت سی عمدہ چیزیں موجود تھیں۔ یہ سب کچھ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔ اس کے بعد جزیرہ قبرص کی طرف پیٹھے۔ اور بے صبری سے اس کے مختلف دیہات کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ یہاں سے بہت سی لٹائیاں اور غلام قبضہ میں لیے۔ کثیر مال و ساز و سامان اور قیمتی اشیاء کو لوٹ مار کا نشانہ بنایا۔ ان تمام اشیاء کو لے کر دریا کے کنارہ اپنی کشتیوں پر واپس آ گئے۔ جزیرہ قبرص کے فرمانروا کو اس قدر دہشت اور خوف نے آ گھیرا کہ دفاع کا خیال تک نہ آیا۔ تو اتنے تک نہ اٹھا سکا۔ تیر تک نہ چل سکا کسی

شخص کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بنی ظلم صلح بھیجا۔ اور شرط یہ مانی۔ کہ ہر سال سات ہزار اور دو دینار سونے کے دوں گا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس شرط کو قبول کیا۔ اور اس کی تحریر لکھ لی۔ اور واپس لوٹ آئے۔ جب دریا سے خشکی میں آتے۔ کہ حکم دیا۔ کہ تمام مال غنیمت اکٹھا کیا جائے۔ اور اس تمام سامان کو جہازوں پر لاوا جائے۔ نوٹریوں اور غلاموں کی گنتی کی گئی۔ ان کی تعداد دس ہزار سے بھی بڑھ گئی تھی۔

ان تمام میں سات سو ایسی زدکیاں بھی تھیں۔ جو نوجوان اور کنواری تھیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت کا پانچواں حصہ الگ کیا۔ اور فتح کی خوشخبری کے ساتھ یہ سب کچھ حضرت عثمان کی خدمت میں بھیجا۔ بقیہ مال غنیمت فوجیوں میں تقسیم کر دیا۔

اس کی تائید سی مؤرخ ابن اثیر سے ملاحظہ فرمائیں

کامل ابن اثیر:

ذَكَرْتُ فَتْحَ قَبْرِ صَخَانٍ فَتَحَ قَبْرُ صَخَانٍ عَلَى مَعَاوِيَةَ قَبِيلَ فِي سَنَةِ يَسْعَ وَ عِشْرِينَ وَ قَبِيلَ سَنَةِ ثَلَاثٍ وَ ثَلَاثِينَ وَ قَبِيلَ اِسْمَاعِيلَ سَنَةِ ثَلَاثٍ وَ ثَلَاثِينَ لِأَنَّ أَهْلَهَا عَدَدُوا عَلَى مَا مَذْكُورٌ. فَغَزَاهَا الْمُسْلِمُونَ وَ لَقِيَ غَزَاهَا مَعَاوِيَةَ هَذِهِ السَّنَةِ غَزَاهَا مَعَهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ فِيهِمْ أَبِي ذَرٍّ وَ عُبَادَةُ بْنُ

الضَّامِتِ وَ مَعَاوِيَةَ وَ فُتِحَتْ أُمُّ حَرَامٍ وَ أَبُو الدَّرْدَاءُ -

(تاریخ ابن کمال ص ۹۵) ثمر دخلت سنة ثمان وعشرين (۹۵) کرامہ لکھی

تھیں۔ قبرص کی فتح کا ذکر کیا گیا ہے جو امیر معاویہ کے ہاتھ پر فتح ہوئی یہ جنگ ۲۹ ہجری میں لڑی

گئی۔ ایک اور قول کے مطابق ۳۲ ہجری کا یہ واقعہ ہے۔ اور اس کی وجہ یہ بھی بیان کی گئی

کہ اہل قبرص نے دھوکا دیا جس کا ہم تفصیلی ذکر کریں گے۔ تو مسلمانوں نے ان قبرصیوں

کے خلاف جہاد کیا۔ حضرت امیر معاویہ نے جب ان سے جنگ لڑی

تو ان مسلمان مجاہدین میں صحابہ کرام کی ایک جماعت بھی تھی جس میں حضرت ابوذر

عبادۃ بن صامت ان کی بیوی ام حرام اور ابوذر رضی اللہ عنہم تھے۔

ابن اثیر نے اس کے بعد لکھا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے

اس بات پر بہت اصرار کیا۔ کہ مجھے مندر پار لڑائی کرنے کی اجازت دی جائے۔ مگر انہوں

نے اجازت نہ دی۔ اس کے بعد جب خلافت عثمانیہ کا زمانہ آیا۔ تو امیر معاویہ نے اس مرتبہ بھی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اسی جنگ کی اجازت مانگی۔ حضرت عثمان نے انہیں

اجازت دے دی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شام سے ایک بھاری لشکر تیار کیا۔ اور

اس لشکر کی معیت میں قبرص پر چڑھائی کر دی۔ اور قبرصیوں نے دھوکے کی بجائے صلح صفائی

کو بہتر سمجھا۔ اور جزیرہ دے کر ان کو نام لیا۔ اور اعانت قبول کر لی۔ ابن اثیر فرماتے

چل کر نکلتے ہیں۔ کہ اس غزوہ میں حضرت عبادہ کی زوجہ ام حرام فوت ہوئیں۔ کیونکہ انہی

سوا پر چڑھتے ہوئے گر گئی تھیں۔ ان کی وفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد

کی تصدیق تھی۔ جو کہ آپ نے یوں فرمایا تھا۔ کہ "ام حرام، اس جنگ میں شریک ہوں گی۔"

(الاکمال فی التاريخ (ابن اثیر) جلد ۲ ص ۹۴) ثمر دخلت في سنة ثمان وعشرون

(۹۴) تاریخ التواریخ الخلفاء جلد ۲ ص ۹۴ مطبوعہ تہران جدید

قاری کرام! بخاری شریف میں مذکورہ واقعہ کے بارے میں پیش گوئی موجود ہے۔

اس پیشگوئی کے بدرجہ اتم واکمل مصداق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بنتے ہیں۔ لہذا زبان وحی سے ثابت ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔ اس سے بڑھ کر آپ کی فضیلت اور کیا ہوگی۔ پھر آپ نے بہت سی جنگیں لڑیں۔ کہ جن کی وجہ سے لاتعداد افراد حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ جیسا کہ صاحب شواہد الحق علامہ ریاضت نہانی نے اسی کتاب کے ص ۵۲۰، ۵۲۱ پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حضور جن اظہار سے عقیدت کا اظہار فرمایا۔ انہیں پڑھ کر ہر قاری کا ایمان تازہ ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں

لَا حَسَنَاتٍ كَثِيرَةً لَا تُعَدُّ وَلَا حُدُودٌ مِنْ أَجْلِهَا

جِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا يَنْفُسُهُ وَإِمَا يَجُتَوِيهِ

حَتَّى فَتَحَتْ بِلَادَ كَثِيرَةً وَ صَارَ دَارَ السَّلَامِ

بَعْدَ أَنْ كَانَتْ دَارَ الْكُفْرِ وَيَسْبِيهِ سَلَّ إِلَى

الْإِسْلَامِ أَلْفَتْ أَلْفًا كَثِيرَةً وَمَنْ أَسْلَمُوا

عَلَى يَدِهِ وَيَدِ جَيْشِهِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ إِلَى

يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَهُ مِثْلُ حَسَنَاتِهِمْ أَجْمَعِينَ

یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بکثرت غزویوں کے مالک تھے۔

جن کا شمار کرنا ناممکن ہے۔ ان میں سے ایک عظیم اور حبیب القدر خوبی

اور فضیلت یہ ہے۔ کہ آپ نے جہاد کیے۔ کچھ تو بذات خود اور بعض

اپنے لشکر سمیت جہاد کیے۔ جس کے نتیجے میں بہت علاقہ جات

آپ نے فتح کیے۔ اور وہ اسلامی مرکز بنے۔ جبکہ اس سے قبل وہ کفر

کے گڑھ تھے۔ اور آپ کے وسیع سے لاکھوں افراد حلقہ بگوش

اسلام ہوئے۔ اور آپ کے دست اقدس پر اسلام لائے۔ اور

آپ کے لشکریوں کے ہاتھوں مسلمان ہوئے۔ پھر ان مسلمانوں کی

اولاد و تاقیامت مسلمان رہے گی۔ لہذا ان تمام کی انفرادی نیکیوں کے برابر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو محمدی نیکیاں ملیں۔ لیکن اس کے باوجود ایک مشہور غیر مقلد و حیدر الزمان نے لکھا۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کی فضیلت و تعریف کے سلسلہ میں کوئی ایک صحیح حدیث نہیں آئی۔ ہم اگرچہ اس موضوع پر بہت سی روایات اور احادیث ذکر کر چکے ہیں۔ لیکن چند ایک کا ذکر کیا یہاں ہم نے ضروری سمجھا۔ تاکہ جنت تمام ہو جائے۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں

نبایح اسلام: ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر سوار ہوئے۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پکار کر

بٹھایا۔ تو فری ویر بعد آپ نے فرمایا۔ اے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ! تمہارے جسم کا کون سا حصہ

میرے جسم کے ساتھ مل رہا ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرا پیٹ اور

سینہ آپ کے جسم مبارک سے ملا ہوا ہے۔ یہ سن کر آپ نے جواب میں دعا دی اللھم

املاہ علیما۔ یعنی اے اللہ اس کو علم سے بھر دے۔ تاریخ اسلام مصلفہ

حافظ ذہبی جلد دوم صفحہ نمبر ۳۱۹۔ اس کے علاوہ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

کے والد گرامی حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے۔ تو جناب

ابوسفیان رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں نے اسلام

لانے سے قبل مسلمانوں کو لڑائی میں بہت زیادہ دکھ پہنچائے۔ بہت سے مسلمانوں

کو شہید کیا۔ اب آپ مجھے اجازت عطا فرمائیں۔ کہ میں کافروں سے لڑوں۔ اور ان

کو تہ تیغ کروں۔ اس کے جواب میں سرکارِ مہدی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں

ضرور جہاد کروں۔ چنانچہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اور آپ کے صاحبزادے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں بہت

سے عزرات میں شرکت کی۔ اور آخر دم تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے
بچہ دوسرے صحابہ کرام شکست کی وجہ آپ سے قدرے دور ہو گئے۔ اور یہی
آپ کا خصوصی مرتبہ اور مقام ہے انہوں نے سخت ترین مقام میں حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑا اور ان کے والد کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ نیز آپ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا تعلق اور ان کا مقام صاف ظاہر ہوتا ہے۔ اب چند روایات
ایسی ملاحظہ فرمائیں۔ جن سے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نظر میں
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ ظاہر ہوتا ہے۔

فرمانِ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ: (امیر معاویہؓ کی شان میں)

الاستیعاب، وَ ذَمُّ مُعَاوِيَةَ عِنْدَ عُمَرَ يَوْمَ مَا قَالَتْ
دَعَوْتَا مَيْنَ ذَمَّ فَتَنِي قَرِيشٌ مَنْ يَضَعُكَ فِي الْغَضَبِ
وَلَا يَنَالُ مَا يَشُدُّهُ إِلَّا عَلَى الرِّضَا وَلَا يَقْبَلُ خَدَّ مَا
حَقَّقَ رَأْسَهُ إِلَّا مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْهِ۔

الاستیعاب جلد سوم ص ۲۹۰ بر حاشیہ اصابت
فی تمیز الصحابة حرم علم۔ قسوا قول

ترجمہ: ایک مرتبہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے حضور حضرت
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت کی گئی۔ جس پر آپ نے فرمایا: ہمیں
اس قریشی نوجوان کی مذمت سے معذور سمجھو۔ اور تم خود بھی ایسے کی
مذمت مت کرو۔ جو غضب کی حالت میں بھی مسکراتا رہتا ہے۔ اور
جو کچھ اس کے پاس ہوتا ہے۔ وہ اس کی رضامندی کے بغیر حاصل نہیں کیا
جاسکتا۔ (یعنی کوئی طاقت و اس پر غالب نہیں آسکتا) اور اس کے سر پر
رکھی چیز اس کے قدموں پر سر کے بغیر حاصل نہیں کی جاسکتی۔ (یعنی وہ

بہت بڑا قوی اور شجاع ہے)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں عمر بن خطابؓ فرمایا کرتے تھے
لو کو اتم قیصر و کسریٰ کی اور ان کی سیاست و حکومت کی تقلید کرتے نہیں تھکتے۔
حالانکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تم میں موجود ہیں۔ نیز حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
نے ان کے بھائی یزید بن ابی سفیان کے انتقال کے بعد ملک شام کا انہیں گورنر
مقرر کیا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ان ارشادات اور اس تعلق سے ظاہر ہوتا ہے۔
کہ ان کے نزدیک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ کس قدر تھا۔ تاریخ شاہد ہے
کہ آپ نے اپنے دور خلافت میں جس کو بھی گورنری وغیرہ کوئی اہم منصب دیا
اس میں آپ بہت محتاط تھے۔ اور تقرری کے بعد گھامداران کی نگرانی فرماتے۔ اگر کسی
میں مطلوبہ قابلیت نہ پاتے۔ تو اسے فوراً معزول کر دیتے۔ ہم جب حضرت عمرؓ
کی اس احتیاط و سخت پابندی کو دیکھتے ہیں۔ اور ادھر یہ دیکھتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر مقرر کرنا اور تادم آخر اس احتیاط و سخت پابندی کو دیکھتے
ہیں۔ اور ادھر یہ دیکھتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر مقرر کرنا
اور تادم آخر اس منصب پر انہیں مقرر کیے رکھنا۔ اس سے صاف واضح کہ حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کو ان کی شخصیت پر مکمل اعتماد و یہی اعتماد و ور عثمانی میں بھی نظر آتا
ہے۔ حضرت عثمان اہم امور میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے رائے طلب فرمایا
کرتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شام کے ساتھ ساتھ دارنِ فلسطین
اور حصن وغیرہ کو بھی آپ کی گورنری کے ماتحت کر دیا تھا۔

فرمان علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ: (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں)
البدایۃ والنہایۃ:

أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَكْرَهُوا أَمَارَةَ مُعَاوِيَةَ فَإِنَّكُمْ

لَوْ فَقَدْ تَمَوَّهَ - رَأَيْتُمْ لَرُؤُسَ مُشَدِّ رَعَتٍ
كَوَاهِلَهَا كَأَنَّمَا الْحَنَظِلُ - (البدایۃ والنہایۃ
جلد ۱ ص ۱۲۱) ہذہ ترجمہ معاویۃ

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب جنگ صفین سے واپس
پلٹے تھے تو فرمایا: لوگو! تم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت
کو رزی کو بڑا مت جانو۔ دیکھو اگر تم نے انہیں کھو دیا۔ تو تم اپنے
سروں کو اپنے شانوں سے کٹ کٹ کر اس طرح گرتے دیکھو گے
جس طرح حنظل تان کا پھل لپک کر اپنی میل سے اگرتا ہے۔

خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ دیگر جلیل القدر صحابہ کرامؓ
بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہایت محترم سمجھتے تھے۔ اور ان کے نزدیک
ان کی قدر و منزلت بہت تھی مثلاً ایک دفعہ کسی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کسی مسئلہ میں شکایت کی۔ تو آپ نے فرمایا

فِرَانِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضَا

إِنَّهُ حَقِيقَةٌ وَهِيَ رَوَايَةٌ أَتَتْكَ صَحِيبَ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - (الاصابة في تمييز الصحابة
جلد سوم ص ۲۲۲ حرف میم قصو اقل)

ترجمہ: وہ بہت بڑے فقیہ ہیں۔ ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ وہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ ہیں۔

یعنی اسے معترف اور شکایت کرنے والے! انہوں نے مسئلہ مذکورہ میں
جو کچھ فرمایا ہوگا۔ وہ اپنی فراست و فقاہت سے فرمایا ہوگا۔ اور وہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی صحبت میں بیٹھنے والے ہیں۔ اس لیے ان کے بارے میں بدگانی اور
شک و شکایت درست نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ کا شرف

دشمنانِ امیر معاویہؓ کا علمی مقابلہ ۲۰۵ جلد اول
صحبت کوئی معمولی بات نہیں۔ یہ وہ عظمت ہے۔ کہ کوئی دوسری عظمت اس کی
ہم پڑھیں ہر سکتی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ ذکر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن
عباس رضی اللہ عنہما کے ایک آزاد کو وہ غلام نے جس کا نام کریب تھا۔ آپ سے
شکایت کی۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مین رکعت و زکی بجائے صرف
ایک رکعت پڑھی ہے۔ انہوں نے یہ کیا کیا؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
نے اس پر فرمایا۔

أَصْحَابَ آتَى بَنِي لَيْسَ أَحَدٌ مِنَّا أَعْلَمُ مِنْ مُعَاوِيَةَ -
(بیہقی جلد سوم ص ۲۶ باب العترة)

ترجمہ: بیٹے! انہوں نے جو کیا وہ درست کیا ہے۔ حضرت امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ سے زیادہ علم والا ہم میں کوئی بھی نہیں ہے۔

قرآن و حدیث اور اسلامی احکام میں اللہ تعالیٰ نے جو بصیرت حضرت امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی زبانی آپ سن چکے
جن کے بارے میں ابن عباس ایسا نظریہ رکھتے ہوں۔ وہ کس مرتبہ و مقام کا آدمی ہوگا۔
شرعی احکام میں تفقہ کے ساتھ ساتھ امور مملکت اور سیاست میں جو سمجھ و جوہر آپ
کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی اس کے ان الفاظ
سے قائل ہیں۔

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا خَلَقَ لِلْمَلِكِ مِنْ مُعَاوِيَةَ - (البدایۃ
والنہایۃ جلد ۱ ص ۱۲۱) ترجمہ معاویہ

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر امور مملکت کو زیادہ
جاننے والا میں نے نہیں دیکھا۔

البدایۃ والنہایۃ کے مذکور مقام میں مافظ ابن کثیر نے دیگر صحابہ کرام کے تقریبی و توہینی کلمات ذکر کیے ہیں۔

۱۔ حضرت عمر بن سعد رضی اللہ عنہ کو جب حضرت عمر بن خطاب نے حص کی گورزی سے معزول کر دیا۔ تو کچھ لوگوں نے ان کی جگہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تقرری پر ادھر ادھر کی باتیں کیں۔ اس پر معزول ہونے والے گورز نے ان لوگوں سے کہا۔

فزان عیمر ابن سعد رضی اللہ عنہ

لَا تَذْكُرُوا مَعَاوِيَةَ إِلَّا بِعَيْنِي فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ أَقْدِبْهُ۔

ترجمہ: معاویہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ صرف خوبصورت اور توہینی الفاظ سے ہی کرو

کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے بارے میں یہ سن رکھا ہے۔ اسے اللہ اس کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت عطا فرما۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی اور کو میں نے حکومت کے لائق نہ پایا۔

۳۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔

فرمان سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَبْعَدَ عَثْمَانَ أَقْضَى بِحَقِّهِ مِنْ صَاحِبِ هَذَا الْبَابِ يَعْنِي مَعَاوِيَةَ (البدایۃ والنہایۃ) جلد ۵ ص ۱۳۳ ترجمہ امیر معاویہ

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد میں نے کسی اور کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر حق کا فیصلہ کرنے والا نہیں پایا۔

۴۔ حضرت قبیلہ بن جابر فرماتے ہیں۔

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَعْظَرَ حِلْمًا وَلَا أَكْثَرَ سَوْدًا وَلَا أَبْعَدَ آثَاةً وَلَا أَلْيَنَ مَخْرِجًا وَلَا أَحَبُّ بَاعًا بِالْمَعْرُوفِ عَنِ مَعَاوِيَةَ۔

ترجمہ:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ صاحب علم عظیم سیاست دان و سیاست کار، اعلیٰ و تقار کا حامل، نہایت نرم دل اور ایک کاموں میں انتہائی فراخ دل کسی کو نہ دیکھا۔

نوٹ:

یہ سب روایات البدایۃ والنہایۃ جلد ۵ ص ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵ پر درج ہیں۔

ان چند روایات سے ہم بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اپنے ہم عصر حضرات صحابہ کرام میں کیا مقام و مرتبہ تھا۔ اور حلیل القدر صحابہ کرام کی ان کے بارے میں کیا رائے تھی؟ اب ہم چند روایات ایسی پیش کرتے ہیں جن میں حضرات تابعین کرام کے نزدیک ان کی اہمیت و حیثیت کا نشانہ ہی ہوتی ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تابعین کی نظر میں

۱۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ایسے مرتبہ و مرتبہ تھے کہ آپ نے اپنے دور خلافت میں کوڑوں کی سزا کسی کو نہ دی۔ مگر ایک ایسا شخص اس سزا سے درجہ سکا۔ جس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ غلط مسلط باتیں کیں۔ بلکہ الزام تراشی کی۔ آپ نے اس کے بارے میں

کوڑے لگائے جانے کا حکم صادر فرمایا۔

۱) الاستیعاب جلد سوم ص ۲۰۳ بر حاشیہ الاصابۃ
حرف میم قسم اول

۲۔ مشہور تابعی حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے کسی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

فرمایا: ”میں ایسے شخص کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں جس نے رحۃ علیہ وسلم کی آیت علیہ وسلم کی امامت میں نمازیں ادا فرمائیں۔ اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے اٹھتے ہوئے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہ کہا۔ تو اس نے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہا ہو۔“

(البدایۃ والنہایۃ جلد نمبر ۸ ص ۱۳۹)

۳۔ کسی نے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ دونوں میں افضل و بہتر کون ہے؟ سائل کا یہ سوال سن کر آپ کو غصہ آگیا۔ اور فرماتے لگے تم دونوں میں افضل کے بارے میں پوچھتے ہو؟ بخدا! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناک میں جلنے والی وہ مٹی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کرتے ہوئے چلی گئی تھی۔ وہ عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد نمبر ۸ ص ۱۳۹)

یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سائل نے چون کہ ایک طرف ایک صحابی اور دوسری طرف ایک جلیل القدر تابعی کو رکھا۔ صحابی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ کہ جن کے بارے میں مختلف قسم کی چیمپوگٹیاں موجود تھیں۔ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کی

عظمت اور جلالتِ شان امت میں مسلم تھی۔ لیکن اس کے باوجود مقام صحابیت کے پیش نظر حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کو سائل پر غصہ آگیا۔ جس سے صاف عیاں کہ ان کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ کیا تھا۔ ۴۔ ایسا ہی سوال ایک دفعہ معافی بن عمران رضی اللہ عنہ سے بھی ہوا تھا۔ انہوں نے بھی اس پر غصہ کھایا۔ اور فرماتے لگے۔

ایک تابعی غواہ کہتا ہی بلند مرتبہ کیوں نہ ہو۔ وہ کیونکر ایک صحابی کے برابر ہو سکتا ہے۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں ان کی ہمشیرہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کی وحی کی کتابت فرمائی۔ اور اس طرح اس کی حفاظت کی۔ لہذا ان کے مقابلہ و مرتبہ کو کوئی تابعی کیسے پاسکتا ہے؟ اور پھر آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پڑھ سناؤ۔ ”وہ جن نے میرے صحابہ اور قرابت والوں کو برا بھلا کہا۔ اس پر اللہ کی لعنت ہو۔“ (البدایۃ والنہایۃ جلد ۵ ص ۱۲۹ ترجمہ معاویہ)

۵۔ جناب احنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ زیادہ صاحبِ علم کون ہے آپ یا حضرت معاویہ؟ آپ چونکہ لوگوں میں انتہائی بڑا بڑا مشہور تھے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا۔ خدا کی قسم! تم سے بڑا جاہل کوئی نہ دیکھا۔ میں بڑا باری کرتا ہوں جبکہ میں اس غلات کی قدرت نہیں رکھتا۔ لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بڑا باری اس عالم میں ہوتی ہے۔ کہ وہ اس کے غلات کی قدرت رکھتے ہوئے ایسے کرتے ہیں اس لیے میں، ان کی بڑا باری کو کیسے پہنچ سکتا ہوں۔ اور میں ان کی اس وصف میں برابری کیسے کر سکتا ہوں؟

(تاریخ طبری جلد ۵ ص ۱۸۷)

قاریین کرام! ان تمام اعاذِ دیت و رعایات کو سامنے رکھتے ہوئے جب ہم وحید الزمان حیدر مقلد و غیرہ کی تحریرات کو دیکھتے ہیں۔ تو ہمیں یہی شبہ ہوتا ہے کہ عقل کے ان اندمول کی آنکھیں بھی ماری گئیں۔ عداوت و بغض معاویہ کی وجہ سے نہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایسا ارشاد نظر آتا ہے۔ نہ حضرات صحابہ کرام کا اور نہ ہی تابعین حضرات کا کہ جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و محاسن بیان ہوئے ہیں۔ اور اگر کہیں بھروسے سے نظر پڑ جاتی ہے۔ یا کوئی دکھا دیتا ہے۔ تو پھر اس کی لائینی تاویلات اور دوزخ کار تشریحات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ یوں انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گستاخی کا اور کتاب کے کہ اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو یذا پہنچائی۔ اور آخرت برباد کر لی۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے گا

اس کے بعد وحید الزمان نے جو یہ لکھا کہ ان کا باب البر سفیان ساری زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتا رہا۔ اس سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ یہ دونوں باپ بیٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں۔

کاش کہ وحید الزمان اہل حدیث و حسن و بغض کی عینک اُتار کر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت پر نظر اُتائے گا تو ان گستاخانِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی عقلوں سے کیا گزرا نہ ہوتا۔ کیونکہ شیعہ مؤرخین نے جب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حسن سیرت کو حق پایا کہ پھر قسملے کر روک نہ سکے۔ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے چہرے میں گھنٹوں کے معمولات من و عن نقل کیے۔ جیسے کہ حقیقت میں تھے۔ اب دعوہ شیعہ مؤرخین کی عبادتِ نقل کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے شبِ مروت کے نیک اعمال کی تصدیق ایک شیعہ مؤرخ کے قلم سے

مَرْحُومُ الزُّبَيْرِ بْنِ أَحْمَدَ قِمْطَارِيَّةَ وَعَادَاتِهِ كَانَ أَخْلَاقًا مُعَاوِيَّةَ

أَنَّهُ كَانَ يَأْذُنُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ خَمْسَ مَرَّاتٍ كَانَ إِذَا أَصَلَ الْفَجْرَ جَلَسَ لِلْمَقَاصِ حَتَّى يَقْرَأَ مِنْ قِصَصِهِ ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتَهُ مُصْغِفًا فَيَقْرَأُ آخِرَ آيَاتِهِ ثُمَّ يَدْخُلُ إِلَى مَنْزِلِهِ قِيَامًا مُرَوِّعًا ثُمَّ يُصَلِّيُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الْبَلْبَلِ قِيَادُ الْخَاصَةِ الْخَاصَةِ حَيْثُ تَحْتَمُّ وَيُحَدِّثُونَ لَهُ وَيَدْخُلُ عَلَيْهِ وَرَأَاهُ فَيَكْلِمُونَهُ فَيَمَارِيهِ وَكَانَ مِنْ يَوْمٍ مَرَّ إِلَى الْبَلْبَلِ ثُمَّ يُقَالُ بِالْعَدَاةِ الْأَصْغَرِ وَهُوَ فَضْلَةُ عَشَائِهِ مِنْ حَتَّى بَارِدِ الْفَرْجِ أَوْ مَا يُشَبِّهُهُ ثُمَّ يَتَحَدَّثُ طَوِيلًا ثُمَّ يَدْخُلُ مَنْزِلَهُ لَمَّا أَرَادَهُ يَخْرُجُ فَيَقُولُ يَا غُلَامُ أَخْرِجِ الْكُرْسِيَّ فَيَخْرُجُ إِلَى السَّجْدِ فَيُوضَعُ فَيَسْتَحْدُ ظَهْرَهُ إِلَى الْقُصُورَةِ وَيجلس على الكُرْسِيِّ وَيَقُومُ الْأَحْرَاسُ فَيَسْتَقْدِمُ إِلَيْهِ الضَّعِيفُ وَالْأَعْرَابِيُّ وَالصَّبِيُّ وَالْمَرْأَةُ وَمَنْ لَا أَحَدَ لَهُ فَيَقُولُ لِعَزْوَةٍ وَيَقُولُ عُذِيٌّ عَلَى فَيَقُولُ أَيْعُوَامَعَةٍ وَيَقُولُ صُنْعِي لَيَقُولُ انْظُرُوا فِي أَمْرٍ حَتَّى إِذَا الْعَرِيقُ أَحَدًا دَخَلَ فَجَلَسَ عَلَى التَّيْسِ ثُمَّ يَقُولُ أَتَذُنُوا لِمَنْ عَلَى قَدِيرٍ مَسَارِيرِهِ وَلَا تَشْفَعُ لِي أَحَدٌ عَنْ رَدِّ السَّلَامِ فَيَقَالُ كَيْفَ أَحْبَبَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَطَالَ اللَّهُ بِمَقَامَةٍ فَيَقُولُ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ فَإِذَا اسْتَوَوْا جُلُوسًا قَالَ يَا هَؤُلَاءِ إِنَّمَا سُمِّيْتُمْ أَشْرَافًا لِأَنَّكُمْ شَرَفْتُمْ مِنْ دُونِكُمْ بِهَذَا الْجُلُوسِ ارْقَعُوا إِلَيْنَا حَوَاجِرَ مَنْ لَا يَعْمَلُ إِلَيْنَا فَيَقُومُ الرَّجُلُ فَيَقُولُ اسْتَشْهِدْ

فَلَا يَقُولُ أَهْرَمُوا لَوْلَاكُمْ وَيَقُولُ أَهْرَغَابُ فَلَا عَنْ أَهْلِهِ
 يَقُولُ تَعَاهِدُوا هُمُ اعْطَوْهُمُ اقْضُوا حَوَائِجَهُمْ اخْذُمُوهُمْ
 ثُمَّ يُوَلِّي بِالْعَدَاءِ وَيَحْضُرُ الْكَاتِبُ فَيَقُومُ عِنْدَ رَأْسِهِ وَ
 يَقْدُمُ الرَّجُلُ فَيَقُولُ لَهُ اجْلِسْ عَلَى الْمَائِدَةِ فَيَجْلِسُ
 يَمُدُّ يَدَهُ فَيَأْكُلُ لَعْمَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَالْكَاتِبُ يَقْرَأُ كِتَابَهُ
 فَيَأْمُرُ بِهِ بِأَمْرِهِ فَيَقَالُ يَا عَبْدَ اللَّهِ اعْتَبْ فَيَقُومُ وَيَتَقَدَّمُ
 آخِرَ حَتَّى يَأْتِيَ عَلَى أَصْحَابِ الْحَوَائِجِ كُلِّهِمْ وَرُبَّمَا قَدِمَ
 عَلَيْهِمْ مِنْ أَصْحَابِ الْحَوَائِجِ أَنْ يَبْعُونَ أَوْ يَخْرُجُوا عَلَى قَدْرِ
 الْعَدَاءِ وَكَيْفَالٍ لِلتَّاسِ أَحْبَبُوا فَيَتَمَرُّونَ فَيَدْخُلُ مَنْزِلَهُ
 فَلَا يَطْعَمُ فِيهِ طَائِعٌ حَتَّى يَنَادِيَ بِالْقَهْرِ فَيُخْرِجُ فَيُصَلِّيُ
 ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يَجْلِسُ فَيَأْذَنُ لِلْعَاصَةِ
 الْعَاصَةِ فَإِذَا كَانَ الْوَقْتُ وَقَدْ شَتَاءَ أَنَا هُمْ يَزِيدُ الْعَارِيَّةَ
 مِنَ الْأَخْبِيَّةِ الْيَابِسَةِ وَالْخَشْكَنَاتِ وَالْأَهْرَامِ
 الْمُعْجُونَةِ بِالسَّبِينِ وَالسَّكْرِ وَدَقِيقِ التَّمِيدِ وَالْكَعْكِ
 الْمُسَمَّنِ وَالْمَنَوَاكِهَ الْيَابِسَةِ وَالذُّنْجُورِ وَإِنْ كَانَ وَقْتُ
 صَيْفٍ أَنَا هُمْ بِالْمَنَوَاكِهَ الرَّطْبَةِ وَيَدْخُلُ الْيَهُودُ وَرَأَوْهُ
 قَبِيلُ أَمْرٍ مِنْهُ فِيمَا احْتَأَجُّوا إِلَيْهِ بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ وَيَجْلِسُ
 إِلَى الْعَصْرِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّيُ الْعَصْرَ ثُمَّ يَدْخُلُ إِلَى مَنْزِلِهِ
 فَلَا يَطْعَمُ فِيهِ طَائِعٌ حَتَّى إِذَا كَانَ فِي الْخَيْرِ أَوْ قَاتِ الْعَصْرِ
 خَرَجَ فَيَجْلِسُ عَلَى سَرِيرِهِ وَيُؤْذَنُ لِلتَّاسِ عَلَى مَنَازِلِهِمْ
 فَيُوَلِّي بِالْعَشَاءِ فَيَمُرُّ مَرْمَتَهُ مَقْدَرُ مَا يَنَادِي بِالْعَرَبِ

فَيَخْرُجُ فَيُصَلِّيُهَا ثُمَّ يَصَلِّيُ بَعْدَهَا أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَقْرَأُ
 فِي كُلِّ رَكَعَةٍ خَمْسِينَ آيَةً يَجْهَرُ نَارَهُ وَيَخَافُ أَهْلَهُ ثُمَّ
 يَدْخُلُ مَنْزِلَهُ فَلَا يَطْعَمُ فِيهِ طَائِعٌ حَتَّى يَنَادِيَ بِالْعَوَا
 الْأَخِيرَةِ فَيَخْرُجُ فَيُصَلِّيُ ثُمَّ يُوَذِّنُ لِلْعَاصَةِ وَالْعَاصَةِ
 الْعَاصَةِ وَالْوَرَّاءِ وَالْحَاشِيَةِ فَيُؤَمِّرُهُ الْوَزَرَ
 فِيمَا أَرَادُوا صَدْرًا مِنْ كَيْلِهِمْ وَيَسْمُرُ إِلَى ثُلُثِ
 اللَّيْلِ فِي أَخْبَارِ الْعَرَبِ وَأَيَّامِهَا وَالْعَجَبِ وَمُلُوكِهَا
 وَسِيَاسَتِهَا لِرَعِيَّتِهَا وَسِيرِ مُلُوكِ الْأُمَمِ وَخُرُوبِهَا
 وَمَكَائِدِهَا وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنْ أَخْبَارِ الْأُمَمِ السَّائِقَةِ
 ثُمَّ تَأْتِيهِ الْقُرُوفُ الْعَرَبِيَّةُ مِنْ عِنْدِ نِسَائِهِ مِنَ الْحُلَى
 وَغَيْرِهَا مِنَ الْمَاكِلِ النَّطِيفَةِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيَتَأَمَّرُ ثُلُثَ
 اللَّيْلِ ثُمَّ يَقُومُ فَيَقْعُدُ فَيَحْضُرُ الدَّقَائِرُ فِيهَا سِيرَ
 الْمُلُوكِ وَأَخْبَارَهَا وَالْعُرُوبَ وَالْعَمَّاكِيْدَ يَقْرَأُ
 ذَلِكَ عَلَيْهِ عِلْمَانُ لَهُ مَرْتَبَتَانِ وَقَدْ وَحَّكُوا
 بِحِفْظِهَا وَقَدْ آتَاهَا فَتَمُرُّ لِسْمِيعِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ
 جَمَلٌ مِنَ الْأَخْبَارِ وَالسِّيَرِ وَالْإِنْقَارِ وَ
 أَنْوَارِ السِّيَاسِيَّاتِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّيُ
 الصُّبْحَ ثُمَّ يَمُوتُ فَيُفَعِّلُ مَا وَصَّيْنَا فِي
 كُلِّ يَوْمٍ .

روح القدس قد جدد من اخلاق معاويه وعادته

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اخلاق و عادات۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حسن سلوک ایسا تھا کہ آپ جو جس گھنٹوں میں پانچ مرتبہ اذن ملاقات دیتے۔ نماز صبح ادا کرنے کے بعد قصر گوئے قصر جات سنتے جب وہ مکمل کر لیتا۔ تو گھر سے منگو کر قرآن پاک کے کچھ حصہ کی تلاوت فرماتے۔ پھر گھر تشریف لے جاتے۔ اور امرونی کرتے۔ پھر چار رکعت (اشراق، چاشت، نفل) ادا کر کے مجلس خازن میں تشریف لاتے۔ آپ کے خاص خاص آدمی اگر کچھ سنتے مٹاتے۔ آپ کے وزراء بھی اس دن کے شام تک کے پروگرام پر گفتگو کرتے۔ اس کے بعد رات کے کھانے سے کچھ بچی ہوئی اشیاء کا پھلکا ناشتہ کرنے کے لیے لائی جاتیں۔ جس میں بھری یا کسی پرندے یا کسی ایسے حلال جانور کا گوشت ہوتا جس کی طبیعت سرد ہوتی۔ پھر نادیر گفتگو جاری رہتی پھر جب دل چاہا۔ گھر تشریف لے جاتے۔ پھر واپس اگر غلام کو کرسی لانے کا کہتے۔ مسجد میں گھر کی طرف پشت کر کے کرسی پر بیٹھ جاتے اس پاس محافظوں کی نگرانی میں آپ کے پاس ضعیف، دیہاتی بچے، عورتیں اور بے سہارا لوگ حاضر ہوتے کوئی کہتا۔ مجھ پر ظلم ہوا۔ آپ فرماتے اس کی مدد کرو۔ کوئی اپنے اوپر زیادتی کی شکایت کرتا۔ تو اس کے ساتھ آدمی بھیجنے کا حکم دیتے۔ دھوکہ دہی ہوتی۔ تو اس پر غور کرنے کا فرماتے جب سائل کوئی درہتا۔ تو آپ اپنی نشست گاہ پر بیٹھ جاتے۔ لوگوں کو ان کی حیثیت کے مطابق بلایا جاتا۔ آپ فرماتے تم میں سے کوئی بھی مجھے کسی سلام دینے والے کا جواب دینے میں روکاوٹ نہ دینے۔ لوگ دریافت کرتے۔ امیر المومنین نے صبح

کیسی کی؟ اللہ ان کی عمر دراز فرمائے۔ جواباً فرماتے۔ اللہ کی نعمتوں میں صبح کی۔ جب سب مطمئن ہو کر بیٹھ جاتے۔ تو فرماتے۔ تم اس مجلس میں آنے کی وجہ سے بوجہ ممتاز ہونے کے ذی شرف ہو۔ جو ہم تک پہنچ سکیں۔ ان کی حاجات کا پہنچانا تمہارا کام ہے۔ ایک شخص کھڑے ہو کر کہتا۔ فلاں شہید ہو گیا۔ آپ اس کی اولاد کا وظیفہ مقرر فرما دیتے۔ دوسرا کہتا۔ فلاں آدمی گھر سے غائب ہو گیا۔ آپ اس کے گھر والوں کی مدد و حفاظت کا کہتے۔ حاجات کی برآری اور خدمت کا حکم دیتے۔ پھر کھانا لایا جاتا۔ کاتب آپ کے سر کی طرف کھڑا ہوتا۔ ایک آدمی کو لایا جاتا۔ اُسے فرماتے۔ کھانا بھی کھاؤ اور اپنی حاجت بھی بیان کرو۔ دو تین قسمے کھانے تک کاتب اس کے بارے میں آپ کا حکم لکھ لیتا۔ پھر اُسے پیچھے کر کے دوسرے کو بلایا جاتا۔ اسی طرح ایک ایک کر کے لوگ آتے رہتے اپنی حاجات بیان کرتے بعض دفعہ ان اکو کا آنے والوں کی تعداد چالیس تک ہو جاتی۔ کھانا اٹھایا جاتا۔ لوگوں سے اجازت لے کر آپ اپنے گھر واپس آ جاتے۔ حتیٰ کہ کوئی سائل باقی نہ رہتا۔ ظہر کی اذان ہوتی آپ گھر سے نکل کر نماز ادا فرما کر باقی چار رکعت گھر پہنچا دیتے۔ پھر در مجلس تفسار و برپا ہوتی۔ خاص اخص لوگوں کو طلب کر لیا جاتا موسم سرما میں حاج کے کھانے یعنی خشک مٹھائیاں، حبشک، دودھ، شکر میں بھگوئی ہوئی روٹی، میدے اور گھی سے بنے کیک اور دیگر خشک پھل لائے جاتے۔ موسم گرما میں ترمیو سے اور پھل لائے جاتے اس دوران وزراء آتے۔ اور باقی آمدہ دن کے بارے میں احکامات وصول کرتے۔ عرصہ تک یہ سلسلہ جاری رہتا۔ نماز عصر پڑھ کر آپ گھر

تشریف لے جاتے۔ اس وقت تک کوئی حاجت نہ رہتا۔ عصر کے آخری وقت پھر گھر سے نکلنے نشست گا و پر جلد فروز ہوتے۔ حسبِ حیثیت لوگوں کو بلایا جاتا۔ شام کا کھانا حاضر کیا جاتا۔ اذان مغرب تک مجلس قائم رہتی لیکن اس نشست میں حاجت مندوں کو نہ بلایا جاتا۔ کھانے کے بعد اذان مغرب ہوتی۔ اور نماز کے بعد چار رکعت نفل رواۃین ادا کرتے۔ ان چار رکعتوں میں سے ہر ایک کے اندر تقریباً پچاس آیات تلاوت فرماتے۔ قرأت کبھی بلند اور کبھی آہستہ فرماتے۔ پھر گھر تشریف لے جاتے۔ اب کوئی انتظار کرنے والا باقی نہ رہتا۔ اذان حشا ہوتی۔ نماز پڑھنے سے فراغت کے بعد خاص اور خاص الخاص لوگوں۔ وزراء اور درباریوں کو بلایا جاتا۔ یہ لوگ رات کی تہائی حشر تک آپ سے احکامات لیتے۔ رات کے تیسرے پہر عرب و عجم کے بادشاہوں، ان کی ملکی سیاست، بیسے بادشاہوں کے احوال، ان کی جنگیں، ان کا رعایا سے سلوک اور دیگر داستانیں سنی جاتیں۔ پھر گھر کے مغربی طرف زنان خانے سے ملکی اور شہمی غذا لائی جاتی۔ اس کے بعد آپ گھر تشریف لے جاتے۔ ایک تہائی رات آرام فرماتے۔ پھر اٹھ بیٹھتے۔ دفاتر لائے جاتے۔ جن میں بادشاہوں کے حالات، سیرت، جنگی تدابیر کو چند کاغذ سے پڑھ کر سنا تے۔ یہی لوگ ان دفاتر کی حفاظت اور پڑھائی کے وزراء تھے۔ یونہی ہر روز بادشاہوں کی سیرت، حالات زمانہ، ان کی جنگی تدابیر اور داخلی پالیسیوں کا کچھ حصہ آپ کو سنایا جاتا۔ پھر اٹھ کر نماز فجر ادا کرتے۔ اسی طرح آپ کی روزمرہ زندگی کا معمول تھا۔

خلاصہ کلام ۱۔

جس شخص کے چوبیس گھنٹوں میں سے صرف چار گھنٹے اپنی ذات کے لیے اور بیس گھنٹے مخلوقِ خدا کی داد رسی، نماز و تلاوت قرآن میں صرف ہوتے ہوں۔ امور ملکیت سرانجام دینے میں بسر ہوتے ہوں۔ لازم ہے کہ وہ شخص حقیقت میں خونِ خدا سے منہدار اور ظلم قرآن سے بہت زیادہ واقف ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔ ”اَشْمَايُخْشَى اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ“، حقیقت میں علماء کو ہی خشیتِ الہی حاصل ہوتی ہے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان اوصاف سے کیوں کر متصف نہ ہوں۔ جب کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ ”اللّٰهُمَّ عَلِّمَهُ الْكِتَابَ“، گویا رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی قبولیت ہمیں امیر معاویہ کے دور خلافت کے شب و روز بسر کرنے میں نظر آتی ہے۔ اور ان کا قرآن و سنت کے مطابق عدل و انصاف اس کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب ایک مرتبہ کسی نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے شکایت کے رنگ میں امیر معاویہ کے بارے میں کہہ کر وہ ترکی ایک رکعت پڑھتے ہیں۔ تو عبد اللہ بن عباس نے فرمایا۔ ”دع فانه فقيه“، چھوڑ دو وہ قرآن و حدیث کی سوجھ بوجھ رکھنے والے ہیں۔ تو جس شخصیت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو امت کا بہت بڑا مجتہد ”فقید“ کہے۔ اس کی فقاہت کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ گویا ان کی فقاہت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اثر تھی۔

ہم شیعوں حضرات سے انصاف کے نام پر لیلی کرتے ہیں کہ جس مردِ کامل کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ”علم کتاب“ کی دعا مانگی۔ دنیا و آخرت کی دو معافی، طلب کی دو کتاب وحی، ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ جلیل القدر صحابی نے ”فقید“

کا لقب عطا فرمایا۔ پھر شیعہ مؤرخ نے اسی کے چوبیس گھنٹے گزرنے کی جو تصویر کھینچی۔
ایسی شخصیت کے بارے میں یمن یمن کیسے جانتر ہو سکتا ہے؟ ان عبارات کو غور سے
اور بار بار پڑھو۔ اور عمل کرنے کی کوشش کرو۔ شاید دل کے حجاب اٹھ جائیں۔ اور توجہ
کا معطر درست ہو جائے۔ اور اللہ اس کے رسول اور تمام مومنین کی سنت سے
چٹھکارا حاصل ہو جائے۔ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

ناسخ التواریخ:

نصیبین بامداد ان کو نماز صبح می گذاشت گوش فرامیداشت و اخبار و احادیث
مما کبر را صغای نمود آنگاه یعنی از کتاب خدای قرائت می کرد و زمانی
با مروءتی مملکت می پرداخت پس چہار رکعت نماز مستحب می گذاشت
و در مجلس خاص می نشست و خاصان حضرت را حاضر می ساخت و با ایشان
گوناگون سخن می کرد و ہم در این وقت پیش کاراں درگاه و وزرای کاراگاه
حاضر می شدند و داخل و عقد مملکت، آنچه در آن روز باید فیصل داد و بعضی
میرسانیدند و خط حواذ گرفته مراجعت می کردند آن ہنگام بجای القمۃ الصباح
از فضول اغذیہ شبانہ طبع بزغالہ و مرغ کباب کرده و امثال آن حاضر
می ساختند و با گل آن اشیا میپرداخت و فراوان از ثغور ممالک و
احادیث بلا وقفہ می کرد۔

و از پس آن بسرای خویش در میرفت و بکار بانی درونی میپرداخت
آنگاه غلام خویش را بانگ می زد و فرمان می داد کہ کسی مرا بجانب مسجد
حمل میدہ پس کسی اورا بجانب مسجد می بردند و در مقصورہ مسجد جای می دادند
و مغویہ اندر مسجد بر فراز کسی می نشست و حارسان و عوانان در برابر او صف زدہ
بر پای ایستادہ می شدند و اورا در انجمن حاجبی و در بانی نبود مردم

مسکین و ضعیف و اعرابی و زنان و طفلان و غریبان و بیگساں حاضر می
شدند ہر کرا حاجتی بود و بجا جزئی بعرض میرسانید آن کس کرمی گفت غلامم
فرماں می کرد کہ نفس کنید و کس باتفاق اوراں کنید تا ظالم را حاضر کند بیگویند
یک یک را پیش می کرد و حاجت روائی ساخت۔

آنگاہ داخل می شد ہزارا لامارہ و بر سرین خویش می نشست و مردم را میگفت
یک یک مرا سلام میدہ و بچہ اب سلام مہل و مشغول مگذازید پس آنگاہ کہ ہنگام
حاضر می شدند بکین سخن می کرد و می گفت کیف اُصبح امیر المؤمنین و مغویہ در پاسخ می
گفت بنعمۃ من اللہ آنگاہ ہر کس باندا زہ منزلت و مکانت بجای خویش
می نشست پس معاویہ روی بایشان می آورد و می گفت شما در شمار اشرافید
زیرا کہ شمارا بدخول این مجلس تشریف کردہ اند از بہر آنکہ حاجت آنان را کہ
بدین مجلس راہ نداشتد بعرض رسانید پس مردی بر می خاست و در اسعاف امر
حاجت مندی سخن می کرد و از مغویہ پاسخ می گرفت بدین گونه مطالب و آداب
مردم را صغای نمود تا سخن پبای میرفت۔

آنگاہ فرمان می کرد تا خورشش و خورونی حاضر می ساختند و مائدہ می نهادند
و کتاب را می فرمود تا بر سر او ایستادہ می شدند و جماعتی را کہ اسعاف
حاجت بصدور مناشیر مربوط بود و مردی آوردند مردی را فرمان می کرد کہ بر سر
مائدہ بنشین و با گل طعام مشغول باش آن مرد می نشست با گل طعام می
پرداخت و کاتب منشور او را قرائت می کرد و مطالب او را مروض میداشت
و پاسخ می گرفت چون امر او بانجام میرسید اورا خطاب می کردند کہ واپس
نشین و دیگری بجای او می نشست و کاتب بکار او می پرداخت بیگویند
چندانکہ مائدہ در مجلس بود و مغویہ کارا گل و شرب می کرد چہل کس را پیش

و کم حاجت رومی ساخت۔

آنکھ مردم را رخصت انصاف میداد و خود بسرای خویش در می رفت و ہمچو کسی را قدرت اظهار حاجت نبود چون بانگ ظہر بر می خاست حاضر مسجد می شد و نمازی گذاشت و بی توانی باز سرای می شد و چار رکعت نماز مستحب می گذاشت و می نشست و خاصاں خویش را طلب می کرد اگر زمستان بود با شیار گرم و خشک مانند باورنج و فواک خشک و نان شیر و شکر و احتیضه (ایا بسه و امثال آن) ایشان را دعوت می کرد و اگر تابستان بود فواک رطب و میوه باقی باره حاضر می ساخت و دیگر با و در حاضر می شدند و اموری که در آن روز واجب بود بعضی میرسانیدند و فیصل میدادند۔

این وقت ہنگام نماز عصر فرامی رسید پس بر می خاست و نماز عصر می گذاشت و بسرای خویش در می رفت و ہمچو کسی را قدرت سخن نبود تا نزدیک بنماز مغرب پس بیرون می شد و بر سر پیش می نشست و ہر کس را باندازه مقدار اداؤن جلوس میداد و غذای خشک طلب می کرد و مشغول باکلی و شرب بود تا گاہ نماز مغرب فرامی رسید و مردمان حاضر بودند و ہمچو کسی را نیروی اظهار حاجتی و طلبی نبود پس نماز مغرب می گذاشت و ادیس آن ادای چہار رکعت نماز مستحب می نمود و در ہر رکعتی پنجاہ آیت بجز یا اخفات تلاوت می کرد و دیگر بارہ بسرای در می رفت و ہنگام نماز عشا بیرون می شد و نماز می گذاشت۔

و این وقت ویرہگان و نگاہ و نزدیکان حضرت و وزرای بزرگ را طلب می فرمود و احکام آن شب را تا بروز بلاغ میداد و آنگاہ بتذکرہ تواریخ میبرد و ایک ثلث شب را اصنافی اخبار عرب و ایام ایشان و قصہای عجم و ملوک

جلد اول

ایشان و مکاتبات ایشان را و جنگها و سیاست ایشان را و انقسم می نمود پس از سرای درونی نسوان و طبیبہای علوا و خور و نپیہای لطیف بیرون میفرستادند تا خود می خورد و با اہل مجلس می خوردانید آنکھ بوشاق خواب در می رفت و یک ثلث شب می غفلت پس بر میخاست و چند تن از غلامان خود را فرمان کردہ بود کہ از اخبار پیشینیان و ملوک پیشین زمان و تدبیر ایشان در کار ملک و مملکت از بر کردہ بودند پس ایشان را طلب می کرد تا آن حکایت را از بر قرائت می کردند تا گاہی کہ سفید صبح بر میدید پس بر می خاست و نماز با اداؤن می گذاشت و عادات روز گذشتہ را عادت می کرد۔

(تاریخ التواریخ جلد اول ص ۳۰۱ تا ۳۰۴ زندگانی امام حسن رضی اللہ عنہ ذکر رکعت معاویہ بن ابی سفیان مصنفہ لسان الملک مرزا محمد تقی مطبوعہ ایران) ترجمہ: نماز صبح ادا کرنے کے بعد سب سے پہلا جو کام کرتے وہ یہ مختلف ممالک کے حالات و واقعات سنتے۔ پھر کچھ وقت قرآن کریم کی تلاوت فرماتے۔ اور پھر کچھ وقت امور حکومت میں بسر فرماتے۔ اس کے بعد چار رکعت مستحب (نماز چار رکعت) ادا فرماتے۔ اور خاص مجلس میں تشریف لاتے۔ اور خاص خاص لوگوں کو بلواتے۔ ان سے طرح طرح کی گفتگو فرماتے۔ اسی وقت میں حکومت کے وزراء اور اہل کار بھی حاضر ہوتے کہ جن کے سپرد امور مملکت ہوتے۔ اور جو کچھ اس دن کرنا ہوتا اس کے احکام صادر فرماتے۔ اور اجازت نامہ حاصل کر کے اپنی اپنی ذمہ داری نبھاتے واپس چلے جاتے۔ اس کے بعد صبح کے ناشتہ کے لیے راست کی بچی ہوئی خوراک مثلاً بھنا ہوا بجرمی کا گوشت اور مرغ کے کباب وغیرہ لائے جاتے۔ انہیں آپ تناول فرماتے۔ اور مختلف ممالک

کے قلعہ جات اور ان کی آبادیوں کے واقعات قصہ جات بیان کرتے
اس کے بعد آپ اپنے دولت کدہ میں تشریف لے جاتے اور
گھر بیکام سرانجام دیتے۔ پھر اپنے غلام کو آواز دیتے۔ اور فرماتے کہ بیکری
کرسی اٹھاؤ۔ اور مسجد کی طرف لے چلو۔ وہ آپ کی کرسی مسجد کی جانب لے
جاتا۔ اور مسجد کی ایک اونچی جگہ پر جا کر رکھ دیتا۔ اور حضرت امیر معاویہ مسجد میں
اس کرسی پر بیٹھتے۔ اور چونکہ رومیوں کے معاویہ آپ کے بائیں سامنے
قطاریں باندھے کھڑے ہو جاتے۔ آپ کا اس مجلس میں نہ تو کوئی دیوان
ٹھکا اور نہ ہی کوئی پہرہ دار، غریب، مسکین، ھعیف، دیہاتی، عورتیں
بچے اور بے کس لوگ حاضر ہوتے جس کی جو شکل ہوتی۔ وہ بیکری سوکاٹ
کے عرض کرتا۔ جو کہتا کہ میں مظلوم ہوں۔ اس کے بارے میں حکم دیا جاتا۔
اگر اس کی تفتیش و تفتیش کرو۔ اور کسی کو اس کے اتفاق سے اس شخص کے
لانے کے لیے بھیجا جاتا۔ جس نے اس پر ظلم کیا ہوتا۔ اس طرح آپ ایک
ایک آنے والے کا مسئلہ پوچھتے۔ اور اس کی پریشانی کو دور فرماتے۔
پھر آپ ”دارالامارۃ“، تشریف لاتے۔ اور اپنے تخت پر جلوہ افروز
ہوتے۔ اور لوگوں کو ارشاد فرماتے کہ ایک ایک کر کے مجھے سلام کرنے
نہ آئے۔ اور اس طرح سلام کے جواب دینے میں مجھے دوسرے اہم
کاموں سے مشغول نہ کرو۔ پھر جب سب آنے والے آجاتے تو
ان میں سے ایک سلسلہ کلام یوں شروع کرتا کہ اے امیر المؤمنین! آپ
نے صبح کسی کی؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس کے جواب میں فرماتے
”اللہ تعالیٰ کی نعمت میں“ پھر ہر آنے والا اپنے اپنے مقام و مرتبہ
کے مطابق نشست گاہ پر بیٹھ جاتا۔ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

ان کی طرف متوجہ ہوتے۔ اور فرماتے۔ دیکھو! تمہارا شمار معززین و اشراف
میں ہوتا ہے۔ اس لیے کہ تمہیں اس مجلس میں آنے کی اجازت دی گئی۔ اور
یہ اس لیے کہ تم یہاں اگر ان لوگوں کی حاجات و مشکلات مجھ تک پہنچاؤ جو
یہاں نہیں آسکتے۔ پھر ایک شخص کھڑا ہوتا۔ اور ایک ضرورت مند کی ضرورت
پر ادا کرنے کے بارے میں کچھ معلومات پیش کرتا۔ اور آخر میں حضرت
امیر معاویہ سے اس کی حاجت برآری کا پروا نہ لیتا۔ اس طریقہ سے آپ
اپنی رعایا کی مشکلات اور ضروریات سنتے۔ تاکہ بات مکمل ہو جاتی۔

پھر حکم دیتے کہ کھانا وغیرہ لایا جائے۔ اور دسترخوان بچھانے کا
حکم دیتے۔ اور اپنے تمام فشیوں کو فرماتے کہ وہ آپ کے بائیں قریب
کھڑے ہو جائیں۔ اور ان لوگوں کے بارے میں احکامات کہیں جنہیں
عوام کی ضروریات پر راکرنی ہیں۔ ایک شخص کو حکم دیتے کہ دسترخوان پر
بیٹھ جائے۔ اور کھانا کھانے میں مشغول ہو جائے۔ وہ بیٹھ جاتا
اور کھانا کھانے میں مشغول ہو جاتا۔ اور فشی حکمنامہ پڑھ کر سناتا۔ اور
اس کی گزارشات پیش کرنا۔ اور پھر آپ سے اس بارے میں کوئی حکم
وصول کرتا۔ جب اس کا معاملہ پورا ہو جاتا۔ تو اس کو ارشاد فرماتے کہ
جاؤ واپس چلے جاؤ۔ اور کسی دوسرے کو اس کی جگہ بٹھا لیتے۔ اور فشی
اس کی گزارشات لکھنے لگتا۔ اس طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
کھانا تناول فرمانے کے دوران تقریباً چالیس حاجت مندوں
کی حاجت پوری فرماتے۔

اس کے بعد آپ لوگوں کو واپس چلنے جانے کی اجازت دیتے
اور خود اپنے دولت کدہ میں تشریف لے آتے۔ اب کسی کو بھی اپنی

مجموعی یا ضرورت پیش کرنے کی اجازت نہ ہوتی۔ جب ظہر کی افان ہوتی۔
 آپ مسجد میں تشریف لاتے۔ اور نماز ادا کرتے۔ اور مزید ٹھہرے بغیر آپ
 واپس گھر تشریف لا کر چار رکعت مستحب ادا فرماتے۔ اور بیٹھ جاتے۔ اور
 اپنے خاص آدمیوں کو بجاتے۔ اگر سردی کا موسم ہوتا۔ تو گرم اشیا اور خشک
 میو جات مثلاً خشک پھل، شیر و شکر کی روٹی، حلوا خشک اور ان جیسی دیگر اشیاء
 کے ساتھ حاضرین کی دعوت فرماتے۔ اور اگر گرمی کا موسم ہوتا۔ تو ترمیوہ جات
 اور ٹھنڈے مشروبات حاضر ہوتے۔ اس کے بعد وزراء کو بلوایا جاتا۔ اور
 جو کام اس دن کے ضروری ہوتے وہ فیصلہ کر کے ان کے احکام آن وزراء
 کے سپرد کیے جاتے۔

اس دوران نماز عصر کا وقت ہو جاتا۔ آپ اٹھتے اور نماز ادا فرماتے۔ اور
 اپنے دولت کمرہ واپس تشریف لے آتے۔ نماز مغرب تک اب کسی کو
 گفتگو کرنے کی اجازت نہ ہوتی۔ نماز مغرب کے قریب آپ باہر تشریف
 لاتے۔ اور اپنے تخت پر جلوہ افروز ہو جاتے۔ اور پھر شخص کو اس کے
 مقام و مرتبہ کے مطابق بیٹھنے کی اجازت ملتی۔ رات کا کھانا منگوایا جاتا۔
 اور کھانے پینے میں مشغول ہو جاتے۔ اب نماز مغرب کا وقت ہو جاتا۔
 لوگ حاضر ہوتے۔ اور کسی کو بھی اپنی ضرورت و حاجت کے بیان کرنے
 کی طاقت نہ ہوتی۔ پھر نماز مغرب ادا فرماتے۔ اس کے بعد چار رکعت
 مستحب ادا فرماتے۔ اور ہر رکعت میں پچاس آیتیں بلند آواز سے تلاوت
 فرماتے۔ یا آہستہ پڑھتے۔ اب دوبارہ دولت خانہ میں تشریف لے جاتے۔ اور نماز
 عشاء کے وقت باہر تشریف لاتے۔ اور نماز ادا فرماتے۔

اس وقت آپ دربار کے مخصوص افراد اور اپنے نزدیک لوگوں اور اہم

وزیروں کو بجاتے۔ اور اس رات کے صبح تک کے احکامات صادر
 فرماتے۔ پھر آپ تواریخ پڑھنے میں مشغول ہو جاتے۔ اور رات کا ایک
 تہائی حصہ عرب لوگوں کے واقعات اور ان کے حالات، عجم کے رہنے
 والوں کے قصہ جات اور ان کے بادشاہوں کے حالات۔ ان کے
 جنگوں میں مختلف داؤ بیچ اور ان کی سیاست کو دہ اپنا رعایا کو کس طرح
 نظم و ضبط سے رکھتے تھے۔ ان باتوں کے سننے میں مشغول ہو جاتے۔ اس
 کے بعد دولت کمرہ کے اندر سے آپ کی گھریلو مستورات حلوہ کے تھال
 اور دوسری عمدہ خوردنی اشیاء باہر بھیجتیں۔ تاکہ خود بھی آپ تناول فرمائیں
 اور دیگر اہل مجلس کو بھی کھلائیں۔ پھر آپ سونے کی تیاری فرماتے۔ اور
 رات کا ایک تہائی حصہ آرام فرماتے۔ پھر اٹھ بیٹھتے۔ اور اپنے چند غلاموں
 کو حکم دے رکھا تھا۔ کہ وہ گورے ہوئے بادشاہوں، ان کی حکومتی تدابیر
 اور ان کے حالات زندگی یاد کر رکھا کریں۔ اب انہیں طلب فرماتے۔
 تاکہ وہ اگر مذکورہ باتیں آپ کو سنائیں۔ یہ سلسلہ صبح صادق تک چلتا۔ پھر
 آپ اٹھتے اور نماز صبح ادا فرماتے۔ اور پھر آج کے دن کی مصروفیات
 اسی طرح پوری کرتے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

قارئین کرام! امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ وہ سیرت ہے کہ جس کو ہر منصف آدمی کچھ
 کر بلا تاثر کہہ اٹھے گا کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک اعلیٰ درجے کے عابد اور
 عادل حاکم تھے۔ اور وہ اس حدیث کے مصداق تھے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ قیامت میں عادل حاکم کو اللہ تعالیٰ عرض کے سایہ میں جگہ دے گا۔ اور پھر امیر معاویہ رضی
 اللہ عنہ نے اپنے وصال تشریف کے وقت وصیت کی۔ کہ میرے پاس سرکارا بد قرآن اللہ
 علیہ وسلم کے ناخن تشریف ہیں۔ ان کو میری آنکھوں پر رکھ کر دفن کر دینا۔ اس کا حوالہ

نبی پاک علیہ السلام سے ابوسفیان کی عداوت کے الزام کی تردید

حضرت ابوسفیان اور ان کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت کا یہ مسئلہ انتہائی جمالیات بھرا الزام ہے۔

احادیث میں صاف صاف موجود ہے کہ اسلام قبول کرنے سے سابقہ تمام گناہ مٹ جاتے ہیں۔ اور خود احادیث میں موجود ہے کہ حضرت ابوسفیان کو دو بار کفر میں جس قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت تھی۔ اسلام لانے کے بعد اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ آپ کے ساتھ ایسی محبت ہو گئی جتنی آپ نے اپنے عزیزین کرام کے مناقب ابوسفیان پر مستقل باب باندھے ہیں۔ مثال کے طور پر آپ کے مناقب کے متعلق المستدرک حاکم نے حضرت ابوسفیان کے مناقب میں ایک مستقل باب باندھا ہے جس کی چند احادیث نقل کی جاتی ہیں لیکن ان احادیث کے نقل کرنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا ابتدائی دور بلا شک اسلام اور صاحب اسلام کی مخالفت میں گزرا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں دولت ایمان و اسلام عطا فرمائی۔ تو پھر آپ ایمان میں دیگر صحابہ کرام کی طرح بڑے بچے اور مضبوط تھے۔ اسلام کے لیے ان کی قربانیوں کا تذکرہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ آخر میں ہم ایک ایسے شخص کی زبانی جناب ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل نقل کر رہے ہیں جس میں کچھ تشبیح موجود ہے۔ ہماری مراد صاحب مستدرک امام ابو عبد اللہ رحمہ اللہ کا کم زبنا پروری۔ ”میزان المکتب“ میں ہم نے ان میں تشبیح کے موجود ہونے کو کتب اسما الرجال اور دیگر معتبر کتابوں سے بحوالہ ثابت کیا ہے۔ جن میں تشبیح پایا جاتا ہے وہ اکثر طور پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کے فضائل و مناقب لکھنے سے پہلو تھی کرتے ہیں۔ اس کنجوسی کے باوجود ابو عبد اللہ حاکم نے مستدرک میں جناب ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بہت سے مناقب تحریر کیے۔ ہم انہیں ذیل میں نقل کر رہے ہیں۔

ابوسفیان کا مقام نبی علیہ السلام کی نظر میں

۱۔ مستدرک: قال۔ ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلب بن ہاشم و کان آنس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الرضاع و ابن عمہ ارضعتہ حلیمہؓ یا ما کان یا لیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلمًا بعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عداۃ و ہجاء و ہجی اصحابہ فمکث عشرين سنۃ مغاضبا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یتخلف عن موضع شئ فیؤقرکین لقتال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما ذکر شخوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی مکۃ عام الفتح لقی اللہ عز وجل فی قلبہ السلام فسلم فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل نزولہ الا بواء فاسلم هو و ابنہ جعفر و خرج مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فشهد فتح مکۃ و حنینا قال ابو سفیان کلمتا لیقینا العداۃ یحییٰ اقتحمت عن قریسی و سیدی السیف صلیا و اللہ یعلم آتی اربید الموت دوتہ و هو یظفر اکی فقال العباس یا رسول اللہ ہذا اخوک و ابن عمک ابوسفیان بن الحارث فارض عنہ قال قد فعلت یعفور اللہ لہ کد عداۃ و ق...

عَادَا فَيَسْهَأُ تَرَاكُمْتَ إِلَى فَقَالَ أَخِي لَعَمْرِي فَقَبِلْتُ رَجُلًا
فِي الرِّكَابِ قَاتِلًا وَمَاتَ أَبُو سَفْيَانَ بْنِ الْحَارِثِ بِأَرْبَعَةِ
يَا مَكْدُونِيَّةَ بَعْدَ أَخِيهِ نُوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ بِأَرْبَعَةِ
أَشْهُرٍ إِلَّا ثَلَاثَةَ عَشَرَ لَيْلَةً يُقَالُ فَقَالَ مَا مَاتَ مَسْنَدُ
عَشْرِينَ وَصَلَّى عَلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَكَثِيرٌ
فِي دَارِ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بِالْبَقِيعِ وَهُوَ الَّذِي
حَقَّرَ قَبْرَ نَفْسِهِ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ بِثَلَاثَةِ
أَيَّامٍ - (المستدرک حیدر سوم ص ۲۵۴ ذکر مناقب
ابی سفیان مطبوعہ حیدر آباد دکن)

ترجمہ: ابو سفیان بن الحارث بن عبد المطلب بن ہاشم جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء بھائی بھی تھے۔ اور بھتیجے بھی انہیں سیدہ
علیہ رضی اللہ عنہا نے کئی دن دودھ پلایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے انہیں
بہت محبت اور الفت تھی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان
نبوت فرمایا تو ابو سفیان نے آپ کی اور آپ کے صحابہ کی جی بھر کر
عداوت و مخالفت کی۔ متواتر بیس سال تک مخالفت میں گزارے
اور قریش جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آئے۔ تو یہ ہر
مرتبہ ان کے ساتھ ہوتے۔ پھر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کا فتح کے سال مکہ شریف میں تشریف لانا بیان کیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ
نے ان کے دل میں اسلام ڈال دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام
الہی میں تشریف فرما ہونے سے قبل ہی آپ سے یہ ملے تو خود اور
اپنے بیٹے جعفر محبت اسلام لائے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی میٹھ میں فتح مکہ میں حاضر ہوئے۔ اور جنین میں بھی موجود تھے۔
ابو سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب جنین میں دشمن سے ہمارا
مقابلہ ہوا تو میں اپنے گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔ اورنگی تو مار میرے ہاتھ
میں تھی۔ خدا جانتا ہے۔ کہ میں آپ کے سامنے شہید ہونا چاہتا تھا۔ آپ
نے مجھے دیکھا۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
یہ آپ کا بھائی اور بھتیجہ ہے۔ اس کا نام ابو سفیان بن حارث ہے۔
آپ اس سے راضی ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا میں راضی ہو گیا ہوں اللہ تعالیٰ
اس کی وہ تمام عداوتیں معاف کرے جو اس نے مجھ سے کیں۔ پھر آپ
میری طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا اسے بھائی مجھے اپنی عمر کی قسم میں نے
آپ کے پاؤں کا رکاب میں ہی بوسہ لیا۔ بیان کرتے ہیں کہ
حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کا وصال مدینہ منورہ میں ہوا۔ آپ اپنے
بھائی نوفل بن حارث سے چار ماہ سے تقریباً تیرہ دن کم زندہ رہے
میں ہجری میں انتقال ہوا۔ اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان کی
نماز جنازہ پڑھائی۔ اور عقیل بن ابی طالب کے مکان واقع بقیع میں ان
کیے گئے۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے اپنی موت سے تین دن قبل اپنی
قبر تیار کر لی تھی۔

۲۔ مستدرک:

عن هشام بن عروہ عن أبيه أن أبا سفيان بن الحارث
بن عبد المطلب رضي الله عنه كان أحبَّ قرشي
إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان شديدًا
عليه هكمًا أسكر كان أحبَّ الناس إليه۔

ترجمہ: ہشام بن عروہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت سفیان بن عارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تمام قریش میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک زیادہ محبوب تھے۔ ابتداء میں آپ کے سخت مخالف تھے۔ پھر جب مشرف باسلام ہوئے۔ تو محبوب ترین ہو گئے۔

۳۔ مستدرک:

عن ابی حبیہ البدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر سفیان بن الحارث خنیز اہلہ صحیح علی شرط مسلم و کم یخرجہ۔

ترجمہ: ابوجبہ بری کہتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوسفیان بن عارث میرے بہترین رشتہ دار ہیں۔ امام مسلم کے شرط پر یہ روایت صحیح ہے۔ لیکن امام بخاری اور مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا۔

۴۔ مستدرک:

عن ہشام بن عروہ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید فثیان الجنتۃ ابوسفیان بن الحارث ابن عبدالمطلب قال حاکمہ الخلاق یمیناً و فی رأسہ ثوؤن فمکات فکیرون آتہ شہیداً۔

ترجمہ: ہشام بن عروہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ جناب

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوسفیان بن عارث جنتی نجران کا سردار ہے۔ راوی نے کہا۔ کہ میں جانتا ہوں کہ سر کے بال مونڈنے اور ان کے سر میں مسکا دھکا دھکا کرنا کٹ جانے سے ان کی موت واقع ہو گئی۔ لوگ آپ کو شہید سمجھتے تھے۔

۵۔ مستدرک:

عن الزہری عن کثیر بن العباس ابن عبدالمطلب عن ابیہ قال شہدت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم حنین فلقد رأیتہ و مامعہ إلا أنا و ابو سنیان بن الحارث ابن عبدالمطلب و هو الخذ بلجام بعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و هو را جبہا و ابو سفیان لا یأکون ان یتسرع نحو المشرکین۔ صحیح علی شرط الشیخین و کم یخرجہ۔

ترجمہ: جناب زہری حضرت کثیر بن عباس سے وہ اپنے باپ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ میں غزوہ حنین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا۔ آپ کے ساتھ اس وقت میں اور ابوسفیان تھے۔ ابوسفیان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام پکڑ لی ہوئی تھی حضور اس پر سوار تھے۔ اور ابوسفیان بغیر پرواہ کیے مشرکین کی طرف آگے بڑھ گئے۔ امام بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق یہ روایت صحیح ہے۔ لیکن ان دونوں نے اسے ذکر نہیں کیا۔

۶۔ مستدرک:

حدثنا مصعب بن عبد الله بن الزبير قال وسمعني
صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم
وَلَدُوا الْحَارِثَ بْنَ عَبْدِ الْمَطْلِبِ ابْنِ يَسْفِيَانَ
بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمَطْلِبِ وَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ مِنْ خَيْرِ أَهْلِي وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ سَيِّدُ فَتَيَانَ أَهْلِ الْجَنَّةِ
وَصَكَرَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ
حُنَيْنٍ فَأَبْصَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي حِمَايَةِ الصَّبِيحِ فَقَالَ مَنْ هَذَا قَالَ ابْنُ
أُمِّكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَقَالَ مَلَكَهُ الْخَلْقُ فَكَطَعَ
ثَوْبَهُ مِنْ رَأْسِهِ فَمَكَرَ يَدْقَعَنَّ الدَّمَ حَتَّى مَاتَ
وَكَانَ فِي سِتَّةِ عَشْرِينَ وَصَلَّى عَلَيْهِ عُمَرُ
بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ تَلَقَّى رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ الظَّرِيقِ وَرَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجٌ إِلَى مَكَّةَ لِلْفَتْحِ
كَأَسْكَرٍ قَبْلَ الْفَتْحِ.

المستدرک جلد سوم صفحہ ۲۵۶ تا ۲۵۷ ذکر مناقب ابی

سفیان مطبوعہ حیدرآباد دکن

ترجمہ: جناب مصعب بن عبد اللہ بن الزبیر کہتے ہیں کہ حارث بن
عبد المطلب کے بیٹوں میں سے جس کو صحابیت رسول اللہ صلی اللہ

ابوسفیان بن حارث ہیں۔ ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ میرے بہترین گھر کے آدمی ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ ٹٹ جانے والوں میں سے ایک تھے۔ خوب روشنی ہونے پر
اپنے پوچھا۔ یہ کون ہے؟ عرض کیا۔ کہ آپ کی ماں کے بیٹے ہیں۔
راوی کہتے ہیں کہ حجام نے ان کے سر کے بال کاٹتے وقت آپ کے
مکے کو کاٹ دیا۔ جس کا خون زک سکا۔ یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔
یہ میں ہجری کی بات ہے۔ ان کی نماز جنازہ حضرت عمر بن خطاب رضی
رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اس وقت۔ رات میں
ملے تھے۔ جب آپ فتح مکہ کے سال مکہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے
اور فتح سے قبل ہی مسلمان ہو گئے تھے۔

قاری کرام! ہم نے چند احادیث و آثار نقل کیے ہیں۔ جن میں حضرت ابو
سفیان رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بیان ہوئے ہیں۔ ان میں سے کچھ تو وہ
ہیں جنہیں صاحبِ مستدرک نے امام بخاری و مسلم کی شروط پر وہ صحیح کہا۔ اور
کچھ پر یہ لفظ نہیں ذکر کیا۔ اس سے یہ سمجھا جائے۔ کہ وہ روایات جن کے آخر میں
”وہ صحیح“ نہیں لکھا۔ وہ من گھڑت ہیں۔ کیونکہ اُن پر ضعیف ہونے کا حکم لگانا
درست نہیں ہے۔ اور اگر بالفرض انہیں ضعیف ہی مان لیا جائے۔ تو حدیث ضعیف
بالاتفاق فضائل و مناقب میں مقبول ہوتی ہے۔ موضوعات کبیر میں اس کی تصریح
موجود ہے۔ علاوہ ازیں مستدرک کے تحت اس کی تائید ایک ایسے نقاد نے
کی ہے جس کی تنقید کا معیار بڑا سخت اور بے دھڑک ہے۔ یعنی علامہ ذہبی
رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کا طریقہ یہ ہے کہ مستدرک کی کسی روایت کو اگر مشکوک پایا۔ تو اس
پر کھل کر جرح کر دیتا لیکن امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ روایات بغیر جرح کے

ذکر کر کے یہ بتایا کہ یہ ضعیف بھی نہیں ہیں۔ اور ہر قسم کے شکوک و شبہات سے خالی ہیں۔ بہر حال ان احادیث صحیحہ اور روایات کو کچھ بغیر زبرد سکالہ ان روایات سے درج ذیل امور ثابت ہوئے۔

۱۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو (بلکہ تین) رشتے تھے۔ ایک یہ کہ آپ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ وہ اس طرح کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ اور ابوسفیان کے والد عمارت دونوں حقیقی بھائی ہیں۔ اور ان دونوں کا باپ عبدالطلب ہے۔ دوسرا رشتہ یہ کہ ابوسفیان نے سیدہ حلیمہ کا دودھ پیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نوش فرمایا۔ لہذا دونوں رضاعی بھائی بھی ہیں (تیسرا رشتہ یہ کہ ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں تھیں جس کی بنا پر ابوسفیان سسر اور حضور ان کے داماد ہوئے۔ یہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہم شیرہ ہیں۔

۲۔ بعثت نبوی کے بعد ابوسفیان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور جب مشرف باسلام ہوئے۔ تو اس میں بھی نہایت پختہ اور مضبوط تھے۔ حتیٰ کہ غزوہ حنین میں جہاں صحابہ کرم کو امتحان میں ڈالا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدمی دکھانے والوں میں جناب ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

۳۔ غزوہ حنین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جام شہادت نوش فرمانے کا عزم کیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کی طرف نہایت محبت سے دیکھا۔ تو حضرت عباس نے موقعہ دیکھ کر عرض کی۔ حضور ابوسفیان کی جہالت کے دور کی تمام عداوتیں معاف فرمادیں۔ آپ نے صلیف فرمایا

میں نے معاف کر دیا۔ اے اللہ تعالیٰ بھی مغفرت عطا کرے۔ وہ میرا بھائی ہے۔

۴۔ حضرت ابوسفیان نے غزوہ حنین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کو چوم لیا۔

۵۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوسفیان میرے بہترین گھر والوں میں سے ہے۔

۶۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ منقبتی لوجوانوں کا سردار ہے۔

۷۔ لوگ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی موت کو شہادت کی موت کہتے تھے۔ اسے فضائل و مناقب کو سامنے رکھتے ہوئے اگر انسانی ان کی شان میں گستاخی کریں۔ تو وہ ان کا دیرینہ شیوہ ہے۔ کیونکہ اس سے اس کے فلاح کی توقع بیکار ہے۔

۸۔ یحییٰ محدث ہزاروی ایسا بدعتی مسلمان کہلانے والا اگر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ پر لعنت کرے۔ اور انہیں صحابی تسلیم نہ کرے۔ تو یہ اس کے ازلی مرود ہونے کی علامت ہے۔ بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی سے صراحت

ثابت ہے کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جتنی ہی نہیں بلکہ جتنی لوجوانوں کے سردار ہیں۔ اور آپ کے اہل و عیال کے بہترین فرد ہیں۔ اور غزوات میں شرکت فرما کر آپ نے دور جاہلیت کی دشمنی و صوفیائی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خطائیں معاف فرمادیں۔ اب اس کے بعد ان کو برا بھلا کہنے کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے۔ اس لیے حضرت ابوسفیان کی شان میں گستاخی کرنے والا

اپنی آخرت تباہ و برباد کرنے پر تکلہا ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ عینی

اَذَا هُمْ فَقَدْ اَذَانِي وَ مَن اَذَانِي فَقَدْ اَذَا عِيَالِي

فاعتبروا یا اولی الابصار

باب سوم

مشہور نعت خواں

صائم چشتی

فیصل آبادی

کے

باطل نظریات کا رد

باب سوم

گستاخ ششم: مشہور نعت خواں

صائم فیصل آبادی کے باطل نظریات کا رد

جب کہ ہم نے گستاخان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تردید پر قلم اٹھایا تو ان میں دیوبندی
مردودی اہل حدیث اور بنام سنی سب کی اصل عبارات اور ان کی دندان شکن تردید کی
لیکن اسی ضمن میں یہ خیال ہے کہ پلٹے پلٹے ایسے نام نہاد سنی علماء اور جیسے بنائے مقصد ہیں کہ
ہو جائے جنہوں نے انہی مختلف تصانیف میں اہل سنت کے متفق علیہ عقائد کے
غلات اور اہل تشیع کے حق میں کچھ باتیں درج کیں ہیں۔ شاید اس سے ان کی یہ
خواہش ہو کہ اس طرح کرنے سے رافضیت کو فروغ ہو گا۔ بہر حال فروغ ہو یا
نہ ہو لیکن آنا ضرور ہوا کہ اہل تشیع نے ان لوگوں کی کتب میں مذکور باتوں کو اپنے
حق میں بطور دلیل پیش کرنا شروع کر دیا۔ اور یہ کہہ کر کہ وہ فلاں سنی عالم محقق اور مولوی
نے اپنی فلاں کتاب میں یہ بات لکھی ہے، اپنے مسلک کے حق ثابت کرنے کی
کوشش کی جا رہی ہے۔ اسی سلسلہ میں ہم نے ابوالاعلیٰ مردودی، اہل تشیع دیوبندی
اور محمود شاہ محدث ہزاروی کی تحریرات اور ان کا تجزیہ پیش کیا ہے۔ چہ نکو و
حاضر میں زیادہ تر ان چند کھوٹے سکوتوں نے اپنا بازار گرم کرنے کی سعی لا حاصل
کی تھی تو اس کے بعد ہم نے ایک نئے موضوع پر کچھ کام شروع کر دیا۔ وہ یہ کہ
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین معنی ہیں مسلمان ہیں۔ ابھی اس

موضوع پر تصویب اس کا کام کیا گیا تھا۔ کہ ایک مجلس دوست حضرت مولانا عبد القیوم چوہدری فرزند مولانا غلام حضرت مولانا محمد علی چوہدری مرحوم نے میری توجہ اس طرف مبذول کرائی اور پر زور اصرار کیا۔ کہ مودودی اور محدث ہزاروی وغیرہ کی طرح صائم فیصل آبادی کا بھی رد ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ اپنی کتاب ”مشکل کشا“ میں اپنا تعاون فاضل جامعہ رضویہ لاہنپور اور مداح اہل بیت مصطفیٰ کے پرفریب جملوں سے کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی تحریرات میں شیعیت کے حق میں کافی مواد ہے۔ جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اہل سنت کے خلاف اور شیعیت کے حق میں بطور دلائل پیش کیا جاسکے گا۔ پھر اس بات کی تصدیق بھی مجھے ہو گئی۔ کہ ایسا کیا جائے گا ہے۔ چنانچہ کوئٹہ مارچ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ کے خطیب۔۔۔ مولوی اشدر صاحب کا کہنا ہے۔ کہ شیعہ دس محرم کو ایک شیعہ مقرر نسوئی لکھنؤ والا یہ کہتا پایا گیا۔ کہ فلاں فلاں بات میں اپنی طرف یا کسی اپنی کتاب سے پیش نہیں کر رہا۔ بلکہ مینیوں کے ایک مستند مولوی کی کتاب سے پیش کر رہا ہوں۔ اس مستند مولوی سے مراد ”صائم فیصل آبادی“ تھا۔ مولوی اشدر صاحب نے بھی اس کی تردید پر زور دیا۔ اس لیے ہم نے پہلا موضوع سر دست وہی بند کر کے اس محاذ پر قدم اٹھایا۔ آئیے صائم فیصل آبادی کی تصنیف ”مشکل کشا“ کے چند عنوانات دیکھیں۔ آپ کو ان سے اس کے سنی غرائضی ہونے کا علم ہو جائے گا۔

”مشکل کشا“ نامی کتاب کے چند زندیقانہ جہنومات

- ۱۔ علماء انبیاء کے ہم مرتبہ (۲) اولیاء میں صحابہ کرام جیسے کمالات (۳) ان اولیاء پر صحابہ کو فضیلت نہیں دے سکتے۔ (۴) امت مصطفیٰ کا وہ کمال جو انبیاء کو نہیں
- ۵۔ امتی کے وسیلہ سے حضور کو کمال حاصل ہوا۔ (۶) کمالات انبیاء سے الحاق

(یعنی امتی میں انبیاء جیسے کمالات) (۷) حضرت علی عقیقہ بلائیں ہیں۔ (۸) علی کیوں رقیہ ام امت سے (۹) افضل نہیں؟ (۱۰) غیر نبی کو نبی پر فضیلت۔

نوٹ ۱

مندرجہ بالا عنوانات کتاب ”مشکل کشا“ سے من وعن نقل کیے گئے ہیں۔ ان عنوانات سے ہی مصنف کے نظریات کا علم ہو جاتا ہے۔ اور پھر بڑی ڈھٹائی کے ساتھ ان عنوانات کی افادیت کے پیش نظر یہاں تک جسارت کی کہ یہ سب مجدد الف ثانی کی تحریرات ہیں۔ گویا ہندوؤں کی گولی چلائی لیکن کدھما مجدد الف ثانی صاحب کا استعمال کر کے ایسا کیا۔ پھر مزید لکھا۔

معاندین بھی ہوتے ہیں:

ہو سکتا ہے کہ امام ربانی کی ان تصریحات کے باوجود بھی کچھ لوگ اس استدلال کو مسترد کر دیں اور تصور کریں کہ ان عبارتوں سے خدا تعالیٰ جل مجدہ اکرم کے طویل القدر پیغمبروں کی اہانت اور توہین کا پہلو نکلتا ہے۔ بلکہ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مقام ارفع واعلیٰ اور جلالت علمی کے سامنے ان لوگوں کی حیثیت ہی کیا ہے۔ اور کس بر نفسیہ کو مجال زدنی ہے۔ کہ اس مقبول بارگاہ اور صاحب استقامت بزرگ کے ارشادات عالیہ سے اختلاف کر کے ناقابل معافی جرم کا مرتکب ہونے کو جرات کرے۔ (مشکل کشا مصنف صائم فیصل آبادی ص ۱۰۵)

ضروری گزارش:

”صائم فیصل آبادی“ کی اپنی تحریریں اسٹاپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ کہ اس نے اپنی تمام تحریرات و عنوانات کو مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات و ارشادات پر مبنی

قرار دیا۔ اور مجدد صاحب کی علمی اور روحانی حیثیت بیان کر کے ان کی مخالفت کرنے پر ناقابلِ معافی جرم کا اعلان بھی کیا ہے۔ اس سے اس کا مقصد یہ ہے کہ میری تحریرات و عنوانات پر نقص و اعتراض بھر نہیں، بلکہ براہ راست جناب مجدد علیہ الرحمۃ پر ہوگا لہذا یہ ڈراوا دے کر قارئین کو اپنی تحریرات مانسنے اور تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔ راقم چونکہ خود اسی خانوادے سے تعلق رکھتا ہے۔ اور سلسلہ بیعت، قدوة السالکین، حجة الاممین حضرت خواجہ سید نور الحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرکارِ کیکیا نوالہ شریف سے ہے۔ جو نقشبندی مجددی کہلاتے ہیں۔ جہاں تک قبلہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات و ارشادات کا معاملہ ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ”صائم نعت سخاں“ کو ان کا فطری ترجمہ بھی شائد نہ آئے۔ تو اس بے مانگی کے ساتھ اسے خود مجدد ہونے کا شوق بھی ہے۔ یہ تو آئندہ اوراق ہی گواہی دیں گے کہ صائم کی تحریرات و عنوانات کی جناب مجدد صاحب کہاں تک تائید کرتے ہیں۔ ہم الشاء اللہ بھر پور تقابل بیان کریں گے۔ سرِ دست یہ گزارش کرنا ہے کہ جب ایک نظریہ و عقیدہ دماغ میں بیٹھ جاتا ہے۔ (چاہے وہ غلط ہو یا صحیح) تو آدمی اس کے انبات و تائید کی خاطر قرآن و حدیث کے مطالب کو اپنے حق میں پھیرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر صائم ایسا فانی نعت خواں اپنے لفظ و تشبیہ کو مجدد صاحب کی عبارات سے ثابت کر کے دکھائے۔ تو اس پر کوئی تعجب نہیں۔ آخر انصافی بھی تو اہل بیت کی احادیث اور اپنے قرآن سے اپنا مسلک ثابت کرتے ہیں۔ مرزائی بھی یہی طریقہ اپناتے ہوئے ہیں۔ مختصر یہ کہ ہم مجدد صاحب کو اہل سنت اور صائم نعت خواں کے عقائد کے مابین ”حکم“ بنا کر قارئین کرام کے سامنے بات واضح کرنا چاہتے ہیں۔ یہ چند باتیں مجدد صاحب کی علمی اور روحانی بلندی کے بیان میں عرض ہیں۔ تاکہ قارئین کرام کو ”شائلٹ“ کے مقام و مرتبہ کا مزید اندازہ ہو سکے۔ اور پھر ان کے ارشادات دل کی گہرائیوں میں اتر سکیں۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا

مقام و مرتبہ

مکتوباتِ امیرِ ربانی

بعد اٹھارہ صلات و بیخ الدعوات میرساند کہ صحیفہ شریفہ کہ از روئے کرم نامزد این حقیر ساخته بودند بہ مطالعہ آن مشرف گشت بجز انکه سر اللہ سبحانہ خدیوا، الزامات حق جل بسمانہ چہ لورید و چساں شکراں نماید علوم و معارفیکہ افادہ می شود و بتوفیق خداوندی بل شائد اکثر اہل در قید کتابت می آید بسبب اہل دناہی میرسد۔ اما اسرار و دقتی کہ بآں تمیز است شمد آں بظہور حق تواند آورد بلکہ بر مز و اشارت نیز از آن مقول سخن نمی تواند کرد۔ فردندی اعززی کہ مجموعہ معارف فقیر است و نسخہ مقامات سلوک و جہاد و روضہ از این اسرار و دقیقہ نمی آرد و شیخ تمام در استقار آن می کوشد بآنکہ می داند کہ فردندی اندر محران اسرار است و از غلط و غلط محفوظا ماچہ کند و دقت معانی زبان را میگیرد و لطافت اسرار بہار می بندد و بقیثیق صدر حق و کائنات لسانی نقد و دقت است آن اسرار و از آن قبیل اند کہ در بیان دیا بند بگرد میاں نمی آرد۔ یہ فرما چہ حافظ این ہمہ آخر پروردہ نیست۔ ہم نقدہ غریب و حدیث عجیب بہت این دولت کہ مادر است تا راک می کشیم مقتبس از مشکوٰۃ نبوت انبیاء است علیہم الصلوٰۃ و التسلیمات و ملائکہ طارۃ علیٰ علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ و التسلیمات شریک این دولت اند و از متا بلان انبیاء علیہم الصلوٰۃ و التسلیمات ہر کہ باین دولت مشرف سازند۔ (مکتوباتِ امام ربانی دفتر اول حصہ ہفتم)

مکتوب ۲۹۹ ۱۳۸۱ھ مطبوعہ روف الکیڈی لاہور

ترجہاں: حمد و صلوة اور تسبیح دعوات کے بعد واضح ہو کہ آپ کا صحیفہ شریف
بحارِ روضے کرم اس حقیر کے نام لکھا ہوا تھا۔ اس کے مطالعہ سے مشرف
ہوا۔ جنہاں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ یہ فقیر حق بل بھانہ
کے انعامات کیا کیا لکھے۔ اور ان کا کیا شکر ادا کرے۔ وہ علوم و معارف جن
کا فیضان ہوتا ہے۔ خداوندِ جل بھانہ کی توفیق سے ان میں سے اکثر لکھے
جاستے ہیں۔ اور ہر اہل و نااہل کے کالوں تک پہنچتے رہتے ہیں۔ لیکن وہ خاص
اسرار و دقائق جن کے ساتھ یہ فقیر متمیز ہے۔ ان کا کھڑا سا حصہ بھی ظہور
میں نہیں لاسکتا۔ بلکہ رمز و اشارہ کے ساتھ بھی اس مقولہ کی نسبت گفتگو نہیں
کر سکتا۔ بلکہ اپنے فرزند عزیز کے ساتھ بھی جو فقیر کے معارف کا مجموعہ اور
مقاماتِ سلوک و جذبہ کا نسخہ ہے۔ اس اسرار و دقائق کی کوئی رمز بیان
نہیں کرتا۔ اور ان کے پوشیدہ رکھنے میں بڑی کوشش کرتا ہے
علاوہ فقیر جانتا ہے۔ کہ فرزند عزیز محمد بن اسرار سے ہے۔ اور خطا
و غلط سے محفوظ ہے لیکن کیا کرے کہ معافی کی دقت اور باریکی زبان
پھر لیتی ہے۔ اور اسرار کی لطافت ہوں کو بند کر دیتی ہے۔ وَ
يَصْنَعُ صَدْرِي الْحَبْرَ سینه بند ہو جاتا ہے۔ اور میری زبان
نہیں چلتی۔ نقد و قسٹ ہے۔ اور وہ اسرار اس قسم کے نہیں ہیں۔ کہ فقیہان کو
بیان نہیں کرتا۔ بلکہ وہ ایسے ہیں۔ کہ بیان میں لاسنے ہی نہیں جاسکتے۔
فریاد و حافظہ میں ہمہ ہرزہ نیست۔ ہم قصہ غریب و صریح عجیب ہست
حافظ کی یہ تمام فریاد بے فائدہ نہیں۔ دراصل قصہ بھی عجیب اور
حالت بھی عجیب ہے۔ یہ دولت جس کے چھپانے میں ہم کوشش کرتے

ہیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تسلیات کے چراغِ نبوت سے جس سے
اور علامہ علامہ علی بن ابی طالب علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تسلیات بھی اس دولت
میں شریک ہیں۔ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تسلیات کے تابعداروں
میں سے جس کو اس دولت سے مشرف فرمائیں وہ بھی اس دولت
میں شریک ہے۔

حکوتیات امارتِ ربانی:

بھولا نامہ صالح کولابی و اسرار مراد و مرید سے حضرت ایشاں تہذیب
العالی۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اس ہم مرید اللہ جل جلالہ ہم
مراد اللہ عز و شاد سلسلہ ارادت میں پرتو مطہر اللہ متصل است تعالیٰ وید من نائب مناب اللہ است
بسم اللہ الرحمن الرحیم در طریقہ نقشبندیہ بیست و یکم اسطر در میان
است و در طریقہ نائب مناب یہ اللہ است بھانہ۔ ارادت من محمد
صلی اللہ علیہ وسلم بوساطہ کثیرہ است در طریقہ نقشبندیہ بیست و یک
واسطہ در میان است و در طریقہ قادریہ بیست و پنج و در طریقہ چشتیہ
بیست و ہفت و اراد من یہ اللہ تعالیٰ قبول و سادعت نمی نمایہ چنانچہ
گزشت پس من ہم مرید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام و ہم ہم پیر
پس رواد باخوان این دولت ہر چند طفلی ام لانا تو ازہ یادہ ام و ہر چند تابع
ام اما از اصالت ہے بہرہ نیم و ہر چند اہتم اما شریک دولت نہ شرکت
کہ از ان دعوی ہم سری خیزد کہ ان کفر است بلکہ شرکت خادم است بھا
مخدوم تانہ علیہ اند بر سفرہ این دولت حاضر نشدہ ام و تانہ خواستہ اند
دست بایں دولت و ارادہ کردہ ام ہر چند اویسی ام اما مرید مافو
ناظر ام ہر چند در طریقہ نقشبندیہ پیر من جدا باقی است۔ اما شکر

تروییت من اللہ الباقی است من الفضل تروییت یافتہ ام و براہ اجتہاد فرقتہ سلسلہ
من سلسلہ رحمانی است کو من عبد الرحمن ام چہ رب من رحمن است فری
من ارحم الراحمین و طریقہ من طریقہ سبحانی است۔
د مکتوبات دفتر سوم حصہ نہم مکتوب نمبر ۲۳۱ از رؤف اکیڈمی لاہور
ترجمہ: مولانا صالح کولابی کی طرف صادر فرمایا۔ حضرت مجددی اللہ عندہ کی طرف
و مریدی کے اسرار کے بیان میں۔ الحمد للہ و سلام علی عباد
الذین اصطفیٰ۔ میں اللہ تعالیٰ کا مرید بھی ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی مراد
بھی۔ میری ارادت کا سلسلہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے متصل ہے۔ اور میرا
ہاتھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کے قائم مقام ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے میری ارادت بہت سے واسطوں سے ہے۔ طریقہ نقشبندیہ میں
اکیس واسطے ہیں۔ طریقہ قادریہ میں کچیس اور طریقہ چشتیہ میں ستائیس اور
میری اللہ تعالیٰ سے ہوا ارادت ہے وہ واسطے کو قبول نہیں کرتی۔ جیسا کہ پہلے
گورچکا ہے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرید بھی ہوں۔ اور ان کا تابع
ہم پیر بھی ہوں۔ اس دولت کے دسترخوان پر اگرچہ میں امتی ہوں۔ لیکن
دولت میں شریک ہوں۔ لیکن وہ شریک نہیں جس سے ہم سر کاٹو
پیدا ہو۔ کوہ کفر ہے۔ بلکہ یہ شرکت غلام کی اپنے غلام کے ساتھ شرکت
ہے۔ مجھے جب تک بتایا نہیں گیا۔ میں اس دسترخوان پر حاضر نہیں ہوا۔
ہوں۔ اور جب تک انہوں نے نہیں چاہا۔ میں نے اس دولت کی
طرف ہاتھ نہیں بڑھایا ہے۔ اگرچہ میں اولیٰ ہوں لیکن میں اپنا ماحول ناظر
مربی رکھتا ہوں۔ اگرچہ طریقہ نقشبندیہ میں میرا پیر عبدالباقی ہے لیکن میری
ترتیب کا کفیل خود اللہ الباقی ہے۔ میری تروییت اللہ تعالیٰ

کے فضل سے ہوئی ہے۔ اور میں اجتہاد کی راہ چلا ہوں۔ میرا سلسلہ سلسلہ
رحمانی ہے۔ کہ میں عبد الرحمن ہوں۔ کیونکہ میرا رب رحمان ہے۔ اور میرا مربی
ارحم الراحمین اور میرا طریقہ طریقہ سبحانی ہے۔

مکتوباتِ اماور بانی:

در بیان احوال عروج و نزول وغیرہ نیز پیر بزرگوار خود نوشتہ اند
عرضداشت احقر الطلبة آئینہ نوازش نامہ مولانا ملا علی الدین رسانیہ و کشف
ہر یک از مقدمہ مذکورہ بمقتضائے وقت مسودہ کردہ شد بعضے مضمومات و
مکملات آں علوم مسطورہ نیز منظور شدہ فرصت تحریر آہنا نشد کہ حامل
عرضداشت را ہی شد انشاء اللہ تبارک و تعالیٰ متعاقب بہ خدمت خواہ
فرستادہ الحال رسالہ دیگر کہ بہ بیاض رسیدہ بود فرستادہ آں رسالہ بالتماس
بعضے یاراں میسر شدہ التماس نمودہ بود نہ کہ نصاب نویسی کہ در طریقہ نافع
باشد بمقتضائے آں زندگانی کردہ شود۔ الحق رسالہ نیز مکرر کثیر البیانات
انست بعد از تحریر آں چنان معلوم شد کہ حضرت رسالت غایت علیہ
الصلوٰۃ والسلام والتمیمہ جامع کثیر از مشائخ است خود حاضرند و ہیں رسالہ
را در دست مبارک خود دارند از کمال کرم خویش آں را بوسہ میکنند و بہ
مشائخ می نمایند کہ ایں لوح مستقرات می باید حاصل کرد و جامعہ کہ باین علم
مستند گشتہ بودند نورانی و ممتازند و مزین الزجور و در بروئے آں سرور
علیہ الصلوٰۃ والسلام والتمیمہ ایستادہ اند و التفتہ بطولہا و در یہاں مجلس
باشاعت ایں واقعہ حقیقہ را مرفوعہ نمودہ۔ ہاکیاں کار از شوزویت
د مکتوبات ۱۱۱ ربانی و فر اول حصہ اول مکتوب ۱۳۴ (ص ۲۴)

ترجمہ:۔ احقر الطبع کی عرضداشت یہ ہے کہ مولانا عبداللہ بن نے اپنے کے نوازش نامے پہنچا ہے۔ ان نوازش ناموں کے ہر ایک مقدمہ کی وضاحت و شرح وقت کے مطابق کی گئی ہے۔ ان تحریر شدہ علوم کے بعض مہتمات بھی دل میں آئے۔ ان کی تحریر کی فرصت نہ ملی۔ میری طرف سے عنایت لانے والا صرف عربیہ لے کر بھی روانہ ہو گیا۔ انشاء اللہ بعد میں جلد ہی مدت اقدس میں ارسال کیے جائیں گے۔ اس وقت وہ رسالہ جو تیار ہو چکا تھا ارسال خدمت کیا ہوا ہے۔ اور وہ رسالہ بعض دوستوں کی فرمائش پر میسر آیا ہے۔ ان دوستوں نے فرمائش کی تھی کہ بعض ایسے نصاب لکھو جو اس طریقہ میں نفع مند ثابت ہوں۔ اور ان کے مطابق زندگی بسر کی جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ رسالہ ہذا بے نظیر اور کثیر البہر کتاب ہے۔ رسالہ ہذا کی تحریر کے بعد یوں معلوم ہوا کہ حضرت رسالت خاتمت علیہ الصلوٰۃ والسلام امت کے مشائخ کی جماعت کثیرہ کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ اور رسالہ دوست مبارک میں پکڑا ہوا ہے۔ اسے بوسہ سے رہے ہیں۔ اور مشائخ کو دکھا رہے ہیں کہ اس طرح کے عقائد رکھنے چاہئیں۔ اور مشائخ کی وہ جماعت جو اس رسالہ کے علوم سے سعادت مند تھی۔ وہ بہت نورانی اور ممتاز تھی۔ اور نادرا لوجود تھی۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم والتیمہ کے روبرو کھڑی ہے۔ یہ قصہ بہت دراز ہے اور اسی مجلس میں اس واقعہ کی اشاعت کا بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس احقر کو حکم دیا۔

باکریاں کار بادشاہ نیست

ترجمہ: کہ ہم لوگوں کے لیے کوئی کام مشکل نہیں۔

خلاصہ:

۱۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ مکتوبات سے معلوم ہوا کہ آپ ایسے علوم و معارف کے امین تھے۔ جو عام و خاص کی دسترس سے باہر تھے۔

۲۔ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے فیض حاصل کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا مرید اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ سے فیض حاصل کرتا ہوں۔ لیکن ابیاد کرامت سے ہماری نہیں بلکہ ان کے فادام ہونے کی حیثیت سے بارگاہ خداوندی میں رسائی حاصل ہے۔

۴۔ یہ تحریر کردہ رسالہ گویا سہ کار و دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہے اور آپ اسے چوم رہے ہیں۔ اور لوگوں کو تعلیمات پر عمل کرنے کی تلقین فرما رہے ہیں۔

۵۔ اولیاد امت کو فیضان مجدد وقت کے توسط سے ملتا ہے۔

مکتوبات امام ربانی:

و از عین یقین و حق یقین چو گوید و اگر گوید کہ فہم کند و کہ دریا بدو چہ دریا بدو ایہ معارف از حیطہ ولایت خارج است ارباب ولایت و درنگ علماء خواہر در وراک آن عاجز نہ و در درک آن قاصر این علوم مقبوس از مشکوٰۃ النوار بہت اند علی اربابہا الصلوٰۃ والسلام والتیمہ کہ بعد از تجدید اہل ثانی بتبعیت و وراثت تازہ گشتہ اند و بطراوت ظہور یافتہ صاحب این علوم و معارف مجدد اہل الن است گمنا لا یخفی علی النّٰذیرین فی علوہ و معارفہم الشیخ متعلق بالذات و الصّفات و الافعال و تملک ببالاحوال و املوا کجید

وَالْتَجَلَّيَاتِ وَالظُّهُورَاتِ فَيَعْلَمُونَ أَنَّ هَؤُلَاءِ الْمَعَارِفِ
وَالْعُلُومِ وَرَاءَ عُلُومِ الْعُلَمَاءِ وَرَاءَ مَعَارِفِ الْأَنْبِيَاءِ
بَلْ عُلُومُ هَؤُلَاءِ بِالنَّسْبَةِ إِلَى تِلْكَ الْعُلُومِ قَشْرٌ وَتِلْكَ
الْمَعَارِفِ لَبَّ ذَٰلِكَ الْعَشِيرِ وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ إِلَهًا وَحْدَى
وہدائند کہ ہر سہ ہر ائمہ مجدد سے گزشتہ است امامجد دائرہ دیگر است
ومجدد الوت دیگر چنانچہ در میان ائمہ والفت فرق است۔ در میان
مجددین انہا نیز زمان قدر فرق است۔ بلکہ زیادہ از آن مجددانست کہ ہر
در آن مدت از فیوض باقیاں بسد ستر سطر اور ہر سطر اگرچہ اقطاب
وادتاد آن وقت بودند و بدلائل و نجایا باشند۔ سے خاص کند بندہ مصلحت علم را
وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى وَالتَّزَمَ مَتَابَعَةَ
الْمُصْطَفَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ الصَّلَاةُ وَالتَّسْلِيمَاتُ الْعُلَى
وَعَلَى جَمِيعِ اخْوَانِهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ
وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَعِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ
أَجْمَعِينَ۔

(مکتوبات امام ربانی و مژدوم حنفی اول مکتوب ص ۲۰-۲۱)
رؤت ایکڑی لاہور

ترجمہ ص ۲۰۔ اور یہ فقیر عین الیقین اور حق الیقین کے متعلق کیا عرض کرے
اور کچھ عرض کرے بھی تو اسے کون سمجھے گا اور کون پائے گا۔ یہ معارف دائرہ
ولائت سے خارج ہیں۔ ارباب ولایت علما و ظاہر کی طرح ان کے
ادراک سے عاجز ہیں۔ اور ان کے حاصل کرنے سے عاجز ہیں۔ یہ
علوم الابرار برت علی اربابہا الصلوٰۃ والسلام والتجید کے سینہ

سے اخذ کیے گئے ہیں۔ ہر دوسرے ہزار کے آغاز کے بعد جمعیت اور
وراثت کے طور تازہ ہوئے اور پوری تازگی کے ساتھ ظہور پذیر ہوئے
ان علوم و معارف والا اس ہزار نبی کا مجدد ہے۔ جیسا کہ اس کے علم
میں معارف میں جو ذات و صفات اور افعال سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور جو
احوال و مجاہد تہلیات اور ظہورات سے متعلق ہیں۔ دیکھنے والوں پر
پر کشیدہ نہیں تو صاحب نظر لوگ جانتے ہیں۔ کہ یہ معارف اور علم، علماء
کے علوم اور اولیاء کے معارف سے درجہ ہیں۔ بلکہ ان کے علوم آفت
علوم کی نسبت چھلکا ہیں اور وہ معارف اس چھلکا کا مغز ہیں۔ اور ان کے سوا
ہی ہدایت دینے والا ہے۔ اور جان میں کہ ہر سو سال پر ایک مجدد و گنار
ہے۔ لیکن سو سال کا مجدد اور ہے اور ہزار سال کا مجدد اور۔ جس طرح سو
اور ہزار میں فرق ہے ان دونوں مجددوں میں بھی اسی طرح فرق ہے۔
بلکہ اس سے زیادہ اور مجدد وہ ہوتا ہے کہ فیوض و برکات میں سے جو کچھ
اس مدت میں امتیوں کو پہنچتا ہے۔ اس کے واسطے سے پہنچتا ہے اگرچہ
اس وقت کے قطب اور ادوات ہوں۔ اور ابدال و اولیاء ہوں مصلحت
کی خاطر اللہ تعالیٰ کسی بندے کو فاسد کر لیتا ہے۔

خلاصہ:

مجدد الوت ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام علم و عرفان اس قدر بلند و بالا ہے کہ اولیاء
علماء کی اس تک رسائی ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ فیض کی حصولی جسنور
صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص معیت اور امت کے اولیاء اقطاب و ادوات پر فیوض الہیہ
کی تقسیم ایسا منصب عظیم اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا۔ اور پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے جب ان کی کتاب کو منظور فرما کر اسے ذریعہ ہدایت و نجات قرار دیا۔ تو ہمیں یہی اپنا

نظریات و عقائد کو مجدد صاحب کی تعلیمات کے مطابق ڈھالنا چاہیئے۔ یہی بات صائم نعمت خوان نے کہی ہے۔ اس لیے جب ہمارا اور صائم کا حضرت مجدد کی تعلیمات کے اوپر اتفاق ہے اعتقاد ہے تو پھر بات ایک طرف اگر ختم ہو جائے گی۔ ہم آئندہ سطور پر صائم نعمت خوان کی کتاب کے دیئے گئے عنوانات اور اس کے بقول تعلیمات مجدد پر مشتمل ہیں) لکھ کر پھر حضرت مجدد صاحب کی تحریرات بعدہ ترجمہ پیش کریں گے تاکہ قارئین کرام خود کسی نتیجہ پر پہنچ جائیں۔ اور انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ صائم نے اپنی غلط تاویلات کی بنا پر مجدد صاحب کی عبارات کو اپنے حق میں بنانے کی کوشش کی ہے۔ اور یہ کوشش اس چیز کی آئینہ دار ہے کہ صائم اہل سنت میں سے نہیں بلکہ ممکن ہے کہ مکتوبات و تحریرات کے مطابق اس کا اسلام ہی ختم ہو جائے۔ عنوانات صائم اور پھر ان کا تفصیل جواب سپرد قرائن ہے

وبالله التوفیق

مُشْكَلُ كُتُبَا

انبیاء کرام کے ہم مرتبہ۔ ابو العزم پیغمبروں کے رحلت فرما جانے سے ہزار سال کے بعد انبیائے کرام اور کُل نظام مبعوث ہوتے تھے۔ چونکہ حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت نسخ و تبدیلی سے محفوظ ہے۔ اس لیے حضور کی امت کے علماء کو انبیاء کا مرتبہ عطا فرما کر شریعت کی تقویت اور ملت کی تائید کا کام ان کے سپرد کیا گیا۔

(مکتوبات جلد ۲ ص ۲۶۲ مکتوبات ۲۰۹)

صحابہ کرام جیسے کمالات:

حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رحلت کر جانے سے ہزار سال بعد حضور کی امت کے جو اولیاء ظاہر ہوں گے۔ اگرچہ وہ تکمیل ہوں گے مگر اکمل ہوں گے

خلاصہ یہ ہے۔ کہ اس طبقہ کے اولیاء کے کمالات اصحاب کرام رضوان اللہ عنہم کے کمالات جیسے ہوں گے۔

ان اولیاء پر محاسبہ کو فضیلت نہیں دے سکتے:

اگرچہ انبیاء علیہم السلام کے بعد فضیلت اور بزرگی اصحاب کرام کے لیے ہے۔ لیکن یہ مقام ہے۔ کہ کمال مشابہت کے باعث ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں دے سکتے مکتوبات ۲۰۹۔ (مشکل کش ص ۹۹ مطبوعہ حشری کتب خانہ لاٹھور)

جواب:

چونکہ مندرجہ بالا تینوں عنوانات ایک ہی مکتوب کے تحت لکھے گئے ہیں۔ اس لیے ہم سب سے پہلے مکتوب ۲۰۹ دفتر اول حصہ اول کی پوری عبارت ترجمہ کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ اور پھر اس کے بعد ان تینوں عنوانات پر مکتوبات کے حوالے بحث کی جائے گی۔ تاکہ مجدد صاحب کا نظریہ اور صائم نعمت خوان کا مقصد واضح ہو سکے۔

مکتوبات شریف:

چوں حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول خواہد فرمود و متابعت شریعت خاتم الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام خواہد نمود از مقام خود عروج فرمودہ بہ تبیین بمقام حقیقت محمدی خواہد رسید و تقویت دین او علیہا الصلوٰۃ والسلامیات خواہد نمود ازینجا است کہ نقل می کنند از شرائع ما تقدم کہ بعد از ہزار سال از رحال پیغمبر اول العزم ادا میا و کلام در سل نظام مبعوث می شدند کہ تقویت شریعت آن پیغمبر نمایند و اعلا کلمہ او نمایند و چون

دورہ دعوت شد شریعت اتمام می شد پیغمبر اول العزم و دیگرے مبعوث می گشتند و تجدید شریعت خود بہ فرمودہ و چون شریعت

خاتم الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلامات النسخ وتبدیل مخصوص است علماء است
اور احکم انبیاء وادہ کار تقویت شریعت و تائید ملت را بایشان تفویض
فرمودہ مع ذالک یک پیغمبر اولی العزم را متابع اوس ختم ترویج شریعت
او نموده است۔ قال الله سبحانه وتعالى اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ نَزْلًا
الْفَرْدَ وَ اَنْزَلْنَاهُ لَحَافِظًا۔ بدانند کہ بعد از ہزار سال انزال حال
خاتم الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام اولیا است اود کہ بظہور آید۔ ہر چند اقل
باشند اکل بودند تا تقویت این شریعت برویہ اتم نمایند حضرت ممدی
کہ خاتم الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام از قدم مبارک او بشارت فرمودہ
اند بعد از ہزار سال بوجود خواہد آمد و حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام خود
نیز بعد از ہزار سال نزول خواہد فرمود بالملکالات اولیاد این طبقہ شبیبہ بکمالات
اصحاب کرام است ہر چند بعد از انبیاء افضل مر اصحاب کرام راست علیہم الصلوٰۃ
والسلام اتا جائے اُن وارو کہ از کمال تشاہد یکے را بر دیگرے فضل نتوان
داد از اینجا تواند بود کہ آن سرور فرمودہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام
لا یدری او لہم خیر ام اخرہم۔ نہ فرمودہ لا ادری
او لہم خیر ام اخرہم اعلمہ بعالم کل من
الفریقین لہذا قال خیر القرون قرنہ اما چون از کمال
مشابہت جائے تر و بدودہ فرمود لا یدری اگر پسند کہ اُن سرور
علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام بعد از قرن اصحاب قرن تابعین را خیر یا خیر
است و بعد قرن تابعین قرن تبع تابعین را پس شریعت این دو قرن نیز
بر این طبقہ متعین باشد پس تشاہد این طبقہ در کمالات باصحاب کرام چنانچہ
بود و در جواب گوئیم تواند بود کہ خیریت اُن دو قرن بریں طبقہ باعتبار کثرت

ظہور اولیا و انہ باشد و ملت و سجد اہل بدعت و مذرت ارباب فسق و
معمیت کہ لا ینافی کون بعض الاخراد من اولیاء الله و لا ینافی کون بعض
ہذہ القبطہ تخیرا من اولیاء ذینک القربین کہ حضرت
الہدیٰ مقلد فیض روح القدس از باز مد فرماید۔ دیگران کہند
آنچہ سیمای کرد۔ اما قرن اصحاب از جمیع وجہ غیر است آنجا سخن کردن
از فضولی است سابقان سابقان اند و در حجت نعیم قربان ایشان اند کہ
اتفاق کہ وہب دیگران بعد شعیب ایشان ترسد۔ قد الله یختص
بیرحمۃ من یشاء۔

۱۰۷۰ مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۰۹ حصہ سوم ۱۰۵ تا ۱۰۷
روفت ایکٹھی لاہور

نتیجہ ۱: جب حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرمائیں گے
کہ حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کی متابعت کریں گے۔
اور اپنے مقام سے عروج فکر جمعیت کے طور پر حقیقت محمدی کے تمام پر
پہنچیں گے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی تقویت کریں گے۔
گزشتہ شریعتوں کا بھی یہی حال تھا۔ کہ اولوالعزم پیغمبروں کے رحلت فرما
جانے سے ہزار سال کے بعد انبیاء کرام اور رسل عظام مبعوث تھے
توان پیغمبروں کی شریعت کو تقویت دیتے تھے۔ اور ان کے حکم کو بے
کمرے تھے۔ اور جب پیغمبر اولوالعزم کی دعوت و شریعت کا دورہ
تمام ہو جاتا ہے۔ تو دوسرا اولوالعزم پیغمبر مبعوث ہو جاتا ہے
اور نئے سرے سے اپنی شریعت ظاہر کرتا ہے۔ اور چونکہ خاتم الرسل
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت نسخ و تبدیل سے محفوظ ہے۔ اس لیے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے علماء کو انبیاء کے تمام مقام جمیع کا مرتبہ عطا فرما کر شریعت کی تقویت اور امت کی تائید کا کام ان کے سپرد فرمایا۔ بلکہ ایک اور العزم پیغمبر کو حضور کا تابعدار بنا کر حضور کی شریعت کو ترقی بخشی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَالْهَمُّ لَنَا نَزَّلْنَا الْقُرْآنَ بِحُجْرٍ كُنَّا نَزَّلْنَاهُ لَعَلَّ نَحْنُ نَعْلَمُ مَا نَزَّلْنَا وَتَعْلَمُونَ مَا نَزَّلْنَا۔ اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ اور جاننا چاہیے۔ کہ حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رحمت کر جانے سے ہزار سال بعد حضور کی امت کے اولیاء جو ظاہر ہوں گے اگرچہ وہ تکلیف ہوں گے مگر مکمل ہوں گے۔ تاکہ اس شریعت کی تقویت پورے طور پر کر سکیں

حضرت ہمدی جن کی تشریف آوری کی نسبت حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بشارت فرمائی ہے۔ کہ ایک ہزار سال کے بعد پہلے ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی ہزار سال کے بعد نزول فرمائیں گے۔ خلاصہ یہ کہ اس طبقہ کے اولیاء کے کمالات صحابہ کرام کے کمالات کے مانند ہیں۔ اگرچہ انبیاء کرام کے بعد فضیلت صحابہ کرام کے لیے ہے۔ لیکن یہ ایک ایسا مقام ہے۔ کہ کمال مشابہت کے باعث ایک دوسرے پر (راسے اور قیاس کے ساتھ) فضیلت نہیں دے سکتے

اور ہو سکتا ہے۔ کہ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر لایدری اولہم الخ۔ نہیں معلوم ان میں سے اول زمانے کے بہتر ہیں یا آخر زمانے کے۔ اور یہ نہیں فرمایا۔ لا ادری۔ میں نہیں جانتا کہ ان میں سے اول کے بہتر ہیں یا آخر کے۔ کیونکہ فریقین میں سے ہر ایک کا حال آپ کو معلوم تھا۔ اسی واسطے حضور نے فرمایا ہے۔ غیر القرون قرنی۔ سب زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے۔ لیکن چونکہ کمال مشابہت

کے باعث تردد کا مقام تھا۔ اس لئے لایدری فرمایا۔ اگر کوئی سوال کرے کہ آنحضرت نے اصحاب کے زمانہ کے بعد تابعین کے زمانہ کو

اور تابعین کے زمانہ کے بعد تابعین کے زمانہ کو بہتر فرمایا ہے تو یہ دونوں قرن بھی یقیناً اس گروہ سے بہتر ہوں گے۔ پھر یہ طبقہ کمالات میں صحابہ کرام کے ساتھ کیسے مشابہ ہو گیا۔ اس کے جواب میں میں کہتا ہوں کہ ہو سکتا ہے۔ اس قرن کا اس طبقہ سے بہتر ہونا اس اعتبار سے ہو کہ اولیاء کا ظہور کثرت سے ہو گا اور بدعتیوں اور بدکاروں اور گناہ گاروں کا وجود کم ہو گا۔ اور یہ امر ہرگز اس بات کے منافی نہیں کہ اس

طبقہ کے اولیاء میں سے بعض افراد ان دونوں قرون کے اولیاء سے بہتر ہوں۔ جیسے کہ ہمدی۔ روح القدس کا فیض اگر دوبارہ دور فرمائے۔ تو دوسرے بھی وہ کام کر سکتے ہیں جو حضرت مسیح کرتے تھے۔ لیکن اصحاب کا زمانہ ہر حال سے بہتر ہے۔ اس کی نسبت گفتگو کرنا فضول ہے۔ سابق سابق ہی ہیں اور جنت النعیم میں مستقر ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ دوسروں کا پہلا جتنا سونا خرچ کرنا ان کے ایک سیر خرچ کرنے کے برابر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے۔

توضیح

مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کے بعض نکات کی توضیح و تشریح یہ ہے کہ انبیاء سابقین میں سے اگر کوئی اور العزم پیغمبر انتقال فرما جاتے۔ تو ان پر نازل شدہ شریعت کی ایک ہزار سال بعد تک آنے والے نبی تبلیغ کرتے رہتے حتیٰ کہ جب آیا اور العزم بھی تشریف لائے۔ تو پہلی شریعت منسوخ ہو جاتی۔ گویا یہاں صاحب شریعت کے وصال کے بعد کوئی نبی اس فریضہ کو سرانجام دیتا رہا۔ جب سرکار دہا

عنوان اول:

(انبیائے کرام کے ہم مرتبہ)

”ما تم نعت خوان“ نے اس عنوان کے لیے مجدد صاحب کی جو عبارت پیش نظر رکھی۔ وہ یہ ہے۔ ”علیٰ امت اور احکم انبیاء داود یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مبلغین شریعت محمدی اکو انبیاء سابقین کا حکم دیا گیا۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ مجدد صاحب نے یہ جلد اس بارے میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت آوری سے قبل بھی اولوالعزم پیغمبر کے انتقال کے بعد اس کی شریعت کی تبلیغ کے لیے اللہ تعالیٰ اور نبی بھیج دیا کرتا تھا۔ لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول بنا کر مبعوث فرمایا تو آپ کی شریعت ماقیامت جاری رکھنے کے لیے اس کی تبلیغ کا انتظام آپ کی امت کے علماء کے سپرد کیا گیا۔ اب وہی کام جو پہلے اولوالعزم رسولوں کے انتقال فرمانے پر نبی کیا کرتے تھے وہی کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے پر آپ کی امت کے علماء و صلحاء و سرانجام دے رہے ہیں۔ اسی مضمون کو خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا۔ علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل۔ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں یعنی جو کام بنی اسرائیل کے پیغمبر سرانجام دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہی کام میری امت کے علماء کے سپرد فرمایا۔ اس سے یہ مفہوم اخذ کرنا کہ علماء کا مرتبہ انبیاء کرام کا سا ہو گیا۔ اور مرتبہ و مقام میں دونوں برابر ہو گئے۔ صرف صائم نعت خوان کے

جاہل ذہن کی اختراع ہے۔ جناب مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہرگز ہرگز کسی عالم کو کسی پیغمبر کے ہم مرتبہ نہ مانتے ہیں۔ اور نہ ایسا لکھتے ہیں۔ ان کی اس عبارت کا یہ مفہوم ہے کہ تعلیمات مجدد کو غلط انداز میں پیش کیا گیا۔ آئیے مجدد صاحب سے اس بارے میں مزید کچھ سنیں۔

عنوان اول کی تردید

امتی کو نبی کے ہم مرتبہ کہنے والا کافر کذاب ہے

زندقی ہے (مجد الف ثانی)

حکوتیات امام ربانی۔

اذ میں بیان لای گشت کو بیچ فردے اقامت اگرچہ در کمالات بدرجہ علیا برسد پیغمبر خود مساوات پیدا نہ کند زیرا کہ ایں ہمہ کمالات کہ اورا حاصل شدہ است بواسطہ متابعت شریعت آن پیغمبر است علیہ الصلوٰۃ والسلام پس ایں ہمہ کمالات مراں پیغمبر را نیز ثابت باشند با کمالات متابعان دیگر و کمالات مخصوصہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وہم چنین آن فرد کمال بمرتبہ بیچ پیغمبر سے رسد اگرچہ آن پیغمبر را بیچ یکے متابعت ذکر وہ باشد و دعوت او قبول نموده بود چہ ہر پیغمبر بالا صالت صاحب دعوت است و ہر تبلیغ شریعت امور احکاماتان در دعوت و تبلیغ قصور پیدا نہ کند و پڑ ظاہر است کہ بیچ کمالے بمرتبہ دعوت و تبلیغ نہ رسد۔

۱۲۱
د مکتوبات امام ربانی دفتر دوم حصہ ہفتم مکتوب نمبر ۵۲۲
ترجمہ: اس بیان سے ظاہر ہوا کہ اس امت کا کوئی فرد بھی نواہ

کوئی امتی کسی صحابی کے مقام و مرتبہ کو نہیں

پاسکتا۔ نبی کے مقام و مرتبہ تک رسائی

کیسے ممکن

مکتوباتِ اماریاتی:

جماعہ کو در صحبت اولیائے امی امت زندگی می نمایاندا این رسائل
نجات می باشد چو در صحبت افضل الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلامات عمر
خود را صرف کردہ باشند و از برائے تائید و نصرت دین اور بذل اموال
والنفس نموده بودند چو احتمال دارد که ای زمان و در حق شان تو ہم نموده آید بگر
آنکہ عظمت و بزرگی خیر البشر علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام و التعلیٰ از نظر ساقط شود عیاذ
باللہ سبحانہ و صحبت اولیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام از صحبت ولی امت ناقص تر
متوہم گرد و نفوذ باللہ سبحانہ و حال آنکہ مقرر است کہ بیج ولی است بجز نبیانی
آن امت زبردت نیست بر نبی آن امت۔

(مکتوبات مکتوب ۲۴ و فقرہ سوم حجتہ ہشتم ص ۷۰)

ترجمہ: وہ لوگ جو اس امت کے اولیاء کی صحبت میں اپنی عمر کو صرف کرتے ہیں

وہ بھی ان رسائل سے نجات پا جاتے ہیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے افضل

الرسول علیہ وسلم کی صحبت میں اپنی عمر کو صرف کیا دین کی مدد اور

تائید میں اپنی جانوں اور مالوں کو خرچ کیا۔ ان میں یہ احتمال کیسے ہو سکتا ہے

وہ کمالات میں کتنے ہی بلند مقام پر پہنچ چکا ہو۔ اپنے پیغمبر کے ساتھ برابر نہیں ہو
سکتا۔ کیونکہ یہ تمام کمالات جو اسے حاصل ہوئے ہیں۔ اس پیغمبر علیہ السلام
کی شریعت کی متابعت سے حاصل ہوئے ہیں۔ پس یہ تمام کمالات اس
پیغمبر کو حاصل ہیں اور دوسرے پیرو کاروں کے کمالات بھی۔ اور اسی
طرح وہ فرد کامل کسی اور پیغمبر کے بھی مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اگرچہ اس پیغمبر
کی کسی نے بھی پیروی نہ کی ہو۔ اور اس کی دعوت کو قبول نہ کیا ہو۔ کیونکہ ہر پیغمبر
بالا مل صاحب دعوت ہے اور تبلیغ دعوت کا نامور۔ اور امتوں کا انکار و نفی
تبلیغ میں کوئی قصور پیدا نہیں کرتا۔ اور یہ تو بالکل ظاہر ہے۔ کہ کوئی کمال بھی
دعوت و تبلیغ کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

محکم دلائل و حجتیں:

مائم نعت خوان نے اپنی تصنیف و مشکل کشا میں دو لوگ انداز میں لکھا ہے کہ
جناب مجدد صاحب کی تعلیمات کی مخالفت کرنے والے بد نصیب اور ناقابل
معافی مجرم ہیں۔ آپ نے مسئلہ زیر بحث میں مجدد صاحب کے ارشادات ملاحظہ
کیجئے۔ مائم کہتا ہے۔ کہ علماء کرام انبیاء عظام کے ہم مرتبہ ہیں۔ اور یہ مجدد صاحب نے
کہا ہے۔ اور مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ امتی نہ اپنے پیغمبر کا ہم مرتبہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ
کسی دوسرے پیغمبر کا۔ انبیاء کرام کا مخصوص مرتبہ ہے۔ تو معلوم ہوا کہ مائم نعت خوان
نے جناب مجدد پر افتراء باندھا۔

کیر بر سے اخلاقی ان میں پیدا ہوئے ہوں گے۔ شانِ امان کی نگاہوں سے
خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی و عظمت ملاحظہ ہو چکی ہے۔ اس سے خدا کی
پناہ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و ول کی صحبت سے ناقص تر تصور
ہوگی۔ اس سے اللہ کی پناہ) اور حال یہ ہے کہ کسی امت کا کوئی ولی بھی
اس امت کے صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ پھر اس امت کے نبی
کے درجہ کو کیسے پہنچے گا۔

ملحہ فکریہ:

مجدد صاحب کی اس تصریح سے ثابت ہوا کہ کوئی ولی اپنے پیغمبر کے کسی صحابی
سے ہرگز ہرگز افضل نہیں ہو سکتا مگر چہ صحابی نے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس
اور صحبت میں رہ کر اپنے آپ کو ذائل سے نجات دلا دی۔ اسی طرح ولی بھی اپنے
مرشد کی صحبت سے ذائل سے نجات پالیتا ہے۔ لیکن دونوں کا مقام و مرتبہ برابر
ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تو جب ایک ولی اور عالم کا مقام صحابی کے مقام و مرتبہ کے برابر نہیں
ہو سکتا۔ تو نبی کے مقام و مرتبہ کی ہم سہری کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔ مجدد صاحب کا
نظر یہ ہے اور صاحب نے مجدد صاحب کے حوالہ سے ان کا نظریہ یہ دکھایا کہ علماء کا مقام و
مرتبہ نبیوں کے برابر ہے۔ کیا یہ جناب مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر چھوٹ نہیں ہے
بائبرھا گیا۔ لہذا مجدد صاحب کی تعلیمات کو غلط رنگ میں پیش کر کے اُن کی مخالفت ہی
نہیں۔ بلکہ ان کی تعلیمات کو مسخ کیا گیا ہے۔ اس لیے صاحب کی (اپنے قول کے مطابق)
یہ جرات ناقابلِ معافی ہے۔ اور وہ بارگاہِ مجددیت کا مجرم ہے۔

ۛ

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سرِ مبارک پیغمبر کے نچلے درجے کے بھی نیچے ہے

مکتوبات امام ربانی

کمل تابان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلامیات بہجتہ کمال متابعت و فطرت
مست بلکہ بعض عنایت و مہربیت جمیع کلمات انبیاء متبوعہ خود را جذب می نماید
بکلیت بزرگ ایشان منصب می گردند حتی کہ فرق نمی ماند در میان تیرمان و تابان
الا بالاصالة والتبعية والاولیئہ والاخریۃ مع ذالک
یعنی تاہیں اگرچہ از تابان افضل الرسل باشد مہربیت می آید اگرچہ او ان انبیاء باشد
نرسد۔ لہذا حضرت صدیق اکبر کو افضل بشر است بعد از انبیاء سر او ہمیشہ زیر قدم
پیغمبری باشد کہ او پایاں تر جمیع پیغمبران است از اینجا است کہ مبادی تعینات
جمیع انبیاء و ارباب ایشان از مقام اول است و مبادی تعینات امتاں
از عالی و سافل و ارباب ایشان از مقامات ظلال اہل علی تھا و سافل
الدرجات تحقیق یتصوّر المسامات مبین الاصلی والذلیل قال
اللہ تبارک و تعالیٰ وَلَقَدْ سَبَقَتْ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا اِنَّا الْمُرْسَلُونَ
اَفْهَمَ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ وَاِنْ جُنَدْنَا لَمَنُورُ الْعَالَمُونَ
وآخر گفتہ اند کہ تہلیل ذات تعالیٰ و تقدس و در میان انبیاء مخصوص بناتمام الرسل
و کمل تابان اہل سرور

را ازاں تک نصیب است نہاں معنی است کہ تجلی ذات نصیب انبیاء است
وہ جمعیت نصیب کل است حاشا وکلامن ان یتصور ہذا
المعنی فان خدیہ مزینۃ اولیاء علی الانبیاء بلکہ مخصوص
بودن اُن تجلی ہاں سرور ہاں معنی است کہ دیگر اُن حاصل ان تجلی
بطفیل و جمعیت اوست علیہ الصلوٰۃ والسلام وکل اولیاء ایں امت را جمعیت
او علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ انبیاء برخوان ایں نعمت عظمیٰ طفیل او بند علیہ وعلیہم
الصلوات والتیمات واولیاء دنادم آتش خور اور از جلسہ طفیل تا خادم آتش
خو فرق بسیا راست۔ ایں مقام از مظلالت اقدام است

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ چہام مکتوب نمبر ۲ ص ۴۹-۵۰)

ترجمہ:

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کامل تابعدار کمال متابعت اور
زیادہ محبت کے باعث بلکہ محض عنایت و بخشش سے اپنے متبعین انبیاء
کے تمام کمالات کو جذب کر لیتے ہیں۔ اور پورے طور پر ان کے رنگ
میں رنگے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ تابعین اور متبعین کے درمیان سوائے سمات
اور جمعیت اور اہلیت و آخریت کے کچھ فرق نہیں رہتا۔ باوجود اس امر
کے کوئی تابعدار اگرچہ افضل المرسل کے تابعداروں سے ہر کسی نبی کے
مرتبہ کو اگرچہ وہ تمام انبیاء سے کم درجہ کا ہو نہیں پہنچ سکتا۔ یہی وجہ ہے
کہ حضرت صدیق اکبر جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام انسانوں
سے افضل ہیں۔ ان کا سر ہمیشہ اس پیغمبر کے قدموں کے نیچے رہتا
ہے۔ جو تمام پیغمبروں کے نیچے دبے گا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے
کہ تمام انبیاء اور ان کے ارباب کے تعینات کے مبادی مقام

اصل سے ہیں۔ اور تمام اعلیٰ و اسفل امتوں اور ان کے ارباب کے مبادی
تعینات اس اصل کے ظلال کے مقامات سے اپنے اپنے درجہ کے
موافق ہیں۔ پھر اصل و ظل کے درمیان کس طرح مساوات ہو سکتی ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ بے شک ہمارے مرسل بندوں کے لیے ہمارا
وعدہ ہو چکا ہے۔ کہ وہ فتح یاب ہیں۔ اور ہمارا ایک لشکر غالب ہے۔ اور
یہ کہتے ہیں کہ تجلی ذاتی جو تمام انبیاء کے درمیان حضرت خاتم المرسل
مخصوص ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل متابعداروں کو بھی
اس تجلی سے حصہ حاصل ہے۔ وہ اس معنی کے لحاظ سے نہیں کہ تجلی
ذات انبیاء کے نصیب نہیں ہے۔ اور متابعداری کے سبب ان کے
کاملوں کو نصیب ہے۔ حاشا وکلامن ان سے یہ مطلب تصور کرے۔
کیونکہ اس میں اولیاء کی انبیاء پر زیادت ہے۔ بلکہ اس تجلی کا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہونا اس معنی کے اعتبار سے ہے کہ دوسروں
کو اس کا حاصل ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل اور جمعیت سے ہے
یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اسی تجلی کا حاصل ہونا آنحضرت
کے طفیل ہے۔ اور اس امت کے کامل اولیاء کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی متابعداری کی وجہ سے ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی نعمت عظمیٰ کے دسترخوان پر ان کے طفیل اور جلسہ ہیں۔ اور اولیاء
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم پس خور وہ کھائے والے۔ اور جلسہ
طفیل اور خادم پس خور وہ کھائے والے کے درمیان بہت فرق ہے تو میں نے پہلے کی گویا

توضیح:

حضرت مجدد العت ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی لوگوں کے ایک و ام کو دو ذرات کے لیے

ارشاد فرماتے ہیں کہ تخلیل ذات جو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اور آپ کے طفیل آپ کی امت کے کالمین کو حاصل ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے سوا دوسرے کسی بھی پیغمبر کو حاصل نہیں اس لیے یہ کہا جائے کہ آپ کی امت کے کالمین ہر مقام و مرتبہ کے اعتبار سے تمام انبیاء کرام سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ دسواں نم نعت خوان بھی یہی وہم رکھتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرام کو بھی وہ تخلیلی ذات حاصل ہے۔ اور وہ تمام حضرات اس نعمت عظمیٰ کے حصول میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیلی اور طلبین ہیں۔ بقیہ کالمین امت خادم مجلس اور اس نعمت کے کھانے والوں سے بچا ہوا کھانے والے ہیں۔ اس لیے بہتری کو کیا یہ کالمین اُن انبیاء کرام کی برابری ہمک بھی نہیں پہنچ پاتے۔ امتیوں میں سب سے افضل و اعلیٰ ابو بکر صدیق ہیں۔ اور وہ باوجود اتنی افضلیت کے کسی نبی سے برابری نہیں بلکہ حسبِ نچلے درجے والے کے پاؤں میں اُن کا سر مبارک ہے۔

فرمانِ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ امتی کی افضلیت جو نبی پر مافی جیسے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی پناہ کی دعا مانگتے ہیں۔ یہ پناہ مانگنا ان کے نظریہ کی وضاحت کرتا ہے۔ یعنی تخلیلی ذات کے حصول کے اعتبار سے کسی کامل امتی کو کسی نبی سے افضل کہنا شیطانِ وسوسہ ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے اس وسوسہ کے بارے میں پناہ طلب کرتا ہوں۔ امام ربانی پناہ مانگ رہے ہیں۔ اور دسواں نم نعت خواں اسی بات کو اُن کی طرف نسبت کرتا ہے امام ربانی نے صرف پناہ مانگنے کے الفاظ دعا یہ ذکر فرما کر اس سے نفرت کا اظہار ہی نہیں کیا۔ بلکہ اس عقیدہ کے قائل کو زندقہ و کافر تک کہا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

مکتوباتِ امام ربانی:

امیر محمد نعمان صدور یافتہ درجہ اول سوال ہائے کردہ پر دینویں السلام الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلم علی عبادہ الذین اصطفیٰ پر سیدہ پروردگار کا گاہ است کہ سالک در وقت طرح خود و مقامات اصحاب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتہیات کے باجماع ازو افضل اندی یا دیگر یکہ بیست کہ خود و مقامات انبیاء علیہم السلام میں حقیقت ایں معاملہ حقیقت بعضے مردم ازینجا مساوات اُن سالک بار باب اُن مقامات تو ہم می کنند و شرکت اور ادیں مقامات یا بالی اُن مقامات در تخلیل می آرند و بایں تو ہم تخلیل رد و طعن اوی قنایند و زبانِ علامت و شکایت در حق اور ادرازی کنند کشفِ غطا از روئے ایں معا یا بد نمود۔ جو ابش اکست کہ وصول اسافل بمقامات اعلیٰ گاہ است کہ از قبیل وصول فقر و محتاجان بود کہ با لبواب اصحاب دول و یا مکتہ خاصہ از باب نعم میسر گرد و نازہ نجا عایتے خواہند و از دول و نعم ایشان و روزہ نمایند و دراز کار بود کہ ایسے وصولی را مساوات و شرکت فہم۔۔۔۔۔ اگر اعتقاد و دانند کہ صاحب ایں مال معتقد شرکت و مساوات است بار باب اُن مقامات عالی ہیں اور ا کافرو زندقہ تصور می کنند و از زمرہ اہل اسلام می بر آند چہ شرکت در نبوت و مساوات با نبیاء علیہم الصلوٰۃ والتہیات کفر است۔

مکتوباتِ امام ربانی دفتر دوم حصہ ہفتم مکتوب ۹۳ ص ۱۳۴ تا ۱۳۵ مطبوعہ استنبول مڈن آئیڈی لاہور

ترجمہ: امیر محمد نعمان کی طرف سے اور فرمایا ان کو والوں کے جواب میں جو انہوں نے پوچھا تھا۔ پوچھنا آپ نے پوچھا۔ کبھی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ عروج کے وقت سالک اپنے آپ کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے مقام پر پاتا ہے۔ جو کہ بالا جماع اس سے افضل ہیں۔ بلکہ کئی دفعہ تو ایسا ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقامات میں پاتا ہے اس معاملہ کی حقیقت کیا ہے۔ بعض آدمی اس وجہ سے اس سالک

کی ان مقامات کے اہل سے مساوات کا وہم کرتے ہیں۔ اور ان کی ان مقامات والوں سے شرکت خیال میں لاتے ہیں۔ اور اس تخیل و وہم کی بنا پر اس کی تردید کرتے ہیں اور اس پر غصہ زنی کرتے ہیں۔ اور اس کے حق میں زبانِ لامت و شکایت دراز کرتے ہیں اس معما کے چہرے پر وہ ہٹا دینا چاہتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ نچلے لوگوں کا اوپر والوں کے مقامات پر پہنچا کبھی تو اس طرح ہوتا ہے۔ کہ جیسے فقیر اور محتاج جو کہ دولت مندوں کے دروازے پر دربابِ نعمت کی خاص جگہوں پر اس لیے جاتے ہیں۔ کہ وہاں سے حاجت چاہیں۔ اور ان نعمت اور دولت سے گدائی کریں۔ اور جو اس وصول کو مساوات اور شرکت سمجھتا ہے۔ وہ بے ہودہ آدمی ہے۔۔۔۔۔ اگر وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ اس حال والا وہ ان مقامات والوں سے شرکت اور برابری کا معتقد ہے۔ اس کو ہم کافر اور زندقہ تصور کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی جماعت سے اسے خارج کرتے ہیں۔ کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتیات کے ساتھ شرکت اور مساوات کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

ملحوظ فکریہ :

”علماء انبیاء کے ہم مرتبہ ہوتے ہیں، صائم نعمت خوان کا یہ عنوان اور پھر اس کی تائید کے طور پر مجددِ ثالث ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام لینا کتنا بڑا دھوکہ ہے۔ جناب مجددِ کالمین کو حضراتِ انبیاء کے کام کے گدا اور منگتے فرمائیں۔ اور برابری و مساوات کے قائل کو کافر و دینِ اسلام سے خارج کہیں۔ اور صائم نعمت خوان ان کا نام لے کر قارئین کو یہ تاثر دے کہ یہ عقیدہ اور نظریہ میراث نہیں بلکہ مجددِ ثالث ثانی کا ہے۔ تو گویا بھول کر ذکر ایک تو خود اپنے آپ کو مذکور عقیدہ رکھنے کی بنا پر بلکہ مجددِ ثالث ثانی دائرہ اسلام سے

خارج کر رہا ہے۔ اور دوسرا خود مجددِ صاحب کو ان کے قول کے مطابق معاذ اللہ زندہ بنانے پر تلا ہوا ہے۔ ہذا بدھتان عظیم۔

نوٹ: جناب مجددِ صاحب کے مذکورہ مکتوب سے یہ قرائع ہو گیا۔ کہ کوئی کامل آثارِ حضراتِ انبیاء کرام کے مقام و مرتبہ کے مساوی نہیں ہو سکتا۔ لیکن کیا یہ ممکن ہے۔ کہ عروج مقامِ انبیاء تک ہر اس کا جواب خود مجددِ ثالث ثانی صاحب دیتے ہیں۔

مکتوباتِ امام ربانی

اربابِ معقول گفتہ اند کہ دھان مرکب اجزائے ارضی و اجزائے تاریت و تیکہ دھان صغیر غاید اجزائے ارضی بمصاحبت اجزائے تاری بالانخواستہ ہند رفت و بحصول قسرتا سر عروج خواہند نمود گفتہ اند اگر دھان قوی باشد عروج او تا کرہ نامر متحقق میشود دریں صغیر اجزائے ارضی بمقامات اجزاء آبی و اجزاء ہوائی کہ بالطبع تفوق دارند خواہند رسید و از انجبا عروج نمودہ بالا خواہند رفت دریں صورت نمی توان گفت کہ مرتبہ

اجزائے ارضی بلند تر است از مرتبہ

اجزائے آبی و ہوائی چہ آن تفوق باعتبار قاسر بودہ است نہ باعتبار ذات و بعد از مصل بجزہ نارجوں آن اجزاء ارضی بہبوط نمایند و بر کو طبعی از بر سند ہر آئینہ مقام این با فروتر از مقام آب و ہوا نخواہد بود پس رانان فیہ عروج آن سالک از آن مقامات باعتبار قاسر است کہ آن قاسر نام حرات محبت است وقت جذب شفق باعتبار ذات مقام او تحت آن مقامات است (مکتوباتِ امام ربانی و فتاویٰ حصہ سوم مکتوب ہر ۲۰۳ ص ۱۱۲) ترجمہ: معقول یعنی اہل فلسفہ نے کہا ہے کہ دھواں غائی اور آتش اجزاء

سے مرکب ہے جس وقت دھواں اوپر کو جاتا ہے۔ تو خاکی اجزاء
آتش کی اجزاء کے ہمراہ اوپر چلے جاتے ہیں۔ اور قاسم کا قسر حاصل ہونے
سے عروج کر جاتے ہیں۔ اور انہوں نے کہا ہے۔ کہ اگر دھواں قوی
ہو تو وہ کرہ نازک پڑھ جاتا ہے۔ اس وقت اجزائے خاکی، اجزائے
آبی اور اجزائے ہوائی کے مقامات میں جو بالطبع فوقیت رکھتے ہیں۔
پہنچ جائیں گے۔ اور وہاں سے عروج کر کے اوپر چڑھ جائیں گے۔
اس صورت میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ اجزائے خاکی کا مرتبہ اجزائے ہوائی
کے رتبہ سے بلند تر ہے۔ کیونکہ وہ فوقیت باعتبار قاسم کے ہے
نہ باعتبار ذات کے۔ اور کرہ نازک پہنچنے کے بعد جب وہ اجزائے
خاکی نیچے گریں گے۔ اور اپنے اصل مرکز پر پہنچیں گے۔ تو بے شک ان
کا مقام آب و ہوا کے مقام سے نیچے ہو گا۔ پس بحث مذکورہ میں
اس سالک کا عروج بھی ان مقامات سے باعتبار قاسم کے ہے اور
وہ قاسم سرگرمی محبت کی زیادتی اور جذبہ عشق کی قوت ہے۔ اور ذات
کے اعتبار سے اس کا مقام ان مقامات سے بہت نیچے ہے۔

جناب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا خلاصہ یہ کہ کسی سالک
کی مقام انبیاء تک رسائی یوں ہے۔ کہ جیسا اجزائے ارض کو اپنی ذاتی
قوت سے اجزائے ماری اوپر لے گئے۔ یا جس طرح کسی چڑیا کو بازو سے
اپنے پنجوں میں پکڑا۔ اور بہت اوپر لے گیا۔ نہ اجزائے ارض باعتبار اپنی
ذات کے اوپر گئے۔ نہ چڑیا کو اتنی بلندی میں نہ تو اسی طرح سالک کی کیا مجال
کہ از خود ان مقامات انبیاء تک رسائی پاسکے۔ پس کسی نے اچھا لا۔ اور یہی کہنا
تو وہاں ہاتھ لگ گیا۔ جب کسی کے زور کا اثر ختم ہوا۔ تو پھر اپنی طبعی و ذاتی

حالت پر آگیا۔ خود مجدد صاحب اپنے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ مجھے بھی حضور
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایسے مقامات پر لے گئے۔ جو میرے ذاتی نہ تھے
بہر حال ان مقامات کی حقیقت صاحب مقامات ہی جائیں۔ لیکن جنہیں علم نہیں
یا کچھ دور سے ایک کامل امتی اور کسی پیغمبر کو ایک جگہ ایک مقام پر کسی نے دیکھ
لیا۔ تو یہ خیال نہ کرے۔ کہ دونوں کا مقام برابر ہو گیا۔ جیسا کہ صاحب نعمت خواں
نے محض عبارت اور وہ بھی ایک جگہ کی اکودیکھ کر دونوں کا مقام ایک کہہ دیا
حضرت مجدد ایسے نظریہ والے کی تردید فرماتے ہیں۔ اور اسے کافر تک قتل
دیتے ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

ولایت کو نبوت پر ترجیح دینا یوں ہے

جیسا کہ کفر کو اسلام سے افضل کہنا ہے
ملکوباتِ امام ربانی،

فقیر در کتب و در رسائی خود زشتہ است و تحقیق نموده کہ کمالات نبوت
حکم دیا ہے محیط دار دو کمالات ولایت و در جنب آں قطر ولایت
محققہ اما چہ تراں کہ وجہ از نارسائی ب کمالات نبوت گفتہ اندہ ولایت
افضل من النبوة و جمع دیگر و توسیہ آں گفتہ اند کہ ولایت نبی افضل
است از نبوت او۔ ایں ہر دو فرقی حقیقت نبوت را نادانستہ
حکم بر غائب کردہ اند نزدیک بایں حکم است حکم ترجیح سک بر صحو۔ اگر
حقیقت صحرای و دانستند ہرگز سک را بر صحو نسبت نمی دادند۔ ہ
چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک مانا کہ صحو خواص را مائل صحو عام دانستہ سک را
براں ترجیح دادہ اند کاش سک خواص را نیز مائل سک عام دانستہ جرات
بایں حکم می نمودند۔ چہ مقرر عقلا دانست کہ صحو بہتر است از سک اگر محدود
سک مجازی است ایں حکم ثابت است و اگر حقیقی است نیز بایں حکم
ثابت ولایت را از نبوة افضل گفتن سک را بر صحو ترجیح دادن درنگ
آنست کہ کسی کفر بر اسلام ترجیح دہد۔ و چہ را از علم بہتر دانند۔
د مکتوبات امام ربانی و فقر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۶۸

ص ۱۳۹ تا ۱۴۰

تجملہ ۱۔ فقیر نے اپنی کتابوں اور رسالوں میں لکھا ہے۔ اور تحقیق کی
ہے کہ کمالات نبوت دیا ہے محیط کا حکم رکھتے ہیں۔ اور کمالات
ولایت ان کے مقابلہ میں ایک قطرہ ناچیز کا حکم رکھتے ہیں۔ لیکن کیا
کریں۔ جن لوگوں کو کمالات نبوت تک رسائی نہیں ہے۔ انہوں نے
کہا ہے۔ ولایت نبوت سے افضل ہے۔ اور ایک جماعت نے
ان کے قول کی یہ توجیہ کی ہے کہ نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل
ہے۔ ان دونوں گروہوں نے نبوت کی حقیقت کو نہ سمجھا اور غائب پر
حکم لگا دیا ہے۔ صحرای سک کو ترجیح دینے کا حکم بھی اسی حکم کے نزدیک
ہے۔ اگر صحو کی حقیقت کو جانتے ہرگز سک کو صحو کے ساتھ نسبت نہ دیتے
خاک کو عالم پاک سے کیا نسبت ہے۔ جن لوگوں نے خواص کے سک کو عام
کے سک کو مانند سک کر سک کو اس پر ترجیح دی ہے۔ کاش کہ خواص کے سک
کی طرح سمجھتے۔ اور اس حکم پر جرات نہ کرتے۔ کیونکہ علماء کے نزدیک
یہ ثابت و مقرر ہے۔ کہ صحو سک سے بہتر ہے۔ اور صحو سک مجازی
ہے۔ تو پھر یہ حکم مجازی ہے۔ اور اگر حقیقی ہے تو پھر ولایت کو نبوت
سے افضل کہنا اور سک کو صحرای ترجیح دینے کا حکم ایسا ہے۔ جیسے
کوئی کفر کو اسلام پر ترجیح دے۔ اور جہل کو علم سے بہتر مانے۔

صائم نعتِ خزان کے عنوان اول کی تردید خود جناب مجددانِ ثانی کے
اقوال و ارشادات سے آپ نے ملاحظہ کی۔ وہ تو ولی کو نبی سے یا ولایت کو نبوت
سے افضل ماننے والے پر اظہارِ افسوس فرماتے ہیں۔ اور اسے ان دونوں کی مقبولیت
سے نا آشنا بنا کر فرماتے ہیں۔ کہ یوں ہو گا۔ کہ کوئی شخص کفر کو اسلام سے افضل کہے
تو جس طرح اسکی بات اس کے منہ پر دے مارنے کے قابل ہے۔ اسی طرح ولایت

کوہوت سے افضل قرار دینے والا بھی انتہائی جاہل بے علم بلکہ دائرۃ اسلام سے خارج ہے۔ لہذا ان تحریرات و ارشادات کی روشنی میں مصائم نعت خوان، اپنے گریبان میں منہ بھانک کر دیکھے کہ جناب مجدد کیا فرماتے ہیں۔ اور میں نے اُن کا نام لے کر ان کا کیسا نظریہ بیان کیا؟

نوٹ:

صائم نعت خوان نے اس گفتگو کے دوران لکھا ہے کہ فاضل ربوی جناب اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب نے تفسیلی لوگوں کو رافضی نہیں کہا۔ یعنی جو لوگ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے تمام صحابہ کرام سے افضل ہونے کے قائل ہیں۔ انہیں شیعہ رافضی نہیں کہا۔ اس سے دراصل وہ قارئین کو باور کرانا چاہتا ہے کہ اگرچہ میں (صائم) علی المرتضیٰ کی افضلیت کا قائل ہوں لیکن بقول اعلیٰ حضرت اس عقیدہ والا رافضی نہیں۔ اس لیے مجھے اس عقیدہ کی بنا پر رافضیوں میں کہیں شامل نہ کر دینا۔ ہم نے ضروری سمجھا کہ اس مقالہ کو بھی ساتھ ہی ساتھ دور کر دیا جائے۔ لہذا ہم اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ مبارکہ سے آپ کا نظریہ پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

فتاویٰ رضویہ:

اے کل کے عام رافضی منکرانِ ضروریاتِ دین اور بالا جماع امتِ کفار مرتدین ہیں۔ کما حقیقۃ فی فتاویٰ نا فی المقالة المسفرة عن احکام البدعة المکفرة علاوہ اور کفریات کے دو کفر تو ان کے عالم و جاہل مرد عورت سب کو شامل ہیں۔ مولانا علی کرم اللہ وجہہ کو انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل ماننا۔

اور جو کوئی کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل کہے کافر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد دوم کتاب النکاح ص ۱۱۵ مکتبہ نبویہ لاہور)

خلاصہ کلام:

مجددِ اہل ثانی اور مجددِ مائتہ حاضرہ دونوں نے کسی غیر نبی کو نبی پر اُن کی فضیلت والے کو کافر کہا۔ اسلام سے خارج کہا۔ اور صائم نعت خوان کو امر ہے کہ وہ علما و انبیاء کے ہم مرتبہ ہیں۔ اور پھر اس نظریہ کو مجددِ اہل ثانی کا نظریہ بتا کر پیش کیا گیا جب صائم نعت خوان ان دونوں بزرگوں کی قدروں و منزلت تسلیم کرتا ہے۔ تو پھر ان کے ارشادات کو اپنے معتقدات کیوں نہیں سمجھتا۔ شائع یہ بھڑکتی سوار ہو کہ وہ دونوں حضرات تشریف لے گئے۔ اب میں اپنی دوکانداری چمکاؤں۔ اور مجدد کہلاؤں۔ اگر اس کا شوق ہے۔ تو شرم کس چیز کی۔ لوگ جھوٹے پیغمبر بننے سے نہ شرمائے۔ فرشتوں تک ہونے کا دعویٰ کیا۔ کسی نے اُن کا کیا بگاڑ لیا۔ ہم اس موقع پر یہی مشورہ دیتے ہیں کہ ابھی دیر تو بہ کھلا ہے۔ اور ہر گناہ کی معافی مل سکتی ہے۔ اس لیے اولین فرصت میں صراطِ مستقیم کی طرف صائم کو واپس آجانا چاہیے۔ اور رافضیوں کی خوشی کے اسباب مہیا کرنے کی بجائے اپنی آخرت کی بہتری کے اسباب مہیا کیے جائیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

عنوان دوم: اور یہی صحابہ کرام جیسے کمالات: عنوان سوم: ان اولیاء پر
صحابہ کو فضیلت نہیں دے سکتے۔

ان دونوں عنوانوں کے تردید۔

عنوان ثانی: صحابہ کرام جیسے کمالات اور عنوان ثالث: ان اولیاء پر صحابہ کو فضیلت نہیں دے سکتے، ان دونوں کا مقصد تقریباً ایک ہی ہے۔ وہ یہ کہ مخصوص اولیاء کرام کہ جن کو صحابہ کرام جیسے کمالات عطا ہوئے۔ وہ اور صحابہ کرام فضیلت میں مساوی ہیں۔ صحابہ کرام کو فضیلت نہیں دی جاسکتی۔ اس غلط نظریے کی تردید ہم شروع میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب سے کر چکے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ کالمین اولیاء کے کمالات اگرچہ حضرات صحابہ کرام جیسے ہیں لیکن قیاس اور رائے کے ذریعہ یہاں فضیلت کالمین نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کے الفاظ ”لا یدری“، دلالت کرتے ہیں۔ چونکہ لا ادری نہیں فرمایا۔ اس لیے آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس کمال تشابہ کے ہوتے ہوئے ان میں سے افضل کا علم عطا فرمادیا ہے۔ سو آپ فدا داد علم کی بدولت فرماتے ہیں۔ کہ خیر القرون قرنی۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ صحابہ کرام کے مراتب کسی دوسرے امتی کو حاصل نہیں۔ اس لیے ان کی فضیلت مقرر ہے۔ جناب مجدد صاحب اسی فضیلت کو دو ٹوک انداز میں ایک اور مکتوب میں ذکر فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

مکتوب امام ربانی:

بالجملہ مدارقا وہ استفادہ ایس طریقہ بر صحبت است۔ یقین و وثوق
کفایت نمی شود۔ حضرت خواجہ نقشبند فرمودہ اند قدس سرہ کہ طریقہ
دامیت است و اصحاب کرام بدولت صحبت خیر البشر علی الصلوات

والقیسات ان اولیاء امت افضل از منکر هیچ ولی برترہ صحابی نزد اگرچہ
اولیں قرنی باشد۔

مکتوبات امام ربانی دفتر سوم حصہ ہشتم ص ۱۸۹ مطبوعہ رُوف
ایڈمی لاہور۔

ترجہ: مختصر یہ کہ اس طریقہ میں افادہ اور استفادہ کا دار و مدار صحبت پر
ہے۔ کہنا اور کہنا کافی نہیں ہوتا۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے
فرمایا۔ کہ ہمارا طریقہ صحبت ہے۔ اور اصحاب کرام صحبت خیر البشر علی ذ
علیہ وسلم کی وجہ سے ہی اولیاء امت سے افضل ہیں۔ کہ کوئی ولی کسی صحابی
کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ اگرچہ وہ اسیس قرنی ہی کیوں نہ ہوں۔
ملحدہ فکریہ:

اس مکتوب میں مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے غیر صحابی یعنی امت کے اولیاء کرام
میں سے ہر ایک کے بارے میں واضح ارشاد فرمادیا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت
ایسی سعادت ہے۔ کہ کوئی بھی اس درجہ کو نہیں پاسکتا۔ حضرت اولیں قرنی کی فضائل
پیش فرمائی۔ یہ وہ بزرگ ہیں۔ کہ جن کی شفاعت سے ہزاروں گناہ گاروں کا ہمہ
جائے گا۔ جیسا کہ کتب اعدیث میں ہے۔ اور خود مجدد صاحب بھی اس سلسلہ
متعلق ہیں۔ گویا حقیقت بیان کرنے وقت مجدد صاحب نے اپنے آپ یا اپنے
کے مورث اعلیٰ کی بھی کوئی رعایت نہ کی۔ یہ تو تھا مجدد صاحب کا نظریہ۔ سامعین
خوان ان کی طرف سے جس نظر بیٹے کی تبلیغ کر رہا ہے۔ وہ اس کا اپنا بنایا ہوا
صرف اس میں قوت پیدا کرنے کے لیے مجدد صاحب کا نام استعمال کیا ہے۔
حالانکہ مجدد صاحب کئی ایک مقامات پر اپنے نظریے کی تشریح فرما چکے ہیں۔
ان کے نزدیک قائم یہ ہے۔ کہ فضائل و مناقب کی بنا پر ادنیٰ اور اعلیٰ کا

ہیں۔ کیونکہ اس سے بہت سے امتی اپنے نبی سے بڑھے ہوئے نظر آئیں گے۔
جس کی بنا پر امتی کو فضل

کہنا پڑے گا۔ اور یہ ہرگز درست نہیں۔

مکتوبات امام ربانی:

مجھے نظر برکثرت فضائل و مناقب دیگران انداختہ ورافضیت او
توقفت می نمایند نہ میدانند اگر سبب افضلیت کثرت فضائل و مناقب
بود بساعت کہ بعضے از اعا دامت کہ این فضائل دارند از نبی خود افضل
باشند کہ این فضائل ندارند۔

مکتوبات امام ربانی حصہ ہفتم دفتر دوم مکتوب نمبر ۹ مطبوعہ مروت
اکیڈمی لاہور

ترجمہ: ایک جماعت نے دوسرے لوگوں کے کثرت فضائل و مناقب
پر نظر رکھی ہے۔ اور ان کی افضلیت میں توقف کرتے ہیں۔ وہ نہیں
جانتے کہ اگر افضلیت کا سبب کثرت فضائل و مناقب ہو تو بالکل
بھی ہوتا کہ بعض اعا دامت جو یہ فضائل رکھتے ہیں اپنے نبی سے بھی
افضل ہو جاتے جو یہ فضائل نہ رکھتا۔

ما تم تعبت خوان بھی اسی جماعت کا ایک فرد نظر آتا ہے۔ جو فضائل و مناقب
کو در افضلیت قرار دیتی ہے۔ مجدد صاحب نے ایسی جماعت کو حقیقت سے
بے علم فرمایا۔ اور ساتھ ہی اس نظریہ کی نتیجہ کے طور پر تردید و تغلیط فرمائی۔ وہ
یہ کہ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر کسی امتی کا اپنے پیغمبر سے افضل ہونا بھی ثابت
ہو گا۔ اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب سے کتب بھری پڑی ہیں
ادھر امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل "وحشی" کے بارے میں آنے فضائل و مناقب

مذکور نہیں۔ لیکن اس کے باوجود صحبتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے "وحشی"
افضل فرمایا ہے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

مکتوبات امام ربانی:

نیز بخوان اعظم مدد و ریافتہ در مداحی طریقہ علیہ نقشبند یہ قدس سرہ تعالیٰ
اسرار ہم و مناسب این طریق بطریق اصحاب کرام علی صاحبہم علیہم السلام
والسلام و بیان افضلیت اصحاب کرام بر دیگران اگرچہ اولیس قرنی
باشد یا عظم روانی۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین
اصطفیٰ۔ طریق حضرات خواجگان قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم مبنی بر
اعمال و نہایت در برایت است۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ
سرہ فرمودہ اند کہ نہایت یاد در برایت درج می کنیم و این طریقہ بعینہ
طریق اصحاب کرام است رضی اللہ عنہم۔ چہ این بزرگواران را در اول
صحبت آن سرور علیہم السلام و التسلیمات و التسلیمات آن میسر می شود و کہ این
امت را در نہایت السانیت شہدایان کمال دست می و در ہندو علی
قاتل حمزہ علیہ الرحمۃ کو یک مرتبہ در بدو اسلام خود بشری صحبت یہ
اولین و آخرین علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات و التسلیمات مشرف شدہ
بود و اولیس قرنی کہ غیر التبعین است افضل آدم و آسمہ وحشی را در اول
صحبت خیر البشر علیہ علی آلہ و الصلوٰۃ والسلام میسر شد و اولیس قرنی را با
خصوصیت در انتہاء میسر نہ شد لاجرم بہترین قرون اصحاب کثرت
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کلمہ شہ کار دیگران را در پس انداخت و اشارت
یہ بعد در چہ خود شخصے از عبد اللہ بن مبارک قدس سرہ سوال کرو۔ آدم و

أَفْضَلُ مُتَعَارِيَةِ أُمِّ حُمَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ
الْغُبَارُ الَّذِي دَخَلَ آتَفَ فَسَرَّ فِي مُتَعَارِيَةِ مَيْهَ مَعَ
رَسُولِي اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرٌ مِنْ حُمَيْرِ
بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَلَامًا مَرَّةً ۞

در مکتوبات امام ربانی حصہ دوم دفتر اول مکتوب ۶۷
صفحہ ۴۷ مطبوعہ رتوف اکیڈمی لاہور

ترجمہ: حضرت خواجگانِ نقشبندیہ قدس سرہ تعالیٰ کا طریقہ نہایت کی ابتداء
میں اندراج پر مبنی ہے۔ اور یہ طریقہ بعینہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے
کیونکہ ان بزرگوں یعنی صحابہ کرام کو حضور کی پہلی ہی صحبت سے وہ کچھ میسر
آگیا۔ جو کہ اولیاء امت کو نہایت انسانیت میں بھی جا کر اس کمال کا تھڑا
ساحلہ لہذا آتا ہے۔ لہذا وحشی رضی اللہ عنہ قائل امیرِ عزو جسے ایک
ہی مرتبہ ابتداء اسلام میں صحبت سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم
کا شرف حاصل ہوا۔ اولیں قرنی سے جو کہ خیرات البعین ہیں۔ افضل قرار
پایا۔ اور وحشی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اول صحبت میں جو کچھ میسر آیا۔
اولیں قرنی کو اپنے خصوصیات کے باوجود انتہاء میں میسر نہ ہوا۔ لہذا
طور پر زمانوں میں بہترین زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہے۔ کہ تم نے
دوسروں کو پیچھے ڈال دیا ہے۔ اور ان کے درجہ کی دوری کی طرف
اشارہ کرتا ہے۔ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے سوال
کیا۔ کہ امیر معاویہ رحمہ افضل ہیں۔ یا عمر بن عبدالعزیز۔ تو آپ نے جواب
دیا۔ وہ غبارِ جو حضور کی معیت میں امیر معاویہ کے گھوڑے کی
ناک میں داخل ہوا تھا۔ وہ کئی مرتبے عمر بن عبدالعزیز سے افضل و بہتر ہے

ملحہ فکریہ:

حضرت مجددِ اہل ثنائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مسلک کس واقعہ انداز میں ذکر
فرمایا۔ اور اس کی دو مثالیں بھی بطور شواہد ذکر فرمائیں۔ جس کا خلاصہ یہی ہے۔ کہ
حضرات صحابہ کرام کو صحبت سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم میسر ہوئی۔ کوئی انصافیت و تقیہ
اس کا بدل نہیں یا مقابل نہیں ہو سکتی۔ یہ حضرات صحبت محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کی برکت سے تمام امت کے کالمین سے افضل و بہتر ہیں۔ اولیں قرنی کے
فضائل بے شک بکثرت اور وحشی کے قبل اسلام بے شک کتنا بہت بڑے
لیکن ایک کو صحبت نہ ملی تو باوجود کثرت فضائل کے دوسرے صحبت پانے
والے کے ہم پر نہیں ہو سکتے۔ بلکہ کسی صحابی کو رسولِ خدا کی معیت میں رہ کر ہزار
غبار اس پر یا اس کی سواری پر پڑا۔ مجددِ صاحب کے نزدیک بخیر صحابی اس کی برائی
نہیں کر سکتا۔ اب صائم نصرتِ خوان سے کوئی پوچھے۔ تم نے مجددِ صاحب کا
نظریہ جو بیان کیا ہے۔ وہ کہاں سے لیا ہے؟ معلوم ہوا۔ کہ فریضی نے تارین
کو دھوکہ دے کر اپنا مقصد پورا کرنے کی سعی حاصل کی۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

۞

عنوان چہارم

(۱) امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ کمال جو انبیاء

کو نہیں ملا۔

مشکل کشا

سوال : وہ کون سا کمال ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے وابستہ ہے اور وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو باوجود نبی ہونے کے نہ ملا۔

جواب : وہ کمال حقیقۃ الحقائق سے وصول و اتحاد ہے۔ جو کہ تبعیت اور وراثت سے وابستہ ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے کمال فضل پر موقوف ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ان خاص انخاص کا حصہ ہے۔ اور جب تک امت میں سے نہ ہو اس دولت تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور توسط کا حجاب نہیں اٹھ سکتا۔ جو کہ اتحاد کے وسیلہ سے میسر ہوتا ہے۔ شاہد اللہ تعالیٰ نے اسی لیے فرمایا ہے

کنتم خیر امتی الخ یہ کتابات حصہ دوم دفتر سوم ص ۱۲۸ مکتوب نمبر ۱۲۲

(۲) امتی پیغمبر سے اوپر جا سکتا ہے

اگر امتوں میں سے کوئی فرد اپنے پیغمبر کی تبعیت کے طفیل سے بعض پیغمبروں کے اوپر بھی چلا جائے۔ تو خدا میت اور تبعیت کے عنوان سے ہو گا۔ مکتوب

۱۲۲ ص ۱۲۲ مشکل کشا تصنیف صائم نعمت خوان فیصل آبادی ص ۱۰۰ مطبوعہ حشری کتب خانہ فیصل آباد

عنوان چہارم کے تحت میں دونوں ذیلی
عنوانوں کی تردید

عنوان چہارم کے تحت جو باتیں صائم نعمت خوان نے ذکر کیں۔ اگرچہ وہ الفاظ جناب مجدد صاحب کی فارسی عبارت کا ترجمہ تو ہیں۔ لیکن صائم نعمت خواں اور جناب مجدد رحمۃ اللہ علیہ دونوں کے اس عبارت سے مقصد و مطالب میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ صائم کے پیش نظر یہ بات ہے۔ کہ کسی نہ کسی طرح ایسی عبارات کا بہار اسے کہ قارئین پریشانہست کیا جائے۔ کہ کچھ امتی ایسے بھی ہیں۔ جن میں نبیوں سے بھی زیادہ فضائل موجود ہیں۔ لہذا وہ امتی نبی سے بڑا ہو سکتا ہے۔ جب یہ قاعدہ اور اصول طے پا گیا۔ تو اب اگر یہ کہا جائے۔ کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرات انبیائے کرام سے افضل ہیں۔ تو اس پر اعتراض کیوں؟ لیکن کمال چالاکی سے صائم نے مجدد صاحب کے مکتوب میں سے کچھ عبارت چھوڑ کر قول و آخر کو کیا۔ اور درمیان سے چھلانگ لگائی۔ تاکہ مجدد صاحب کا اپنا نظریہ لوگوں کے سامنے نہ آ سکے۔ اس لیے ہم اسی مکتوب کی پوری عبارت درج کر رہے ہیں۔ جس کو نیا و بنا کر عنوان چہارم اختراع کیا گیا۔

ہکتابات : سوال ۱

ازیں بیان لازم می آید فضل خواص ایں امت را بر انبیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات؟

جواب :

پہلے لازم نمی آید ایں قدر ثابت شد کہ خواص ایں امت با انبیاء و

دولت شرکت دارند مع ذالک کمالات دیگر بسیار است کہ انبیاء را
بأن مزیت و اختصاص است علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات
افضل خواص این است اگر بسیار ترقی نماید سر او تا پائے پیغمبر سے
کہ او دن پیغمبریں است نہ رسد مساوات و مزیت چرگناکش وارد
قال اللہ تعالیٰ و لقد سبقت کل امتنا لعبادنا المرسلین
علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات و اگر فرما تا امتاں بطفیل و
تبعیت پیغمبر خدا از بعض پیغمبریں بالا رود بعنوان خادمیت و تبعیت
خواہ بود و معلوم است کہ خادم را با چنگناں مخدوم غیر از خادمیت و تبعیت
چہ نسبت خواہ بود کہ خادم طفلی در ہر وقت طفلی است۔

(مکتوبات امام ربانی حصہ ہفتم دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۲ ص ۱۵۴ مطبوعہ
روفت اکیڈمی لاہور)

ترجمہ: سوال:

اس بیان سے لازم آتا ہے کہ اس امت کے خواص انبیاء علی نبینا و
علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہیں۔

ترجمہ: جواب:

یہ بالکل لازم نہیں آتا۔ صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ اس امت
کے خواص اس دولت میں انبیاء کے ساتھ شرکت رکھتے ہیں۔ اور اس
کے باوجود دوسرے کمالات بہت ہیں کہ انبیاء کو ان کے ساتھ
برابری اور خصوصیت ہے علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ اس امت
کے خاص الخواص اگر بہت ترقی بھی کریں گے۔ تو ان کا سر کسی اونے
پیغمبر سے قدم تک نہیں پہنچ سکتا۔ مساوات اور برتری کی کیا مثال ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ و لقد سبقت کل امتنا لعبادنا المرسلین
کہ ہماری بات اپنے پیغمبر ہندوں کے لیے پہلے گزر چکی ہے۔
اگر امتوں میں سے کوئی فرد اپنے پیغمبر کی تبعیت اور طفیل میں بعض پیغمبروں
سے اوپر بھی چلا جائے تو وہ خادمیت اور تبعیت کے عنوان سے ہر
گاہ۔ اور معلوم ہے کہ خادم کو اپنے مخدوم کے ہمسروں سے سوائے
خادمیت اور تبعیت کے اور کیا نسبت ہو سکتی ہے کہ خادم اور طفیل
ہر وقت خادم اور طفیل ہے۔

فَاَحْتَبِرُوا يَا اُولِيَ الْاَبْصَارِ

عنوان پنجم

امتی کے وسیلہ حضور علیہ السلام کو کمال حاصل ہوا

مشکل کشا: تاجدار سلطنت نقشبندیہ امام ربانی مجددِ ملت ثانی مندرجہ بالا عبارت کے بعد مزید دقیق نقطے بیان کرنے کے بعد اپنے مقصد کی کھلے طور پر وضاحت فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ اب ہم اصل بات پر آتے ہیں۔ اور کہنے میں کہ اس دائرہ کا محیط وہ محبوبیت ہے اور محبت سے ظاہر ہے۔ تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے افراد میں سے کسی فرد کی ولایت کا نشانہ ہے اور اس کے کمالات کو بھی حاصل کیا ہے۔ اور معلوم ہوا کہ دولت ثانی اس کو ولایت موسوی سے حاصل ہوئی ہے اور وہ دو عظیم ولایتوں کے طفیل سے مرکز و محیط کے کمال کا جامع ہوا۔ اور یہ نوٹ شدہ بات ہے کہ ہر وہ کمال جو امت کو میسر آتا ہے۔ وہ کمال اس امت کے نبی کو بھی حاصل ہے۔ بحکم حق تعالیٰ سَنَاءُ حَسَنَةً پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس فرد کے ذریعہ سے اس دائرہ کے محیط کے کمالات حاصل ہوئے۔ (مشکل کشا مصنفہ صائم چشتی نعمت خواں فیصل آبادی ص ۱۰۸ مطبوعہ چشتیہ کتب خانہ جھنگ بازار فیصل آباد)۔

عنوان پنجم کی تردید:

مرثیہ نعمت خواں صائم علیہ علیہ نے مندرجہ بالا عنوان اس لیے باطل قرار دیا کہ ثابت کیا جائے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے کمالات

کئی امتی کے وسیلہ اور سبب سے حاصل ہوئے۔ آپ کی ذات مقدسہ میں بالاصل درجہ ہے۔ کچھ ایسی ہی مذہب و قبیح عبارت دیوبندیوں نے بھی لکھی ہے۔ یہ عنوان اور موضوع کس قدر بڑا اور قابلِ مذمت ہے۔ ۹ اسی لیے شیخ الحدیث قسب الدہ البرکات سید احمد صاحب مرحوم امیر مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف کچھ مولویوں کی ایسی عبارت کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔ دینی اتنی بیا اوقات اعمال میں نبی سے بڑھ جاتا ہے) اس کے معانی تو معانی سے دیکھئے الخافا کہتے غیبت ہیں۔ بہر حال جس غیبت نظر یہ اور مفہوم کو حاکم نے مذکور عنوان سے ظاہر کیا ہے۔ اس کی خیانت ظاہر و برہان ہے۔ اسی طرح اس عنوان سے جو مقصد اور مطلب اخذ کرنا جاتا ہے۔ وہ اس سے بھی زیادہ اخف ہے۔ کیونکہ ثابت یہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں میں سے ایک امتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ انبیاء سے افضل ہیں۔ اور بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں میں سے ایک امتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ انبیاء کرام سے افضل ہیں۔ اور بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کمال ان کے سبب سے حاصل ہوا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیغمبروں سے افضل ہونے کا عقیدہ شیعہ رافضیوں کا ہے۔ اہل سنت کا نہیں۔ اس لیے شیعہ عقیدہ کو صائم نے اہل سنت کے ایک عظیم علمی و روحانی پیشوا کی عبارت سے ثابت کرنے کی کوشش کی۔ جس سے نہ صرف صائم نے اپنا اتو سیدھا کرنے کی کوشش کی۔ بلکہ تاجدار سلطنت نقشبندیہ کو بھی بدنام اور اہل سنت سے خارج کر کے شیعہ ثابت کر دیکھانے کی مذہب و جسارت کی۔

مجدد صاحب علیہ رحمۃ اللہ نے اپنے مخصوص انداز میں ولایت ابراہیمی کو صباحت اور ولایت محمدی کو ملاحت سے تعبیر کیا ہے۔ پھر اس کی وضاحت

بھی فرمائی۔ لیکن اس فرق اور علمی مقام کو سمجھنا مائٹم ایسے نعت خوان کے پس کی بات نہیں۔ مجدد صاحب کی اصل عبارت اگر صحیح ترجمہ بھی نہیں کر کے تو غنیمت ہے رہا اس کے مفہوم و مطلوب تک کی رسائی تو یہ کسی صاحب بصیرت کا کام ہے کہ باطن اسے کیا سمجھے گا۔ ہم ابھی یہ بتائیں گے کہ مائٹم نے اپنے مذہب و عقائد کے تحت مجدد صاحب کی جس عبارت سے استدلال کیا۔ ان دونوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔ عنوان کچھ اور ہے اور عبارت مجدد کچھ اور مقصود رکھتی ہے۔ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

مائٹم نعت خوان نے مذکورہ عبارت سے جو اخذ کیا۔ وہ مفہوم خود مجدد صاحب نے اس عبارت (جو کہ مائٹم نے نقل کی) کے بعد اس کی وضاحت خود فرمائی۔ فرماتے ہیں۔

”کوئی جاہل آدمی یہ نہ سمجھے کہ نبی نے اس فراموشی سے کمال حاصل کیا ہے۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ اس فرد نے وہ کمال درحقیقت نبی سے حاصل کیا ہے“

پھر مجدد صاحب علیہ الرحمۃ نے اس بارے میں ایک دو مثالیں بھی بیان فرمائیں۔ خلافت فرماتے ہیں۔ کہ کوئی بادشاہ اپنے لشکر اور اپنی فوج کی مدد سے کسی ملک کو فتح کرتا ہے۔ یا کسی قلعہ پر قبضہ کر لیتا ہے۔ تو اس میں بادشاہ کی اس مدد لینے سے فوج کو بادشاہ پر فیصلت حاصل نہیں ہو جاتی۔ کیونکہ اس فوج نے لڑائی وغیرہ کے ذریعہ جو فتح حاصل کی۔ وہ دراصل اسی بادشاہ کے ساز و سامان ہوتا کرے کی وجہ سے تھی۔ اس ساز و سامان کی وجہ سے فوج کو کامیابی ہوئی۔ یہ کمال دراصل بادشاہ کے احسان کا نتیجہ تھا۔ اسی طرح ایک اور مثال دیکھیں۔ کہ اگر حضور شہیدی مرتبت علیہ السلام نے حضرات صحابہ کرام کو ساتھ لے کر جنگیں لڑیں۔ تو اس کا مطلب یہ

نہیں کہ نبی میں وہ کمال نہیں جو اس نے صحابہ سے حاصل کیا۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام میں جو بھی کمال پیدا ہوا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ اور آپ کے ہی کسیدے سے پیدا ہوا ہے۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے وسیلہ اور واسطہ سے لوگوں تک اپنا پیغام۔ اس کے رسول نے جہاد کیا۔ اور لوگ حلقہ جوش اسلام ہوئے۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کے وسیلہ واسطہ کے بغیر لوگوں کو ایمان و اسلام نہیں دے سکتا۔ اور اپنے بندوں کو اپنی بارگاہ میں لانے کے سلسلہ میں وہ محتاج ہے جو یہ کہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی بارگاہ میں لانے میں رسول کا محتاج ہے۔ وہ کافر اور دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی عادت کہ میرے ہے۔ کہ وہ اپنے رسولوں کے ذریعہ سے اپنے بندوں کو دعوت دیتا ہے۔

اگر مائٹم میں نکاشیں حقیقت، دیانتداری اور ایمانداری ہوئی۔ تو مجدد ثنائی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ عبارت کے ساتھ ان کی وضاحت والی عبارت بھی ذکر کرتا۔ تاکہ قارئین کو جناب مجدد صاحب کے ارشادات کا صحیح مفہوم معلوم ہو جائے لیکن ایسا کرنے سے مائٹم کی اپنی مراد اور من گھڑت رافضی نظریہ مجدد صاحب کی عبارت سے ثابت نہ ہو سکتا تھا۔ یعنی یہ کہ وہ تمام انبیاء کرام، حضرت علی المرتضیٰ سے فیض لیتے ہیں، قارئین کرام کے لیے حقیقت واضح کرنے کی خاطر ہم ذیل میں حضرت مجدد دلف ثنائی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عبارت درج کر رہے ہیں۔ جو مائٹم کی منقول عبارت کے بعد آپ نے تحریر فرمائی ہے۔

ہکویات امام ربانی:

اما نقص آں نبی ازین را: لازم نیامد و آں فردا منسبتے باین توسط
برآں نبی حاصل نہ شود چه آں فردا این کمال را بجا بخت آں نبی

یا نثار است و بہ طفیل او بایں دولت رسیدہ پس اُن کمال فی الحقیقت
از اُن نبی است و نتیجہ متابعت اوست و اُن فرد بیش از خادم
او نیست کہ از خزان او خرچ کردہ بباہائے مزین و فرشبائے
مزین تیار کردہ می آرد کہ باعث مزین حسن و جمال مخدوم میگردد و در
عظمت و کبریائے اومی افزائند این جا کلام نقص مخدوم است
و کلام مزینت خادم۔

دستوبات امام ربانی حقہ نہم و فرسوم مکتوب ۹ ص ۶۶ مطبوعہ
رؤف اکید می لاہور

ترجمہ: لیکن اس طرح سے نبی میں کوئی نقص لازم نہیں آتا اور اس
فرد کو اس وسیلہ بننے سے نبی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہوتی
کیونکہ اس فرد نے اس کمال کو اس نبی سے ہی حاصل کیا ہے۔ اور
اسی کے طفیل سے اس دولت تک پہنچا ہے۔ پس حقیقت میں وہ
کمال اسی نبی کی ملکیت ہے اور اسی کی متابعت کا نتیجہ ہے۔ اور
وہ فرد اس کا خادم ہونے سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ اس نے اسی
کے خزانوں سے خرچ کیا۔ اور خرش تما باس اور قیمتی فرش
تیار کر کے لایا ہے جو کہ مخدوم کے حسن و جمال میں مزید اضافہ کا باعث
ہیں۔ اور اس کی عظمت و کبریائی بڑھاتا ہے۔ اس جگہ مخدوم کا نقص کیا
ہے۔ اور خادم کی کون سی فضیلت ہے؟

ملحد فکریہ!

مجدد الف مٹا فی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عبارت اور اپنے مافی الضمیر کا مفہوم
معلب جہ اپنے الفاظ میں بیان فرمایا۔ اس کی صائم نعت خواں کے تمام کردہ

عنوان سے کوئی مناسبت و مطابقت نہیں۔ کیونکہ صائم کا مقصد اس کے مفرد عنوان
سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ "نبی بعض کمالات میں امتی کا محتاج ہوتا ہے۔ اور اس
احتیاج کی وجہ سے امتی مرتبہ میں ممتاز و بلند رہا ہو جاتا ہے۔" مجدد صاحب نے
اس مفہوم کی صاف صاف تردید فرمائی۔ اور اس صاحب کو نبی کا خادم اور
نبی کا ہی سرس بیان کیا۔ کہاں خادم و مخدوم؟ اور کہاں "مالک و انت"
مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مقصد کو مزید واضح کرتے ہوئے ایک مثال
مثال بھی ذکر فرمائی۔ کہ آن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیستے
بصعۃ لیک انکھا جیر حین، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم غریب مہاجرین کے
وسید سے فتح طلب فرمایا کرتے تھے۔ کیا اس کا یہ معنی ہے کہ جو کمالات ان غریب
مہاجرین میں تھے ان سے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم غالی تھے؟
نہیں نہیں بلکہ اس کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ جن غریب و مسکین مہاجرین نے
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے انہیں
جوشان و عظمت عطا فرمائی اُسے وسیلہ بنایا جا رہا ہے۔ جو در حقیقت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کمال ہے۔ مہاجرین کا ذاتی نہیں بلکہ عطا شدہ کمال ہے۔ دیکھتے
مجدد صاحب نے کتنی مراحت و وضاحت کے ساتھ مثالیں پیش فرما کر اپنی
عبارت کا صحیح اور اصلی مفہوم سمجھایا۔ لیکن صائم نعت خواں اپنے مذموم و قبیح مقدمہ
کو ثابت کرنے کے لیے لوگوں کی آنکھوں میں دھول بھرنے کی ناکام کوشش
کرنا نظر آ رہا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

عنوان ششم

کمالاتِ انبیاء سے الحاق مُشکل کشا

تبعیت کے طور پر یہ دولت زیادہ تر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و
والقیات کے اکابر صحابہ میں پائی جاتی ہے۔ اور قلت و ندرت کے طور پر غیر
اصحاب میں بھی متحقق ہے۔ اور فی الحقیقت یہ شخص بھی گروہ صحابہ میں شامل اور کمالات
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام والبرکات سے ملحق ہے۔ شانِ اعلیٰ ہی شخص کے حق میں
حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ نے فرمایا ہے۔ لایدری اولہم غیریام اخرہم یعنی
معلوم نہیں کہ کیا کہا جاسکتا ہے۔ کہ ان کے پہلے بہتر ہیں یا پچھلے۔ (مکتوب نمبر ۳۰ دفتر
دوم حصہ اول ص ۱۰۴)

تاجدارِ سرحدِ شریعت حضرت مجددِ عالم ثانی کی ان توجیہات کو جان لینے

کے بعد اگر کوئی شخص یہ گمان کرتا ہے۔ کہ انبیاء سابقین کے کمالات سے اس امت کے کمالات
کا موازنہ کرنا غلط ہے۔ اور یہ امر عقیدہ اہل سنت کے مطابق نہیں تو اس کے اپنے فائق
کی بات ہے۔ ہم تو اس بات پر مرت ہی ایک راز منکشف کرنے پر اکتفا کریں گے

ہیں وہ دروازے جو دیوار نہ سمجھتے ہیں مجھے
ٹھو کریں دو چار دانستہ بھی کھالیتا ہوں میں
(مشکل کشا ص ۱۰۹ مطبوعہ چشمی کتب خانہ فیصل آباد)

عنوان ششم کی تردید

انبیاء کرام اور غیر انبیاء کو کمالات میں ہم وزن قرار دینا اور وہ بھی تبعیت
ساتھ تفصیل طلب ہے۔ ہم اس سلسلے میں گزارش کر چکے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد
گرامی و من یطع اللہ والرسول شاولک مع الذین انعم اللہ
علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین
(جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرے گا۔ وہ دنیا و
میں ان لوگوں کی معیت پائے گا۔ جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام

ہوا۔ وہ انبیاء صدیق شہداء اور صالحین ہیں۔) اس مفہوم کو واضح کرتا ہے
لیکن صائم نعتِ خوان جناب مجدد صاحب کی عبارت سے اپنے فائدہ
کی تائید حاصل کرنا چاہتا ہے۔ مجدد صاحب کا اس عبارت سے مقصد یہ ہے
کہ سالک اور صحابی پیغمبر کے تابع ہو کر جنت میں ان کمالات کی وجہ سے ان
کے ساتھ ہو گا۔ جو کمالات اُسے دنیا میں تبعیت کی بدولت ملے۔ لیکن صائم
نعتِ خوان کا مقصد یہ ہے۔ کہ وہ سالک اور صحابی کو واجبِ احترام و تعظیم قرار دے گا

کرسے۔ اور اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی لایدری اولہم خیر الخ کے ذریعہ محض راستے اور قیاس سے استنباط پیش کر رہا ہے۔ حالانکہ اس ارشاد میں راستے اور قیاس کو دخل ہی نہیں۔ اسی لیے آپ نے لایدری فرمایا لایدری کے الفاظ ارشاد نہ فرمائے۔ اور پھر اپنے اپنے علم و معرفت سے اس کا فیصلہ بھی فرمادیا۔ کہ خیر القرون قرنی الخ۔ اسی کی تائید اسی مکتوب میں جناب مجدد نے یوں فرمائی۔ "آخر ان اصحاب از جمیع وجوہ خیر است انجا سخن کردن از فضولی است۔ (بہر حال حضرات صحابہ کرام کا دور وہ تمام ادوار سے بہتر ہے۔ اس میں گفتگو کرنا فضول است) اس طرح یہ فیصلہ فرمادیا۔ کہ حضرات صحابہ کرام کے ساتھ کسی غیر صحابی کا موازنہ کرنا غلط ہے۔ مجدد صاحب تو اسے فضول فرمائیں۔ اور صائم نعمت خوان موازنہ کرینے کے حق میں ہے۔ اور اس کے خلاف کو گمان غلط کہہ رہا ہے۔ اور اس نظر سے کے منکرین کو دیوانہ کہا جا رہا ہے۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ذوق و شوق اور صائم نعمت خوان کا ذوق و شوق دو مختلف چیزیں ہیں۔ ایک صاحب ذوق "مجدد الف ثانی" اور دوسرا صاحب ذوق "نگل لسانی" ہے۔ اس کا خود بھی اقرار کر رہا ہے۔ "ٹھو کریں دو چار دانستہ بھی کھائیتا ہوں" یعنی بخوبی اسے علم ہے۔ کہ کالمین امت کبھی بھی کسی پیغمبر سے افضل نہیں ہو سکتے۔ یہی مجدد صاحب کا عقیدہ ہے۔ لیکن دانستہ طور پر میں ٹھو کریں کھا رہا ہوں اور مجدد صاحب کی تعلیمات کی غلط تفسیر پیش کر کے لوگوں کو دھوکہ دے رہا ہوں۔ یہ بڑی بد بختی ہوگی۔ کہ جب کوئی ایلا وغیرہ کسی کامل اور پھر مجدد الف ثانی جیسے مجدد سے ٹکوسے۔ یہ سب کچھ صائم نعمت خوان نے رافضیوں کو خوش کرنے کے لیے پا پڑ بیلے۔ جس طرح پہلے عنوانات میں جناب مجدد کی عبارت مکمل پیش نہ کی گئیں۔ ان میں سے اپنے مقصد کی عبارت لے کر لوگوں کو

دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ اسی طرح اس مکتوب کی عبارت اگر پوری ذکر کر دی جاتی تو مسئلہ واضح ہو جاتا۔ اسی لیے ہم اس مکتوب کی مکمل عبارت پیش کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

ہکتنویات امام ربانی:

بسید مجد الباقی سارنگ پوری صدور یافتہ در بیان اصحابِ یحییٰ محاب شمال و سابقان کو یک قدم بر شمال و قدم دیگر بر یمن ہنوادہ اندوگوئے سبقت بر میدان اصل برودہ اندو ما یناسب ذالک۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ السذین اصرطفتی۔ بیاں ارشدک اللہ تعالیٰ کہ اصحاب شمال اصحاب جمیع ظلمانی اندو اصحاب یمن ارباب حبب لورانی سابقان آندکہ اذین جمیع و از ان حبب برآمدہ اندو یک قدم بر شمال و قدم دیگر بر یمن ہنوادہ گوئے حقیقت بر میدان اصل برودہ اندو از ظلال لامکان و ظلال و بول بالا گوشہ و ابرام و صفت و ارشاد و اعتبار جز ذات خواستہ تعالیٰ و تقدس اصحاب شمال ارباب کفر و شقاوت اندو اصحاب یمن اہل اسلام و ارباب ولایت اندو سابقان بالامالت انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات و تبعیت ہر گرایاں دولت مشرف سازندائی و ملت بیشتر بتبعیت و را کا برا صاحب انبیاء امت علیہم الصلوٰت والتسلیمات و التعلیمات و بر سبیل قلت و ندرت و درغیر اصحاب نیز متفقہ است و فی الحقیقتہ این شخصی نیز از زمرہ اصحاب است و ملت بکرات انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات و رحتی او مگر فرمود علیہ و علی آلہ العلوة و السلام لایدری اولہم خیر ام آخہم ہم ہن

فرمودہ علیہ علی اہم الصلوٰۃ والسلام خیر القرون قریٰ این را باعتبار قرون گفتہ
و اکں را باعتبار اشخاص و اللہ سبحانہ اعلم لیکن اجماع اہل سنت سست بر
انفصیت شیخین بعد از انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تسلیمات کسے نیست
کہ برابر بکر سبقت کردہ باشد اسبق سابقان این امت اوست و اقدم
پیشیناں این ملت او حضرت فاروقی تبرعل او بدولت انصلیت
مشرف گشتہ است و بتوسط او از دیگران بالا گشتہ از انجا است کہ
فاروقی را خلیفہ صدیقی می گفتند و در خطبہ خلیفہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
شہسوار این معاویہ حضرت صدیق است و حضرت فاروقی ردین اوست
نخوش ردین کہ شہسوار منافقت نماید و با حنف اوصاف او شارکت
فرماید۔ بر سر اصل سخن ردیم و گویم کہ سابقان از احکام یمین و شمال مانع
اند و از معاملات ظلمانی و نورانی فرق۔ کتاب ایشان و در اد کتاب یمین
و کتاب شمال است و محاسبہ بر شان و را محاسبہ بر اصحاب یمین و اصحاب
شمال کار و با ایشان علیحدہ است و غنچ و دلال بانیاں جدا اصحاب
یمین در رنگ اصحاب شمال از کمالات شان چه در یاد و در باب
ولایت و در رنگ عامہ مومنان از اساسہ را ایشان چه فرا گیرند
حروف مقطعات قرآنی و موزاسر بر شان است و قشایات فرقانی
کنوز مدارج و مول ایشان و مول باصل ایشان را از ظل فارغ ساخته
است و در باب ظلال را از حریم خاص ایشان دور داشته۔

و مکتوب امام ربانی و فقر و دم حصہ ششم مکتوب نمبر ۲۹ صفحہ نمبر ۹۹۔

مطبوعہ روفت اکیڈمی لاہور

قرصہ: سید عبد الباقی رشتی پوری کی طرف صادر فرمایا۔ اصحاب یمین

اصحاب شمال اور سابقین کے بیان میں۔ جنہوں نے ایک قدم شمال اور
دوسرا قدم یمین میں رکھا ہوا ہے۔ اور سبقت کا گیند میدان اصل تک
لے گئے ہیں۔ اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔ اللہ تعالیٰ
جسے رشد و ہدایت عطا کرے۔ جان کہ اصحاب شمال وہ لوگ ہیں
جو تاریک پردوں میں ہیں۔ اور اصحاب یمین نورانی پردوں والے
سابقین وہ ہیں جو ان ظلمانی اور نورانی پردوں سے باہر نکلے ہوئے
ہیں۔ اور ایک قدم شمال پر اور دوسرا یمین پر رکھ کر سبقت کا گیند میدان
اصل میں لے گئے ہیں۔ اور امکانی و جوبی ظلال سے اوپر گزر گئے ہیں
اور انہوں نے اسم و صفت اور شان و اعتبار سے سوائے ذات
تعالیٰ و تقدس کے کچھ نہیں چاہا۔ اصحاب شمال کفر و شقاق و اسے
ہیں۔ اور اصحاب یمین اہل اسلام اور ارباب ولایت ہیں۔ اور بالا
اصالہ سابقین انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تسلیمات ہیں۔ تابع ہونے کے
اعتبار سے جسے بھی اس دولت سے مشرف کر دیں جمعیت کے
طور پر یہ دولت زیادہ تر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اکابر صحابہ
میں پائی جاتی ہے۔ اور قلت و ندرت کے طور پر غیر اصحاب میں بھی
مستحق ہے۔ اور فی الحقیقت یہ شخص گروہ انبیاء میں شامل اور کمالات
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ملحق ہے۔ شامد ایسے ہی شافس
کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لا یدری اولہم خیر
ام آخرہ۔ ہر نہیں معلوم کیا جاسکتا کہ ان کے اگلے بہتر ہیں یا پچھلے۔
اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے۔ خیر اللہ ان قریٰ بہ
زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے۔ کیونکہ اپنے زمانے کو ان کے

- ۱۔ اصحاب شمال یعنی تاریک پردوں والے کافر اور بد بخت لوگ ہیں۔
- ۲۔ اصحاب یمن نورانی پردوں والے مسلمان اور اولیاء کرام ہیں۔
- ۳۔ سالبقون دراصل پیغمبر ہیں۔ اور ان کی اتباع میں یہ مقام اکابر صحابہ کرام کو بکثرت اور حیر صحابہ کو بقلّت ملتا ہے۔

۴۔ غیر صحابی کس کو درجہ سالبقین عطا ہوتا ہے وہ بھی صحابہ کرام کے زم زمیں اور انبیاء کرام کے کمالات سے ملتی ہے۔

۵۔ اہل سنت کا اجماع ہے کہ تمام انبیاء کرام کے بعد ابو بکر و عمر قتل ہیں۔ ان میں سے فاروق اعظم کی افضلیت ابو بکر کے توسل سے ہے۔

۶۔ سالبقون احکام میں اصحاب یمن و شمال سے جدا ہیں۔ تاریک پردوں اور نورانی پردوں سے کہیں اوپر ہیں۔ کہ ان کی کتاب اعمال ان سے عطا ہے۔

۷۔ اصحاب یمن (مسلمان و اولیائے امت) سالبقون کے کمالات کو پانے سے اسی طرح قاصر ہیں جس طرح اصحاب شمال۔

۸۔ ارباب ظلال (اولیاء، اقطاب، ابدال) سالبقون کے حریم خاص سے بہت دور رہتے ہیں۔

ان امور کو مد نظر رکھ کر جناب مجدد کا نظریہ خود سمجھا جاتا ہے۔ کہ ان کے تاریک پردوں والے صاحب ولایت کبھی بھی صحابہ کرام کے کمالات نہیں پاسکتا۔ لہذا اس کی افضلیت قطعاً ناممکن۔ اسی طرح امت مسلمہ کا کوئی فرد سیدنا صدیق اکبر و عمر فاروق کے مرتبہ و کمال کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اور یہی عقیدہ اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے۔ جب ایک امتی کا اپنے نبی کے صحابی کے مقام کو پاسنا ناممکن ہو تو یہ کیونکر ممکن کہ وہ خود نبی کے مقام کو حاصل کر سکے؟ ایک طرف

اعتبار سے بہتر فرمایا۔ اور آخری زمانے کو اشخاص کے لحاظ سے واللہ اعلم۔

لیکن انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد افضلیت ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ پر اہل سنت کا اجماع ہے۔ ایسا کوئی نہیں۔ جو ابو بکر پر سبقت لے گیا ہو۔ اس امت کے سالبقین کے پیش رو وہ ہیں۔ اور اس امت کے پہلوں کے بھی پہلے آپ ہیں۔ اور حضرت فاروقؓ آپ کے توسل کی بدولت افضلیت سے مشرف ہوئے۔ اور خطبہ میں آپ کو رسول اللہ کے خلیفہ کا خلیفہ کہتے ہیں۔ اس معاملہ کے شاہسوار حضرت صدیقؓ ہیں۔ اور حضرت فاروقؓ ان کے روایت ہیں۔ کیا اچھا روایت ہے جو اپنے شاہسوار سے موافقت کرتا اور اس کے خصوصی اوصاف میں شرکت فرماتا ہے۔ ہم مل بات کی طرف آتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ سالبقین یمن و شمال کے احکام سے فاروقؓ ہیں۔ اور ظلمانی و نورانی معاملات سے اوپر ہیں۔ ان کے اعمال نامے کتاب یمن اور کتاب شمال سے جدا ہیں۔ ان کا محاسبہ اصحاب یمن اور اصحاب شمال کے محاسبہ کے علاوہ ہے۔ ان کے ساتھ کاروبار علیحدہ اور ان کے ساتھ کرشمہ جدا ہے۔ اصحاب یمن اصحاب شمال کی طرح ان کمالات سے کیا پاسکتے ہیں۔ اور ارباب ولایت، ان کے اسرار سے کیا حاصل کر سکتے ہیں۔ مقطعات قرآنی کے حروف ان کے اسرار و رموز اور مقابلات قرآنی ان کے مدارج کے وصول کے خزانے ہیں۔ اصل سے وصول نے انہیں ظلم سے فارغ کر دیا۔ اور ارباب ظلال کو ان کے حریم خاص سے دور کر دیا ہے۔

خلاصہ کلام:

مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب درج بالا کے چند فوائد مندرجہ ذیل ہیں۔

جناب مجدد صاحب کے ارشادات اور دوسری طرف مائت نعمت خوان کی ان کے مکتوب میں خیانت کرنا اور پھر اس سے اپنا غلط مقصد پورا کر کے دکھانا کون سی دیانت داری ہو سکتی ہے؟ جنہیں خود صائم علم کے دریا کہے اور ان کی مخالفت سے ڈرائے۔ کیا یہ لوگوں کو دھمکانے کے لیے تھا۔ خود ان کے ارشادات کے سامنے سر تسلیم خم کیوں نہ کیا۔ اور ان کی مخالفت سے خوف کیوں نہ آیا؟ اہل سلطنت کا بقول مجدد الف ثانی اجماعی عقیدہ چھوڑ کر بمطابق فیصلہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم (من شذ شذ فی النار) خود صائم صاحب نے اپنی آخرت کا معاملہ سخت تر کر لیا۔ قاعہ بر وایا اولی الابصار۔

عنوان ہفتم = حضرت علی خلیفہ بلا فصلؓ

مشکل کشا

حضرت علی شیر خدا علیہ السلام کا رسول کا خلیفہ اعظم اور بالائین اول جس موت میں ہم نے بیان کیا ہے قطعی طور پر درست ہے اور اس کے لیے ہم ہزاروں مثالیں پیش کر سکتے ہیں مگر امور سلطنت اسلامیہ اور حدود شرعیہ کے نفاذ کے لیے جس مسئلہ خلافت پر حضرت ابوبکر متکفل ہوئے اس میں یقیناً وہی خلیفہ اول بلا فصل اور بالائین رسول ہیں۔

خلافت اس کو کہتے ہیں:

جناب حیدر کار رضی اللہ عنہ بلا شک و ریب روحانی طور پر تاجدارِ انبیاء کے خلیفہ اول ہیں۔ اور اہل طریقت کے نزدیک یہ مسئلہ قطعی طور پر اجماعی ہے اگر کوئی شخص بزمِ خویش کھڑے ہو کر کہتا ہے کہ حضرت ابوبکر ہی روحانی طور پر

بھی آپ کے خلیفہ اول ہیں۔ تو یہ اس کا ذاتی فیصلہ ہو گا۔ اولیاء کرام کا کثیر گروہ اس پر متفق ہے۔ کہ ولایت و قطبیت کبریٰ اعلیٰ ترین مقام پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر تقدس ہستی کو ممکن فرمایا۔ وہ آپ کے اہل بیت کرام ہی ہیں۔ اور ان تمام ائمہ اہل بیت میں سے پہلا نمبر تاجدارِ اولیاء و امقیاد امیر المؤمنین سیدنا حیدر کا ہے۔ کاظمی وراثت اور روحانی خلافت جناب شیر خدا سے پہلے کسی دوسرے کے لیے ثابت کرنا محض حقائق سے اعراض اور صداقت سے انحراف کے مترادف ہے۔ رسول اللہ کے بعد اٹھی رسول زوجِ قبول سیدنا و مرشدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ وسلم سلطنتِ روحانیہ کے تاجدارِ اول ہیں۔ اور آپ کی اس اولیت میں کوئی ہی آپ شریک و سیم نہیں۔ (مشکل کشادہ ص ۲۷۱ تا ۲۷۵)

عنوان ہفتم کی تردید

”حضرت علی خلیفہ بلا فصل ہیں“ صائم نعمت خوان نے اس عنوان میں خلافت بلا فصل کے لیے کوئی قید نہیں لگائی۔ یعنی مطلقاً خلافت بلا فصل کبہر تمام اعتبارات سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ”بلا فصل خلیفہ“ کہا ہے۔ عنوان میں خلافت روحانی یا خلافت سلطانی کسی کا تذکرہ نہیں تھا۔ لیکن آپ جانتے ہیں۔ کہ ہمارے اور اہل تشیع کے درمیان من جملہ اختلافی مسائل میں ایک ”خلافت بلا فصل“ کا مسئلہ بھی ہے۔ ہم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے قائل و معتقد اور اہل تشیع علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے مثبت ہیں۔ صائم نعمت خوان کا عنوان کو اطلاق پر چھوڑنا شیعہ نوازی نہیں اقرارِ افضیت نظر آتا ہے۔ اس اطلاق کی وجہ سے جب اس نے اپنا رافضی ہونا مان لیا۔ تو چہرہ یاد آیا کہیں تو سنی کہلاتا ہوں۔ اور عقیدہ شیعوں والا بیان کر رہا ہوں۔ اب اس نے

اہل تشیع کا ایسے مقام پر چلایا جانے والا حرب یعنی تنقید کو بروئے کار لاتے ہوئے
 ”خلافتِ رومانی“ کا سہارا لیا۔ گویا ”لا دین لمن لا عقیدۃ لہ“ کے ذریعہ اپنے دین
 کو بچانے کی کوشش کی ہے۔ اور اگر ایسا نہیں۔ تو پھر عزائم میں دھوکہ دینے سے کیا
 مطلب؟ صائم کے کلام میں تناقض موجود ہے۔ مذکورہ عبارت کا خلاصہ یہ کہ حضرت
 علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اعظم اور جانشینِ اول ہیں۔ اس پر
 رومانی اعتبار سے قطعی اور اجماعی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اول ہیں۔ ایک
 اور جگہ صائم نعمت خزان کی تحریر ملاحظہ ہو۔

الصدیق:

نبوت اور صداقت کے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔ اور جو ہم نے ذکر کیا صدیق
 کی اس تفسیر پر دلالت کرتا ہے کہ صدیق کا مرتبہ نبوت کے بعد علم فضل کی وجہ سے
 نہیں بلکہ اس وصف کی وجہ سے ہے۔ جو صدیق انسان کے لیے بیان ہوا ہے
 اور ایسے ہی وہ دلیل ہے جو قرآن کے لفظ سے دلالت کرتی ہے۔ کہ جی اور صدیق
 کے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔ اس کے دل میں خبر دینے والے رسول کی بات داخل
 ہو جاتی ہے۔ اور یہ بات حقیقتِ الایمان میں رسول کے ساتھ اور اعلیٰ اثبات
 کے لیے قریب کی جہت سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانے کے شعلات
 سے جوتی ہے۔ اور یہ کہ نبوت اور صدیقیت کے درمیان کوئی مقام مائل نہیں
 و دل تفسیر الصدیق بماذا کرنا علی انہ لا مرتبۃ
 بعد النبوة فی الفضل والعلم الا هذا الوصف
 وهو کون الانسان صدیقاً کما دل الدلیل
 علیہ فقد دل لفظ القرآن علیہ فانہ ینمذکر الصدیق
 والنبی لم یجعل بینہما واسطۃ یدخلہا ف

قول المنہ بر الرسول ومتعلقہ فی الحقیقۃ الایمان بالرسول
 ویكون الایمان باللہ علی جہۃ الترتیبۃ ولیس بین النبوة
 والصدیقۃ

(روح البیان جلد ۵ ص ۷۶)

والصدیق تصنیف صائم نعمت خزان فیصل آبادی ص ۳۰۳

مطبوعہ چشتی کتب خانہ فیصل آباد

مقامِ غور:

”الصدیق“ نامی تصنیف میں صائم نعمت خزان سے سیدنا صدیق اکبر
 کے بارے میں روح البیان کے حوالے سے یہ ذکر کیا کہ نبوت کے بعد اگر وہ
 مقام ہے تو وہ صدیق اکبر کا ہے۔ لا مرتبۃ بعد النبوة فی الفضل
 والعلم الا هذا الوصف۔

اس عبارت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت ظاہری نہیں بلکہ بالقی
 کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ یہ وہی رومانی خلافت ہے۔ کہ جس کے بارے میں
 ”مشکل کش“ میں صائم نے حضرت علی المرتضیٰ کے لیے باجماع صوفیاء اور اہل باجم
 اس کا قول کیا ہے۔ ان دونوں کتابوں کی عبارت میں تناقض موجود ہے۔
 واصل حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے متعلق ضلعی عقیدہ کو ثابت کرنے کے
 لیے رومانی اور ظاہری خلافت کا چکر چلایا۔ یہ اس کے ”تنقید“ کی کہ ستانی
 ہے۔ جہاں تک یہ لاوت زنی کی گئی۔ کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بعد فضل
 رومانی میں ہونا تمام اہل طریقت کا اجماعی اور متفق علیہ ہے۔
 لیکن صائم ہی اس کو جانتا ہے۔ کہ وہ کون سے اہل طریقت ہیں۔ جن کا یہ قول ہے۔ اگر

قطعی اور متفق علیہ ہے۔ تو اس کی دلیل مائے نعمت غوان کو ضرور پیش کرنی چاہیے
تھی۔ جناب مجدد صاحب جواہل طریقت کے مشہور اور معروف فرم ہیں۔ جن کی علیحدہ
روحانیت پر عالم کو بھی یقین ہے۔ اس بارے میں آپ کا ارشاد ہم پیش خدمت
کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

مکتوبات امام ربانی:

فوق مقام ولایت مقام شہادت است و نسبت ولایت بہ شہادت
نسبت تجلی صوری و تجلی ذات است بل بعد ما بینہما
اکثر من بعد ہذین التجلیتین کد امر۔
و فوق مقام شہادت صدیقیت است و تفاوتیکہ میان اہل دو مقام
است۔ اجل من ان یعبیر عنہ بعبارۃ و احظ من
ان یشار الیہ بانشارۃ و فوق اُس مقامی نیست الا اللبۃ علی
اعلاہ العلوات و التسلیمات و التائید کریمان صدیقیت و نبوت مقام
بودہ باشد بلکہ محال است و ایں حکم بہ محالیت او یکشف مریح صبیح
معلوم گشت۔

دکتریات امام ربانی دفتر اول حصہ اول مکتوب ۱۱ ص ۳۸ مطبوعہ
رقعت اکیڈمی لاہور

ترجمہ: مقام ولایت سے اوپر مقام شہادت ہے۔ ولایت کی نسبت
شہادت کی نسبت کے سامنے اس طرح ہے جس طرح تجلی صوری
تجلی ذاتی کے سامنے بلکہ ان دو نسبتوں میں بعد اور فاصلان دو تجلیوں
کے بعد اور فاصلہ سے گئی گناہ زیادہ ہے۔ اور شہادت کے مقام
کے بعد صدیقیت کا مقام ہے۔ اور وہ فرق و تفاوت جو ان

دو مقاموں کے درمیان ہے۔ وہ اس سے زیادہ ہے کہ اسے کسی
عبارت سے تعبیر کیا جائے۔ اور اس سے بڑھ کر ہے کہ اس کی
طرف اشارہ کیا جائے۔ اور اس مقام صدیقیت سے اوپر کوئی مقام
نہیں مگر مقام نبوت ہے۔ صدیقیت اور نبوت کے درمیان اور کوئی
مقام نہیں ہے۔ بلکہ کسی اور مقام کا ہونا محال ہے اور اس کے محال
ہونے کا حکم کشف مریح صبیح سے معلوم ہو چکا ہے۔

لمحہ فکریہ:

جناب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے نبوت کے اور صدیقیت کے
درمیان کسی درجے اور مقام کو تسلیم کرنا محال قرار دیا ہے۔ اور گویا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کے ساتھ بلا فصل اگر کسی کا مقام و مرتبہ
تو وہ صدیق اکبر ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔ مجدد صاحب کا ارشاد مرتبہ روحانی کے بیان
کے لیے ہے نہ کہ مرتبہ ظاہری کے لیے۔ جب روحانی طور پر صدیق اکبر کا مقام
فاصلہ کا محتاج نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ روحانی طور پر خلافت بلا فصل بھی صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ کا حق ہے۔ اور انہیں ہی مسلم ہے۔ اسی پر اہل طریقت کا اتفاق ہے
لہذا سائے نعمت غوان کا عنوان ”علی خلیفہ بلا فصل“ اور پھر اس کی روحانی خلیفہ بلا فصل
سے تو جیہہ پیش کرنا اہل سنت اور اہل طریقت سب کے نزدیک غلط اور باطل
ظہری۔ صرف اس عنوان نے ضام کی شیعیت ثابت کر دی۔

فاحتبر وایا اولی الابصار

عنوان ہشتم = علی کیوں افضل ہیں

مشکل کشا

جناب مجدد الف ثانی کے مذکورہ بالا تصورات کو اگر درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر اولیائے امت کے اس فرمان کی محض سب کرنا پڑے گی جن کا دعوے ہے کہ سلسلہ عالیہ قادریہ تمام تر سلاسل روحانیہ سے افضل و اعلیٰ ہے۔ حالانکہ اولیاد کیا رکاوٹ ارشاد قطعی طور پر درست ہے کہ سلسلہ عالیہ قادریہ جناب حیدر کرار پر منتہی ہونے کے ساتھ ساتھ جناب غوث اعظم سے منسوب ہے۔ اور غوث اعظم کے کمالات روحانیہ جو انہیں جناب شیر خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ کرم وجہہ الکریم اور دیگر ائمہ اہل بیت کی وساطت سے حاصل تھے ان کا عشر عشیر بھی کسی ولی کو نصیب نہیں۔ غوث اعظم کا یہ فرمان شاہ عدل ہے۔ ہمارا یہ قدم تمام اولیاد کی گردن پر ہے۔ اب وضاحت طلب امر یہ ہے کہ اگر مجدد صاحب کی یہ دلیل درست ہے کہ وہی روحانی سلسلہ افضل و اعلیٰ ہے جو امت کے افضل ترین شخص پر منتہی ہوتا ہے۔ تو پھر کسی اضطراب و اضطراب کے ساتھ تسلیم کرنا ہو گا۔ کہ جناب شیر خدا سیدنا علی کرم وجہہ الکریم تمام امت محمدیہ علی صاحبہا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ کیونکہ جناب شیر خدا پر منتہی ہونے والا سلسلہ عالیہ قادریہ اولیاد کیا رکاوٹ کے قرابین کے مطابق تمام تر سلاسل روحانیہ سے افضل و اعلیٰ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مجدد آئمہ حاضرہ شاہ احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیل حیدر کرار کو فرض قرار نہیں دیا۔ (مشکل کشا ص ۲۸۴-۲۸۵)

عنوان ہشتم کی تردید

جس طرح گذشتہ عنوانات کو مجدد الف ثانی کے نام سے مائٹ غوث خان نے ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اور ہم نے اس کی قطعی کھول کر رکھ دی۔ اب اسی طرح عنوان ہشتم کو بھی ثابت کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اس میں مجدد صاحب کے ارشادات بالکل مخالفت میں ہیں۔ اس لیے یہاں صائم کارویہ بہت تبدیل ہو گیا۔ یہی مجدد صاحب ہیں کہ جن کے بارے میں اس نے شروع کتاب میں لکھا۔ مجدد صاحب کے مقام ارفع و اعلیٰ اور جلالت علمی کے سامنے ان لوگوں کی کیا حیثیت ہے جو مجدد صاحب کی مخالفت کرتے ہیں؟ اس کے بعد مزید لکھا کہ دوسرے بد نصیب کو مجال دم زدن نہ ہے کہ اس مقبول بارگاہ اور صاحب استقامت بزرگ کے ارشادات عالیہ سے اختلاف کر کے ناقابل معافی جرم کا مرتکب ہونے کی جرات کر سکے۔ اور اب چونکہ وہ علی کیوں افضل نہیں؟ کے عنوان کی تائید مجدد الف ثانی کے ارشادات سے نہ مل سکی۔ تو ان کی مخالفت پر اتر آیا۔ اس مخالفت میں نہ اسے ان کا مقام ارفع و اعلیٰ نظر آیا۔ نہ جلالت علمی کا پاس رہا۔ اور نہ ہی اپنے نصیب پر رحم کھایا۔ اور ناقابل معافی جرم کا بڑی ڈھٹائی سے ارتکاب کیا۔ گویا اپنے بال میں خود چھینس گیا۔ یہ مدد اسی عنوان میں ہی نہیں۔ بلکہ تمام گذشتہ عنوانات میں اس نے مجدد صاحب سے اختلاف ہی کیا ہے۔ لیکن وہاں دھوکہ دہی کے طور پر ان کو اپنا حامی نظام کیا۔ اور اس عنوان میں بالکل ٹھل کر سامنے آگیا۔

چوں خدا خواہ کہ پردہ کس درو

میلش اندر طبع پاکوں ز ند

عنوان ہشتم سے صائم کا مقصد یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تمام افراد امت سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ ان کی افضلیت ابو بکر صدیق و عمر فاروق اور عثمان غنی پر بھی ہے۔ گویا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ افضل ترین امت نہیں بلکہ علی المرتضیٰ ہیں۔ مجدد و ائمہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ بلکہ اہل سنت کا اجماعی اتفاقی عقیدہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں میں سے افضل ترین شخصیت ابو بکر صدیق ہیں۔ اسی عقیدہ کی ترجمانی ہر سنی خلیفہ دورانِ خطبہ کرتا ہے۔ افضل البشر بعد الانبیاء بالمعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے۔

جناب مجدد و صاحبِ چونکہ نقشبندی ہونے کے واسطے سے اپنا سلسلہ روحانی ابو بکر صدیق سے رکھتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے اپنے سلسلہ کی بڑائی کے لیے ایک دلیل پیش فرمائی۔ وہ یہ کہ اس سلسلہ کی افضلیت کی یہ دلیل ہے۔ کہ اس کی اتہاد اس شخصیت پر ہوتی ہے۔ جو انبیاء کرام کے بعد سب سے افضل ہے۔ اور وہ ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔ یہ ان کی ذاتی دلیل ہے۔ اسی طرح دوسرے سلاسل کے متوسلین اپنے اپنے سلسلہ کے اعلیٰ و ارفع ہونے کی دلیل پیش کرتے ہیں اس پر کوئی جرح یا اعتراض نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ جو شخص جس سلسلہ سے منسلک ہے۔ وہ اسے محبوب سمجھتا ہے۔ اور اس کی افضلیت جانتا ہے۔ ہر اہل اپنے بیٹے کو ”پانڈہ“ کہتی ہے۔ اور اس جیسا کسی کو نہیں سمجھتی۔ ہر بیٹا اپنے باپ کو اعلیٰ و ارفع سمجھتا ہے۔ اس پر اعتراض کرنا بے وقوفی ہے۔ اصل سلسلہ یہ ہے کہ قطع نظر کسی سلسلہ سے وابستگی کے امت میں سے کون سا شخص افضل ترین ہے۔ جو لوگ سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک نہیں وہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ کہ وہ شخصیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس کی تائید میں ایک نہیں ہزاروں اقوال پیش کیے جاسکتے ہیں۔ لیکن ہم یاد دہانی کے لیے صرف امام اہل سنت مجدد و ائمہ حاضر

دین کا ذکر خود صائم نے اس عنوان میں بھی کیا ہے (مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا قول پیش کرتے ہیں جن کے بارے میں کہا گیا کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا افضل ترین کہنے والے پر فرض کا فتوے نہیں لگاتے۔

ختاوی اضریقاہ:

سوال میں چاروں صحابہ رضی اللہ عنہم کا مرتبہ برابر کہا۔ یہ خلافت عقیدہ اہل سنت ہے۔ اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مرتبہ سب سے زائد ہے۔ پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پھر مذہب منصور میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر مرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ جو چاروں کو برابر جاننے والے سنی نہیں۔

اس فتوے کی رو سے صائم نعمت خوان ”سنی“ دربارہ کیونکہ وہ علی المرتضیٰ کی افضلیت کا قائل اور مبلغ ہے۔ اور یہ عقیدہ اہل سنت کے خلاف ہے۔ بلکہ اعلیٰ حضرت کے نزدیک تو چاروں کو برابر مرتبہ و مقام دینے والا بھی ”سنی“ نہیں ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

ایک مشہور اعتراض :

میں ہی صدیق اکبر ہوں جو میرے بعد کسی کو صدیق اکبر کہے گا کذاب
(علی رضی اللہ عنہ)

ابن ماجہ شریف :

حدثنا محمد بن اسماعيل روى حدثنا عبد الله بن موسى ابنا العلاء بن صالح عن المنهال عن عباد بن عبد الله قال قال عليّ أنا عبد الله وأخو رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا الصديق الأكبر لا يتوّلها بعدى إلا كذاب صليت قبل الثامن سبع سنين -

(ابن ماجہ شریف ص ۱۲ ذکر فضل علی بن ابی طالب

مطبوعہ نور محمد آرام باغ کراچی)

ترجمہ : عباد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا : میں اللہ کا بندہ اور رسول خدا کا بھائی اور صدیق اکبر ہوں۔

میرے بعد ان باتوں میں وہی کہے گا جو کذاب ہوگا۔ میں دوسرے

لوگوں سے سات برس پہلے نمازیں پڑھیں۔

روایت مذکورہ میں دو صدیق اکبر کا لقب خود علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے ذکر فرمایا۔ اور پھر اس شخص کو کذاب بھی فرمایا۔ جو اسے کسی اور کے لیے استعمال کرے۔ لہذا اہل سنت و جماعت اس لقب کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے استعمال کر کے کذاب ہوئے۔ ان کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدود بغض کا اظہار اس سے ہوتا ہے۔

جواب : روایت مذکورہ کے دو حصے ہیں۔ حصہ اول : علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان کہ میں صدیق اکبر ہوں جو میرے بعد کسی کو صدیق اکبر کہے وہ کذاب ہے۔ حصہ دوم :

کہنے سب سے پہلے سات سال نمازیں پڑھیں۔ روایات میں کچھ ایسی بھی ہیں۔ جن میں ان دونوں کو یکجا اور بغض میں علیہ علیہ ذکر کیا گیا ہے۔ بہر حال ہم دونوں کا بالترتیب جواب دیتے ہیں۔

جواب حصہ اول :

اس روایت میں چار راوی یا توشیعہ ہیں یا کذاب
مجروح

ابن ماجہ شریف میں روایت مذکورہ میں دونوں سلسلے موجود ہیں۔ اور ان کی پوری سند بھی دی گئی ہے۔ اس کی سند میں عبید اللہ بن موسیٰ، علاء بن صالح منہال اور عباد بن عبد اللہ چاروں پر متذہبن کرام نے سنت جرح کی ہے۔ اس کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

عبید اللہ بن موسیٰ : تہذیب التہذیب :

وَكَانَ يَتَشَبَّهُ وَيُرْوَى أَحَادِيثُ فِي التَّشَبُّهِ
مَنْكِرَةً وَضَعَتْ بِذَلِكَ عِنْدَ كَثِيرٍ مِنَ النَّاسِ
..... وَهَذَا يَعْقُوبُ بْنُ سَفْيَانَ شَيْعِيٌّ وَإِنْ
هَذَا قَاتِلٌ رَافِضِيٌّ لَمْ يُكْرَ عَلَيْهِ وَهُوَ
مَنْكِرُ الْحَدِيثِ وَقَالَ الْحَبْرُ جَانِي وَعَبِيدُ اللَّهِ
بْنُ مُوسَى أَهْلِي وَأَسْوَأُ مَذْهَبًا وَأَرْوَيْ لِلْعَجَائِبِ

وَقَالَ الْحَاكِمُ سَمِعْتُ قَاسِمَ بْنَ قَاسِمٍ الْبَلَّارِ
سَمِعْتُ أَبَا مُسْلِمٍ الْبَغْدَادِيَّ الْحَافِظَ يَقُولُ
عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى مِنَ الْمَكْرُوكِينَ تَرَكَهُ
أَحْمَدُ لِشَيْعَتِهِ..... وَكَانَ يَنْفَرُ طِفْلًا فِي الشَّيْخِ
وَقَالَ أَحْمَدُ مَرُوءِي مُنَاكِيرٌ وَقَدْ رَأَيْتُهُ
بِمَكَّةَ فَأَعْرَضْتُ عَنْهُ۔

(تہذیب التہذیب جلد ۲ ص ۵۲ حرف العین بیروت)

ترجمہ: اس میں تشیع پایا جاتا تھا۔ اور تشیع کے بارے میں منکر
احادیث کی روایت کیا کرتا تھا۔ اسی وجہ سے کثیر محدثین نے اسے
ضعیف قرار دیا ہے۔ یعقوب بن سفیان نے اسے شیعی کہا۔ اور اگر
اسے کوئی رافضی کہتا۔ تو اس سے کوئی انکار نہ تھا۔ یہ بھڑا حدیث
ہے۔ ابن جوزی جانی کے بقول عبید اللہ اندلسی طور پر بہت غالی
اور بڑا آدمی تھا۔ عجائبات کی روایت کرنے میں سب سے بڑھ کر
ہے۔ حاکم نے کہا کہ میں نے قاسم بن قاسم سے انہوں نے ابو
مسلم حافظ بغدادی سے پرسنا کہ عبید اللہ بن موسیٰ متروک راویوں
میں شامل ہے۔ امام احمد نے اسے تشیع کی وجہ سے چھوڑ دیا.....
تشیع میں غلو کرتا تھا۔ امام احمد نے اس کی منکرین الحدیث میں شمار
کیا۔ میں نے اسے مکہ مکرمہ میں دیکھا۔ لیکن اس سے منہ پھیر
لیا تھا۔

میزان الاعتدال:

وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ كَانَ شَيْعِيًّا مُتَحَرِّفًا

وَرَوَى الْيَمُورِيُّ عَنْ أَحْمَدَ كَانَ عَبِيدُ اللَّهِ
صَاحِبَ تَخْلِيلٍ حَدَّثَنَا بِأَحَادِيثَ بَسُوفٍ
وَآخَرِجَ تِلْكَ الْبَلَاءُ يَا قَدْ رَأَيْتُهُ بِمَكَّةَ
فَأَعْرَضْتُ عَنْهُ۔

(میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۵۰ حرف العین۔)

ترجمہ: عبید اللہ بن موسیٰ کو ابو داؤد نے شیعیہ اور مخرف تشیع قرار دیا
ہے۔ امام احمد سے مروی کہ عبید اللہ احادیث کو گڑبگڑ کر لیتا تھا۔
اس نے بڑی احادیث روایت کیں۔ اور یہ مصیبتیں اسی کی کھڑی ہوتی
ہیں۔ میں نے اسے مکہ معظمہ میں جب دیکھا تو اس سے منہ پٹالیا۔

علاء بن صالح: میزان الاعتدال:

وَقَالَ أَبُو حَاقِمٍ كَانَ مِنْ عَتَقِ الشَّيْعَةِ
وَقَالَ ابْنُ الْمَدِينِ رَوَى أَحَادِيثَ مَنَّا كَثِيرَ
..... عَدُّ ثَنَا عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا
الْعَلَاءُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ مَنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ
هَبَادَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ
أَنَا عَبِيدُ اللَّهِ وَأَخُو رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وآلِهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا الصَّادِقُ الْأَكْبَرُ لَا يُؤْمِنُ
بَعْدِي إِلَّا كَذَّابٌ صَلَّيْتُ قَبْلَ النَّاسِ سُبْحَ
سِينِينَ۔

(میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۵۱ حرف العین مطبوعہ مصر قناہ)

ترجمہ: علامہ ابن صالح کو ابوحاتم نے شیعوں کا سردار کہا ہے۔ ابن مدینی کے بقول یہ منکرانہ روایت کرتا ہے۔ جیسا یہ حدیث کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں اس کے رسول کا بھائی اور صدیق اکبر ہوں۔ میرے بعد یہ القاب وہی اپنے لیے استعمال کرے گا۔ جو کذاب ہوگا۔ میں نے لوگوں سے قبل سات برس نمازیں پڑھیں۔

منہال بن خلیفہ: تہذیب التہذیب:

عَنْ شُعْبَةَ أَخْبَرْتُ مَنِزِلَ الْمُنْهَالِ فَسَمِعْتُ
وَمِنْهُ صَوْتُ الْقَلْبُورِ فَخَرَجْتُ وَلَمْ أَسْأَلْ
..... وَقَالَ ابْنُ الْمَدِينِ عَنْ يَحْيَى بْنِ
سَعِيدٍ أَنَّ شُعْبَةَ الْمُنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو فَسَمِعَ
صَوْرًا قَلْبُورًا وَقَالَ الْعَبَّاسِيُّ
سَمِعْتُ الْمَذْهَبَ قَالَ وَقَفْتُ الْمَعْبُورَةَ
صَلْبُ إِبْرَاهِيمَ عَلَى كَيْفِ بْنِ أَبِي رِيَادٍ فَقَالَ
أَلَا تَعْجَبُ مِنْ هَذَا الْأَخْصَقِ إِنْ ذَهَبَتْ عَنْ
أَنْ يَرَوْى عَنْ الْمُنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو وَعَنْ عَابَةِ
فَقَارَفَنِي عَلَى أَنْ لَا يَفْعَلَ كَقَرَفُو سَيَرَوِي
عَنْهَا فَشَدَّ ثَدَّ يَا اللَّهُ تَعَالَى هَلْ كَانَتْ
تَعِيفُونَ شَهَادَةً الْمُنْهَالِ عَلَى دُرِّهِمَيْنِ
قَالَ اللَّهُرَّ لَا

(تہذیب التہذیب جلد ۱ ص ۳۲۰ حروف المیم)

ترجمہ: شعبہ کہتا ہے کہ منہال کے گھر گیا۔ تو اندر سے طنبور بجنے کی آواز سن کر میں واپس آگیا۔ اور میں نے منہال سے کچھ بھی نہ پوچھا۔ ابن مدینی جناب یحییٰ بن سعید سے بیان کرتے ہیں کہ جناب شعبہ ایک مرتبہ منہال کے گھر گئے۔ تو انہوں نے ایک آواز سنی۔ فوراً واپس آگئے۔ حمزہ جانی نے اسے بد مذہب کہا۔ شعبہ براہیم کا ساتھی یزید بن ابی زیاد کے پاس کھڑا تھا۔ تو کہا۔ کیا تو اس اندھے بے وقوف سے تعجب نہیں کرتے۔ میں نے اسے منہال سے روایت کرنے سے منع کر دیا تھا۔ تو اس نے اسی عہد پر مجھ سے چلے جانے کا ارادہ کیا۔ پھر اس کے باوجود ان دونوں سے روایتیں کرتا ہے۔ میں تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کہ کیا منہال کی دودھ ہم کے مقابلہ میں بھی گواہی تسلیم ہے۔ کہا۔ ہنذا انہیں۔

عبادہ بن اسدی: تہذیب التہذیب:

عبادہ بن عبد اللہ الاسدی الکوفی رَوَى عَنْ
عَلِيِّ وَ عَنْهُ الْمُنْهَالُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ الْمُبَّارِيُّ
قِيلَ نَظَرُوا إِلَى الْمَدِينِ ضَعِيفُ الْحَدِيثِ
قَالَ ابْنُ الْعَبَّاسِ ضَرَبَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَلَى
حَدِيثِهِمْ عَنْ عَلِيٍّ أَنَا الصِّدِّيقُ الْكَبِيرُ وَقَالَ
هُوَ مُتَكَبِّرٌ - (تہذیب التہذیب جلد ۵ ص ۶۸)

ترجمہ: عبادہ بن عبد اللہ اسدی، علی سے اور علی سے منہال بن عمر سے روایت کرتے ہیں۔ بخاری نے کہا اس میں نظر ہے۔ علی بن ابی طالب

نے اسے ضعیف الحدیث کہا ہے۔ ابن جوزی کا بیان ہے۔ جناب احمد بن حنبل نے اس کی حدیث کو علی المرتضیٰ نے اپنے آپ کو صدیق اکبر فرمایا ہے۔ کہ یہ نامقبول ہے۔ اور مشکوٰۃ بھی ہے۔ یاد رہے اس حدیث کو مستدرک نے بھی نقل کیا ہے تو اس کے ذیل میں علامہ ذہبی نے یوں جرح کیا ہے۔

المستدرک:

قُلْتُ كَذَّابًا قَالَ وَهُوَ عَلَى شَرْطٍ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بَلَّ حَدِيثُ بَاطِلٍ فَتَدْبِرُهُ وَحَيَادٌ قَالَ ابْنُ الْمَدِينَةِ ضَعِيفٌ۔

(التلخیص ذیل مستدرک جلد سوم ص ۱۱۲ کتاب معرفة الصحابة مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

علامہ ذہبی فرماتے ہیں۔

میں کہتا ہوں۔ کہ یہ بخاری اور مسلم میں سے کسی ایک کی شرط پر جمع کی گئی۔ تو درکنار یہ تو حدیث باطل ہے۔ یہ حدیث صحیح نہیں بلکہ باطل ہے۔ اس میں غور کر۔ عباد کو ابن مدینی نے ضعیف کہا ہے۔

لمحہ فکریہ:

مذکورہ حوالہ جات سے روایت مذکور کے تین راویوں کا حال آپ نے ملاحظہ کیا۔ عبید اللہ بن موسیٰ شیعہ رافضی ہے۔ اس سے کیا توقع کروہ تقیہ

سے دستبرد دار ہو کر صحیح حقیقت حال بیان کرے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ امام احمد بن حنبل نے اس کی اعادیت کو چھوڑ دیا ہے۔ اسی طرح علامہ ابن ماری بھی سرداران شیعہ میں سے ہے منکر الحدیث مشہور ہے۔ تیسرا منہال نامی راوی عیش و عشرت کا ولدا ہے۔ اور پتلی بقول احمد بن حنبل ضعیف الحدیث ہے۔ ان چار راویوں پر جرح اپنے مقام پر لیکن امام ذہبی نے اس حدیث کو باطل قرار دے کر تمام راویوں کو بند کر دیں۔ اس موضوع حدیث کے ذریعہ اور اس کے بہار سے اہل سنت پر اعتراض کرنا کہ وہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر کا لقب دے کر کذاب بن گئے۔ کسی طرح بھی قابل استدلال نہیں۔ اور اگر یہی بات ہے۔ تو پھر کتب شیعہ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے یہ لقب موجود مذکور ہے۔ واقعہ ہجرت کے ضمن تفسیری میں اسے لکھا۔ اسی طرح کشف الغمہ فی معرفۃ الانبیاء میں تلوار پر سونا چڑھانے کا مسئلہ جب امام باقر سے پوچھا گیا تو انہوں نے اس کے جواب میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تلوار کا حوالہ دیا۔ جب سائل نے امام باقر سے ابو بکر کو صدیق کہنے کی بابت کچھ حیرانی میں پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ نعم الصدیق، نعم الصدیق الخ لہذا حدیث موضوع کا بہار ہے کہ ابو بکر سے لقب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جدا کرنا اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے ثابت کرنا قطعاً باطل اور اجماع امت کے خلاف ہے۔

جواب حصہ دوم: المستدرک:

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ عَبَدْتُ اللَّهَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتِّينَ سَنَةً قَبْلَ أَنْ يُعْبَدَهُ أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ (قُلْتُ) وَهَذَا بَاطِلٌ

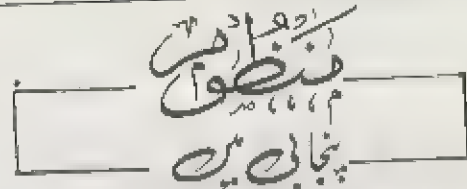
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَقْوَالِ مَا
أَوْحَى إِلَيْنَا مِنْ بَيْنِ خَدَيْجَةٍ وَآبُو بَكْرٍ
وَبَدَلٌ وَزَيْدٌ مَعَ عَلِيٍّ قَبْلَهُ بِسَاعَاتٍ أَوْ بَعْدَهُ
بِسَاعَاتٍ وَتَحَبُّدٌ وَاللَّهُ مَعَ نَبِيِّهِ قَائِنِ السَّبْعِ
سِنِينَ وَتَعَلَّ السَّمْعُ أَهْطَاءَ فَيَكُونُ ۱۰ مِير المومنين
قَالَ عَمِيذَةُ اللَّهُ وَلِي سَبْعِ سِنِينَ وَكَمْ يَضْبُطُ الرَّاوي
مَا سَمِعَ ثُمَّ حَبَّةٌ شَيْعِي حَبِيلٌ - (المستدرک
جلد سوم ص ۱۱۲ ذکر معرفة الصحابة مطبوعہ
بیروت جدید)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت
کی۔ کہ اس عرصہ میں امت کا کوئی ایک فرد بھی اللہ کی عبادت کرنے والا
نہ تھا۔ میں صاحب مستدرک اکہتا ہوں۔ کہ یہ باطل ہے۔ کیونکہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم پر ابتداء وحی کے وقت ایمان لانے والے حضرت خلیج
ابوبکر، بلال اور زید ہیں۔ ان کے اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ایمان
قبول کرنے کے درمیان چند ساعتوں کی تقدیم و تاخیر ہے۔ ان سب
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ لہذا وہ سات
سال جو علی المرتضیٰ کے تنہا عبادت کرنے کے تھے کہان گئے۔ ہو سکتا
ہے کہ راوی کو روایت کے سنتے وقت کچھ غلطی ہوئی ہو علی المرتضیٰ
نے یوں فرمایا جو کہ ایمان لانے کے وقت میری عمر سات برس تھی
اور راوی نے اسے عدم ضبط کی بنا پر دوسرا رنگ دے دیا ہو۔ (میرزا یحییٰ)

پھر کسی روایت کا ایک راوی جس کا نام جبر ہے۔ وہ کثیر اور بہت بڑا
شیعوہ ہے۔

توضیح: ابن ماجہ میں روایت مذکورہ کے دونوں حصے تھے۔ پہلے
ان دونوں میں سے پہلے حصہ کی تردید بذریعہ سند کی۔ یہی تردید ابن ماجہ کی روایت کی بنا
پر دونوں حصوں کی مشترک بھی بن سکتی ہے۔ جب دونوں باتوں کے راوی ایک ہی
ہیں تو پوری روایت پران کی جرح کا اثر پڑتا ہے۔ اس لیے جواب اول میں دونوں
امور غلط اور موضوع ثابت ہوئے۔ علاوہ ازیں علامہ ذہبی نے صرف دوسرے حصہ کو
سے کہ اس پر دو طرح جرح کی۔ اول یہ کہ راوی کو سننے کے بعد ضبط میں غلٹ واقع ہونے کی
بنا پر سات سال عبادت کرنے کا معاملہ بیان ہوا۔ حالانکہ چند ساعتوں کی تقدیم و تاخیر
سے علی المرتضیٰ کے ساتھ اور بھی صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اللہ تعالیٰ کی
عبادت کرتے رہے۔ لہذا اتنا طویل عرصہ تنہا علی المرتضیٰ کا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے
والا ہونا باطل ہے۔ دوسرا یہ کہ اس روایت کا ایک راوی جبر نامی کثیر شیعہ ہے۔
تو اس نے اپنے نظریات کے پیش نظر اتنا جملہ اپنی طرف سے بڑھا دیا ہو۔ اس
طرح کی ایک باطل اور موضوع حدیث کے ذریعہ ابوبکر کو صدیق اکبر کے لقب سے
یا ذکر کرنے پر اعتراض اور اس لقب کو علی المرتضیٰ کے لیے مخصوص کرنے کی سعی
در اصل ایک شیعہ چال ہے۔ جو حقیقت پر مبنی نہ ہوتے ہوئے۔ امام باقر اور
امام جعفر صادق کی تعلیمات و ارشادات کے خلاف ہے۔ جسد و نفس کی عینک
اتحاد معرفت حق کی آنکھ سے اکبر دیکھا جائے۔ تو صبیح اور غلط میں امتیاز کن کوئی
مشکل نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ ہر امت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فاعتبروا یا اولی الابصار



نقبت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ از مصنف کتاب

تمام صحابہ کرام میں سے شیخین کا مقام منفرد ہے۔

اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نور سے

جنت بھرا ہوا ہے۔

مکتوبات امام ربانی،

روزے شریف نقل کردہ کہ کوشش اندک نام حضرت امیر مہرورد بہشت ثبت
کردہ اندک خاطر رسید کہ حضرت شیخین از خاصات آن موطن چہ باشد۔ بعد از کوجہ
تمام ظاہر شد کہ دخول ایل امت و بہشت با تنصواب و تجویز ایل و اکابر
خواہد بود گویا حضرت صدیق مہرورد بہشت ایستادہ اند و تجویز دخول مردم
می فرمایند و حضرت فاروق دست گرفته بدروں می برنیز و مشہور میگردد کہ گویا تمام
بہشت بند حضرت صدیق مملو است و نظر ایل حقیر حضرت شیخین را
در میان جمیع صحابہ شان علیحدہ است و درجہ منفردہ گویا۔ پہنچ احد سے
مشارکت ندارند حضرت صدیق با حضرت پیغمبر علیہ و آلہ الصلوٰات
والتسلیمات گویا ہم فاذا است اگر تفاوت است بعلو و سفلی است
و حضرت فاروق لطیف حضرت صدیق نیز بایں دولت مشرف اند۔
و سایر صحابہ کرام با نسر و علیہم الصلوٰات والتسلیمات نسبت ہم بانی
و دارند یا ہنہری با و یا دامت خود چہ رسد۔۔۔ از حضرت صدیق چہ گوید
کہ جمیع حسنات حضرت عمر یک حسد او است۔ چنانچہ مکتوبات صدیق را

ڈنگ کھاندا ر میا دکھ اٹھاندا ر میا سینے لاکے نبی نوں سولاندا ر میا
موڈھے چاکے نبی نوں اٹھاندا گیا پیرووں سے ہنکی وچ دیکھا واند گیا
رب ذوالجلال داسک آیا بدوں ثانی الثین والقب پاند گیا
اذ یقول لصاحبہم آیا بدوں ان اللہ معنا دی شان پاند گیا
قیدی بد سے سب اوہ چھوڑ واند گیا پریقیدیاں نوں صحابی بت واند گیا
مال و دولت نثار کر کے سبھی اشہ رسول نوں ہی اوہ منا واند گیا
مروا با بکر داسک پاسکے صدیق سب صحابہ نوں نمازاں پڑھا واند گیا
عمر عثمان رضی اللہ عنہ سب صحابہ نبی امام سب دا ہی اوہ کہلا واند گیا
صدیق اکبر دی شانوں جانے کوئی واد بنیا ہے جس داسول خدا کی
خلافت بلا فصل اس نے ہے پائی خلیفہ بلا فصل ہی اوہ کہلا واند گیا
قرض محبوب سے سب ادا کر د گیا وی بن کے نبی واد کھاندا گیا
بعد میاں دے شان جس نورس ملی دین و دنیا دی دولت ہے اس نوں ملی
صداقت ہی چادر بھی اس نوں ملی عتیق صدیق ہی اوہ کہلا واند گیا
أَوْصِلِ الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ دی آنند ڈیرہ نال نبی دے نگا واند گیا
طس چنے روافض نے کیستے بھی غلام صدیق داسب اوڑا واند گیا
محمد علی نے دفعت کیا بدوں شفاعت صدیق دی اوہ پاند گیا

خبر دادہ و محسوس میگردانند ان خطاطی کہ حضرت فاروقؓ را از حضرت صدیق است
زیادہ از آن ان خطاطیست کہ حضرت صدیقؓ را از حضرت پیغمبر علیہ وآلہ الصلوٰۃ
والتسلیمات پس قیاس کن کہ ان خطاط و دیگران از حضرت صدیق
چہ قدر خواہد بود و دشمنین بعد از موت نیز از حضرت پیغمبر جدا نشدند
و حشر نیز در میان ایشان نخواہد بود چنانچہ فرمودہ پس افضلیت برآمد
اقرئیت ایشان را بودای حقیر قلیل البضاعت از کمالات ایشان چہ
گوید و از فضائل ایشان چہ بیان نماید زہ را چہ یار اگر سخن از آفتاب
گوید و قطره را چہ جمال کہ حدیث بحرمان بر زبان آورد و ادیاء کہ برائے
دعوت خلق مروجہ اند و از ہر دو طرف ولایت و دعوت بہرہ تمام دارند
و علماء مجتہدین از تابعین و تبع تابعین بخور کشف صحیح و فراست صادق
و اخبار متتابعہ فی الکملہ کمالات دشمنین را در یافتہ اند و شمار از فضائل ایشان
شناختہ ناچار حکم با فضلیت شان نمودہ اند و برای معنی اجماع فرمودہ
اند و کشف کہ بر خلافت این اجماع ظاہر شدہ بر عدم صحت حمل نمودہ اعتبار
نمودہ اند کیفیت و قد صح فی الصدرا لاول افضلیتہما
کما روی البخاری عن ابن عمر رضی اللہ عنہما
قال کنا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تعدل
بابی بکراحد اثم عمر شمر عثمان ثمر نترک
اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تفاضل
بینہم۔

و مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ چہارم

مکتوب ۲۵۱ ص ۵۲ تا ۵۶

ترجمہ:

ایک دن کسی شخص نے بیان کیا کہ لکھا ہے کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کا نام
بہشت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے۔ دل میں گزرا کہ دشمنین رضی اللہ عنہما
کیلئے اس مقام کی خصوصیتیں ہوں گی۔ تو جہانم کے بعد ظاہر ہوا کہ بہشت
میں اس امت کا داخل ہونا ان دو بزرگواروں کی رائے اور تجویز سے
ہوگا۔ گویا حضرت صدیق بہشت کے دروازے پر کھڑے ہیں۔ اور
لوگوں کے داخل ہونے کی تجویز فرماتے ہیں۔ اور حضرت فاروق ہاتھ
پکڑ کر اندر لے جاتے ہیں۔ اور ایسا مشہور ہوتا ہے۔ کہ گویا تمام
بہشت حضرت صدیق کے نور سے بھرا ہوا ہے۔ اس حقیر کی نظر میں
حضرات دشمنین کیلئے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان علیہ شان
اور انگ درجہ ہے۔ گویا یہ دونوں کسی کے ساتھ شراکت نہیں رکھتے۔
حضرت صدیق حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گویا ہم غازی ہیں
اگر فرق ہے تو صرف بندی اور لپٹی کا ہے۔ اور حضرت فاروق
رضی اللہ عنہ بھی حضرت صدیق کی طفیل اس دولت سے مشرف
ہیں۔ اور تمام صحابہ کرام تو انحضرت کے ساتھ ہم سرائے یار ہم شہر
ہونے کی نسبت رکھتے ہیں۔ پھر ادیاء امت کا وہاں کیا دخل ہے
..... حضرت صدیق کی نسبت کیا بیان کیا جائے۔ جبکہ حضرت عمر
کی تمام نیکیاں ان کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ جیسے مخبر صادق صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس کی خبر دی ہے۔ اور وہ ان خطاط یعنی نبیؐ کو حضرت
فاروقؓ کو حضرت صدیقؓ سے ہے۔ اس خطاط و کی سے زیادہ
..... ہے۔ جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

سے ہے۔ پھر قیاس کرنا چاہیئے کہ دوسروں کا حضرت صدیق سے
 انخطا کس قدر ہوگا۔ اور حضرت شیخین موت کے بعد بھی پیغمبر صلی اللہ
 علیہ وسلم سے جدا نہ ہوئے اور ان کا حشر بھی یکجا ہوگا۔ جیسے کہ فرمایا
 ہے۔ پس ان کی فضیلت قرینت کے باعث ہوگی یہ فیصل البشاعت
 بے سرو سامان ان کے کمالات کو کیا بیان کرے۔ اور ان کے فضائل
 کیا ظاہر کرے۔ ذرہ کی کی طاقت کو آسمان کی نسبت گفتگو کرے۔
 اور قطرہ کی کیا مجال کہ بحر عمان کی بات بیان کرے زبان پر لائے
 ان اولیاء نے جو دعوت خلق کی طرف راجع ہیں۔ اور ولایت دعوت
 کی دونوں طرفوں سے حصہ رکھتے ہیں۔ اور تابعین۔ تبع تابعین میں
 سب علماء مجتہدین نے کشف صحیح کے نور اور اخبار صادقہ اور آثار
 متا بعدہ سے شیخین رضی اللہ عنہما کے کمالات کو دریافت کیا ہے۔ اور
 ان کے فضائل کو پہچان کر ان کے افضل ہونے کا حکم دیا ہے۔ اور اس
 پر اجماع کیا ہے۔ اور اس کشف کو جو اس اجماع کے برخلاف ظاہر ہو
 غلط خیال کر کے اس کا کچھ اعتبار نہیں کیا۔ اور کس طرح ایسے کشف کا
 اعتبار کیا جائے جب صدراول میں ان کی افضلیت صریح ہو چکی ہے
 چنانچہ امام بخاری نے ابن عمر سے روایت کی ہے۔ ابن عمر نے فرمایا
 ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی کو ابو بکر پھر عمر پھر عثمان
 کے برابر نہیں سمجھتے تھے۔ پھر دیگر اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 میں ایک دوسرے کی فضیلت کا قول نہیں کرتے تھے۔

اس امت کے معزز ترین اور مکرم ترین عند اللہ ابو بکر صدیقؓ نہیں
 مکتوبات امام ربانیؒ

و حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بحکم نص قرآنی اتقائے ایں امت است
 زیرا کہ اجماع مفسرین است چہ این عباس رضی اللہ عنہ و چہ غیر ان
 بریں کہ کریم و سبب حبیبہا الا حق۔ و در شان حضرت صدیق
 نازل است رضی اللہ عنہ۔ و مراد از اتقائے اوست رضی اللہ عنہ
 پس شخصے را کہ حضرت حق سبحانہ اتقائے ایں امت خیر الامم می فرماید
 خیال باید کرد کہ تکفیر و تنسیق و تضلیل او تا چہ سرمد شاعت بود۔
 امام فخر الدین لازمی باین کریم استدلال بر افضلیت حضرت صدیق
 رضی اللہ عنہ نموده است۔ زیرا کہ بحکم کریمہ دَانَ أَكْثَرَ مَا كُنْتُمْ
 عِندَ اللَّهِ أَتَقُكُمْ گرامی ترین ایں امت کہ مخاطب است نزد
 خدا مل و علا اتقائے ایں امت است و چوں حضرت صدیق بحکم
 نص اتقائے امت است باید کہ گرامی ترین ایں امت نیز نزد حق
 مل و علا بحکم نص لاحق او باشد رضی اللہ عنہ۔

د مکتوبات امام ربانی حصہ ہشتم و فرسوم مکتوب ۱۲ ص ۱ تا ۱۴
 ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق قرآنی نص کے فیصلے کے مطابق اس امت
 کے سب سے زیادہ پرہیزگار آدمی ہیں۔ کیونکہ تمام مفسرین کرام کا
 اجماع ہے۔ کیا عبد اللہ بن عباس کیا دوسرے مفسرین۔ یہ آیت
 کریمہ و سبب حبیبہا الا حق (جہنم سے الگ رہے گا۔
 جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہوگا۔) حضرت ابو بکر صدیق کی شان میں
 نازل ہوئی ہے۔ اور اتقی سے مراد ابو بکر صدیق ہی ہیں۔ لہذا
 جس شخص کو اللہ تعالیٰ اس امت کا سب سے زیادہ پرہیزگار بتائے

خیال کرنا چاہیے کہ اس کو کافر فاسق یا کمرہ کہنا کتنی بڑی بات ہے
امام فخر الدین رازی نے اس آیت کریمہ سے حضرت صدیق کے
انفصیت پر استدلال کیا ہے۔ کیونکہ بحکم آیت کریمہ: **إِنَّ أَكْرَمَكُمْ**
عِنْدَ اللَّهِ أَكْثَرُكُمْ (اس کے نزدیک تم میں سب سے افضل
وہ جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مطہرین
میں سب سے زیادہ عزت والا ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار آدمی
ہے۔ تو جب نفع قرآنی نے ابو بکر صدیق کو اس امت کا سب سے
زیادہ پرہیزگار آدمی قرار دیا ہے اس لیے وہی امت کے سب سے
زیادہ عزت والے اور افضل ترین آدمی ہو سکتے ہیں۔

ملحد فکریہ:

مجدد الوفا ثانی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے کشف میں منفرد مقام عطا
فرمایا۔ جب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان ملاحظہ فرمائی۔ تو شیخین کی علوم و تربیت
کے کشف کا خیال آیا۔ تو کشف صمیم کے ذریعہ معلوم ہوا۔ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی گھر میں جلوہ فرما ہیں۔ فرق صرف علوم و فضل کا ہے
اس مقام میں بہت نیچے درجہ میں فاروق اعظم ہیں۔ گویا فاروق اعظم کو اس
جگہ میں حضرت صدیق اکبر کے توسط سے جانا نصیب ہوا۔ کیونکہ ان کی ساری
نیکیاں صدیق کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ باوجود ایک مکان میں ہونے کے دونوں کے
درمیان بہت زیادہ اونچ نیچ ہے۔ ان دو حضرات کے علاوہ کوئی تیسرا صحابی اس
مکان میں نہیں۔ بلکہ اس مکان کے شہر یا سرسے کے دیگر گھروں میں روئی افراتیں
انفصیت صدیق اکبر پر نفع قرآنی موجود ہے۔ اور اسی عقیدہ پر تمام امت کا
اجماع ہے۔

خلافت ظاہری کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلا فضل ہونے پر صائم کی ایک لالینی دلیل حُشکل کشاء:

ہاشمی خلیفہ۔ ان حقائق کے اظہار کے بعد ہم قارئین کی توجہ پھر منہم سائلہ
کی طرف مبذول کراتے ہیں۔ زیر بحث روایت میں صاف طور پر اس حقیقت
کا اظہار کیا ہے۔ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعوت میں خاص طور
پر خان دان عبد المطلب کے افراد کو مدعو کیا تھا۔ اور اس میں سوائے آپ کے
اپنے افراد خانہ کے کوئی ایک شخص بھی کسی دوسرے قبیلہ کا موجود نہیں تھا۔ چنانچہ
آپ نے اپنے قبیلہ والوں کو یہ ارشاد فرمایا۔ اگر تم میں سے کوئی شخص اس وقت
اشاعت دین کے معاملہ میں میری معاونت کرے تو میں تم میں سے آت اپنا
خلیفہ اپنا وصی اور اپنا بھائی اور اپنا وارث بناؤں۔ اور پھر یہ اعزازات جناب
علی کرم اللہ وجہہ نے حاصل کر لیے۔ چنانچہ ظاہری طور پر یہی خلافت علی منہای الشہ
میں خاندان عبد المطلب سے سوائے حضرت علی کے کوئی شخص خلیفہ رسول نہیں
ہوا۔ جیسا کہ قارئین کرام جناب شیر خدا حضرت علی کی والدہ مکرمہ سیدہ فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا کے حالات میں پڑھ چکے ہیں۔ کہ آپ ہی وہ پہلی مرتبہ اس شہید موت
ہیں۔ جنہوں نے ہاشمی خلیفہ کو جنم دیا۔ (مشکل کشاء ص ۱۰۰)

جواب:

صائم نعت خوان نے دو علی خلیفہ بلا فضل کا عنوان بنا کر اس وقت کی بات کی ہے۔

انما زہ نہ لگا یا تھا کہ اسے ثابت کرنا ناممکن ہے۔ اور اس عقیدہ کی وجہ سے میرا
 ”اہل سنت“ میں رہنا اور کہلانا کوئی تسلیم نہیں کرے گا۔ تو اس انجام سے
 ڈر کر تفتیہ کا دامن تقام کر پہلی تاویل یہ کی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت
 بلا فصل ”خلافت روحانی“ کے طور پر ہے۔ اس کا ہم نے مفصل جواب دیا۔
 ”اب ڈوبتے کو تنکے کا سہارا“ کے مصداق سلطنت یا خلافت ظاہری کا قبضل
 ہونا بھی بطور استدلال پیش کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس کا اثبات عجیب انوکھا انداز
 سے ہے۔ وہ یہ کہ قبیلہ بنی ہاشم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سولہ علی المرتضیٰ
 کے کوئی اور خلیفہ نہیں ہوا۔ اس لیے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور علی المرتضیٰ
 کے درمیان ہاشمی خاندان کے ہونے کے اعتبار سے کوئی فاصل نہیں۔ تو علی المرتضیٰ
 اس اعتبار سے آپ کے خلیفہ بلا فصل ہوئے۔ اس میں جھگڑا کس چیز کا ہے۔ کیا
 اہل شیعہ اور اہل سنت کے مابین دو خلیفہ بلا فصل، کا ان دو مضہموں میں سے
 کوئی مفہوم ہے۔؟ اگر ایسی دو راہ کا تاویلات کا سہارا لیا جائے۔ تو پھر علی المرتضیٰ
 کی طرح اپنے اپنے خاندان کے کیا فاروقی اعظم اور عثمان غنی اول خلیفہ نہ تھے؟
 حقیقت یہ ہے کہ ایسی باتیں ثابت تو کچھ نہ کر سکیں۔ بل ان سے صائم نہت عثمان
 کا راضی ہونا ضرور آشکارا ہو گیا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

عنوان نہم — غیر نبی کی نبی پر فضیلت شکل کشا،

ایک دفعہ جناب مجددِ اہل ثانی ایک ایسے رنگین مقام پر تشریف لے گئے
 جو حضرت صدیق اکبر سے بھی بلند تر تھا۔ پھر آپ نے اپنے بیان کے غلاف شکوہ
 شبہات کا ازار کرتے ہوئے فرمایا۔ علمائے کرام نے اس کا ایک مل بھی تجویز کیا ہے
 کہ جزئیات میں غیر نبی کو اگر نبی پر فضیلت لازم آجائے۔ تو کچھ حرج نہیں۔ مکتوبات
 ۱۹۲، اور پھر اس مکتوب شریف کے آخر پر فرمایا۔ ”توجب غیر نبی کو نبی پر بزرگی فضیلت
 جائز ہے۔ تو غیر نبی پر بطریق اولیٰ فضیلت جزئی ثابت ہو سکتی ہے۔ لہذا جناب
 اس کلام میں بالکل کوئی اشکال نہیں۔ قارئین کرام کو مندرجہ بالا روایت پر دعوت
 غور و فکر دیتے ہوئے ہم پھر اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں۔ ان الذین
 آمنوا و عملوا الصالحات اولئک ہم خیر البریۃ۔
 (ترجمہ) بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہی تمام مخلوق سے بہتر ہیں
 روایت میں فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب آیت
 کریمہ **ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات اولئک ہم خیر البریۃ**
 نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ارشاد
 فرمایا۔ کہ علی ترا و تجھ سے محبت کرنے والے قیامت کے دن خوش رہو
 اور شاد باد ہوں گے۔ یہی روایت خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت فرماتے
 ہیں۔ کہ آپ نے میرے لیے فرمایا۔ کیا تم نے اپنے متعلق اللہ تعالیٰ کا نام
 نہیں سنا۔ **ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات**۔

مردم اور تمہارے شیعہ میں۔ اور یہ ہماری اور تمہاری وعدہ کی گئی جگہ حرم کو خرپرانی کے۔ اور جب امتیں حساب کے لیے آئیں گی۔ تو یہ روشن پیشانی والوں کے نام سے پکارے جائیں گے۔ (مشکل کشاص ۲۸۷-۲۸۹)

عنوان نہم کی تردید

مائم نعمت خواں فیہی اس سے پہلے تمام تر عنوانات دراصل اس عنوان کا پیشہ تھے۔ اور ان سے جو ثابت کرنا چاہتا تھا۔ وہ اس عنوان کا عقیدہ ہے۔ جب غیر نبی کی نبی پر فضیلت ثابت ہوگئی۔ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خیر البریہ ٹھہرے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام سے افضل بلکہ انبیاء کرام سے بھی فضیلت پر ممکن ہیں۔ یہی وہ عقیدہ ہے۔ کہ جس کے قائل کرام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور مجدد الف ثانی وغیرہ نے رافضی شیعہ کہا۔ اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتوے صادر فرمایا۔ اس مقام پر ہم یہ جانتے ہیں۔ کہ سامع نے مجدد الف ثانی کے مکتوب سے غلط انداز میں جو ثابت کرنے کی کوشش کی۔ جسے واضح کریں۔ اور پھر مجدد صاحب کے مکتوب سے خود ان کا مقصد و مطلب بیان کریں۔ تاکہ سامع کے قائم کردہ عنوان (جو کہ مجدد صاحب کے مکتوب کی طرف منسوب کیا گیا ہے) اور مجدد صاحب کی تعلیمات کا موازنہ ہو سکے۔ لہذا اولاً مکتوب امام ربانی پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ ہو۔

مکتوبات شریف:

شیخ بدیع الدین بہارنپوری صدور یافتہ۔ وجواب استفسار کہ نمودہ بودند۔ اغوی اسرعی ارشدی شیخ بدیع الدین استفسار نمودہ بود و نہ کردہ عرضداشت یا زود ہم کہ بحضورت خواجہ قدس سرہ نوشتہ واقع شدہ است کہ

بقامی رنگین گشت کہ بلند تر از مقام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔ معنی اس کلام یہ باشد۔ ہر اے ارشد کہ اللہ تعالیٰ لائسلہ کہ اس عبارت مستلزم تفہیل است۔ بالآخر لفظ ہم نیز واقع شدہ است۔ وَ لَوْ سَلِمَ لَوْ كُنْمْ کہ اس سخن و سنخاں دیگر کہ در ان جرحہ داشت واقع شدہ است از جملہ واقعات است کہ بہ پیر خود نوشتہ۔ و مقرایں طالعہ است کہ بہ از واقع روید بہ صمیم باشد یا سقیم بہ حشاشی بہ پیر خود اظہار می نماید بہ در غیر صمیم نیز احتمال تاویل و تعبیر است۔ پس از اظہار اس پادشہ و در ان سخن قید بلا حظہ این معنی بیج منظور لازم می آید و حل دیگر آنکہ تجویز نمودہ اند کہ اگر در جزئی از جزئیات بغیر نبی را بر نبی فضل متحقق نشود باک نیست۔ بلکہ واقع است چنانچہ در مادہ شہدائے اید تمیہا واقع شدہ است کہ در انبیاء نیست علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات۔ بالآخر فضل کلی بہ نبی راست علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات۔ بریں تقدیر اگر سیر غیر نبی در کمالات اس جزئی واقع شود و خود را در اس مقام بلند تر یا بہ ہم مجوز باشد ہر چند حصول اس مقام اور را بواسطہ متابعت نبی است و نبی نیز از اس مقام بحکم حدیث مَنْ سَنَّ سُنَّةَ حَسَنَةٍ فَلَهُ أَجْرُهَا وَ آجَرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا نَصِيبُهَا است پس ہر گاہ فضل جزئی بغیر نبی را بر نبی مجوز گشت بر غیر نبی بطریق اولی مجوز خواہد بود۔ فلما اشکال اصلاً۔ والسلام۔

(مکتوبات شریف دفتر اول حصہ سوم مکتوب ۱۶۲ ص ۶۱ مطبوعہ روت اکیڈمی لاہور۔)
ترجمہ: شیخ بدیع الدین بہارنپوری کی طرف صادر فرمایا۔

عزیز اور رشد و ہدایت والے بھائی نے استفسار کیا تھا کہ کیا رہیں
 عرضداشت میں جو حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بھی گئی تھی واقع
 ہوا ہے کہ ایک رنگین مقام پر اس فقیر کا گورا جو حضرت صدیق اکبر کے
 مقام سے بلند تر تھا۔ اس کلام کے کیا معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تجھے رشد و
 ہدایت عطا کرے۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے۔ کہ یہ عبارت حضرت
 صدیق اکبر پر فضیلت کو مستلزم نہیں ہے۔ خاص کر لفظ وہم بھی
 موجود ہے۔ جس کے معنی ”بھی“ کے ہیں جس کے ایک طرف سے
 شرکت ظاہر ہوتی ہے اور اگر تسلیم بھی کر لیں کہ یہ عبارت فضیلت
 کو مستلزم ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ یہ کلمات اور اس طرح کے دوسرے
 کلمات جو اس عرضداشت میں واقع ہوئے ہیں۔ ان واقعات میں
 ہیں جو اپنے پیروم رشد کی طرف تحریر کیے گئے ہیں۔ اور اس گروہ
 صوفیاء میں یہ بات طے شدہ ہے کہ واقعات میں سے جو کچھ صحیح یا
 غلط پیش آئے اُسے بے تکلف اپنے پیروں کے سامنے ظاہر کرتے
 ہیں۔ کیونکہ غیر صحیح میں یہی تاویل و تعبیر کا احتمال ہے۔ لہذا ان کے
 اظہار سے چارہ نہیں۔ اور جس بات کو ہم بیان کر رہے ہیں۔ اس
 میں اپنے معنی کے لحاظ سے کچھ خرابی نہیں۔ علمائے کرام نے اس کا
 ایک حل بھی تجویز کیا ہے کہ جزئیات میں سے ایک جزئی میں غیر
 نبی کی اگر نبی پر فضیلت لازم آجائے تو کچھ حرج نہیں۔ بلکہ ایسی فضیلت
 کا وقوع بھی ہو چکا ہے۔ جیسا کہ شہداء کے بارے میں وہ فضیلت کی
 باتیں وارد ہو چکی ہیں۔ جو انبیاء کے کرام کے متعلق وارد نہیں ہوئیں
 اس کے باوجود فضل کلی نبی کی ذات کے لیے ہے۔ لہذا ایسی صورت

(مجدد صاحب) اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہرگز مساوی فضیلت

میں غیر نبی کو اس جزئی کے کلمات میں سیر واقع ہوا۔ اور اپنے آپ کو اس مقام
 بلند پر پائے تو اس کی گنہائش ہے۔ اگرچہ وہ مقام بھی اسے نبی کی متابعت
 سے ہی نصیب ہوا ہے۔ اور نبی کے لیے بھی مطابق حدیث ”جو شخص
 نبی کی کا طریقہ جاری کرے تو اس کے جاری کرنے اور جتنے لوگ اس پر
 عمل کریں گے۔ سب کا ثواب اسے ملے گا“ ممکن حقیقت متنازع ہے۔ تو جب غیر
 نبی کو نبی پر فضیلت جزئی جائز ہے۔ تو غیر نبی پر بطریق اولیٰ فضیلت جزئی ثابت
 ہو سکتی ہے۔ لہذا اس کلام میں کوئی اشکال نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

توضیح:

جناب مجدد العت ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ جناب خواجہ باقی باللہ
 رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی ایک روحانی سیر کا تذکرہ کیا۔ تاکہ اس کے بارے میں کچھ ارشاد فرما
 کیونکہ مرید کو اپنے اچھے بُرے حالات سے اپنے شیخ کو آگاہ کرنا ضروری
 ہوتا ہے۔ تاکہ وہاں سے اس کے مناسب ہدایات عطا ہوں۔ بکتوب مذکور نبی
 بھی آپ کی ایک سیر کا حال شیخ بدرالدین سے دیا۔ اور اس کی وضاحت چاہی
 جناب مجدد دے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا۔

(۱۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں، ابو بکر صدیق سے افضل ہو گیا۔ کیونکہ لفظ
 ”ہم“ بتاتا ہے۔ کہ یہاں مشارکت کسی ایک جزئی میں ہے۔ جس سے یہ لازم
 ہرگز نہیں آتا۔ کہ ایسے دونوں اشخاص میں مکمل مساوات ہو جائے۔ جیسا کہ
 حضرت علی المرتضیٰ اور آپ کے بھائی جناب عقیل باعتبار آپ آپ
 کی اولاد ہونے کے دونوں شریک ہیں۔ لیکن اس جزئی میں ان کے
 دونوں کو درجات، و کمالات میں مساوی ہرگز نہ ہوا۔ بلکہ
 (مجدد صاحب) اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہرگز مساوی فضیلت

نہیں ہیں۔

جاء۔ یہ ایک سیر و معانی ہے۔ اس کے اچھے یا بُرے ہونے کی وضاحت کے لیے میں نے اپنے شیخ کے ہاں اس سے گوش گزار کیا ہے۔ کیونکہ مرید کے لیے اپنے حالات سے اپنے شیخ کو آگاہ رکھنا ضروری ہوتا ہے اس درجہ میں اس روحانی میر کو صحیح سمجھ کر ابو بکر صدیق پر میری افضلیت ثابت کرنا درست نہیں ہے۔

ج۔ اگر اس سیر کو درست تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر بھی فضیلت جزئی سے زیادہ کیا ثابت ہو سکتا ہے۔ علامہ نے اس انداز کی فضیلت کو تسلیم کیا بلکہ بالفعل موجود مانا ہے۔ ان علماء کرام کا نظریہ ہے کہ کسی ایک جزئی میں غیر نبی نبی سے بڑھ سکتا ہے۔ جیسا کہ شہادت میں جملہ درجات عالیہ کے ایک درجہ ہے۔ یہ کسی غیر نبی کو مل جائے۔ لیکن نبی کو یہ درجہ بظاہر نہ ملے۔ تو ایسا ہوتا رہا ہے لیکن اس جزئی فضیلت کی بنا پر اس غیر نبی کو نبی پر کئی فضیلت دے دینا بیوقوفی ہے۔ لہذا اگر بالفاق علماء غیر نبی، نبی سے کسی جزئی فضیلت میں بڑھ سکتا ہے تو پھر غیر نبی کا غیر نبی سے ایک جزئی میں بڑھ جانا کیوں کر ناممکن ہو گیا۔

لمحہ فکریہ:

جناب مجدد الف ثانی کے مذکورہ مکتوب اور اس کے مندرجات کو آپ نے بنظر غائر دیکھا۔ یہاں گفتگو ایک مخصوص جزئی میں تھی اور صائم نعمت خواں نے اس جزئی فضیلت والے مکتوب سے جو عنوان قائم کیا۔ وہ ”غیر نبی کو نبی پر فضیلت ہے اور اس میں مجدد و صاحب کے مکتوب کو جزئی فضیلت سے ہٹا کر کلی فضیلت پر لایا گیا۔ کیونکہ عنوان میں جبکہ فضیلت کو علی الاطلاق ذکر کیا گیا۔ تو اس سے فضیلت مطلقہ ہی مفہوم ہوگی۔ اور اگر صائم نعمت خواں جناب مجدد کے مکتوب کے

مضمون کے مطابق صحیح عنوان دیتا۔ تو پھر کچھ اس طرح لکھتا: ”غیر نبی کو نبی پر جزئی فضیلت لیکن اس طرح اس کا اپنا عام مرکز ثابت نہ ہو سکتا تھا جناب مجدد نے اس جزئی فضیلت پر اٹھائے گئے نکات کا تین مختلف طریقوں سے جواب دیا ہے۔ پہلی کہ جو فضیلت کلی کے ضمن میں اویس قرنی ایسے بزرگ کرشمی ایسے صحابی (جو اسلام سے قبل حضرت حمزہ کے قابل ہوئے) پر فضیلت دینے کی اجازت نہیں دیتے۔ (جناب مجدد خود اویسی بھی ہیں) تو کیونکر متوقع ہو کہ وہ اپنے آپ کو صدیق اکبر سے افضل کہیں۔ پھر جبکہ جناب صدیق اکبر کی افضلیت قطعی اور اجتماعی ثابت کر چکے۔ گویا غیر نبی تو مجدد و صاحب کے نظریہ کے مطابق جناب صدیق اکبر کی فضیلت نہیں پاسکتا۔ اگرچہ وہ عمر بن الخطاب ایسا مراد رسول خدا ہی کیوں نہ ہو۔ تو غیر نبی کو نبی کے مساوی یا اس سے افضل سمجھنا قطعاً درست نہیں۔ صائم نعمت خواں نے اگرچہ ”غیر نبی کو نبی پر فضیلت“ کا عنوان مجدد و صاحب کے مکتوب کے حوالہ سے باندھا۔ لیکن اس کے باوجود اس نے اس نظریہ کو اپنایا۔ (اگرچہ مجدد و صاحب کا نہ یہ نظریہ ہے۔ اور نہ ہی ان کے کسی مکتوب سے اس کی شہادت دستیاب) اس لیے اگر صائم کی مراد یہی مراد ہے کہ غیر نبی کو نبی پر فضیلت مطلقہ حاصل ہو سکتی ہے جیسا کہ آیت کریمہ اولئک هم خیر البریہ کو استدلال پیش کرنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ تو وہ مرتد ہو چکا۔ اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل چکی ہے چنانچہ صائم نے جو اپنا مقصد ظاہر کیا۔ وہ یہ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ چونکہ خیر البریہ ہیں۔ اور ”البریہ“ کا معنی تمام مخلوق ہے۔ جس میں مسلمان غیر مسلمان صحابی غیر نبی بھی شامل ہیں۔ لہذا حضرت علی المرتضیٰ کی افضلیت تمام مسلمانوں میں ہے اور یہ غیروں پر ثابت ہوگئی۔ اور اس سے ثابت کرنے کے لیے جناب مجدد و صاحب کے مکتوب کا سہارا لیا جب مجدد و صاحب غیر نبی کو نبی پر ثابت نہ کر سکیں تو یہی علی المرتضیٰ کی اولیوں سے افضل نہ ہوں گے۔ مکتوب کے علاوہ صائم نے اپنے اس مدعا کو آیت

«إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمُ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ»
 سے بجا کر تفسیر و تشریح ثابت کیا۔ مجدد صاحب کے مکتوب کی حقیقت کے بعد
 اب ہم آیت کریمہ مذکورہ کے بارے میں تفسیری حوالہ پیش کر کے اس کا مفہوم
 واضح کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

روح المعانی:

ثُمَّ الظَّاهِرُ أَنَّ الْمُرَادَ بِالَّذِينَ آمَنُوا الْخَيْرُ الْمُقَابِلُ
 الَّذِينَ كَفَرُوا الْأَقْوَمُ مِنَ الَّذِينَ انْصَفُوا بِمَا
 فِي حَيْثُ الصَّلَاةِ بِخُصُوصِهِمْ وَزَعَمَ بَعْضُ أَتَمِّهِمْ
 مَخْصُوصُونَ فَقَدْ أَخْرَجَ ابْنُ مَرْدُودٍ عَنْ
 عَلِيِّ كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى إِنَّ الْكَافِرِينَ
 آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمُ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ
 هُمْ أَتَمُّ وَشَيْعَتُكَ وَمَوْعِدُكَ وَمَوْعِدُ كَرِّ الْحَوْضِ
 إِذَا حَبِطَتِ الْأَشْمَالُ لِحِسَابٍ يُدْعَوْنَ عَنْ أَمْعِيهِلِينَ
 وَرَفَى نَحْوَهُ الْإِمَامُ مَيْمُونُ بْنُ يَدِ بْنِ شَرَحْبِيلِ الْأَنْصَارِيُّ
 كَاتِبُ الْأَمِيرِ كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ وَأَنَّهُ عَلَيْهِ
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قَالَ ذَاكَ لَكَ عِنْدَ الْوَقَاةِ وَرَأْسُهُ
 الشَّرِيفُ عَلَى صَدْرِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَخْرَجَ ابْنُ
 مَرْدُودٍ بِهِ أَيْضًا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ
 الْآيَةُ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا الْخَيْرُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هُمُ أَتَمُّ وَشَيْعَتُكَ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَاضِينَ مُرَضِينَ وَذَلِكَ ظَاهِرٌ
 فِي التَّخْصِصِ وَكَذَلِكَ أَمَّا ذِكْرُهُ الْقَطْرِ سِي الْأَمَانِ
 فِي مَجْمَعِ الْبَيِّنَاتِ عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ الْأَنْصَارِيِّ
 عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ فِي الْآيَةِ نَزَلَتْ فِي عَلِيٍّ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَهَذَا إِنْ سَلِمَتْ
 صَحَّتُهُ لَا مَحْذُورَ فِيهِ إِذْ لَا يَسْتَدْرِي التَّخْصِصُ
 بِالْمَذْخُولِ فِي الْعُمُومِ وَهَمْ بِإِلَّا شَبْهَةً دُونَ
 فِيهِ دُخُولًا أَوْ لِيًّا وَأَمَّا مَا تَقَدَّمَ فَلَا تَسْلَمُ مِنْهُ
 فَإِنَّهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ أَنْ يَكُونَ عَلَى كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ
 خَيْرٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْإِمَامِ
 وَإِنْ قَالُوا إِنَّهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَيْرٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ
 حَتَّى أُولَى الْعَرْشِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَبِئْنَ
 الْمَلَكَةِ حَتَّى الْمُتَرَبِّينَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ لَا يَقُولُونَ
 بِخَيْرِ بَيْتِهِمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 هَاكَ قَالُوا يَا نَ السَّبْرِيَّةَ عَلَى ذَاكَ مَخْصُوصَةً
 وَمَنْ عَدَاةً عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِلدَّلِيلِ
 الدَّلَالِ عَلَى أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرٌ مِنْهُ
 كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ قِيلَ إِنَّهَا مَخْصُوصَةٌ لِبَيْتِهِ عَنِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمَلَائِكَةِ
 وَمَنْ قَالَ أَهْلُ السُّنَّةِ بِخَيْرِيَّةِ لِدَلِيلِ الدَّلَالِ عَلَى خَيْرِيَّةِ بَيْتِهِ
 وَبِالْجَمَلَةِ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُرْتَابَ فِي عَدَمِ تَخْصِصِ الْأَمْرِ
 وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْإِمَامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَالْأَمْرُ بِهِ
 وَلَا يَمُومُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَمَّا مَا تَقَدَّمَ

اثباتِ صحتہ تِلْكَ الْاُخْبَارُ خُطِّقَتْ - واللہ تعالیٰ اعلم۔

ترتیب روح المعانی پارہ نمبر ۳ سورۃ البینہ جلد ۳ ص ۲۰۷

ترجمہ: پھر لفظ ہر اس آیت الذین امنوا الخ سے مراد وہ لوگ مسلمان ہیں جو کفار کے مقابل میں ہیں۔ یہ نہیں کہ اس سے مراد مخصوص صاحب ایمان و اعمال صالحہ حضرات مراد ہیں۔ بعض کا یہ زعم ہے کہ اس سے مراد مخصوص حضرات ہیں۔ ابن مردویہ نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! کیا تو نے ان الذین امنوا الخ اللہ تعالیٰ قول نہیں سنا؟ وہ تم اور تمہارے شیعہ ہیں۔ میرا اور تمہارا کٹھنہ ہونے کا مقام حوض ہے جب امتوں کو بلایا جائے گا۔ تو تم چمکتی پیشانی والوں کے ساتھ آؤ گے۔ اسی طرح کی ایک روایت امامیہ نے یزید بن شراحیل سے جو کہ علی المرتضیٰ کے کاتب تھے۔ اُن سے بیان کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے نزول کے بعد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ جبکہ وفات شریف کی صبح کے وقت آپ کا سر انور علی المرتضیٰ کی گود میں تھا۔ ابن مردویہ نے ابن عباس سے ذکر کیا۔ کہ جب آیت نازل ہوئی تو حضور نے فرمایا۔ اے علی! تو اور تیرے شیعہ قیامت کے دن راضی اور مرضی ہوں گے۔ ان روایات سے آیت میں تخصیص ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح طبرسی شیعہ نے مجمع البیان میں ذکر کیا ہے وہ ابن عباس سے ذکر کرتا ہے کہ ابن عباس نے فرمایا یہ آیت کریمہ

علی المرتضیٰ اور ان کے گھروالوں کے بارے میں اتنی یہ روایات اگر ان کو صحیح تسلیم بھی کر لیا جائے۔ تو بھی کوئی اعتراض نہیں آتا۔ کیونکہ عموم آیت میں مخصوص حضرات کا داخل ہونا کوئی الٹھی بات نہیں۔ مذکورہ حضرات بلاشبہ آیت میں داخل ہیں۔ اور ان کا داخل بھی اولا ہے۔ لیکن جو پہلے گور چکا ہے۔ ہم اسے تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بہتر ہوں امامیہ اگرچہ علی المرتضیٰ کی اولوالعزم انبیاء کرام اور مقرب فرشتوں پر افضلیت کے قائل ہیں۔ لیکن حضرت علی المرتضیٰ کی حضور کی ذات کرامی پر افضلیت کے قائل نہیں۔ اگر اس موقع پر امامیہ وغیرہ یہ کہیں۔ کہ آیت مذکورہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر پھر مخصوص ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخصیص کی الگ دلیل موجود ہے۔ لہذا اس سے مراد علی المرتضیٰ اور ان کے شیعہ ہی ہیں۔ تو اس کے جواب میں کہا جائے گا۔ کہ پھر الذین امنوا الخ کے بارے میں یہ بات کیا بلا ریب ہوگی۔ کہ اس آیت سے مراد خاص کر علی المرتضیٰ اور ان کے شیعہ یا صرف علی المرتضیٰ اور ان کے گھروالے ہی ہیں؟ اس کی تائید میں ذکر کی گئی روایات کا ثبوت و صحت بھی تو در دوسرے کم نہیں ہے۔

توضیح:

صاحب روح المعانی کی تفسیر کے بموجب الذین امنوا الخ اپنے عموم پر ہے۔ اس لیے اس سے مراد عام مسلمان ہوں گے۔ جو کفار کے مقابل میں ہوتے ہیں۔ اس تفسیر میں ابو بکر صدیقؓ عمر فاروقؓ ابو مرثدہ علی المرتضیٰؓ وغیرہ بھی شامل ہیں کچھ لوگوں کا خیال ہے۔ کہ اس سے مراد مخصوص مومن ہیں۔ اور یہی شیعوں کا مسلک

میں ہے۔ ان قائلین کی روایات اول تو صحت کے درجہ تک پہنچنا مشکل ہیں۔ دوسرے
عموم پر رکھتے ہوئے آیت میں وہ مخصوص حضرات خود بخود آجاتے ہیں۔ لیکن اگر تخصیص
ایسی لی جائے کہ جس میں ان مخصوص حضرات کے علاوہ تمام خارج ہوں۔ تو یہ امامی
معتقدہ کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی علی المرتضیٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے شیعوں یا کمر والوں کا افضل ہونا ثابت ہوگا۔ حالانکہ
یہ درست نہیں۔

لمحہ فکریہ:

صائم نعت خوان نے اپنے شیعہ نظریات کو ثابت کرنے کیلئے ہر حربہ
استعمال کیا۔ اگر جناب مجدد صاحب کے ارشادات کا غلط مطلب بیان کرنے سے
کام بنتا نظر آیا۔ تو اسے غلط مطلب پہنا دیا۔ اور اگر کسی حدیث کے ٹکڑے سے
مقصد برآری دکھائی دی۔ تو اس کے سیاق و سباق کو قطعاً سامنے نہ لایا گیا۔ اور
اگر کسی آیت سے اشتہاد پیش کرنا چاہا۔ تو اس کے بارے معقول و منقول دیکھنے کی
کوشش نہ کی۔ اور اپنے مقصد کے مطابق تفسیر کو ڈالی۔ اور اس حد تک اگے بڑھ گیا۔
کہ کفریہ عنوانات قائم کر کے ان پر بحث کی۔ اور انہیں ثابت کرنے کی کوشش کی۔
اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔ (ضاعتبر وایا ولی الایصار)

نوٹ:

ہم آخر میں قارئین کرام کی توجہ ایک اہم بات کی طرف مبذول کرنا چاہتے ہیں۔ وہ
یہ کہ صائم نعت خوان نے اپنی تصانیف میں اپنے نظریات کے ثبوت میں جن کتب
کا حوالہ یا عبارت درج کی۔ اولاً وہ ایسے کثر شیعہ مصنفین کی ہیں کہ جن کے شیعہ ہونے میں
کوئی شک نہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اکثر فضائل صائم نے انہی کتابوں
سے لیے ہیں۔ حالانکہ اہل سنت کہلانے کے ناطے سے اسے اپنے ہم مسلک علماء

کی تصانیف سے حواہیات دینے چاہیے تھے۔ مسعودی کی کتاب مروج الادب
اسی طرح ینابیع المودۃ، کشف الغمہ، اعیان الشیعہ اور اشرف التنبیہ
ایسی کتابیں ہیں جو کثر رافضی شیعوں کی تصانیف ہیں۔ ان سے فضائل علی ذکر کیے گئے۔
اور کچھ ایسے لوگوں کی تصنیفات سے بھی حواہیات دیئے ہیں۔ جو "اہل سنت"
مشہور تو ہیں۔ لیکن درحقیقت وہ تشیع سے موصوف ہیں۔ ان مصنفین کی کتب کے
حوالہ جات اہل سنت پر بحث نہیں ہو سکتے۔ ہم اپنی تصنیف میزان المکتب میں اس قسم
کی تقریباً تیس کتابوں پر بحث کی ہے تفصیل وہاں سے ملاحظہ فرمائیں۔

ان کتابوں میں سے ایک کا نام "ینابیع المودۃ" ہے۔ جسے حافظ سلیمان
بن ابراہیم نے لکھا۔ اس سے اکثر اقتباسات صائم نعت خوان نے لیے۔ اور
انہیں عنوان تک اہمیت دی۔ حالانکہ شخص مذکورہ بقیہ باز شیعہ ہے۔ اور بطور بقیہ
"دجفی" تک کہلاتا ہے۔

بارہ ائمہ کی عصمت کا قائل ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک جس
میں بارہ خلفاء کا ذکر ہے۔ ان سے مراد بارہ امام ہیں۔

ینابیع المودۃ:

عن ابن عباس قال سمعت رسول الله صلى الله
عليه وسلم يقول انا و علي و الحسن و الحسين
و تسعة من ولد الحسين هم مطهرون
معتصومون۔

دینا بیع المودۃ ص ۲۲۵ مطبوعہ تہران جدید

ترجمہ: ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے
ہوئے سنا۔ کہ میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) علی، حسن، حسین اور حسین کی اولاد میں

سے نرادی پاک اور معصوم ہیں۔

ینابیع المودة:

عَلِمَ أَنَّ مَرَادَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ حَدِيثِهِ هَذِهِ الْاِثْنَا عَشْرَةَ مِنَ أَهْلِ
بَيْتِهِ وَحُرَّتِهِمْ إِذْ لَا يُمْكِنُ أَنْ يَحْمَلَ هَذَا الْحَدِيثَ
عَلَى الْخُلَفَاءِ بَعْدَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ لِإِقْلَابِهِمْ عَنْ
اِثْنَا عَشَرَ وَلَا يُمْكِنُ أَنْ يَحْمَلَ عَلَى الْمُلُوكِ
الْمَوْيَّةِ لِزِيَادَتِهِمْ عَلَى اِثْنَا عَشَرَ وَلِظُلْمِهِمُ
الْفَاحِشِ إِلَّا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ -

(ینابیع المودة ص ۴۶) (الباب السابع والسبعون)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
بارہ سے مراد آپ کی اہل بیت اور عترت سے بارہ آدمی ہیں۔
کیونکہ اس سے مراد خلفاء راشدین اس لیے نہیں ہو سکتے کہ وہ
تعداد میں بارہ سے کم ہیں۔ اور اموی خاندان کے بادشاہ بھی نہیں
ہو سکتے۔ کیونکہ ایک تو وہ بارہ سے زیادہ ہیں۔ اور دوسرا ان میں
ماسوا عمر بن عبدالعزیز کے ظالم ہوئے ہیں۔

لمحة فكرية:

مندرجہ بالا حدیث کا مصداق جب بارہ ائمہ اہل بیت کو بنایا گیا۔ اور
خلفاء راشدہ کا صاف صاف ذکر کر کے انہیں حدیث پاک کے مصداق
سے خارج کیا ہے۔ اس حدیث میں بارہ خلفاء کا تذکرہ ہے۔ لہذا جب
خلفاء میں سب سے پہلے عقیقہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہوئے۔ تو

خلافت بافضل بھی ثابت ہو گئی۔ اور خلفائے خلافت کا عاصب خلافت ہونا بھی ثابت
ہوا۔ یہی شیعہ لوگوں کا مسلک ہے۔ جب صاحب ینابیع المودة بھی دس لفظوں
میں یہی کہہ رہا ہے۔ تو پھر اس کے شیعہ ہونے میں کون سی روکاؤٹ رہ گئی۔ اب اس کی
تصنیف کو صائم نعمت خوان نے اپنی کتاب کی روئی بنا کر اپنا شیعہ ہونا خود
ثابت کر دیا ہے۔ کیونکہ ہر شخص اپنے مسلک کی کتب کے حوالہ جات دیتا ہے
ان سے اقتباسات پیش کرتا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
اقتابات جو صائم نے ذکر کیے ان تمام کاغذ ہی کتاب ہے۔ اگر انہیں حقیقی معنوں
پر محمول کریں۔ تو اللہ تعالیٰ کے بعد بزرگ ترین شخصیت حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔ تمام
انبیاء حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان اوصاف سے محروم ہیں (معاذ اللہ) اسی طرح
التنبیہ والاشراف اور مروج الذهب جو سعودی کی تصانیف ہیں ان سے کتاب
کیا گیا۔ سعودی کا شیعہ ہونا مسلم ہے۔ اس سلسلہ میں الذریعہ الی تصانیف الشیعہ،
المکفی واللقاب اور اعیان الشیعہ میں ان مصنفین کے حالات و عقائد دیکھ لیں۔
تین کتابیں شیعہ مصنفین کی فہرست ہیں۔ اور ان کے مختصر کرائے و حالات ان میں
درج ہیں۔ کسی غیر شیعہ کو ان میں درج ہی نہیں کیا گیا۔

صائم نعمت خوان سے اسی سعودی کو مورخ جلیل علامہ سعودی کہہ کر مشکل کشا
نامی کتاب ص ۸ پر لکھا ہے۔ مختصر یہ کہ دھوکہ دینے اور بھولے بھالے اہل سنت
کو من گھڑت سنیں کی کتابوں کے حوالہ جات دے کر ہر کائنات کی کوشش کی گئی۔ اور
اور ہم نے بفضلہ تعالیٰ صائم نعمت خوان کے عزائم سے آگاہ ہو کر امت مسلمہ اور
خاص کر اہل سنت کو تنبیہ کر دی ہے۔ امید ہے کہ ہماری یہ کوشش حقیقت کی
پہچان میں مدد و معاون ثابت ہوگی۔ اور نام نہاد دشمنوں کے پوسٹ ارٹم کا کام
دے گی۔

آخری گزارش:

مجدد العت ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریفہ سے قطع و برید کر کے صائم
نعت خواں نے جس طرح اپنی مرضی منشاء کے مطابق اپنے ہی پسندیدہ عنوانات
کے تحت ان کی تفسیر و تشریح کی۔ کہ جس کا خود مجدد و صاحب کے مقصود و مراد
سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ اس کی مکتوبی کو واضح کرنے کے لیے ہم نے
تردید ہی قلم اٹھایا۔ ہمارے پیش نظر تردید برائے تردید نہیں ہے۔ بلکہ احقاق حق
اور ابطال باطل ہے۔ اس لیے ہم نے مکتوبات شریفہ کی مکمل عبارت و جج کے پھر
پھر مجدد و صاحب کے مکتوبات سے ہی آپ کی مراد و مقصود کو واضح کرنے کے لیے
کئی دوسرے مکتوبات سے عبارات نقل کیں۔ تاکہ بات واضح ہو جائے
ان اصل عبارات اور تائیدی عبارات کو دیکھ کر صائم نعت خواں کی دھوکہ دہی
اور کذب بیانی کھل کر سامنے آگئی ہے۔ حقیقت کے واضح ہو جانے کے بعد
ہم صائم صاحب کو دعوت دیتے ہیں کہ اگر ان میں رائی برابر بھی ایمان کی رقی
ہے تو اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کر کے اپنے سابقہ موقف سے رجوع
کر لے۔

چیلنج: اور اگر ہماری پیش کردہ عبارات مکتوبات کو وہ مجدد و صاحب کے
مقصود کے خلاف قرار دیتے ہوں۔ تو میں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس کی تردید اور وہ
بھی حضرت مجدد و صاحب کے ارشادات سے ہی پیش کر دیں۔ تو میں انہیں مبلغ
بیس ہزار روپے نقد انعام دوں گا۔ بلکہ وہ اس بارے میں اپنے تمام سنی و شیعہ
ساتھیوں سے بھی تعاون حاصل کر لیں۔ تو بھی اس کی کھلی اجازت ہے۔

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ
فَاِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي لَا يَئِثُ
فَاعْتَبِرُوا يَا اُولِيَ الْاَبْصَارِ